برقش

کتاب چہرہ

مکمل ناول

رات کے سناٹے میں سڑک کے کنارے وہ دلہن کے لباس میں چار پانچ لڑکے لڑکیوں کے گروپ کے ساتھ بیٹھی ساری دنیا سے بیگانہ نشہ کرنے میں مگن تھی صرف وہ ہی نہیں وہاں موجود سب ہی اس مشغلے سے لطف اندوز ہو رہے تھے . اپنے گھر کی عزت و آبرو جیسے گھر کے دروازے پر ہی چھوڑ آئے تھے . اسی پل ایک مرسڈیز تیزی سے ان کے قریب آکر رکی مگر وہ لوگ اپنے مشغلے میں اتنا مگن تھے کہ کسی کو احساس بھی نہ ہوا تھا . سامنے کا منظر دیکھ کر کار سے اترنے والے شخص کو لگا کسی نے اسکے وجود کے ٹکڑے کرکے اسی سڑک پر پھینک دیے ہوں اسکی دلہن جسے اس وقت سیج پر اسکا منتظر ہونا چاہیے تھا وہ ساری دنیا سے غافل اس ویران سڑک پر بیٹھی تھی. لب بھینچتے تیزی سے اس کے قریب آیا.

" کیا کر رہی ہو یہاں ...."جھٹکے سے کھینچ کر کھڑا کیا مگر وہ جواب دینے کی حالت میں کہاں تھی

" اے ... میری باری ہے واپس کر "نشے کی حالت میں لڑکھڑاتے اپنے ساتھی پر چیخی , اس شخص نے انگارہ ہوتی آنکھوں سے اس لڑکی کو دیکھا اور گھسیٹتا ہوا کار کی جانب بڑھنے لگا

"چھوڑ مجھے ..... بچاؤ دوستوں لے کر جا رہا ہے یہ مجھے" خود کو اس اسکی گرفت سے آزاد کرانے کے لیے چیخ پڑی مگر وہ بغیر کوئی توجہ دیے اسے کار کی بیک سیٹ پر ڈال چکا تھا.دل میں ایک حشر سا برپا تھا بے بسی سی بے بسی تھی ڈائیونگ سیٹ پر بیٹھتے کسی کو کال ملانے لگا

"رخصتی ہو چکی ہے ... ڈنر کر کے آپ لوگ واپس آجائیے گا "بھینچے ہوئے لہجے میں کہتے ایک تپتی نگاہ اس پر ڈالی جو آنکھیں بند کیے نشے میں کچھ بڑبڑا رہی تھی . رابطہ منقطع کر کے ایک گہری سانس فضاء کے سپرد کی اور کار اسٹارٹ کر گیا .

******

"شیلی بتا رہی تھی بہت زبردست کلیکشن آئی ہے اس بار " مہرین صاحبہ مسکراتے ہوئے اپنی بڑی بیٹی سے مخاطب ہوئیں جیسے انہی کی طرح شاپنگ اور نت نئی جیولری خریدنے کا شوق تھا

" جی مگر جس کلیکشن کا میں ویٹ کر رہی ہوں وہ ونٹر کے اسٹارٹ میں لونچ ہو گی تک اسی سے کام چلانا پڑے گا " کورنکلیکس کھاتی منہ لٹکا کر بولی،وہ تینوں اس وقت ڈائینگ ڈیبل پر موجود بریک فاسٹ کر رہیں تھی مگر تیسرا وجود ان کی باتوں سے لاتعلق بنا بیٹھا اپنا چیز سینڈوچ بے دلی سے کھا رہا تھا

" حور تم بھی چلو مزہ آئے گا " بریرہ نے اسے خاموش بیٹھا دیکھ مخاطب کیا

" نہیں مزے کرئیں آپ لوگ میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں " آدھا بچا سینڈوچ پلیٹ میں رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی

" آخر تم کب تک ماما اور میری پسند کی شاپنگ پہنتی رہو گی اپنی مرضی سے بھی کچھ لیا کرو " گھور کر اسے دیکھا مہرین صاحبہ خاموشی سے اپنی جان سے عزیز حوروں جیسے حسن والی بیٹی کو دیکھ رہیں تھی جو بلکل فیملی سے کٹ کر رہتی تھی

" میری پسند ! نہیں بری میری کوئی پسند نہیں میرے لیے تو ہمیشہ اس گھر نے فیصلے کیے ہیں کیوں ماما " ایک طنزیہ نگاہ ماں پر ڈالی وہ ایکدم نظریں چرا گئیں تھی

" اچھا بس جاؤ اب ۔۔۔۔غلطی کردی تم سے تو پوچھ کر " بریرہ نے بات ختم کرنی ہی بہتر سمجھی کیونکہ اگر اس کا موڈ مزید خراب ہوتا تو مہرین صاحبہ کے صرف آنسو ہی نکلنے تھے۔سختی سے اپنے لب بھینچے چیئر سے بیگ اٹھاتی ڈائینگ ہال سے نکل گئی۔

" پلیز ماما اب اپنا موڈ اوف مت کیجیے گا اس بیوقوف کی وجہ سے " انہیں خاموشی سے دروازہ تکتے بولے بنا نہ رہ سکی

" نجانے کب اسکی ہم سے ناراضگی ختم ہوگی " ایک دکھ بھری نظر دروازے پر ڈالتیں خود بھی اٹھ کھڑی ہوئیں تھی۔

******

یہ واشنگٹن میں موجود ایک عالیشان ہوٹل کا سیمینار حال تھا جہاں الیکٹرونک میڈی کے نمائندوں کا جمہ غفیر لگا تھا اور انتظار بس ایک شخصیت کا تھا جس نے دوسال کے کم ترین عرصے میں ایک ہی فائونڈیشن کی تیسری بنیاد رکھ دی تھی۔جن میں سے دو پاکستان میں تھیں اور تیسری کا قیام واشنگٹن میں رکھا جارہا تھا۔اسی لمحے ایک چھ فٹ شخص نیوی بلو تھری پیس پہنے سیمینار حال میں داخل ہوا تھا دو گارڈرز جو اسکے ہمہ وقت ساتھ رہتے تھے وہ بھی موجود

تھے،کیمرے بھی اسی پل اون ہوئے تھے اور اسکے ہر اٹھتے قدم کو اپنے کیمروں میں محفوظ کر رہے تھے۔

" گڈ ایوننگ آیوری ون۔۔۔۔سوری فار دا لیٹ یو نو اباؤٹ دا ٹریفک۔۔۔"ڈائس پر پہنچ کر اپنے گھمبیر لہجے میں بولا۔سبھی نمائندے اپنے مائک تھام گئے تھے

"ویلکم سر۔۔آپ جیسا بزنس مین اس ٹریفک کے مسائل کا شکار ہے تو سوچیں ہم کیسے پہنچے ہونگے " ایک نمائندے نے میٹھا سا طنز کیا

" ارے نہیں میں نے سنا ہے میڈیا کے ہاتھ پاؤں بہت لمبے ہوتے ہیں ہر جگہ وقت سے پہلے ہی پہنچ جاتے ہیں " انگوٹھا سے اپنی بیرڈ کو ہلکہ سا کھجاتا پرسوچ انداز میں بولا سبھی کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی

"دیکھ لیں سر یہاں بھی ہم وقت سے پہلے پہنچ گئے"نمائندے کی بات پر سر ہلاتا مسکرادیا

" اوکے ناؤ لیٹس کم ٹو دی پوائنٹ فار دیٹ وی آر ہیئر ٹوڈے"

" مسٹر زمور داؤد پہلے تو آپ کو "ریا فاؤنڈیشن" کی تیسری برانچ پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ایک کامیاب بزنس مین ہیں لیکن اس کی تعمیر میں آپ کو کبھی کوئی مشکل پیش آئی؟ " رپورٹر کے سوال پر اس وجیہی شخص کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی جو اس کو مزید خوبرو بنا رہیں تھی

" نہیں کبھی نہیں "

" اگر آپ کے ارادے مضبوط ہوں اور یقین اپنے رب پر کامل ہو تو ممکن ہی نہیں کہ کوئی مشکل چھو کر بھی گزر جائے" اسکے مستحکم لہجے پر حال میں موجود افراد متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے تھے

" آپ کی فاؤنڈیشن حال ہی میں ایک ریپ وکٹم کے حق میں کیس جیتی ہے اور آپ نے ہر ہیئرنگ میں بذاتِ خود شرکت کی۔۔۔کیا مزید ایسے کیسس لڑنے کا ارادہ ہے؟ " سوال دوسرے نمائندے کی جانب سے آیا تھا

"جہاں تک ممکن ہوا ہم کوشش کریں گے"پرعزم لہجے میں بولا

"کیا آپ کا پولیٹکس میں آنے کا ارادہ ہے مسٹر زموز داؤد؟"

"یہی تو مسئلہ ہے اس سوسائٹی کا جہاں انسان کچھ کرنا چاہے اسے پولیٹکس اور پبلیسٹی سے منسلک کر دیتے ہیں مگر میرا ابھی ایسا کوئی ارادہ نہیں"جواب فوراً آیا تھا

" آپ کی نظر میں ایک ریپسٹ کی سزا کیا ہونی چاہیئے؟ " رپورٹر کے سوال پر وہ ایک پل کے لیے خاموش ہوا تھا

" ہمارے مذہب میں اسکی سزا سنگسار ہے مگر آج کل ڈیموکریٹک نظام نے ان جیسوں کو چھوٹ دے دی تبھی کرائم ریٹ بڑھ گیا ہے میرا ماننا ہے اس کا فیصلہ وکٹم کرے جس پر گزری ہے " سپاٹ لہجے میں بولا آنکھوں میں ہلکی ہلکی سرخی نمودار ہونے لگی تھی

"سر صرف اکتیس برس کی عمر میں اتنی کامیابی۔۔۔آپ یوتھ کے لیے ایک آئیڈیل شخصیت بن چکے ہیں کوئی پیغام دینا چاہیں گے انہیں"

" پہلی بات مجھے اپنا آئیڈیل نہ سمجھیں کیونکہ ہر کسی میں عیب ہوتے ہیں میرے تھوڑے سے اچھے کاموں نے اگر میرے عیب ڈھانپ دیے اسکا مطلب بلکل نہیں کہ مجھ میں عیب نہیں اور دوسری بات آپ خود اپنے اندر ایک بہتر شخص ڈھونڈیں بہترین خودبخود سامنے آجائے گا "پورا حال اسکی گھمبیر آواز سے گونج رہاتھا۔۔وہاں موجود ہر شخص کے چہرے پر زمور داؤد کے لیے توصیف تھی۔۔احترام تھا۔۔

" سر آپ ایک سیٹلڈ شخص ہیں مگر اب تک شادی نہ کرنے کی وجہ؟" یہ سوال حسبِ توقع خاتون رپورٹر کی طرف سے آیا تھا سب کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی سوائے زمور داؤد کے۔

" یہ سوال آپ کو مجھ سے نہیں میری دلہن سے پوچھنا چاہیے جو اب تک اپنے لائف پارٹنر سے دور ہے۔۔۔"اسکے گھومے ہوے جواب نے سب کے قہقہے لگوادیے تھے جبکہ وہ رپورٹر اب بھی کھڑی تھی

" سر لاسٹ کوشن یہ فاؤنڈیشن کس کے نام پر قائم کی ہے آپ نے کہیں یہ وہی تو نہیں"یہ سوال کئی بار پوچھا جاچکا تھا مگر وہ ہمیشہ اس سوال کو بھی گھوما دیتا تھا

" یہ میرا سیلف کریئٹڈ نیم ہے مجھے نہیں معلوم تھا یہ نام اتنا مسئلہ کرنے والا ہے مستقبل میں میرے لیے.. اینڈ آئی تھینک دیڈس اول فار ٹو نائیٹ تھینک یو سومچ"ایک مصنوعی مسکراہٹ سے نوازتا تھوڑے بہت نمائندوں کے ساتھ تصویریں بنواکر اپنے گارڈز کے ساتھ باہر کی جانب بڑھ گیا۔

******

" کل کیوں نہیں آئے تھے " سامنے لگے درختوں کو گھورتے اپنے بیگ کی کی چین سے کھیل رہی تھی

" مصروف تھا تم جانتی تو ہو اگلے ہفتے فلائٹ ہے میری " اسکا سپاٹ چہرہ دیکھ ہنستے ہوئے بولا۔وہ سر ہلاتی اپنے لب کاٹنے لگی

" حور۔۔۔ایسے تو نہیں کرو یار " اسکے پل پل بدلتے موڈز کے بارے میں اچھی طرح آگاہ تھا حور نے اپنی نم آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا

" کیوں میں نے کہا کیا کہ ایسا تو نہیں کرو؟تم بھی مجھے کہنے والے نہیں ہوتے سمجھ آئی " زور سے کی چین بیگ پر مارتے رندھے ہوئے لہجے میں بولی

" تم خود بتاؤ کیا چھوڑ دوں یہ آفر نہیں جاؤں؟ کیونکہ تمہیں اس طرح چھوڑ کر تو بلکل نہیں جاسکتا " ملائم لہجے میں کہتے اسکی کی چین واپس بیگ میں لگانے لگا

" لیکن تمہاری تو واپسی کا بھی کچھ پتہ نہیں۔۔۔نجانے تم کب واپس آؤ شاید میں ہی نہ رہوں تب تک " اسکے لہجے کا کرب شہریار رضا اچھی طرح سمجھ سکتا تھا بچپن سے آج تک بس ایک وہ ہی تو تھا جو اسکا دوست رہا تھا مگر اب وہ بھی جارہا تھا۔۔۔

" کیا بکواس کر رہی ہو ' مار کھاؤ گی مجھ سے " گھور کر اسے دیکھا جواباً وہ بھی اپنی نم آنکھوں سے اسے گھورنے لگی

" تم نا اپنی شکل لے کر آج سے ہی گم ہو جاؤ ' مجھے نئے دوست بنانے کا موقع تو ملے گا " تپ کر کہتی اپنا بیگ اٹھا کر چل پڑی

"زبردست اگر تم ایسا کرو گی تو کیا ہی بات ہے مگر مجھے پھر بھی تمہاری فکر رہے گی کہ نجانے اس بھری یونی میں کیسے رہو گی میرے بغیر" اسکے ساتھ قدم ملاتا مسکرا کر بولا

" تمہیں کیا لگتا ہے مجھے کسی کے سہارے کی ضرورت ہے؟ رونگ۔۔۔یو آر رونگ شہریار رضا میں اپنا دیہان اچھے سے رکھ سکتی ہوں سمجھ آئی " غصیلے لہجے میں کہتی اپنی کلاس کی جانب بڑھ گئی جبکہ وہ ایک گہری سانس بھر کر رہ گیا،اسکی ضد وہ اچھی طرح سے جانتا تھا۔

*****

گرین کوٹ اور مہرون کلر کا اسکارف پہنے جورج ٹاؤن کی مشہور و مصروف اسٹریٹ پر کھڑی اپنے اسٹال پر لگے خوبصورت پھولوں پر اسپرے کر رہی تھی جب ہی ایک مرسڈیز کونے میں آکر رکی تھی پوری اسٹریٹ مقامی افراد اور سیاحوں سے بھری پڑی تھی جب وہ شخص اسٹال کے قریب آگیا۔

" آفاق صاحب نہیں آئے آج؟ " زمور نے سن گلاسس کوٹ کی جیب میں لگاتے اطراف کا جائزہ لیا

" آئے ہیں نماز پڑھنے گئے ہیں ' آج آپ کے وہ مسٹنڈے ساتھ نہیں آئے " معصوم سے چہرے کے گرد لپیٹے اسکارف کو ٹھوڑی پر سیٹ کرتی مسکرا بولی

" نہیں تمہارے کسٹمر ڈر کر بھاگ جاتے ہیں اسی لیے نہیں لایا آج " بے تاثر لہجے میں کہتا اپنا موبائل چیک کرنے لگا

" کیوں میرے کسٹمر چور ہیں جو ان سے ڈر کر بھاگیں گے " گھور کر اس مغرور شخص کو دیکھا

" کیا پتہ ان کی فلورسٹ تو پھول توڑتی پھرتی ہے ادھر ادھر سے "طنزیہ انداز میں کہتا اسے آگ لگا گیا

" آپ کیا سمجھ رہے ہیں یہ پھول میں چرا کر لائی ہوں ' بابا اور میں نے خود اگائے ہیں ایک بار آپ کے آفس کے باہر سے ایک پھول کیا توڑ لیا چور ہی سمجھ بیٹھے " اسے تو تپ ہی چڑھ گئی

"ہمم زوبی۔۔۔"سامنے سے آتے آفاق صاحب اسکی بات سن چکے تھے زمور کے لبوں پر بھی مسکراہٹ آگئی

" اسلام و علیکم۔۔"ان کے قریب آتے ہی ہاتھ تھام لیا

"وعلیکم اسلام اور برخوردار کیسے آنا ہوا"اسٹال کے پاس رکھے اسٹول پر بیٹھتے اسے بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا

"ٹھیک ہوں الحمدللہ۔۔۔"لہجہ کافی دھیما تھا

" یہ لہجہ تمہاری بات کی تصدیق نہیں کر رہا " انہوں نے غور سے اسکے چہرے کے تاثرات دیکھے جو زبردستی نارمل کیے بیٹھا تھا

" اچھا دوست چلا گیا تمہارا ؟ " انہوں نے خود ہی بات بدل دی

" ہاں۔۔۔دو دن پہلے ہی چلا گیا تھا " دونوں کلائیاں زانوں پر رکھتا زمین کو گھورنے لگا

" یہ جب بھی آتا ہے تمہارا موڈ ہفتے بھر کے لیے غارت کر جاتا ہے " خشمگین لہجے میں بولے زمور کے لبوں پر ایک پر اذیت مسکراہٹ بکھر گئی

" اگر وہ نہ آئے تو سوچیں میں کہاں جاؤں گا"چہرہ ہلکہ سا ترچھا کرکے انہیں دیکھا

" حوصلہ پیدا ہوگا پھر سب کچھ فیس کرنے کا شیر دل " اسکی پیٹھ تھپکتے پیار سے بولے وہ بس انہیں دیکھ کر رہ گیا

" یہ یونی کیوں نہیں گئی آج؟ .... "اس بار وہ بات گھوما گیا۔وہ ہمیشہ اس ٹاپک سے کترا جاتا تھا

" کہتی ہے فیسٹیول چل رہے ہیں میں جاکر کیا کروں گی " اسے گھورتے ہوئے بولے

" تو صحیح تو کہہ رہی ہوں آپ بتائیں میں کیا کروں گی ان فرنگیوں کے فیسٹیول میں " برا سا منہ بنایا وہ دونوں ہی مسکرادیے

" اور پڑھائی؟ اگر کوئی ہیلپ چاہیئے تو بتادینا میں ٹیوٹر کا بندوبست کر دونگا " وہ ان دونوں باپ بیٹی کے بہت قریب تھا خاص کر آفاق صاحب کے جو منٹوں میں اس کی ہر بات سمجھ جاتے تھے۔

" نہیں ابھی تو نہیں ہے اگر ہوئی تو بتادوں گی " ہلکہ سا مسکرا کر اسٹال کی جانب متوجہ ہوگئی جہاں ایک کسٹمر آکھڑا ہوا تھا۔

" پیرینٹس لوٹ آئے تمہارے نیویارک سے؟ "

" نہیں آج شام آئیں گے ' چلیں میں چلتا ہوں بہت سارا ٹائم کھالیا آپ کا "سائیڈ سے اپنا کوٹ اٹھاتا اٹھ کھڑا ہوا آفاق صاحب قہقہہ لگاگئے

" شیر دل " آپ کا " کی جگہ " اپنا " کہتے تو جملہ زیادہ مکمل ہوتا " ہنستے ہوئے بولے وہ نفی میں سر ہلاتا خدا حافظ کہہ کر کار کی جانب بڑھ گیا اسے واقعی سر اٹھانے کی فرصت نہ تھی مگر آفاق صاحب کے پاس آنے کے لیے وہ کچھ بھی کرکے ٹائم نکال ہی لیتا تھا۔وہ تقریباً بیس سال سے زوباریہ کے ساتھ اسی شہر میں ایک چھوٹے سے فلیٹ میں رہ رہے تھے۔بیوی کا انتقال زوباریہ کے بچپن میں ہی ہوگیا تھا۔بس تب سے وہ دونوں ہی ایک دوسرے کا سہارا تھے ریٹائرمنٹ کے بعد انہوں نے فارغ بیٹھنے کے بجائے اس چھوٹے سے اسٹال پر پھول بیچنے کو ترجیح دی تھی کچھ حالات اور زوباریہ کی پڑھائی کے اخراجات بھی اس کام کو جاری رکھنے کا سبب تھے۔

******

شام کے سات بجے کے قریب اسکی آنکھ کھلی تھی وہ یونی سے آکر کچھ دیر کے لیے سوگئی تھی۔بالوں کو پونی ٹیل میں کستی نیچے آئی تو ماما بابا اور بریرہ سب ہی خوش گپیوں میں مصروف تھے جن کے بیچ زوہیب وجاہت بیٹھا اپنی قصے کہانیاں سنا رہا تھا جس کا کچھ حصہ سن کر اسکے دل میں بھانبڑ سے جلنے لگے۔سختی سے لبوں کو بھینچتی لاؤنج کراس کرکے کچن کی جانب بڑھ گئی وہ لوگ بھی اسے گزرتا دیکھ ایک پل کے لیے خاموش ہوگئے۔مہرین صاحبہ نے ایک نظر عثمان صاحب کو پھر ان دونوں کو دیکھا۔

"بری بیٹا جاؤ خالدہ چائے بناچکی ہوگی لے کر آؤ" ان کے اشارے پر وہ ایک نظر زوہیب پر ڈالتی کچن کی جانب بڑھ گئی جہاں اس سے تین سال چھوٹی اسکی جان

سے پیاری بہن ایک کے بعد دوسرے کیبنٹ میں نجانے کیا ڈھونڈ رہی تھی اور خالدہ بچاری خاموشی سے کونے میں کھڑی تھی۔بریرہ نے اسے باہر نکلنے کا اشارہ کردیا۔

" کیا ڈھونڈ رہی ہو حور مجھے بتاؤ "اس کے نزدیک آگئی تبھی حور نے زور سے کیبنٹ بند کیا

" سکون۔۔۔سکون ڈھونڈ رہی ہوں میں بریرہ عثمان جو شاید مجھے قبر میں ہی نصیب ہوگا بس"سرخ آنکھیں لیے چیخ پڑی

"ایسا کیوں کہہ رہی ہو میری جان"اس کے گال پر ہاتھ رکھنا چاہا جسے وہ فوراً جھٹک گئی

" کیوں ملتی ہو تم ان سے۔۔۔کیوں وہ منہ اٹھا کر اپنے قصے لیے یہاں آجاتے ہیں جواب دو مجھے مارنا چاہتی ہو۔۔۔تو لو لے لو میری جان ایسے ہی " کاؤنٹر سے چھری اٹھا کر اسے تھاما دی

" یہ۔۔۔یہ کیا کر رہی ہو حور وہ۔۔۔وہ بس ایسے ہی آیا تھا اسکا ایسا کوئی مقصد نہیں تھا تم ایسے بی ہیو مت کرو " بریرہ کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے

" کیا میں جانتی نہیں ہوں پاگل چھوٹی بچی سمجھا ہوا ہے مجھے اب تک جو جو چاہے کھیل لے میرے ساتھ ہاں " کاؤنٹر سے گلاس اٹھا کر دیوار پر دے مارا۔اسی پل وہ تینوں کچن میں داخل ہوئے تھے

"حور ہوش میں آؤ" مہرین صاحبہ تیزی سے آگے بڑھیں مگر اس نے اپنے قریب آنے سے روک دیا

"ان سے کہہ دیں اگر آئندہ یہ ادھر اُدھر کی خبریں لے کر گھر آئے تو میں ہر لحاظ بھول جاؤں گی " نفرت سے زوہیب کے تاریک پڑھتے چہرے کو دیکھ کر بریرہ کے کندھے سے ٹکراتی کچن سے باہر نکل گئی۔کچن میں چار افراد ہونے کے باوجود بھی ایک سکوت سا چھا گیا تھا۔

" ہمیں معاف کر دینا بیٹا۔۔۔"چند لمحے بعد مہرین صاحبہ نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا

" پلیز پھپو ایسا مت کہیں "سن پڑھتے دماغ کے ساتھ بمشکل اپنا جملہ مکمل کیا تھا، دونوں میاں بیوی شرمندہ سے لب سیے باہر نکل گئے۔وہ سسکتے ہوئے کاؤنٹر پکڑ کر بیٹھتی چلی گئی زوہیب تیزی سے قریب آیا

"آئی۔۔ایم سوری زوہیب۔۔۔آئی ایم ویری سوری "ہچکیوں سے روتے اس نرم دل شخص کو دیکھا

" ایسا کیوں کہہ رہی ہو بری کیا میں الگ ہوں تم لوگوں سے " اس کا ہاتھ تھام کر اپنائیت سے بولا

" مگر تمہارے لیے حور کا رویہ بہت غلط ہے میں کیسے سمجھاؤں اسے " اپنی بے بسی پر سسک اٹھی تھی

" مجھ سے کچھ چھپا تو نہیں جو میں اسکے بی ہیویئر کو دل سے لگا لوں گا۔وہ اپنی جگہ بلکل ٹھیک ہے مجھے ہی احتیاط کرنی چاہیے تھی " بہت رنجیدگی سے بولا تھا بریرہ کو سمجھ نا آیا وہ کیا کہے اس سے۔۔۔

"زوہیب پلیز سب جانتے ہیں تمہاری کوئی غلطی نہیں۔۔۔" اپنی بےبسی پر لب کاٹ کر رہ گئی، زوہیب نے ایک نظر اسکی نم آنکھوں میں دیکھا

"اچھا یار بس۔۔۔ چلو یہ آنسو تو صاف کرو بلکل سوٹ نہیں کر رہے تم پر" ہلکا سا ہنستے ماحول کی سوگواریت کو کم کرنا چاہا وہ بھی مسکرا دی اور ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسو پوچھ لیے۔

"چلو چائے بنا کر باہر لاؤ خالدہ والی تو ٹھنڈی ہوگئی" اسے کھڑا کرتا خود بھی ہنستا ہوا باہر نکل گیا جبکہ وہ ٹھنڈی سانس بھرتی چائے بنانے لگی۔۔۔

****

"آخر یہ چاہ کیا رہا ہے آپ پوچھیں اس سے اور کتنی دشمنیاں مول لے گا ہاں" غصیلے لہجے میں کہتے اپنی بیوی اور ہونہار سپوت کو دیکھا جو کسی نالائق بچے کی طرح سر جھکائے بیٹھا تھا

"پلیز آپ شاؤٹ تو نہ کریں میں کر رہی ہوں نا بات" عائلہ خاتون نے خفگی سے شوہر کو دیکھا

"بات! اب بچا کیا ہے بات کرنے کو اسمبلی کے ممبر کے بیٹے کو سزا کروا کر آئے ہیں آپ کے لعل" طنزیہ لہجے میں بولے۔ بس نہیں چل رہا تھا ابھی عقل ٹھکانے لگا دیں۔

"بابا وہ لڑکی خود آئی تھی فاؤنڈیشن مدد کے لیے کیا بھگا دیتے کہ جاؤ بھئی وہ ممبر کا بیٹا ہے ہم کچھ نہیں کرسکتے" اس سے بھی زیادہ دیر چپ نہ رہا گیا

"شٹ آپ۔۔ پوچھیے اس سے کل کو امریکن پریزیڈنٹ کے خلاف کوئی لڑکی اپنا کیس لے کر آگئی تو یہ تب بھی سب کچھ بھول بھال انصاف دلانے نکل جائے گا" جھڑکتے ہوئے بولے

"نہیں اس کے خلاف الریڈی بہت سے لوگ یہ کیس لڑ رہے ہیں" سر جھکائے آہستہ سے بولا عائلہ خاتون کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی جبکہ داؤد صاحب نے گھور کر اسے دیکھا

"دیکھ رہی ہیں آپ' آج پورا میڈیا اس خبر کو ہیڈلائنس میں دیتا رہا ہے کہ پاکستانی نیشنل زمور داؤد نے انصاف کے پرچم کو واشنگٹن میں بلند کر دیا ہے کیا ان کا پولیٹکس میں آنے کا ارادہ ہے؟" بلکل نیوز کاسٹر کی طرح بولے تھے

"میرا ابھی ایسا کوئی ارادہ نہیں۔۔۔" اپنی ڈارک بلیک شرٹ کے کف فولڈ کرتے کمال معصومانہ انداز میں بولا

"کیا مطلب ابھی؟ ہاں کیا پہلے کم دشمن بنائے ہیں تم نے" اس کا اطمینان انہیں تپا ہی تو گیا تھا

"بابا آپ نے ہی تو کہا تھا یہ امریکہ ہے پاکستان نہیں جو مجرم بغیر سزا کاٹے بھاگ جائے۔۔" اس بار لہجہ اس قدر دھیما اور پر اذیت تھا کہ داؤد صاحب ایک پل کے لیے خاموش ہو گئے تھے۔

"عائلہ اس سے کہہ دو مجھ سے بات کرنے کی کوشش نہ کیا کرے" ایک نظر اسکے تنے ہوئے تاثرات لیے چہرے پر ڈال کر سیڑھیاں چڑھ گئے وہ بس بے بسی سے انہیں جاتا دیکھتا رہا۔

"میرا پیارا بیٹا۔۔۔ مجھے فخر ہے تم پر" عائلہ خاتون نے قریب آکر اسکا ماتھا چوم لیا

"ماما میں شاید کبھی بابا کا سر فخر سے بلند نہ کر سکوں" ان کے ساتھ بیٹھتے افسردگی سے بولا

"چل پاگل دل میں بہت خوش ہونگے مگر تمہاری سیکیورٹی کی وجہ سے پریشان رہتے ہیں" اسکے کندھے پر چپت لگاتیں لاڈ سے بولیں، زمور داؤد کے لبوں پر تمسخر سا پھیل گیا

"ماما میں شاید اس سے کئی زیادہ ڈیزرو کرتا ہوں۔۔" ماں کا ہاتھ تھامے خالی خالی نظروں سے گھور رہا تھا

"کیوں ڈیزرو کرتے ہو؟ دیکھنا ایک بار تمہاری شادی ہو جائے پھر سب ٹھیک ہو جائے گا" مسکرا کر پر عزم لہجے میں بولیں مگر اسکا چہرہ یکدم ہی زرد پڑھ گیا تھا

"مجھے دیر ہو رہی ہے شام میں ملاقات ہو گی" سپاٹ لہجے میں کہتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔وہ اچھی طرح جانتی تھیں کہ اس پل وہ کس کرب سے گزر رہا ہو گا۔بہت دکھ اور پچھتاوے تھے جو ایک غلطی کے سبب ان کے بیٹے نے برداشت کیے تھے۔

******

کمرے میں داخل ہوئے تو توقع کے عین مطابق پورے کمرے کی حالت ابتر ہو رہی تھی اور ان کی معصوم گڑیا بیڈ پر بیٹھی اپنی فیورٹ ڈول کے بال نوچ نوچ کر پھینک رہی تھی۔وہ خاموشی سے اسکے برابر میں آبیٹھے۔حور بالوں کی اوٹ سے انہیں دیکھ چکی تھی مگر خاموشی سے بیٹھی رہی۔

"میرے بچے کی یہ تو فیورٹ ڈول تھی اسکی کیوں شامت آئی" شکایتی انداز میں بولے وہ اب بھی خاموش رہی

"بولو بھی اسکی کیوں شامت آئی ہے"

"مجھے فیورٹ چیزیں نہیں پسند اب...اور۔۔اور میں بھی تو آپ کی فیورٹ تھی" اسکے نم لہجے پر عثمان صاحب کو لگا کسی نے ان کا دل مٹھی میں لے لیا ہو

"میرا بیٹا تو اب بھی میرا فیورٹ ہے" اسکے بال کان کے پیچھے کرتے اپنے بازو کے حلقے میں لے لیا

"جیسے یہ ڈول! دیکھیں اسے کچھ بھی ہو جائے ہے تو میری نا" گڑیا کو سامنے کرتے عجیب سے لہجے میں بولی انہوں نے ایک نظر گڑیا کو دیکھا جو حلیہ بگڑنے کے بعد کافی ہیبت ناک لگ رہی تھی

"یہ تو بے جان شہ ہے جبکہ میری گڑیا تو بہت پیاری بہت بھولی ہے اسے تو اللہ نے حور بنا کر اتارا ہے" اسکا ماتھا چومتے شفقت سے چور لہجے میں بولے وہ خاموشی سے انہیں دیکھنے لگی

"پھر۔۔۔پھر اس گڑیا کی طرح کیوں سلوک کیا گیا میرے ساتھ بابا میں تو بے جان نہیں ہوں۔۔۔ اور باقی سب بھی تو ہیں وہ تو۔۔۔وہ تو بہت پرسکون اور خوش ہیں پھر میں کیوں نہیں؟" چند پل خاموشی کے بعد رندھے ہوئے لہجے میں بولی تھی عثمان صاحب نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔۔

"میری جان اللہ جن سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہے انہی کا امتحان لیتا ہے۔۔بس آپ نے اس امتحان میں صبر کرنا ہے اور آگے بڑھنا ہے انشاءاللہ وہ سب بہتر کرے گا" اسکی پیٹھ تھپکتے پیار سے سمجھا رہے تھے۔اسکا دماغ بٹانے کی کوشش کرتے ادھر اُدھر کی باتیں کر رہے تھے اور تھوڑی ہی دیر میں باپ کی محبت بھری آغوش نے اسے نیند کی وادیوں میں اتار دیا تھا۔انہوں نے جھک کر دیکھا وہ سو چکی تھی آہستہ سے اسکا ماتھا چومتے لیٹا کر کمفرٹر اوڑھایا اور باہر نکل گئے۔

*****

"اندھے ہو اتنا بڑا گملا نظر نہیں آرہا تمہیں ہاں" آستیں چڑھاتی سامنے کھڑے شخص کے سر پر جا پہنچی

"آئی ایم سوری میڈم مگر آپ کو اس طرح بیچ میں گملا نہیں رکھنا چاہیئے تھا" شہریار نے اسکن کلر کا اسکارف اور براؤن کوٹ پہنی اس اکیس بائیس سالہ پٹاخہ کو دیکھا

"بیچ۔۔۔اندھے یہ کونسا بیچ ہے فٹ پاتھ پر رکھا تھا ذرا سی دیر سانس لینے کے لیے۔۔۔اور یہ فٹ پاتھ تمہارے ابا کی جاگیر ہے کر دیے گول ہمارے گملے سے" چیختے ہوئے بولی

"تمیز سے بات کریں مزید بدتمیزی برداشت نہیں کرونگا" انگلی اٹھا کر وارن کیا زوباریہ کو تو تپ ہی چڑھ گئی

"میں بدتمیزی کررہی ہوں؟جانتے ہو کتنا مہنگا تھا اور پورا اسٹریٹ مجھے جانتا ہے ایک آواز دوں گی پیسے دے کر معافی مانگتے ہوئے نظر آؤگے"بھرم دیتے اسٹریٹ کی شاپس کی جانب اشارہ کیا شہریار نے ایک دفعہ مڑ کر ان اونچی شاپس کو دیکھا پھر اسکے چھوٹے سے پھولوں کے اسٹال کو۔لبوں پر ایک طنزیہ مسکراہٹ آئی تھی جسے فوراً چھپا گیا۔اسے واشنگٹن آئے ایک ہفتہ ہوا تھا اور اس ایک ہفتے میں یہ بات اچھی طرح جان گیا تھا کہ یہاں کے لوگ کس قدر روکھے اور بے مروت ہیں۔

"رہنے دیں بے عزتی ہوجائے گی خوامخواہ"مسکراتے ہوئے والٹ سے پیسے نکال کر اسکے اسٹال پر رکھ دیے اسنے حیرت سے اسٹال پر پڑے نوٹ کو دیکھا

"کیا مطلب ہلکہ لے رہو مجھے"پیسوں کو مٹھی میں جکڑتے دانت پیس کر بولی

"نہیں ماشاءاللہ زمین پر پچاس ساٹھ کلو وزن لیے گھوم رہی ہیں ہلکہ تو بلکل نہیں لے سکتے"ایک نظر اسکے سڈول وجود پر ڈالتا آگے بڑھ گیا جبکہ وہ نا سمجھی سے اسے جاتا دیکھتی رہی مگر جب سمجھ آئی تو غصے سے پیسے باکس میں پھینکے۔

"ٹھرکی ایڈیٹ۔۔"سرخ پڑھتے خوامخواہ اپنا کوٹ درست کرنے لگی۔آج بابا کی طبیعت ناساز تھی اس لیے اسے اکیلا ہی آنا پڑا تھا۔

******

"ٹرائے کرو گی؟"عنایہ نے پوڈر سونگھتے اسے بھی آفر کی۔

"نہیں اسکی عادت نہیں ڈالنا چاہتی"اپنا اورنج جوس پیتے اردگرد کا جائزہ لینے لگی۔اس وقت وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کی پچھلی جانب بیٹھی تھیں جہاں بلکل ویرانی تھی۔

"کیوں؟ڈر لگتا ہے؟"اپنی نشے سے بند ہوتی آنکھیں کھولتے مسکرا کر اسے دیکھا

"نہیں ڈر کس بات کا مگر ضرورت نہیں اسکی" عام سے لہجے میں کہتی پلر سے ٹیک لگا گئی۔شہریار کو گئے دو ہفتے گزر گئے تھے۔عنایہ اس سے کچھ دن پہلے ہی ملی تھی وہ بھی اسی کی طرح تھی اکیلی۔۔۔ اپنی زندگی سے اکتائی ہوئی۔اسکے نشے کی لت سے حور اچھی طرح آگاہ تھی جس سے اس کا کوئی سروکار نہ تھا۔

"جب بھی ٹینشن میں ہو نا تو ہلکہ سا یہ چکھ لینا ایسا سکون ملے گا کہ ہر ٹینشن سے فری ہو جاؤ گی" ایک آنکھ مارتے شرارت سے اسکے فوائد بتائے وہ مسکرا کر نفی میں سر ہلاتی اٹھ کھڑی ہوئی

"چلو گھر نہیں چلنا چار بج چکے ہیں" رسٹ واچ میں ٹائم دیکھتے اسے بھی اٹھایا

"کس لیے گھر جاؤں وہاں بھی اکیلی ہی رہتی ہوں کم از کم یہاں تم تو ہو میری سننے کے لیے" پر اذیت انداز میں کہتی اسکے ساتھ چل پڑی۔وہ اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھی مگر ان دونوں کی سیپریشن کے بعد وہ کیئر ٹیکرز کے رحم و کرم پر رہ گئی تھی۔وہ اپنی ماں کے ساتھ رہتی تھی مگر انہیں اپنے نئے شوہر کے علاوہ کچھ سوجھتا ہی نہ تھا۔

"ایسے عارضی سہارے مت ڈھونڈا کرو جو چند دن میں چھوٹ جائیں اور آپ کو توڑ کر رکھ دیں" لب کاٹتے آہستہ سے بولی۔اس پل شہریار یاد آگیا تھا جو کہنے کو تو بہت اچھا دوست تھا مگر امریکہ جانے کے بعد ایک بار بھی کانٹیکٹ نہیں کیا تھا

"تم اتنی اداس کیوں رہتی ہو" عنایہ نے وائٹ جھبلے نما ٹوپ اور جینز پر لاپرواہی سے بیگ کندھے پر ڈالے اس حوروں جیسے حسن والی لڑکی کو دیکھا جس کی زندگی میں بظاہر ہر چیز مکمل تھی مگر ایک بے نام سی اداسی نے اسکی آنکھوں میں ڈیرہ ڈالا ہوا تھا۔

"کس نے کہا میں اداس ہوں غلط فہمی ہے تمہاری" ایک آئی برو اٹھا کر مضبوط لہجے میں بولی۔

"حور۔۔"جب ہی کسی نے اسے پکارہ تھا دونوں نے مڑکر پکارنے والے کو دیکھا بلو جینز اور گرین ٹی شرٹ میں ایک خوش شکل لڑکا کھڑا تھا

"جی؟"اس نے نا سمجھی سے اس انجان شخص کو دیکھا

"کیا میں تم سے تھوڑی دیر بات کرسکتا ہوں"ایک نظر عنایہ کو دیکھ بے تکلفی سے اس سے پوچھا۔حور نے سختی سے اپنے لب بھینچ لیے اس نے کبھی کسی انجان کو خود کو "تم"کہنے کی اجازت نہیں دی تھی

"بولیں جو بولنا ہے میں سن رہی ہوں"جب بولی تو لہجے میں ناگواری صاف عیاں تھی۔عنایہ خاموشی سے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔وہ تھوڑا قریب آگیا

"میں محبت کرتا ہوں تم سے جب سے اس یونی میں آئی ہو تمہارے علاوہ اور کچھ سوجھتا ہی نہیں۔۔بہت اچھی لگنے لگی ہو مجھے" بے باکی سے کہتا اس کا جائزہ لے رہا تھا۔عنایہ کا منہ حیرت سے کھل گیا۔جبکہ وہ ضبط اور غصے سے سرخ پڑھ گئی تھی

"لک مسٹر ایکس وائے زی! آئندہ اگر مجھ سے مخاطب ہوئے وہ بھی تم کہہ کر تو اس یونیورسٹی سے تمہارا نام و نشان غائب کرادونگی ان تھرڈ کلاس جذبات کے ساتھ سمجھ آئی۔۔"ایک ایک لفظ پر زور دیتی شعلہ بار انداز میں بولی اور عنایہ کو اپنے ساتھ گھسیٹتی ہوئی لے گئی۔وہ ہکا بکا کھڑا اسے جاتا دیکھتا رہ گیا تھا۔

❊❊❊❊

"یار حور سچ کہہ رہا ہوں جب سے یہاں آیا ہوں بس سیٹل ہونے کے چکروں میں تھا"وہ اپنے آفس میں بنے پریئر روم سے نکل رہا تھا جب اپنے پی اے کی آواز پر اس نے مڑکر اسکے کیبن کی جانب دیکھا جس کا گیٹ کھلا ہوا تھا

"ارے یار نمبر چینیج کیا رہائش ڈھونڈی جاب پر آیا نئے ماحول میں سیٹ ہونے میں ٹائم تو لگتا ہے نا"وہ اپنی کسی دوست کو منانے کی کوشش کررہا تھا زمور کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی۔کسی کی پرسنل باتیں سننا اداب کے سخت خلاف تھا مگر وہ نجانے کیوں سن رہا تھا

"تو تم بھی تو کرسکتیں تھی ناک تھوڑی کٹ جاتی اگر سوری کرلیتیں تو"ہنستے ہوئے کہتا دوسری جانب بیٹھی شخصیت کو تپا گیا تھا۔

"اچھا اچھا سوری میں مزاق کررہا تھاحور یار"دوسری جانب سے نجانے کیا کہا گیا تھا کہ وہ اچانک ہی معافیوں پر اتر آیا مگر کال منقطع ہوچکی تھی۔

"کون ہے بھئی جو میرے قابل اسسٹینٹ کو اتنی منتیں کروا رہاہے"اس کے روم میں داخل ہوتے سنجیدگی سے بولا شہریار ایکدم گڑبڑا گیا

"کوئی نہیں سر وہ پاکستان سے ایک فرینڈ کی کال تھی بس"جھینپتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا

"تو آپ نے کیوں خفا کیا انہیں غلط بات ہے"اپنی براؤن ڈریس پینٹ کی پوکٹ میں ہاتھ پھنساتے مسکراکر بولا۔شہریار نے حیرت سے اسکے اتنے خوشگوار موڈ کو دیکھا

"نہیں سر وہ بلکل چھوٹی سی بچی ہے دماغ سے جتنی جلدی ناراض ہوتی ہے اتنی جلدی مان بھی جاتی ہے"اپنی دوست کی خود ہی وکالت کرنے لگا

"خوش قسمت ہو پھر تو تم ورنہ کچھ لوگ اتنے سخت خفا ہوتے ہیں ساری زندگی شکلیں دیکھنا گورا نہیں کرتے"ایک گہری سانس بھرتا بولا شہریار نے اس شخص کے کرب کو محسوس تو کیا مگر سمجھ نہ سکا

"اسکیجوئل کیا ہے آج کا"اس بار لہجہ بلکل سپاٹ تھا۔جیسے یکدم ہی اپنی پوزیشن کا احساس ہوا تھا۔

"سر مسٹر لیو سے پانچ بجے میٹنگ ہے پھر چھ بجے ایک سیمینار اٹینڈ کرنا ہے"وہ بھی اب جلدی جلدی آج کی ڈیٹیلز بتاتا اسی کے ساتھ باہر نکلتا لفٹ کی جانب بڑھ رہا تھا

"کیلون کا کیا بنا بیل تو نہیں ہوئی اسکی"لفٹ میں داخل ہوتے اسے دیکھا

"نہیں سر مگر ایک این جی او کو اپنے ساتھ کرنے میں لگا ہے اسکا فادر۔۔آپکے خلاف یوز کرنے کے لیے"زمور کے لبوں پر ایک تمسخرانہ مسکراہٹ بکھر گئی

"آج کل میں کانفرنس کرکے مجھے پاکستانی ٹیررسٹ بھی کہیں گے"لفٹ سے باہر نکلتےان کا آگے کا پلان بھی بتاچکا تھا اس نے حیرت سے اسے دیکھا

"آپ کو فرق نہیں پڑتا اس سب سے"لہجے میں فکر عیاں تھی

"شہریار تم ابھی زمور داؤد سے صحیح طرح آگاہ نہیں ہوئے اور یہ جانتے ہوئے بھی رسک لے رہے ہیں"گارڈ کے دروازہ کھولنے پر اپنی مرسڈیز میں بیٹھ گیا۔اسکے لہجے کا اطمینان شہریار رضا کو متاثر کر گیا تھا وہ بھی مسکراتا ہوا ڈرائیور کے ساتھ آگے بیٹھ گیا۔ابھی چند منٹ کا سفر ہی ہوا تھا اپنا موبائل چیک کرتے باہر نظر پڑی تو اسے اسٹاپ پر کھڑا دیکھ سر نفی میں ہلا گیا۔

"اسٹیو کار سائیڈ میں لگاؤ"

"کیوں سر"شہریار نے ناسمجھی سے اسے دیکھا اسٹیو کار کونے میں لگا چکا تھا

"کیا کررہی ہو یہاں کھڑی"شیشہ نیچے کرتے گھور کر اسے دیکھا

"بس کا ویٹ کررہی تھی"ہلکہ سا جھک کر کار میں جھنکا شہریار نے اس پھولوں والی لڑکی کو دیکھ کر فوراً رخ موڑ لیا

"آؤ بیٹھو۔۔"دوسری جانب کا دروازہ کھول کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا

"نہیں بھئی پھر بابا مجھے ڈانٹیں گے کہ آپ کو تنگ کیا میں نے" وہ فوراً کار سے دور ہوئی

"زوباریہ۔۔" اس بار لہجہ دوٹوک تھا وہ بھی منہ لٹکاتی اسکے برابر میں آکر بیٹھ گئی

"آفاق صاحب کی طبیعت کیسی ہے اب" ڈرائیور کو کار چلانے کا اشارہ کر کے اس سے پوچھا

"ٹھیک ہیں آج تو خود ہی اسٹول پر گئے۔۔ایک منٹ یہ کون ہے" آگے بیٹھے شخص کو دیکھا شہریار نے ایکدم گھبرا کر پیچھے دیکھا زوباریہ کا منہ کھل گیا

"یہ پی اے ہے میرا" اسکی حیرت پر پرسکون انداز میں بتایا

"یہ تو اس نے تو گملا توڑا تھا میرا آپ نے اسے پی اے رکھ لیا" گھور کر شہریار کو دیکھا وہ بیچارہ خوامخواہ گڑبڑا گیا

"اچھا تم جانتی ہو اسے۔۔کیوں بھئی کیوں توڑا تھا گملا" مصنوعی رعب جمایا

"سر گملا غلطی سے ٹوٹا تھا اور تین ڈولر بھی لے لیے تھے انہوں نے مجھ سے" اسے گھورتے جلدی سے وضاحت کی۔

"تین ڈولر۔۔۔" زمور نے حیرت سے زوباریہ کو دیکھا جو دانت پیستے اسکے پی اے کو کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی

"اب ایسا بھی بینک نہیں لوٹ لیا جو یوں گھور رہے ہیں" لب کاٹتے خفگی سے بولی۔وہ بھی سر نفی میں ہلاتا آنکھیں بند کر کے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔

*****

"تمہیں پتا ہے وہ لڑکا کیا نام تھا یار اسکا۔۔کل اسکا ایکسیڈنٹ ہوگیا تھا " وہ دونوں یونی کے کوریڈور سے گزر رہیں تھی جب عنایہ کو ایکدم یاد آیا

" کون لڑکا؟ " اس نے ناسمجھی سے اسے دیکھا

" ارے عباد۔۔۔کچھ لوگوں نے بتایا ہے کسی نے مارا بھی ہے کافی سیریس کنڈیشن ہے ابھی تک ہوش نہیں آیا " اپنی جانب سے اس نے بریکنگ نیوز دی تھی

" کون عباد؟ " اب جیسے وہ زچ ہوگئی تھی

" تمہیں واقعی نہیں یاد ! دو دن پہلے جس شخص نے تمہیں اپنا حالِ دل بتایا اسکا نام اتنی جلدی بھول گئیں " رک کر غور سے اسکا چہرہ دیکھا

" اوہ اسکا نام عباد تھا۔۔"زیرو کی شکل میں ہلکہ سا منہ کھلا تھا پھر سر جھٹک گئی

" حور تمہیں کوئی افسوس نہیں ہوا اسکا سن کر؟ " عنایہ نے حیرت سے کہتے اسے دیکھا جو بلکل بے تاثر نظر آرہی تھی

" نہیں بھئی جسکا نام بھی نہ پتہ ہو اسکے لیے کیا افسوس کرنا لیکن اسکے ہوش میں آنے کے لیے دعاگو ہوں " عام سے لہجے میں کہتی اسے حیران پریشان کھڑا چھوڑ آگے بڑھ گئی۔اسکی زندگی یا وہ کہاں اتنی نارمل تھی کہ وہ ایسے پروپوزلز پر ٹین ایجرز کی طرح دوپٹہ دانتوں میں لیتی پھرتی یا واٹس ایپ پر اپنے نئے عاشق کو پیار بھرے میسجز کے مرہم لگاتی۔تبھی اسکا فون بج اٹھا تھا نمبر ان نون تھا۔

" ہیلو۔۔۔"

" ہیلو۔۔۔"دوسری جانب مکمل خاموشی پر اسنے دوبارہ کہا تھا

" کون ہو بولو بھی۔۔۔"اس بار چڑ کر بولی مگر دوسری جانب بیٹھا شخص اب بھی نہ بولا تھا بس اسکے دو بول پر ہی اپنے اندر سکون اترتا محسوس کر رہا تھا۔آج نجانے کتنے زمانے بعد اسکی آواز سنی تھی دل کی دنیا میں ایک ہلچل سی مچ اٹھی۔

" اگر زیادہ فری کا بیلنس ہے تو اپنی اماں کو کال کرلو سمجھ آئی۔۔سارے الو کے پٹھے میرے ہی نصیب میں ہیں " دانت پیستی بڑبڑاکر فون کاٹ گئی جبکہ اسکے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔۔۔ایک کرب بھری مسکراہٹ۔۔اگر وہ ایک لفظ بھی بول دیتا تو شاید وہ زندگی بھر اس فون کو ہاتھ نہ لگاتی کیونکہ اِس میں اُس شخص کی آواز گونجی تھی۔۔

*****

" Look mister Zamoor dawood if you accept our deal we will pay double"سامنے بیٹھا شخص وڈکا کے گھونٹ بھرتا ایک گھنٹے سے اسکا دماغ چاٹ رہا تھا۔وہ اس وقت نائٹ کلب میں موجود اپنے کلائینٹ سے ملنے آیا تھا۔

"So you called me for this damn deal"ضبط سے سرخ پڑھتے بھینچے ہوئے لہجے میں بولا ماتھے کی رگیں ابھر گئی تھیں مارٹین ایکدم سنبھلا

"میں صرف ایک اوفر لایا تھا کیلون اسمت کے فادر کی جانب سے"اپنا گلاس ٹیبل پر رکھ کر بولا زمور ہلکہ سا اسکی جانب جھکا تھا

"کہہ دینا اپنے مالک سے زمور داؤد کو خریدنے والا ابھی پیدا نہیں ہوا" سرد لہجے میں پھنکارتا اسکے ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمکا گیا۔یہ حال ہی میں زیادتی کے جرم میں گرفتار ہونے والے شخص کا آدمی تھا جو اسے کیس واپس لینے کے لیے ڈیل کرنے آیا تھا۔شہریار شام کو ہی میٹنگ کے سلسلے میں شکاگو گیا تھا اسی لیے اسے خود ہی یہ میٹنگ اٹینڈ کرنی پڑی تھی۔اپنا کوٹ اٹھاتا باہر کی جانب بڑھ گیا اسکے گارڈز بھی اسکی تقلید میں اسکے پیچھے بڑھے تھے کلب سے باہر نکل کر گہرے گہرے سانس لینے لگا۔کبھی وہ بھی اس شور شرابے کا حصہ ہوا کرتا تھا۔وقت اسے بہت پیچھے لے گیا تھا آنکھیں سختی سے بند کرکے کھولیں

"چھوڑو مجھے۔۔نہیں جانا تمہارے ساتھ" مڑ کر دیکھا ایک انگریز لڑکا زبردستی لڑکی کو اپنی کار میں بیٹھانے کی کوشش کررہا تھا۔اسکے جبڑے سختی سے آپس میں جڑ گئے۔

"وائے۔۔۔وائے آر یو بی ہیونگ لائک دس۔۔کم اون بے بی" وہ انگریز اس لڑکی کے لبوں پر جھکنے کو تھا جب کسی نے زوردار پنچ مارا وہ جھٹکے سے دور ہوا

"آہ۔۔یو راسکل" اپنی ناک سے خون صاف کرتے زمور کی جانب بڑھا مگر اسکے گارڈز بیچ میں آکر دور کرگئے

"بہت چربی چڑھی ہے اس پر سبق سکھاؤ ذرا اسے" ناگواری سے کہتا اپنی کار کی جانب بڑھ گیا وہ لڑکی جو حیران پریشان کھڑی ساری کاروائی دیکھ رہی تھی ایکدم اسکی جانب لپکی

"اے مسٹر۔۔مسٹر پاکستان" دوڑتی ہوئی اسکے پاس آئی وہ کار میں بیٹھتے بیٹھتے رک گیا

"ہیلو۔۔۔آپ آپ فاؤنڈیشن والے ہو نا"اپنی سانسیں درست کرتی پرجوش انداز میں بولی زمور نے ایک نظر اس پر ڈالی شورٹس اور چھوٹی سی ٹی شرٹ پہنے ہر طرح کے خوف سے بےفکری سے کھڑی تھی

"لک گرل اٹ از ناٹ امپورٹینٹ جاؤ پیچھے گاڑی میں بیٹھو میرا گارڈ تمہیں تمہارے گھر چھوڑ دے گا اور ہاں اپنی حفاظت کرنا سیکھو ورنہ چیل کواؤں کی طرح نوچ کھائیں گے معاشرے کے درندے"ناگواری سے کہتے کار میں بیٹھ گیا وہ اسے تکتی چلی گئی

"مشال۔۔۔آپ مشی کہہ سکتے ہیں"اسکے روکھے انداز پر مسکرا کر کہتی پچھلی کار کی جانب بڑھ گئی۔سیٹ کی پشت سے ٹیک لگاتے خالی خالی نظروں سے کلب کی روشنیوں کو دیکھنے لگا یہ ایسی روشنیاں تھیں جو انسان کو اندھیروں کی کھائی میں دھکیل دیتی تھیں۔

*****

"بشریٰ بھابھی شادی کی تاریخ لے کر آنا چاہ رہی ہیں"مہرین صاحبہ نے مسکرا کہتے بریرہ کو دیکھا وہ بھی شرمیلی مسکراہٹ لیے سرجھکا گئی

"اچھی بات ہے یہ تو بھئی پھر اسی سنڈے انوائٹ کرلو"عثمان صاحب بھی خوشدلی سے بولے جبکہ وہ لب بھینچے پلیٹ میں چمچہ ہلا رہی تھی۔وہ سب اس وقت ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے ڈنر کررہے تھے۔

"بری کل حور کے ساتھ شاپنگ پر چلی جانا"انہوں نے جان کر اسے بھی گفتگو میں شامل کیا جو سارے ماحول سے بلکل کٹی بیٹھی تھی

نہیں کل میرا ٹیسٹ ہے ٹائم نہیں میرے پاس"روکھے لہجے میں کہتی اٹھ کھڑی ہوئی

"کھانا کھاؤ حور" عثمان صاحب نے فوراً ٹوکا۔حور نے شکایتی نظروں سے انہیں دیکھا مگر وہ اپنے کھانے کی جانب متوجہ ہو چکے تھے۔

"حور کب فری ہو گی تم میں پک کرلوں گی تمہیں" بریرہ خود ہی بول پڑی ورنہ اس دن کے بعد سے وہ ناراض تھی اس سے۔۔حور نے ایک نظر اسے دیکھا مگر پھر نظریں چراتے پلیٹ پر جھک گئی

"نہیں عنایہ کے ساتھ کمبائن اسٹڈی کرنے کا پلان ہے کل۔۔۔تم زوہیب بھائی کے ساتھ چلی جانا" ہلکی سا مسکرا کر نرم لہجے میں بولی۔۔اسکے اتنے نرم انداز پر وہ تینوں شاکڈ ہی تو رہ گئے تھے۔

"اوکے۔۔" بریرہ نے محبت سے اسکا سر چوما اور اٹھ کھڑی ہوئی تھی جبکہ وہ نجانے کیسے خود پر بندھ باندھے بیٹھی تھی۔مسئلہ بریرہ کا نہیں تھا اس سلسلے کا تھا جو اسکی شادی سے چلنے والا تھا۔

"عنایہ کیا ابھی تمہارے پاس ہے وہ" روم میں آتے ہی اس نے عنایہ کو کال ملائی تھی

"کیا کہہ رہی ہو حور" اس نے ناسمجھی سے پوچھا

"میں۔۔میں ڈرگز کی بات کر رہی ہوں آئی نیڈ اٹ" کمرے میں بے چینی سے چکر لگا رہی تھی، دوسری جانب بیٹھی عنایہ ایک پل کے لیے دنگ رہ گئی

"حور پاگل ہو۔۔وہ بہت خطرناک چیز ہے اگر ایک بار اسکے ایڈکٹ ہو گئے تو پھر یہ عادت چھڑانا ناممکن ہے" وہ تنبیہہ کر رہی تھی۔وہ اسکی مخلص دوست تھی اور اپنی طرح اسے بھی نشے کا عادی نہیں بنانا چاہتی تھی۔

"کیوں تم نے ہی کہا تھا اس سے سکون ملتا ہے۔۔بس مجھے چاہیے ورنہ میں کہیں اور سے لے لوں گی تمہارے ڈیلر کو جانتی ہوں سمجھ آئی" اپنی کنپٹیاں دباتی چیخ کر بولی۔

"اچھا اچھا ٹھیک ہے کل یونی آجانا" گھبرا کر بولی۔اگر حور ان ڈیلرز کے ہتھے چڑھ جاتی تو یہ بھی اچھی بات نہ تھی۔اسکی بات پر فون بند کر کے بیڈ پر پھینکتی سر تھام گئی۔اس وقت بس اس ماحول سے دور جانا چاہتی تھی۔

*****

گھر میں داخل ہوا تو ہر سو سناٹا چھایا تھا باہر ہوتی برف باری ہیٹر کی وجہ سے گھر کے اندر کے موسم پر اثر انداز نہیں ہورہی تھی۔اپنا کوٹ اتار کر صوفے پر ڈالتا کچن کی جانب بڑھ گیا۔اس وقت کافی کی شدید طلب ہورہی تھی اور سروینٹس رات آٹھ بجے ہی اپنے گھروں کو لوٹ جاتے تھے۔کف فولڈ کرتا کوفی بیٹ کرنے لگا۔یہ گھر اس نے داؤد صاحب اور عائلہ خاتون کو ان کی اینیورسری پر گفٹ کیا تھا خود وہ زیادہ تر کام کے سلسلے میں اپنے پینٹ ہاؤس پر ہی رہتا تھا جو اسکے آفس سے قریب تھا۔
"اتنا لیٹ آئے ہو اور کھانے کے بجائے یہ کڑوی کافی پی رہے ہو" کچن میں داخل ہوتیں ناراضگی سے بولیں
"میٹنگ تھی وہیں کرلیا تھا ڈنر۔۔" کافی لے کر وہیں ٹیبل پر آگیا
"ڈارک سرکل دیکھ رہے ہو اپنے اس کو پینے کے بعد جو تھوڑی بہت نیند آنی ہوتی ہے وہ بھی اڑ جائے گی" خشمگین لہجے میں کہتے اپنے خوبرو بیٹے کو دیکھا۔۔بڑی ہوئی شیو بہت سوٹ کررہی تھی اس پر
"کیوں پریشان ہورہی ہیں سوجاؤں گا'اب میرے چکر میں اپنی نیندیں تو نہ اڑائیں" مسکرا کر انہیں دیکھا۔یہ تو کہہ نہیں سکتا تھا کہ نیند ان کے بیٹے کے مقدر میں نہیں۔

"بات کرنی تھی تم سے اسی لیے جاگ رہی تھی خوش فہم ہونے کی ضرورت نہیں"ناراضگی سے بولیں زمور اپنا قہقہہ نہ روک سکا۔عائلہ خاتون اسکی ہنسی پر جی جان سے قربان ہوگئی تھیں۔

"اچھا بولیں کیا بات ہے"مگ ٹیبل پر رکھتے سنجیدگی سے بولا

"سوچ رہی ہوں پاکستان جانے سے پہلے تھوڑی شاپنگ کرلوں آخر اتنے سال بعد جارہی ہوں"ان کے لہجے سے چھلکتی خوشی زمور داؤد کو ایک پل کے لیے حیران کرگئی

"آپ لوگ پاکستان جارہے ہیں؟"دنگ نظروں سے انہیں دیکھا

"ہاں نیکسٹ منتھ تمہارے بابا کا فیصلہ ہے انہوں نے کہا ہے تمہیں بھی ساتھ چلنا ہے"عائلہ خاتون نے ایک پل کے لیے اسے سن کردیا تھا

"ماما آپ جانتی ہیں یہ ممکن نہیں۔۔"ٹیبل کی کوفی کے بھاپ اڑاتے مگ کو دیکھتے آہستہ سے بولا اسکے لہجے میں چھپا درد انہیں بے چین کرگیا تھا

"بس زمور بہت ہوگیا بہت بھاگ لیے حالات سے۔۔میں مزید تمہیں اسطرح تڑپتا نہیں دیکھ سکتی"نم آنکھیں لیے ممتا سے چور لہجے میں بولی تھیں۔وہ ان کا ہاتھ تھپکتا خاموشی سے چیئر کھسکا کر کچن سے باہر نکل گیا۔۔

******

"حور کھڑی ہو بس گھر چلو اب۔۔۔"عنایہ نے اسے روکنا چاہا جو نیا کیپسول کھول رہی تھی۔وہ لوگ اس وقت عنایہ کے دوستوں کے ساتھ کلب میں بیٹھیں تھی۔

"کیوں۔۔۔کیوں جاؤں۔۔جانتی ہو کتنا سکون ملنے لگا ہے دل و دماغ کو میرے لگاتا۔۔۔ہے۔۔۔جنت میں پہنچ گئی"ویڈ سونگھتے بہکے لہجے میں بولی

"دماغ خراب نہ کرو حور اٹھو ورنہ دوبارہ نہیں لاؤں گی"ٹائم دیکھتے ڈپٹ کر بولی وہ اپنے ہوش و ہواس میں تھی جبکہ حور بلکل مدہوش ہورہی تھی۔اسے زبردستی کھڑا کیا جو منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑا رہی تھی۔

"عینی تم کیوں لے کر جارہی ہو اسے"اسکے ایک دوست نے روکنا چاہا حور نے مسکرا کر اسے دیکھا

"یہ دوست نہیں۔۔۔۔ظالم ہے۔۔۔جل رہی ہے کہ۔۔۔مجھے انر پیس کیوں مل رہا ہے"اس سے ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتی گھور کر بولی

"اوہ۔۔۔بے بی"وہ لڑکھڑاتا ہوا قریب آیا اور اسکے گال پر ہاتھ رکھنا چاہا

"اے ے ے ے۔۔"اسکا ہاتھ گال تک پہنچنے سے پہلے حور نے چیخ کر واپس صوفے پر دھکا دیا

"جان سے۔۔ماردونگی۔۔ سمجھ آئی۔۔"اپنی سرخ پڑھتی آنکھوں کو بمشکل کھولا وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر سرینڈر کرتا سب کے ساتھ خباثت سے ہنس دیا۔یہاں موجود تمام افراد ہی نشئی تھے کچھ شوق میں پیتے تھے اور کچھ عادی ہوچکے تھے۔عنایہ کبھی کبھار یہاں آتی تھی جب اسکے پاس اسٹاک ختم ہوجاتا تھا۔

"دفع کرو ان لوگوں کو"اسے گھسیٹی باہر لے آئی

"لو یہ ٹیسٹ کرو"بیک سیٹ سے لیمن جوس کا گلاس اٹھا کر اسے پلایا۔تاکہ اس کا تھوڑا بہت نشہ تو ہرن ہو۔

"یک۔۔۔کھٹا ہے بہت"ایک سپ لے کر دور کرنا چاہا مگر وہ زبردستی اچھا خاصہ پلاگئی تھی جو کافی فائدہ مند بھی رہا تھا گھر پہنچے تک وہ کافی حد تک حواس میں آگئی تھی۔

"چلو کل ملیں گے پھر۔۔"اپنی کنپٹیاں دباتی کار سے اتر گئی وہ بھی ایک گہری سانس بھرتی کار اسٹارٹ کرگئی تھی۔سر بری طرح چکرا رہا تھا گھر میں داخل ہوئی تو قہقہوں نے استقبال کیا تھا۔دروازہ بند کرکے لڑکھڑاتے قدموں سے کچن کے پچھلے دروازے کی جانب سے اندر داخل ہوئی۔شکر تھا اس وقت کچن میں خالدہ ہی موجود تھی اپنا رکا ہوا سانس بحال کرتی کاؤنٹر کے پاس آگئی

"کون آیا ہوا ہے؟"اپنی سرخ پڑھتی آنکھیں نیچی کیے پانی کی بوتل اٹھاکر اس سے پوچھا۔

"ارے حور بی بی بریرہ بی بی کی دن تاریخ ہے نا تو زوہیب بابا کی پوری فیملی آئی ہوئی ہے"پرجوش انداز میں بتاتی چائے ٹرالی میں رکھنے لگی

"اوہ ہاں۔۔"اپنی یاداشت کو کوستی بس اتنا ہی بول سکی

"بیگم صاحبہ اور بریرہ بی بی کب سے کال کررہیں تھی آپ کو کافی پریشان تھیں"اسکے بتانے پر وہ محض سر ہلا گئی تبھی مہرین صاحبہ کچن میں داخل ہوئیں تھی اور اسے یہاں بیٹھا دیکھ ان کا پارہ مزید چڑھ گیا۔

"خالدہ جاؤ ٹرالی باہر لے جاؤ"اسے اوڈر دیتیں حور کے پاس آگئیں وہ بھی اپنی کنپٹیاں دباتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ابھی اسے ڈرگز لیتے تین سے چار دن ہوئے تھے یہی وجہ تھی کہ وہ عادی نشئی افراد کی طرح خود کو سنبھال نہیں سکتی تھی۔

"کہا تھا نا جلدی آجانا بریرہ کی ڈیٹ فکس ہونی ہے مگر تم نے تو ہمیشہ اپنی ضد پوری کرنی ہوتی ہے ٹائم دیکھ رہی ہو آٹھ بج رہے ہیں"اسے واپس کرسی پر بٹھاتیں غصے سے بولیں

"ڈیٹ اسکی فکس ہورہی ہے میری نہیں جو تیار ہوکر ادھر سے ادھر ہوتی پھروں"ناگواری سے بولتی ٹیبل کا سہارا لے کر دوبارہ کھڑی ہوگئی

"جیسی تمہاری حرکتیں ہیں مشکل ہی ہے اپنی دن تاریخ پر بھی بغیر کوئی ہنگامہ کرے بیٹھ جاؤ" دانت پیس کر اپنی ضدی بیٹی کو دیکھا۔اسکا چہرہ غصے سے یکدم سرخ پڑھ گیا۔

"مسئلہ کیا ہے آپ کے ساتھ۔۔۔کیوں اذیتیں دے رہی ہیں مجھے" بیگ زور سے ٹیبل پر پھینکا چہرے پر ایک تناؤ سا آگیا تھا مہرین صاحبہ کو شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا

"میں کیوں اذیتیں دونگی تمہیں بھلا۔۔۔'اچھا چھوڑو یہ سب جاؤ فریش ہوکر آؤ سب ویٹ کررہے ہیں اور بری بھی کافی اپسیٹ ہے" نرمی سے اسکا ہاتھ تھاما جسے اس نے فوراً چھڑا لیا تھا۔اپنی حالت پر قابو پاتی نیچے تلے قدم اٹھا کر باہر نکل گئی۔

*****

بلیک چھوٹے سے ٹاپ اور گرے جینز میں فریش ہوکر نیچے آئی تو بشریٰ صاحبہ نے اسے اپنے پاس ہی بلالیا۔

"کہاں تھی میری بیٹی کب سے پوچھ رہی تھی مہرین سے" اپنے ساتھ لگاتے محبت سے بولیں

"بس پڑھائی میں بزی تھی تھوڑا بہت" ہلکہ سا مسکرا کر ان سے الگ ہوئی

"یار ایسا بھی کیا پڑھ رہی ہو اسٹیٹسٹکس میں ماسٹرز ہی تو کررہی ہو جو بہن کی دن تاریخ پر بھی ہمارے لیے ٹائم ہی نہیں" شعیب ناراضگی سے بولا۔وجاہت صاحب مہرین کے بڑے بھائی تھے ان کی تین اولادیں تھی زوہیب، شعیب اور عبیر جو کہ حور کی ہی ہم عمر تھی مگر اسکے اکھڑ رویے نے اسے بریرہ کے زیادہ قریب کردیا تھا۔چار سال پہلے زوہیب اور بریرہ کی ایک دوسرے کے لیے پسندگی پر ان کی منگنی کردی گئی تھی۔

"میں نے اس سے پہلے کب تمہیں ٹائم دیا جو اب گلے کررہے ہو" انتہائی بے مروت انداز میں بولی عبیر اور بشریٰ صاحبہ مسکرادیں تھی

"انتہائی بے مروت قسم کی لڑکی ہو ہم لڑکے والے ہیں آؤ بھگت کرو ہماری دیکھا نہیں دلہن کی بہنیں کیسے آگے پیچھے پھرتی ہیں" کالر جھاڑتا رعب سے بولا وہ بس اس فضول بات پر ناگواری سے نظریں گھما گئی۔

"حور جاؤ بری کے ساتھ ٹیبل لگواؤ" مہرین صاحبہ کے کہنے کی دیر تھی وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔ویسے بھی اسکا دل جلد ہی ایسی گیدرنگز سے گھبرا جاتا تھا۔کچن میں آئی تو زوہیب اور بریرہ کسی بات پر ہنس رہے تھے۔اسے دیکھ کر ایکدم چپ ہوگئے

"وہ ماما نے کہا تھا تمہاری ہیلپ کروادوں" خود کو یہاں آنے پر کوستی بے تاثر لہجے میں بولی جبکہ وہ دونوں خوامخواہ شرمندہ ہوگئے

"ہاں ضرور یہ ڈیشیز لے جاؤ" بریرہ مسکرا کر بولی

"کام کرو تم دونوں میں ذرا پھپھو سے گپ شپ کرلوں" ہلکے پھلکے انداز میں کہتا باہر نکل گیا

"مبارکباد تو دے سکتیں تھی حور اسے تم" خفگی سے اسے دیکھا

"اگر اتنا ہی ناگوار گزر رہا ہے میرا رویہ تو اوپر چلی جاؤں؟" دانت پیستی ڈشیز اٹھانے لگی

"دھمکی دے رہی ہو؟میری خوشی میں ایسے مارے باندھے شرکت کرکے احسان نہیں کر رہیں آئی سمجھ" وہ بھی اچھی خاصی جھاڑ پلا گئی

"کیا کروں اب بتاؤ مجھے؟کر تو رہی ہوں تمہارے لیے کوشش" سلیپ سے ٹیک لگاتی بے بسی سے بولی صرف اسی کے لیے اپنے سر درد کو نظر انداز کرکے نیچے آئی تھی

"اچھا بس باہر لے کر چلو یہ سب" اسکے گال پر چپت لگاتی گھور کر بولی وہ بھی مسکراتی ہوئی باہر نکل گئی

"اور بھائی صاحب سے بات ہوئی کب تک آرہے ہیں" ٹیبل پر لوازمات سیٹ کررہی تھی تب ہی اسکے کان میں مہرین صاحبہ کی آواز گونجی تھی۔بریرہ اسکے تیزی سے بدلتے تاثرات دیکھ چکی تھی۔

"ہاں کہہ رہے تھے فیملی کے ساتھ شادی میں ضرور آئیں گے" بشریٰ صاحبہ مسکرا بتانے لگیں

"کیسے نہیں آئیں گے آخر زوہیب بھائی گھوڑی چڑھنے سے منع کردیں گے" شعیب قہقہہ لگا کر بولا سب ہی مسکراتے ہوئے ڈائننگ ٹیبل کی طرف ہی آگئے تھے جبکہ وہ اپنا تاریک چہرہ لیے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی اور سر درد کا بہانہ کرکے دوبارہ باہر نہیں آئی تھی مگر اصل وجہ بریرہ اچھی طرح جانتی تھی۔۔

*****

"بابا آپ کی ایک بہن پاکستان میں ہیں آپ نے کبھی کانٹیکٹ کرنے کی کوشش نہیں کی" چائے کا کپ ان کے سامنے رکھتے خود بھی وہیں بیٹھ گئی

"کی تھی شروع شروع تو بہت کی مگر پھر شفٹنگ کے دوران عفت کا نمبر مجھ سے مس ہوگیا اور دوبارہ کبھی پاکستان جانے کا موقع نہیں ملا" افسردگی سے کہتے صوفے کی پشت سے سر ٹکا گئے۔یہ دو کمروں اور ایک لاؤنج پر مبنی چھوٹا مگر صاف ستھرا فلیٹ تھا جہاں دونوں باپ بیٹی پرسکون زندگی گزار رہے تھے۔

"ان لوگوں نے بھی آپ سے کانٹیکٹ کرنے کی کوشش نہیں کی؟"بہت حسرت بھرے لہجے میں بولی تھی۔آج نجانے کیوں اسے رشتوں کی کمی کا احساس ہورہا تھا۔آفاق صاحب نے اپنا چشمہ درست کرتے بغور اسے دیکھا

"یہ تمہیں آج کیوں یاد آرہے ہیں اپنے بچھڑے ہوئے رشتے"چائے کا کپ لبوں سے لگاتے بولے

"دیکھیں نا ہماری زندگی میں کوئی ہے ہی نہیں ورنہ لوگوں کے اتنے رشتے دار اور کزنز ہوتے ہیں اتنا ہلہ گلہ ہوتا ہے"اداسی سے بولی

"یہاں آؤ۔۔"اسے پاس بلا کر اپنے ساتھ لگا لیا

"مجھے بھی یاد آتی اپنی بہن کی مگر کیا کروں مجبور ہوں جب یہاں آرہا تھا تب چھ سات سال کا بیٹا تھا اسکا"اس کی کمر تھپکتے بیتا وقت یاد کر رہے تھے تبھی بیل بج اٹھی.

"اف۔۔۔میں دیکھ لوں کون آیا ہے"جھنجھلاتی ہوئی دروازے کی جانب بڑھ گئ۔

"ارے آپ آج یہاں کیسے تشریف لے آئے"نیوی بلو پینٹ اور وائٹ شرٹ میں سامنے کھڑے زمور داؤد کو دیکھ چھیڑتے ہوئے بولی

"سٹال پر کیوں نہیں گئیں آج"اسے گھوری سے نوازتا اندر داخل ہوگیا

"چھٹی ہے کیا ہم کبھی چھٹی نہیں منا سکتے"دروازہ بند کر کے اسکے پیچھے آتی کندھے اچکا کر بولی

"اسلام علیکم"

"ارے۔۔۔وعلیکم سلام آؤ بیٹا"خوشگوار انداز میں جواب دیتے اپنے برابر میں بیٹھنے کا اشارہ کیا

"اور سناؤ کیا حال ہیں" اس کی سپاٹ شکل دیکھ کر بولے

"ٹھیک ہوں ہمیشہ کی طرح۔۔۔"موبائل اور کیز ٹیبل پر رکھتا سادگی سے بولا انہوں نے بغور اسے دیکھا۔

"ہاں ٹھیک تو ہو مگر ذہنی طور پر پریشان ہو۔۔کیا بات ہے"چند لمحوں میں اسکی بات سمجھ گئے تھے

زمور نے ایک نظر انہیں دیکھا پھر سر جھکا گیا زوبار یہ چائے بنانے چلی گئی تھی

"کیا کروں کچھ سمجھ نہیں آتا جب دل کی بے چینی۔۔"کہتے کہتے یکدم چپ ہوتا لب بھینچ گیا

"کیوں سوچ سوچ کر دماغ پر اتنا زور ڈالتے ہو۔۔۔یاد ہے آج سے تین سال پہلے بھی جب تم عمرہ کرنے جا رہے تھے اسی طرح الجھنوں میں گھرے تھے مگر میں نے تب بھی یہی کہا تھا سب اللہ پر چھوڑ دو اور پھر جب تم واپس آئے اللہ نے تمہارے لیے راستے کھول دیے تھے چند دن بعد ہی ریا فاؤنڈیشن کا قیام رکھا گیا تھا اب بھی اسٹریس مت لو"اسے بردباری سے سمجھا رہے تھے

"آنے والے وقت اور حالات کو لے کر فکر ہوتی ہے تو دماغ خود ہی الجھ پڑھتا ہے۔۔۔اور جہاں تک رب کی محبت کا سوال ہے۔۔۔"کرب سے کہتا ایک پل کے لیے خاموش ہوا تھا

"وہ معاف کر دیتا ہے اس کے بندے نہیں چھوڑتے"اپنے جوتوں کو گھور رہا تھا،لبوں پر ایک پر اذیت مسکراہٹ تھی

"وہ معاف کر دے تو پھر اس کے بندے کیا شہ ہیں بس دعا کرو کہ وہ اپنے بندے کے دل میں رحم ڈال دے"اس کی پیٹھ تھپکتے شفقت سے بولے وہ محض سر اثبات میں ہلا گیا

"یہ لیں گرما گرم چائے"ٹیبل پر چائے اسکے آگے رکھتی آفاق صاحب کے برابر میں بیٹھ گئی

"اتنی چھٹیاں کرلیں یونی کی کچھ سوچا ہے کیسے کور کرو گی سب"چائے کا کپ اٹھاتے اس سے پوچھا۔آفاق صاحب کی طبیعت کی وجہ سے کافی دن یونی نہ جاسکی تھی۔

"کرلوں گی کچھ نہ کچھ اتنا مشکل نہیں ہے"بے فکر انداز میں بولی زمور نے گھور کر اسے دیکھا۔

"کل سے میرا پی اے شہریار آئے گا تمہیں ایک گھنٹے ٹیوشن دینے کمپلین نہ سنوں کوئی"تنبیہہ کرتا بولا آفاق صاحب مسکرادیے ان دونوں کے معاملے میں وہ کبھی نہیں بولتے تھے۔زوباریہ کے تو ماتھے پر بل ہی پڑھ گئے

"کیا مطلب ہے آپ کا؟میں نے کب کسی کو تنگ کیا انہوں نے ہی میرا گملا توڑا تھا اب پیسے بھی نہ لیتی"تنک کر بولی آفاق صاحب نے حیرت سے بیٹی کو دیکھا

"زوبی کیا کرتی پھر رہی ہو بیٹا"وہ حیرانگی سے بولے

"چھوڑیں آفاق صاحب اسے شہریار ہینڈل کرلے گا کل سے۔۔۔کافی جینئس ہے سب کور کروادے گا"انہیں بتاتا اٹھ کھڑا ہوا

"اونہہ۔۔۔آئے بڑے جینیئس"ناک چڑھا کر ہلکہ سا بڑبڑائی دی مگر منع نہ کرسکی تھی کیونکہ واقعی بہت لوس ہوچکا تھا اور امتحان سر پر تھے۔

*****

وہ لوگ مال میں شاپنگ کرتے پھر رہے تھے شادی کے دن تیزی سے قریب آرہے تھے مگر حور ایک بار بھی شاپنگ پر نہیں گئی تھی۔اسکا یہی مکمل سکوت مہرین صاحبہ کو دن رات ہولا رہا تھا۔

"ہاں ہیلو۔۔"زوہیب نے کال ریسیو کرتے چہک کر کہا

"بری کے ساتھ شاپنگ پر آیا ہوا ہوں"مسکراتی نظروں سے آسمانی کرتا پجامہ پہنی اپنی منگیتر کو دیکھا وہ سوالیہ نظروں سے فون کرنے والے کے بارے میں پوچھ رہی تھی

"یونی میں ہوگی اور کہاں "رسٹ واچ میں ٹائم دیکھتے بولا جو چار بجا رہی تھی مگر دوسری جانب بیٹھا شخص اب دھاڑ اٹھا تھا

"اچھا۔۔۔اچھا میں پوچھتا ہوں... کیا!!!"دوسری جانب بیٹھے شخص کی بات سن کر چکرا ہی تو گیا تھا

"اوکے۔۔۔اوکے ہم جا رہے ہیں"فون کان سے ہٹا کر بریرہ کو دیکھا وہ بھی پریشان سی ہوگئی تھی

"کیا ہوا ہے بولو بھی"

"حور یونی میں نہیں ہے چلو میرے ساتھ"اسکے سن پڑھتے وجود کو گھسیٹتا پارکنگ میں لے آیا

"کیا مطلب پھر کہاں ہے وہ"زرد پڑھتے پریشانی سے بولی مگر وہ لب بھینچے کار پارکنگ سے نکال گیا تھا

"پلیز بتاؤ زوہیب میرا دل بند ہوجائے گا"وہ خوفزدہ ہوتی چیخ پڑی

"اسکی یونی میں کسی سے فرینڈشپ ہے؟"موڑ کاٹتے ایک نظر اسے دیکھا وہ نم آنکھوں سے نفی میں سر ہلا گئی مگر پھر چونک اٹھی

"ہاں۔۔۔ہاں ایک دوست ہے ابھی کچھ عرصے پہلے ہی بنی تھی عنایہ"اسے بتاتی عنایہ کا نمبر ملانے لگی یہ احتیاطاً اس نے اپنے پاس سیو کر رکھا تھا

"پوچھو اس سے کہ حور کے ساتھ ہے یا نہیں؟"زوہیب کی بات پر لب کاٹتی اسکے فون اٹھانے کا انتظار کر رہی تھی

"ہیلو"

"ہیلو عنایہ میں حور کی بڑی بہن بریرہ بات کر رہی ہوں۔حور تمہارے ساتھ ہے؟"

"ارے بری آپ۔۔۔نہیں حور تو میرے ساتھ نہیں میں گھر پر ہوں آج یونی نہیں گئی"اسکی بات زوہیب بھی سن چکا تھا کیونکہ فون اسپیکر پر تھا

"کیوں کیا ہوا؟" وہ پوچھے بغیر نہ رہ سکی

"کچھ نہیں چلو خیال رکھنا اپنا اللہ حافظ" کال کاٹتی سیٹ کی پشت سے سر ٹکا گئی

"یا اللہ میری حور کی حفاظت کرنا" دل میں مسلسل ورد کررہی تھی جبھی کار ایک کلب کے آگے رکی تھی اسنے چونک کر زوہیب کو دیکھا

"ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟" اپنی ہی آواز اسے بہت انجان لگی تھی

"آؤ میرے ساتھ" کار سے اترتا تیزی سے اندر کی جانب بڑھ گیا۔وہ لوگ اندر داخل ہوئے تو یہاں کا ماحول دیکھ کر ایک پل کے لیے چکرا کر رہ گئے تھے۔ایک شور ایک ہنگامہ سا برپا تھا تیز میوزک کی بیٹ پر لڑکے لڑکیاں آپس میں رقص کرنے میں مگن تھے تبھی ایک آدمی تیزی سے ان کے قریب آیا۔

"سر اس طرف۔۔" اسے لے کر ایک جانب بڑھ گیا جہاں حور دو لڑکوں اور ایک لڑکی کے ساتھ ڈرگز لینے میں مگن تھی۔بریرہ کو لگا وہ اگلہ سانس نہ لے پائے گی۔اپنی جان سے عزیز بہن کی حالت دیکھ کر آنسو تیزی سے آنکھوں سے گر رہے تھے۔

"حور کیا کررہی ہو یہاں" قریب جاکر چیخ اٹھی اسنے ادھ کھلی آنکھوں سے بہن کو دیکھا

"ارے۔۔۔بری۔۔آؤ۔۔نا۔۔۔دیکھو۔۔۔کتنا مزا۔۔۔آرہا ہے" نشے میں دھت اسے بھی اپنے ساتھ بیٹھانے لگی جب ہی زوہیب آگے بڑھا اور اسکے احتجاج کے باوجود بازو کے حلقے میں لے کر باہر کی جانب بڑھنے لگا مگر ہیوی ڈوز کی وجہ سے اس میں چلنے کی بھی ہمت نہ تھی بریرہ اور وہ اسے سہارا دے کر باہر لے آئے تھے۔کار میں بیٹھا کر زوہیب اس آدمی سے ہاتھ ملاتا ڈرائیونگ سیٹ پر آگیا۔

"یار بری پلیز تم تو سنبھالو خود کو"بیک سیٹ کی جانب مڑ کر بے بسی اسے دیکھا جو بے سدھ پڑی بہن کا ہاتھ تھام کر سسک رہی تھی۔بمشکل اپنی ہچکیاں ضبط کرتی اسکا سر اپنے کندھے پر رکھ گئی پھر وہ بھی کار اسٹارٹ کر گیا تھا۔

****

"یار ماما آپ کیوں ٹینشن لے رہی ہیں بہت اچھی طرح خیال رکھ رہا ہوں میں یہاں اپنا"اس کے فلیٹ کے نیچے کار پارک کرتا ماں اور بہن سے بات کر رہا تھا۔اسے یہ کار آفس کی جانب سے دی گئی تھی۔

"اور سوہا سے کہیں پڑھائی پر توجہ دے نہیں تو بہت مار کھائے گی مجھ سے"مصنوعی رعب جما کر اپنی جان سے پیاری چھوٹی بہن کو بولا جانتا تھا فون اسپیکر پر ہے

"مارنے کے لیے بھی پاکستان آنا پڑے گا شیری بھائی"اسکی روٹھی ہوئی آواز پر وہ مسکرا دیا

"اچھا بس سینٹی مت ہو جانا یہ بتائیں بابا کیسے ہیں"فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھتا اپارٹمنٹس کے نمبر دیکھنے لگا

"ٹھیک ہیں وہ بھی بس یاد کرتے ہیں تمہیں"اداسی سے بولیں

"میں بھی مس کرتا ہوں ماما آپ سب کو۔۔۔چلیں ابھی کام ہے فری ہو کر کال کروں گا۔۔اللہ حافظ"کال کاٹ کر دروازے کی بیل بجاتا دوسرے ہاتھ سے کالر ٹھیک کرنے لگا تھوڑی دیر بعد ہی کسی کی جھنجھلائی ہوئی آواز آئی تھی۔

"پلیز دروازہ کھولیں مجھے سر زمور نے بھیجا ہے"اسکی بات پر اسی پل دروازہ کھلا تھا

"کیوں بھیجا ہے؟"ماتھے پر تیوری چڑھا کر کمال کی اداکاری کی

"کیا آپ کو بتایا نہیں انہوں نے۔۔خیر میں آپ کا ٹیوٹر ہوں ٹیوشن دینے آیا ہوں"اپنے مخصوص ٹھہرے ہوئے انداز میں بولا

"زبردستی کے.. "برا سا منہ بناتے آہستہ سے بڑبڑائی سر پر دوپٹہ جمائے دروازے کے بیچ و بیچ کھڑی تھی

"کیا یہیں کھڑے ہوکر پڑھنا ہے"اکتا کر بولا

"یعنی گھر کے اندر بھی آئیں گے"حیرت سے بولی

"کیا مطلب یہاں کھڑے ہوکر پڑھاؤں گا آپ جیسی بد دماغ کو"دانت پیس کر کہتے اسے سلگا گیا وہ بھی ایک ترش نظر اس پر ڈالتی سائیڈ میں ہوگئی۔

"ایک گلاس پانی مل سکتا ہے"لاؤنج میں رکھے صوفے پر بیٹھتا بولا۔وہ منہ بناتی کچن کی جانب بڑھ گئی

"آپ کے ساتھ اور کون کون ہوتا ہے اس گھر میں"اسکے واپس آنے پر پوچھا کیونکہ اس وقت پورا گھر خالی تھا۔

"میری دو پھپیاں اور ایک چچا کی پوری فیملی آرام سے اس گھر میں آجاتے ہیں"سامنے صوفے پر بیٹھی اطمینان سے بولی وہ کڑھ کررہ گیا۔آخر ضرورت ہی کیا تھی پوچھنے کی؟

"تو پڑھنا شروع کریں پھر یا اپنی پھپھی اور چچا کے بچوں کا ویٹ کررہی ہیں"اسی انداز میں بولا وہ دانت پیستی اپنا بیگ لینے چلی گئی۔آج آفاق صاحب نے ٹیوشن کی وجہ سے ہی اسے جلدی گھر بھیج دیا تھا۔ٹیوٹر زمور داؤد نے بھیجا تھا اسی لیے انہیں سیکیورٹی کا اتنا مسئلہ بھی نہ تھا۔

*****

وہ انگڑائی لیتی جمائی روک کر اٹھی تو کمرے میں مہرین صاحبہ اور بریرہ کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ایک نظر والکلک پر ڈالی جو رات کے نو بجا رہی تھی۔

"کیا بات ہے آپ لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں" اپنا دکھتا سر دباتی بیڈ سے اتری۔آج ہونے والے واقعے کے بارے میں اسے کچھ یاد نہ تھا۔

"کیا کرتی پھر رہی ہو آج کل ہاں" وہ غصیلے لہجے میں کہتیں آگے بڑھیں مگر بریرہ بیچ میں آگئی

"ماما میں بات کرتی ہوں پلیز آپ ریلیکس ہوجائیں" ایک نظر حیران کھڑی حور پر ڈال کر انہیں روکنا چاہا

"کیوں ریلیکس ہو جاؤں ہٹو آگے سے" اسے سائیڈ میں کرتیں قریب آگئیں۔

"کیا ہوا ہے آخر جو اتنا غصہ کررہی ہیں" بیزاری سے بولتی واشروم کی جانب بڑھنے لگی مگر وہ اسکی کلائی تھام کر واپس اپنے سامنے لے آئیں

"کیا ہے یہ جواب دو مجھے۔۔۔کیا ہے یہ۔۔۔کہاں سے لے کر آئے ہیں آج بریرہ او زوہیب تمہیں؟بولو" ہاتھ میں تھامی سفید پاؤڈر کی چھوٹی سے پیک تھیلی اسکے منہ پر ماری۔ایک پل کے لیے حور کا چہرہ بلکل زرد پڑھ گیا اور دن میں ہونے والے واقعے کی جھلکیاں سامنے آنے لگیں۔

"یہ تربیت کی تھی ہم نے تمہاری کہ سب کچھ بھلا کر نشے میں پڑھ جاؤ" اسکے بت بنے وجود کو جھنجھوڑ ڈالا تھا مگر وہ ایک لفظ نہ بولی آنکھوں میں نمی جمع ہونے لگی تھی

"ہمارا نہیں تو کم از کم اس گھر کا ہی خیال کر لیتیں جس کی عزت ہو تم حوریہ زمور داؤد۔۔۔" بہت غمگین لہجے میں بولیں تھی۔ان کے الفاظ تھے یا چابک اسے بلبلا کر رکھ گئے۔۔

"ہمارا نہیں تو کم از کم اس گھر کا ہی خیال کر لیتیں جس کی عزت ہو تم حوریہ زمور داؤد۔۔۔" بہت غمگین لہجے میں بولیں تھی۔ان کے الفاظ تھے یا چابک اسے بلبلا کر رکھ گئے۔۔ایک جھٹکے سے انکے ہاتھ اپنے کندھوں سے ہٹائے

"عزت۔۔۔کونسی عزت کی بات کر رہی ہیں آپ ہاں۔۔۔جو اس شخص نے مجھ سے آٹھ سال کی عمر میں چھین لی تھی۔۔۔میرا سر ننگا کر کے میرا دامن داغدار کر کے اپنے گھناؤنے کردار کو چھپانے کے لیے میرے سر پر اس جھوٹی عزت کی چادر ڈال دی۔۔اس عزت کی بات کر رہی ہیں آپ

بولیں" چیختے ہوئے ان سے دو قدم دور ہوئی تھی۔بریرہ کونے میں نم آنکھیں لیے کھڑی تھی جبکہ مہرین صاحبہ نے بمشکل اپنے آنسو ضبط کیے۔

"میرا بچپن۔۔میری معصومیت۔۔۔میرا اعتماد۔۔۔میری زندگی سب کچھ چھین کر لے گیا وہ شخص اور آپ کو اب بھی اس کی عزت کی پرواہ ہے ماما۔۔"ماں سے شکوہ کرتے آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر اسکے سرخ پڑھتے گال پر گرا تھا

"وہ۔۔۔وہ بچ۔۔۔بچپن تھا نادانی تھی اسکی۔۔جو یہ غلطی سرزد ہوگئی۔۔۔ورنہ وہ ایسا نہیں۔۔"

"غلطی۔۔۔بچپنا۔۔۔واہ ماما اس شخص نے حوریہ عثمان کو زندہ درگور کر دیا مگر آپ اب بھی اسی کی طرف دار ہیں جیسے آج سے پندرہ سال پہلے تھیں... میرے۔۔میرے لیے گالی ہے حوریہ زمور داؤد ہونا اس غلیظ شخص کے ساتھ اس زبردستی کے رشتے نے مجھے ڈرگز لینے پر مجبور کیا دور جانا چاہتی تھی اسکے ذکر سے جو مجھے فنا کر کے اب بھی سوکار بنا بیٹھا ہے" رندھے ہوئے لہجے میں کہہ کر ہاتھ کی پشت سے گال رگڑتی تیزی سے باتھ روم کی جانب بڑھ گئی۔مہرین صاحبہ ایکدم لڑکھڑائی تھیں بریرہ فوراً ان کے نزدیک آگئی

"بری یہ مجھے غلط سمجھتی ہے مگر خدا گواہ ہے میں نے صرف اسکے لیے اسکی بہتری کے لیے یہ فیصلہ کروایا تھا"سسکتے ہوئے اسکے گلے سے لگ گئیں۔آج پھر اس گھر کے درو دیوار پندرہ سال قبل حوریہ عثمان پر گزری قیامت پر سسک اٹھے تھے۔

*****

یہ کراچی کے پوش علاقے میں قریب قریب بنائے گئے تین خوبصورت بنگلے تھے جن میں سے ایک میں داؤد مراد اور عائلہ داؤد اپنے سولہ سالہ ذہین مغرور اور بدلحاظ بیٹے زمور کے ساتھ رہتے تھے۔باقی کے دو بنگلوں میں بھی ان کے جگری یار وجاہت اور عثمان اپنی فیملیز کے ساتھ آباد بہت خوش و خرم زندگی گزار رہے تھے۔

"کہاں غائب تھے ہاں وقت دیکھا ہے تم نے۔۔زوہیب کب کا گھر آیا ہوا ہے"اسکے دس بجے گھر میں گھسنے پر داؤد برس پڑا تھا۔

"دوستو کے ساتھ تھا اور ابھی دس ہی تو بجے ہیں"بے نیازی سے کہتا اوپر سیڑھیوں کی جانب بڑھنے لگا

"یہاں آؤ۔۔"اس کی خودسری انہیں فکرمند کرنے کے لیے کافی تھی

"کونسے دوست ہیں یہ تمہارے ذرا ملوانا مجھ سے جو صرف تمہارے دوست ہیں اور زوہیب کے نہیں"ناگواری سے اسے دیکھا۔زوہیب اور وہ دونوں ایک ہی کلاس میں تھے اور زیادہ تر ایک ہی ساتھ پائے جاتے تھے مگر آج کل زمور کے انسٹیٹیوٹ میں نئے دوست بن چکے تھے جن کے ساتھ وہ اکثر غائب رہنے لگا تھا۔

"کیا مطلب اب میں دوست بھی نہیں بنا سکتا اپنی مرضی سے۔۔پرائیویسی نام کی کوئی چیز اس گھر میں پائی بھی جاتی ہے یا نہیں"ماں کو دیکھ کر پیر پٹختا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔عائلہ جو کب سے باپ بیٹے کی بحث سن رہی تھی۔اسکے لیے پلیٹ بنانے لگیں

"کوئی ضرورت نہیں ہے کھانا دینے کی۔۔۔تمہیں کیا لگتا ہے جہاں سے یہ آرہا ہے وہاں کھانا نہیں ملاتا ہو گا کیا"نیپکن ٹیبل پر پھینکتا کمرے کی جانب بڑھ گیا جبکہ وہ ایک گہری سانس بھرتی کچن میں آگئی۔اپنے لاڈے کے لیے دودھ گرم کیا اور اسکے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔روم میں داخل ہوئی تو زمور نے جھٹ کوئی چیز بیڈ کے نیچے پھینکی تھی۔

"ماما آپ۔۔۔کوئی۔۔کام تھا"ماتھے سے پسینہ صاف کرتے اٹھ کھڑا ہوا۔عائلہ نے غور سے اسکے تاثرات دیکھے تھے۔

"کیا بات ہے اتنے پسینے کیوں آرہے ہیں تمہیں"گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر نزدیک آئی

"کچھ نہیں ہوا یار ماما آپ جائیں پلیز میرا دودھ پینے کا بلکل موڈ نہیں"اپنا ہاتھ چھڑاتا اکتا کر بولا

"کیا مسئلہ ہے ہاں نیچے بابا سے بدتمیزی کر کے آئے ہو اب مجھ سے کر رہے ہو ماں باپ سے قد بڑھا کیا ہو گیا ہمیں خود سے چھوٹا سمجھنے لگے"اسکی بدتمیزی پر تپ اٹھی تھی

"میں بدتمیزی نہیں کر رہا بس تھوڑی پرائیویسی ہی تو مانگی ہے"چڑ کر بیڈ پر جا بیٹھا

"داؤد فکر مند ہیں بیٹا آپ کے لیے پیپرز سر پر ہیں اور آپ اس طرح دیر رات تک غائب رہو گے تو ظاہر سی بات ہے پریشان تو ہوں گے نا"اپنے لمبے چوڑے خوبرو بیٹے کو دیکھا جو سولہ سال کی عمر میں ہی کوئی جوان لڑکا لگتا تھا۔

"میرا پریویئس ریکارڈ جانتے تو ہیں بابا پھر کیوں پریشان ہو رہے ہیں۔۔میں کور کرلوں گا"ایک ہاتھ سے ماتھے پر آجانے والے اپنے سیاہ بال پیچھے کرتا بے فکری سے بولا عائلہ نے خشمگین نگاہوں سے اسے دیکھا

"اچھا اوکے میں اب خیال رکھوں گا اور جلدی گھر آؤں گا بس۔۔"انہیں ناراض دیکھ کر فوراََ اپنے بازو کے حلقے میں لے لیا۔

"اب تو مان جائیں نا"لاڈ سے بولا وہ بھی اسکا ماتھا چومتی اٹھ کھڑی ہوئی

"چلو سوجاؤ اب"اسکے کمرے کی لائٹ اوف کرتی باہر نکل گئی۔اس کے جاتے ہی زمور نے دروازہ لاک کیا تھا اور دھڑکتے دل کے ساتھ بیڈ کے نیچے پڑا بیئر کا کین نکل لیا۔

*****

"تو آج بھی ان کے ساتھ جائے گا"زوہیب نے خفگی سے اسے پھر سامنے کھڑے ان سینیئرز کے ٹولے کو دیکھا۔وہ لوگ ابھی کلاس سے نکلے تھے۔

"تو بھی اب گھر والوں کی طرح ری ایکٹ کرے گا"جواباََ اس نے بھی ناراضگی سے اسے دیکھا

"نہیں مگر میں چاہتا ہوں تو مجھے بھی ٹائم دے۔۔اب ان لوگوں کے ساتھ دفع ہوجائے گا پھر کل ہی ملے گا"غصے سے اسے دیکھ کر آگے بڑھ گیا

"کیوں محبوباؤں کی طرح ناراض ہورہاہے۔۔آج جلدی آجاؤں گا ویسے بھی عیبی کی برتھ ڈے ہے اسے بھی تو وش کرنا ہے"اسکے ساتھ قدم ملاتے کندھے میں ہاتھ ڈال کر بولا

"شکر تجھے یاد ہے۔۔اب ٹائم پر آجائیو"خشمگین لہجے میں کہتا اسکے سینے پر پنچ مار کر آگے بڑھ گیا جبکہ وہ اس گروپ کی جانب بڑھ گیا۔

"ہیلو بڈی۔۔"انہی کے ساتھ گراؤنڈ میں لگی بینچ پر آبیٹھا تھا۔

"مجھے لگتا ہے تمہارا یہ دوست ہمیں خاص پسند نہیں کرتا"گروپ کے ایک لڑکے برہان نے ہنستے ہوئے کہا

"اپنی اپنی پسند کی بات ہے"وہ کندھے اچکا گیا

"دیکھ یار اگر گھر میں تیری ڈانٹ پڑھ رہی ہے تو مت آیا کر ہمارے ساتھ کیونکہ ہم ممی ڈیڈی بچوں کو اپنے گروپ میں نہیں رکھتے'کیوں صحیح کہہ رہا ہوں نا میں"اس نے اپنے دوسرے ساتھیوں سے بھی تائید چاہی سب ہی اسکی خباثت پر مسکرا دیے تھے۔

"ہاں بلکل صحیح کہہ رہا ہے یہ"باقی بھی اسکی تائید کرتے بولے۔زمور کا چہرہ غصے سے سرخ پڑھ گیا تھا۔

"میں اپنی مرضی کا مالک ہوں۔۔اپنے باپ سے بھی نہیں ڈرتا سمجھ آئی"اسے دھکیلتا غصیلے لہجے میں بولا

"اوہ۔۔اوکے کول ہوجا یار ایسے ہی کہہ رہے تھے"دونوں ہاتھ اٹھاتا سنبھل کر بولا

"چھوڑ یار۔۔آج ہم نئی چیز ٹرائے کریں گے نئی دوستی کی خوشی میں۔۔"اسکے گلے میں ہاتھ ڈالتا آگے بڑھ گیا۔۔

*****

وجاہت ہاؤس میں عبیر کی سالگرہ کا فنکشن عروج پر تھا۔وہ آٹھ سالہ بچی بے بی پنک فراک پہنے بخار ہونے کے باوجود بچوں کے ساتھ کھیلتی پھر رہی تھی۔

"زوہیب کال کی زیم کو" عائلہ نے دوستوں میں مگن زوہیب سے قریب آکر پوچھا۔وہ کب سے اسے کال کررہی تھی مگر وہ اٹھا نہیں رہا تھا

"نہیں پھپو میں نے بہت ٹرائے کیا مگر وہ میری کال پک نہیں کررہا" ایک بار پھر اسے کال کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

"آج نہیں چھوڑوں گی میں اسے" غصے سے بڑبڑاتی بشریٰ بیگم کی جانب بڑھ گئی۔جہاں مہرین اور باقی خواتین بھی موجود تھیں۔

"ماما۔۔" حوریہ مہرین کو پکارتی وہیں آگئی۔

"ہاں میری جان بولو.." اسکا ہاتھ تھامتی کونے میں لے آئی۔

"ماما اچھا فیل نہیں ہورہا نیند آرہی ہے" اس کے گرد ہاتھ لپیٹتی پیٹ سے لگ گئی

"تو جان میں نے کہا تھا نا ابھی میڈیسن لی ہیں تھوڑی دیر ریسٹ کرلو مگر آپ کو ہی کھیلنے کی لگی تھی" اسکے ریشم جیسے بال سمیٹ کر ماتھے پر پیار کیا جو ہلکہ ہلکہ گرم ہورہا تھا۔

"آؤ میرے ساتھ.. " وہ اسے لے کر کچن کی سائیڈ آگئی۔جہاں تمام ملازمین کھانے کا انتظام دیکھ رہے تھے۔

"ماجدہ۔۔آپ ایسا کریں حور کو گھر لے جائیں۔۔فنکشن ختم ہی ہونے والا ہے میں تھوڑی دیر میں آجاؤں گی'حور ماجدہ کو تنگ مت کرنا اور روم میں جاتے ہی ڈریس چینج کرکے سونا ہے اوکے" ماجدہ کو ہدایت دے کر حور سے مخاطب ہوئی وہ فرمانبرداری سے سر ہلاتی ماجدہ کا ہاتھ تھام کر گھر سے باہر نکل گئی۔

"زمور بھائی۔۔۔"برابر بنگلے کے پورچ میں رکتی زمور کی بائک دیکھ اپنی بیماری بھلائے دوڑتی ہوئی اسکے پاس آئی تھی

"اتنا لیٹ آئے آپ پوری پارٹی اور کیک سب ختم ہوگیا"افسوس سے بولی مگر وہ اسے نظرانداز کیے بائک جگہ سے لگا رہا تھا

"آپ کہاں تھے؟میری بات کیوں نہیں سن رہے۔۔"قریب آکر زور سے بولی

"میں نے کہا تھا آپ میرا پی سی دیکھ لیں وہ ورک نہیں کررہا مگر آپ نے وہ بھی نہیں دیکھا"اسکے گرد منڈلاتے روٹھ کر ایک بار پھر اپنی جانب متوجہ کیا

"ریا دماغ نہ کھاؤ۔۔جاؤ زوہیب سے کہنا"اپنے دکھتے سر اور سرخ پڑھتی آنکھوں سے بمشکل جواب دیا تھا۔

"پلیز چلیں نا ابھی۔۔پھر آپ صبح بھی چلے جاتے ہیں شام کو بھی اور رات کو بھی گھر پر نہیں ہوتے"اسکا ہاتھ تھام کر منت سے بولی

"جاؤ کردیا نا منع۔۔"اس بار تیز لہجے میں کہتا اندر کی جانب بڑھنے لگا،کب سے خاموش کھڑی ماجدہ فوراً قریب آئی

"حوریہ بی بی چلیں میں آپ کو گھر چھوڑ دوں"پیار سے بولیں مگر وہ آنکھوں میں آنسو لیے اسے دیکھ رہی تھی۔

"آپ کبھی میری بات نہیں سنتے کبھی کوئی کام نہیں کرتے"یکدم ہی ہچکیوں سے روتے اسکی پشت دیکھ کر بولی زمور کو اپنے لہجے کی سختی کا شدت سے احساس ہوا تھا۔واپس پلٹ کر اسکے پاس آیا۔

"اچھا چپ ہو رونا بند کرو۔"دوزانوں ہوتا سامنے بیٹھ کر اسکے آنسو پوچھنے لگا

"ارے۔۔۔بخار ہے تمہیں تو"چونک کر اسکے گلابی پڑھتے معصوم چہرے کو دیکھا جس پر نم آنکھیں اور کشش پیدا کر رہیں تھی۔

"دیکھا پتہ چلا اب۔۔مجھے بخار بھی ہے اور آپ پھر بھی میری بات نہیں سن رہے تھے آنٹی مجھے گھر ہی لے جارہیں تھی"روٹھ کر کہتے اپنی بات میں وزن پیدا کیا مگر زمور داؤد کی نشے سے چور ہوتی آنکھیں بس اسکے سرخ پڑھتے رخسار دیکھ رہیں تھی۔

"ماجدہ میں لے۔۔۔جاؤں گا ریا کو اسکا پی سی بھی چیک کرلوں گا۔۔۔آپ بھی آرام کریں اب"لہجے کی لڑکھڑاہک پر قابو پاتے سرسری لہجے میں بولا اور حوریہ کا ہاتھ تھام کر آگے بڑھ گیا وہ بھی سر ہلاتیں عثمان ہاؤس میں بنے سرونیٹ کواٹر کی جانب بڑھ گئیں۔

"ہلکے چلیں نا آپ کو پتا بھی ہے مجھے بخار ہے"اسکے تیزی سے کمرے کی طرف بڑھتے قدموں پر شکایتی لہجے میں بولی مگر دوسری جانب سے کوئی جواب نہ آیا تھا۔حوریہ کا کمرا فرسٹ فلور پر تھا۔اسکے کمرے میں آکر ایک جھٹکے سے بیڈ پر پھینکا حوریہ کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی تھی مگر اسے کچھ فرق نہ پڑا تھا۔اس پل وہ سولہ زمور داؤد نہیں بلکہ ایک درندہ تھا۔نشے نے جس کی عقل اور ہر طرح کی تمیز بھلا دی تھی جو آج اس پھول کی معصومیت ہمیشہ کے لیے چھیننے والا تھا۔

"زمور بھائی۔۔۔"مڑ کر حیرانگی سے اسے دیکھا وہ سرخ آنکھیں لیے اسکی جانب بڑھ رہا تھا۔حوریہ کی رنگت یکدم زرد پڑھ گئی۔

"بھ۔۔بھائی۔۔آپ تو۔۔۔آپ تو میرا کمپیوٹر ٹھیک۔۔"بیڈ سے نیچے اترتے بولنا چاہا مگر وہ واپس دھکا دیتا اسکے منہ پر ہاتھ جما گیا تھا۔۔

*****

"بری تو عبیر کے پاس ہی رک گئی ہے بشریٰ بھابھی نے بھی کہا کہ چھوڑ دو'میں ذرا حور کا فیور دیکھ لوں"گھر میں داخل ہوتے مہرین نے عثمان کو اطلاع دی تھی۔

"ہاں چیک کرو میری بچی تو صبح سے فنکشن بھی نہ انجوائے کرسکی آج کا۔۔اگر زیادہ فیور ہوا تو ڈاکٹر کے پاس لے جائیں گے"ٹائی کی نوڈ ڈھیلی کرتا بولا۔وہ بھی سر ہلاتی اوپر کی جانب بڑھنے لگی جبھی کھلے گریبان اور پسینے میں شرابور زمور حواس باختہ سا نیچے آیا تھا۔

"زمور۔۔"وہ اسے یہاں وہ بھی اس حالت میں دیکھ حیران ہی تو رہ گئی تھی اور ایسی ہی کچھ کیفیت نیچے کھڑے عثمان کی بھی تھی۔

"میں۔۔میں اے۔۔ایسا نہیں۔۔چاہتا تھا۔۔آئی ایم۔۔سوری"نم آنکھیں لیے تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا گھر سے باہر نکل گیا جبکہ وہ دونوں بت بنے کھڑے رہ گئے تھے۔مہرین نے ایک نظر حوریہ کے کمرے کے دروازے کو دیکھا اور چیختی ہوئی اس جانب لپکی تھی۔

"حور۔۔۔"ایک جھٹکے سے کمرے کا دروازہ کھولا مگر سامنے کا منظر دیکھ کر اسکا سانس سینے میں ہی اٹک گیا تھا۔

"حور میری جان.."سسکتے ہوئے تیزی سے قریب آئی اور کمبل سے اسکا نیم مردہ وجود ڈھانپ دیا۔اسی پل عثمان بھی کمرے میں داخل ہوا تھا اور اس منظر نے اسے ریزہ ریزہ کر دیا تھا۔۔

*****

"زمور۔۔میری جان"راکنگ چیئر پر بیٹھے سینے پر قرآن رکھے شاید سوگیا تھا۔جب ہی عائلہ خاتون کی آواز پر یکدم چونک کر اٹھا۔نیند ابھی کچی ہی تھی شاید۔۔

"ارے ماما آپ آئیں نا"قرآن احتیاط سے اٹھا کر شیلف میں رکھا دیا۔

"میں نے نیند ڈسٹرب کردی شاید اپنے بیٹے کی"اپنے گرد شال لپیٹتے اسکے سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ گئیں۔

"نہیں ماما میرے لیے اتنی نیند بھی بہت ہے"بے بسی سے کہتا ہلکہ سا مسکرا دیا۔

"میں کہنے آئی تھی کہ مجھے شاپنگ پر لے چلو تاکہ حوریہ کے لیے تمہاری پسند کا کچھ لے لوں۔۔بری کی شادی ہے تو حوریہ کے جوڑے تو ہماری طرف سے ہی ہونے چاہئیں نا"ان کے اتنے اطمینان سے کہنے پر وہ انہیں دیکھ کر رہ گیا

"آپ کو کیا لگتا ہے وہ ہمارے دیے ڈریس پہنے گی وہ بھی میرے پسند کیے"تمسخرانہ لہجے میں کہتا اپنی آفس کی فائل اٹھا گیا۔

"کیوں بہو ہے وہ میری۔۔میری بات کبھی نہیں ٹالے گی میری بچی"لہجے میں اتنا مان تھا کہ زمور داؤد کے لبوں پر پراذیت مسکراہٹ بکھر گئی۔اتنے سال اس سے دور رہنے کے باوجود اسکی رگ رگ سے واقف تھا جانتا تھا وہ کیا حال کرنے والی ہے یہاں سے جانے والی سوغات کا۔

"ٹھیک ہے میں لے چلوں گا آپ کو'فلائٹ کب کی ہے آپ لوگوں کی"لیپ ٹاپ اون کرتے ایک نظر انہیں دیکھا

"نیکسٹ منڈے کی ہے اور مطلب کیا ہے ہماری تم نہیں چل رہے ساتھ"گھور کر بولیں

"ایکدم تو اٹھ کر نہیں جاسکتا نا کام نمٹا کر آؤں گا تھوڑا بہت۔۔۔اب شہریار بیچارہ کیا کیا دیکھے گا"بہت خوبصورتی سے ساتھ نہ چلنے کی توجیہہ پیش کی تھی۔اب یہ کیسے بتاتا کہ اس کا سامنا کرنا کتنا کٹھن مرحلہ ہے۔

"ہاں یہ بھی ٹھیک ہے ویسے یہ شہریار ہے بڑا پیارا بچہ" مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئیں۔وہ دو تین بار آفس کے کام کے سلسلے میں گھر آچکا تھا۔

"ہاں آپ کی بہو کا بیسٹ فرینڈ جو ٹھہرا"ہلکہ سا بڑبڑاتے ایک گہری سانس بھر کر رہ گیا۔۔

*****

"کیسی ہے میری بچی،ابھی بشریٰ سے پتہ چلا ہے کہ حور آئی سی یو میں ہے"عائلہ اور داؤد ہوسپٹل دوڑے چلے آئے تھے مگر ان کی جانب سے کوئی جواب نہ آیا تھا عائلہ نے نا سمجھی سے بشریٰ اور وجاہت کو دیکھا۔ان کی نم آنکھیں انہیں کچھ بہت غلط ہونے کا سگنل دے رہیں تھی۔

"کیا ہوا ہے مہر کچھ تو بولو"اسکے برابر میں بیٹھتے ہاتھ تھامنا چاہا۔

"یہ ہم سے نہیں اپنے بیٹے سے جاکر پوچھیں بھابھی جس کی وجہ سے وہ یہاں ہے"سیٹ کی پشت سے سر ہٹاتے غمزدہ لہجے میں بولی۔دونوں میاں بیوی حیران پریشان سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے

"کیا مطلب زمور کا کیا تعلق"اندر ہی اندر کئی اندیشوں میں گھر گئے تھے

"داؤد۔۔زمور نے میری معصوم بچی کو کہیں کا نہ چھوڑا۔۔۔چلے جاؤ تم لوگ یہاں سے"عثمان نم آنکھیں لیے بہت دھیمے مگر نفرت انگیز لہجے میں بولا تھا۔انہیں لگا کسی نے آسمان سر پر گرا دیا ہو۔

"یہ۔۔یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ عثمان بھائی"عائلہ نے چکراتے دماغ کے ساتھ انہیں دیکھا بھلا ممکن تھا ایسا؟

"نہیں یقین تو پوچھو جاکر اپنے لاڈلے سے"وہ ایکدم ہی پھٹ پڑا

"پلیز آپ لوگوں کا ٹھہرنا مناسب نہیں یہاں۔۔۔ابھی چلے جائیں یہاں سے"بشریٰ جلدی سے بیچ میں آئی تھی کیونکہ ابھی جس کیفیت سے مہرین اور عثمان گزر رہے تھے کوئی بھی قدم اٹھا سکتے تھے۔وہ لوگ ایک حسرت بھری نگاہ آئی سی یو کے دروازے پر ڈالر کر بے یقین سے واپس پلٹ گئے تھے۔آج انکی اکلوتی اولاد نے انہیں کہیں کا نہ چھوڑا تھا۔

"زمور۔۔۔زمور... "گھر میں داخل ہوتے ہی دھاڑتا ہوا اسکے کمرے کی جانب بڑھ تھا جہاں وہ کمرے کی دیوار سے لگا سہما بیٹھا تھا۔اسی وقت دھاڑ کی آواز سے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔

"کیا کیا ہے حور کے ساتھ بے غیرت آوارہ"جنونی انداز میں اسکے قریب آکر گریبان تھام لیا مگر وہ ایک لفظ نہ بولا تھا بس سر جھکائے کھڑا ان کے ہاتھوں کو گھور رہا تھا آنکھوں سے مسلسل آنسو گر رہے تھے۔

"جواب دو مجھے۔۔۔اس معصوم نے کیا بگاڑا تھا تمہارا" اسکا منہ تھپڑوں سے لال کرتا سوال کررہا تھا مگر وہ اب بھی خاموش رہا تھا۔

"کیوں کیا زمور ایسا؟ یہ تربیت کی تھی ہم نے تمہاری؟" عائلہ سسک اٹھی زمور نے سرخ پڑھتی آنکھوں سے تڑپ کر انہیں دیکھا

"ماما۔۔۔میں۔۔ نہیں جانتا۔۔یہ۔۔یہ کیسے ہوگیا۔۔میں میں نشے میں تھا مجھ۔۔مجھے کچھ۔۔ بھی یاد نہیں" اس بار بےبسی سے کہتا رو پڑا جبکہ ان دونوں نے بےیقین نظروں سے اسے دیکھا۔

"تم نے نشہ کیا۔۔۔کس خبیث کے ساتھ رہنے لگا تھا آوارہ۔۔۔عائلہ اس سے کہہ دو اب بھی انہی کے پاس چلا جائے یہ ریپسٹ" ایک آخر تھپڑ اسکے منہ پر رسید کرتے زور سے دھکا دیا۔وہ اس پل اتنا بےجان ہوچکا تھا کہ دیوار سے ٹکراتا بیٹھتا چلا گیا۔

"ریپسٹ۔۔۔۔ریپسٹ...." وہ دونوں کمرے سے جاچکے تھے مگر دماغ میں بس ایک لفظ گردش کررہا تھا جو اس کی ذات کو مٹی کرنے کے لیے کافی تھا۔پھوٹ پھوٹ کر روتا اپنے گھٹنوں میں منہ چھپاگیا.

*****

حوریہ کو گھر شفٹ ہوئے ایک مہینا بیت چکا تھا۔اس کمرے کو ہمیشہ کے لیے اسٹور روم کی شکل دے دی گئی تھی۔عثمان نے اپنے گھر کی عزت اور دوستی کی لاج رکھتے پولیس میں کمپلین درج نہیں کروائی تھی۔زمور داؤد اس پورے مہینے میں گھر تو کیا کمرے سے باہر بھی نہ نکلا تھا۔داؤد اور عائلہ کی اس سے بات چیت بلکل بند تھی۔وہ گھر سیل کر چکے تھے اور ہمیشہ کے لیے امریکہ شفٹ ہو رہے تھے کیونکہ اس حادثے کے بعد زمور کا حوریہ کے سامنے رہنا ممکن نہ تھا۔حوریہ کی کنڈیشن بد سے بدتر ہوتی جارہی تھی۔اسے ہر دو دن بعد خوف سے دورہ پڑھ جاتا اور عثمان کو ہوسپٹل بھاگنا پڑھتا تھا۔تینوں گھروں میں اچانک ہی ایک ویرانی سی چھاگئی تھی۔وجاہت یا عثمان کے گھر سے کسی فرد نے بھی داؤد کے گھر کا رخ نہیں کیا تھا۔

آج اس شہر اس ملک میں ان کا آخری دن تھا۔وہ کھڑکی میں کھڑا عثمان ہاؤس کی ویران بالکنی دیکھ رہا تھا جہاں کبھی حوریہ اور بریرہ چہچہاتی پھرتی تھیں مگر اب خالی جھولا ہوا سے ہلکے ہلکے ہل رہا تھا۔

''آئی ایم سوری ریا۔۔''آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کر گرے تھے اور پھر اس کھڑکی کو ہمیشہ کے لیے بند کر گیا۔

****

وہ لوگ گھر میں داخل ہوئے تو تینوں باپ بیٹی ناشتہ کر رہے تھے جبکہ حوریہ اپنے روم میں تھی۔

"بھائی صاحب۔۔بھابھی"سب سے پہلے مہرین کی نظر پڑھی تھی۔

"اندر نہیں بلاؤ گے عثمان"عثمان کو اپنی جگہ پر بیٹھا دیکھ داؤد افسردگی سے بولا

"اب ہم دور ہی رہیں تو بہتر ہے"اخبار بند کرتا اٹھ کھڑا ہوا

"اسی لیے جارہے ہیں ہم آج آخری دن ہے اس ملک میں ہمارا"غمگین لہجے میں بولا دونوں میاں بیوی نے چونک کر انہیں دیکھا تھا مگر لب سے ایک حرف نہ نکلا شاید یہ فیصلہ سب کے لیے بہتر تھا۔

"ہاں مہرین ہم یہ گھر بھی سیل کرچکے ہیں ہمیشہ کے لیے امریکہ شفٹ ہورہے ہیں مگر۔۔۔میں یہاں تم سے بھیک مانگنے آئی ہوں"عائلہ کے آنسوؤں پر مہرین نے ناسمجھی سے اسے دیکھا جس نے اپنی جھولی پھیلا دی تھی۔

"اس میں حوریہ کو ڈال دو۔۔۔میری بیٹی بنادو اسے۔۔"نم آنکھیں لیے التجاء کررہی تھی۔وہ دونوں ششدر کھڑے رہ گئے تھے۔یہ کیا کہہ دیا تھا انہوں نے۔۔۔

"یہ۔۔یہ کیا کہہ رہی ہیں بھابھی آپ"مہرین کے منہ سے لفظ نکلنا مشکل ہوگئے۔

"عثمان پلیز ٹھنڈے دماغ سے سوچو۔۔۔حوریہ کو ہمارے گھر کی عزت بنادو۔۔۔"داؤد بھی چپ نہ رہ سکا تھا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے بھابھی یہ اتنا آسان ہے حوریہ ایک ایسے شخص کے ساتھ کیسے زندگی گزار سکتی ہے کبھی سوچا ہے آپ نے"مہرین کو معصوم بیٹی پر گزری ایک بار پھر یاد آگئی۔

"مہرین ہم جانتے ہیں زمور نے گناہ کیا ہے مگر وہ بہت نادم ہے جس رات یہ واقعہ ہوا اسکے آوارہ دوستوں نے اسے نشہ کروادیا تھا۔۔۔میں سچ کہ رہی ہوں وہ پل پل مررہا ہے پلیز ہمیں اور اسے ایک موقع دے دو..ابھی صرف نکاح کرلو جب بڑے ہوکر ملیں گے تو دلوں سے نفرت کچھ کم ہوجائے گی تم لوگ سمجھ کیوں نہیں رہے"وہ بے بسی سے کہتی رو پڑی،مہرین نے کشمکش میں مبتلا ہوکر ایک نظر عثمان کو دیکھا جو لب بھینچے کھڑا تھا بیوی کی نظروں کے پیغام کو اچھی طرح سمجھ گیا تھا مگر پلٹ کر تیزی سے کمرے کی جانب بڑھ گیا وہ بھی تیزی سے اس کے پیچھے کمرے میں آئی تھی۔

"عثمان میں بھی اس حق میں نہ تھی مگر ایک بار آپ حوریہ کا سوچیں کہ بڑے ہوکر اسے کتنی مشکلیں اٹھانی پڑیں گی کیسے کیسے سوالوں کا سامنا کرنا پڑھے گا"اس کا بازو تھامتی منت سے بولی۔وہ ماں تھی آخر زمانے کی اونچ نیچ کے بارے میں اسے ہی سوچنا تھا.

"تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہو مہرین حور کو کیا جواب دیں گے ہم"غصیلے لہجے میں کہتا بیڈ پر جا بیٹھا۔یہ سب کر کے وہ بھی اپنی بیٹی کے سامنے مجرم بن جاتے۔۔

"اور آپ خود کو کیا جواب دیں گے جب ساری زندگی حور ایک سوالیہ نشان بن کر رہ جائے گی دنیا کے سامنے؟ زمور کو تو کوئی بھی لڑکی مل جائے گی اسکی زندگی کو کوئی فرق نہیں پڑے گا"وہ بھی غصے میں آچکی تھی عثمان نے سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا مگر بولے کچھ نہ۔۔

"عثمان بات کو سمجھیں اس سے بہتر کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا حور کے لیے۔۔بس آپ ان لوگوں کو ایک موقعہ دے دیں میرے خاطر میں جانتی ہوں زمور ایسا بچہ نہ تھا بس غلط صحبت میں پڑھ گیا"اس کے برابر میں بیٹھتی نرم لہجے میں بولی

"اس کی زندگی بھر کی گارنٹی کون دے گا کہ وہ دوبارہ ایسا گناہ نہ کرے۔۔بولو جواب دو مجھے تم دو گی؟"طنزیہ انداز میں بولتا مہرین کے لبوں پر قفل چڑھا گیا۔

"میں دونگا عثمان"کمرے کے دروازے پر کھڑا داؤد ان کی گفتگو سن چکا تھا۔

*****

"عثمان ہاؤس آؤ فوراً" فون سے ابھرتی باپ کی سخت آواز پر وہ دنگ ہی تو رہ گیا تھا

"مگ۔۔مگر کیوں بابا" دل انجانے خدشوں میں گھرا بری طرح دھڑکا تھا۔

"جو کہا ہے وہ کرو۔۔فوراً آؤ۔۔" گرجدار آواز میں کہتا کال کاٹ گیا تھا۔حواس باختہ سا ٹاول گلے سے نکال کر پھینکتا باہر کی جانب بڑھ گیا وہ ابھی باتھ لے کر نکلا تھا۔عثمان ہاؤس میں قدم رکھتے وہی رات نگاہوں کے سامنے آگئی تھی اپنی ہمت مجتمع کرتا اندر داخل ہوا تو بشریٰ اور وجاہت سمیت زوہیب بھی موجود تھا۔اسکے دل کو کچھ ڈھارس ملی تھی۔

"آؤ یہاں۔۔۔چلیں مولوی صاحب نکاح شروع کریں" داؤد اسے اپنے ساتھ صوفے پر بیٹھاتا ایک ادھیڑ عمر شخص سے مخاطب ہوا تھا۔زمور نے نا سمجھی سے انہیں پھر ماں کو دیکھا وہ بھی سر سے دوپٹہ اوڑھے سامنے کھڑی تھی۔

"زمور داؤد ولد داؤد مراد کیا آپ کو حوریہ عثمان سے باعوض چالیس لاکھ روپے سکہ رائج الوقت یہ نکاح قبول ہے" مولوی صاحب کے الفاظ پر وہ یکدم بھونچکا کر رہ گیا تھا یعنی یہ اس کا نکاح تھا۔۔نہیں بلکہ اسکے کیے کی سزا۔۔

"بولو زمور۔۔"داؤد کی کرخت آواز پر وہ ہوش کی دنیا میں لوٹا اور آہستہ سے راضامندی دے گیا۔کونے میں بیٹھے عثمان کے دل کے کسی کونے میں ایک انجانا سا اطمینان اتر گیا تھا۔مہرین اور وہ پیپرز لے کر حوریہ کے کمرے میں داخل ہوئے تو وہ حیران پریشان سی باہر سے آتی آوازوں کو سن رہی تھی

"ماما کون آیا ہے باہر۔۔"وہ کچھ سہمی ہوئی سی لگ رہی تھی۔مہرین اسے اپنے ساتھ لگاتی بیڈ پر لے آئی۔عثمان بھی اسکی دوسری جانب بیٹھ گیا تھا۔

"ہاں آپ کے بابا کے مہمان آئے ہیں بیٹا۔۔چلو شاباش آپ یہاں اپنا تھمب لگا دو"اسکے انگھوٹے پر انک لگا کر پیپرز آگے کیے

"ماما یہ کیوں کروارہی ہیں آپ؟دوسرے اسکول میں ایڈمیشن کے ہیں؟"پریشانی سے ماں کو دیکھا وہ نم آنکھیں لیے فوراً نظریں چراگئی تھی۔

"نہیں بیٹا نکاح کے ہیں۔۔"اس سے تمام پیپرز پر انگھوٹا لگواتے آہستہ سے بولی۔

"کیوں ماما وہ تو بڑوں کا ہوتا ہے'ہے نا بابا؟"ماں کی خاموشی پر پریشانی سے باپ سے پوچھا،وہ لب بھینچے تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

"بیٹا زمور نے آپ کو ہرٹ کیا تھا نا بس وہ آپ سے سوری کرنا چاہتا تھا اسی لیے آپ سے نکاح کروا دیا میں نے اسکا" اسے اپنے ساتھ لگاتی نم لہجے میں بولی

"نہیں ماما۔۔۔نہیں میں میں ایکسیپٹ نہیں کرونگی انکی سوری۔۔۔مجھے نہیں ملنا ان سے دوبارہ" ان سے دور ہوتی سہم اٹھی چہرہ بلکل زرد پڑھ چکا تھا۔

"ماما۔۔ان ان سے کہہ دیں میرے میرے پاس نہ آئیں سوری کریں۔۔آآپ کہیں گی نا۔۔" زور زور سے روتے ان سے منت کرنے لگی۔اپنی بیٹی کی حالت دیکھ اسے اپنی آنکھوں پر بندھ باندھنا مشکل ہوگیا۔

"ششش بس بس میرا بچہ اب وہ آپ کو تنگ نہیں کریں گے بس" اپنے سینے سے لگاکر کمر سہلارہی تھی۔پورا کمرا حوریہ عثمان کی ہچکیوں سے گونج رہا تھا۔

*****

نکاح کی شام ہی وہ لوگ امریکہ روانہ ہوگئے تھے جس کے بعد کئی سال گزرنے کے باوجود ان کی فیملی میں سے دوبارہ کسی نے پاکستان میں قدم نہیں رکھا تھا۔زمور داؤد وہ مغرور نوجوان لڑکا جو اپنی

کم عمری میں ہی کئی دلوں کو اپنا اسیر کرچکا تھا۔اب اپنی سنجیدگی اور خاموش مزاجی سے اپنے ساتھ پڑھنے والے دلوں میں دھڑک رہا تھا لیکن اس رات کے بعد اسکی نظر ایسی جھکی تھی کہ پھر کسی پر نہ اٹھی۔وہ دلجمعی سے اپنی تعلیم مکمل کررہا تھا اور انہی بے چین اور مصروف دنوں میں اسکی ملاقات آفاق صاحب سے ہوئی تھی جنہوں نے اسے بے سکونی سے سکون تک کی راہ پر پہنچادیا۔۔اسے رب سے تعلق جوڑنا سکھا دیا۔جہاں داؤد صاحب اور عائلہ خاتون کے بالوں میں چاندی اترنا شروع ہوئی تھی وہیں زمور داؤد نے تعلیم مکمل ہونے کے بعد ایک ذمہ دار بیٹے کی طرح تمام ذمہ داریاں بغیر ان کے کہے اپنے کاندھوں پر لے کر بزنس کو نئی بلندیوں پر پہنچادیا تھا مگر داؤد صاحب کے لبوں سے اسکی حوصلہ افزائی کے لیے ایک لفظ نہ نکلا تھا اور یہ ناراضگی تو وہ کئی سالوں سے سہہ رہا تھا۔

جبکہ دوسری جانب وہ پھولوں سی معصوم بچی اب جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ چکی تھی۔جیسے جیسے بڑی ہوئی یہ احساس اسے اندر سے توڑتا گیا کہ اسکے والدین اور خاص طور پر اسکی ماں نے اسکو ساری زندگی کے لیے اس شخص سے باندھ دیا تھا جسے وہ زندگی میں دوبارہ دیکھنا بھی نہیں چاہتی تھی اور یہ غم آہستہ آہستہ غصے میں بدلتا اسے چڑچڑا،بدمزاج اور بدتمیز کرگیا۔وہ خودبخود گھر کے ہر فرد سے دور ہوتی چلی گئی۔اپنی ایک الگ دنیا بنا لی تھی جہاں صرف وہ تھی اور اسکی خاموشیاں۔۔۔

*****

وہ نیچے آئی تو بریرہ اور مہرین صاحبہ رات کے کھانے کی لسٹ چیک کررہیں تھی۔شام میں عائلہ خاتون اور داؤد صاحب پندرہ سال بعد واپس پاکستان آرہے تھے۔اُس واقعہ کو گزرے ایک ہفتہ ہوچکا تھامہرین صاحبہ نے اس کا یونی جانا بلکل بند کردیا تھا۔

"میرا بیٹا وہاں کھڑا کن سوچوں میں گم ہے نیچے آؤ"لاؤنج میں آتے عثمان صاحب نے اسے سیڑھیوں کے پاس سوچوں میں گم کھڑا دیکھ کر پکارا۔وہ بھی وہیں آکر بیٹھ گئی

"عثمان میں نے مینیو سیٹ کرلیا ہے ائیرپورٹ سے سیدھا وہ یہیں آئیں گے نا؟"ایک نظر اسے دیکھ کر اٹھتے ہوئے بولیں وہ محض سر ہلا گئے تھے۔

"کون آرہا ہے۔۔"اس نے ناسمجھی سے ان لوگوں کو دیکھا۔

"بھابھی اور بھائی صاحب اتنے سال بعد پاکستان لوٹ رہے ہیں"بظاہر مسکراتے عام سے لہجے میں بولیں۔اسکے تاثرات پل میں بگڑے تھے۔

"کتنے بھی سال بعد آئیں۔۔یہاں کیوں رکیں گے؟ آپ نے ٹھیکہ اٹھایا ہوا ہے"ناگواری سے بولتی اٹھ کھڑی ہوئی

"حور۔۔۔وہ لوگ اگر رکنا چاہیں گے تو منع کریں گے کیا ہم"اسے پیار سے سمجھانا چاہا

"تو کس نے کہا ہے آئیں اور اگر ان کی فیملی کا ایک ممبر بھی یہاں رکا تو آئی سوئیر میں عنایہ کے پاس چلی جاؤں گی" چیخ کر بولی۔ عثمان صاحب نے بیوی کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔

"عثمان آپ سر چڑھا رہے ہیں اسے۔۔اور یہ عنایہ! اسے تو بتاؤں گی میں تمہیں بگاڑنے والی بھی وہ ہی ہے" اپنا غصہ ضبط نہ کر سکیں تھی جبکہ حوریہ کا یکدم چہرہ سرخ پڑ گیا لب بھینچتی واپس اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

"حور بات سنو یار۔۔۔" بریرہ تیزی سے اسکے پیچھے بھاگی تھی عثمان صاحب اپنا سر تھام کر رہ گئے۔ جانتے تھے یہ سب تو ہونا ہی ہے۔

"نہ کرو اسے کسی بھی بات کے لیے پریشان مہر" بہت رنجیدگی سے بولے تھے۔

"آپ کیوں فکر کر رہے ہیں عثمان انشاءاللہ سب بہتر ہو گا۔۔۔ حور کی زندگی کے لیے فیصلہ کرنے کا وقت آچکا ہے" ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی امیز انداز میں بولیں مگر انکی یہ بات انہیں مزید بے چین کر گئی تھی۔

*****

"میں بتارہی ہوں بابا آپ ان سے بات کریئے گا خوامخواہ اتنا پڑھارہے ہیں۔۔۔میں کوئی نکمی بچی ہوں"غصیلے لہجے میں کہتی ان کے برابر میں بیٹھی۔

"اچھی بات ہے نا بیٹا جو وہ اتنی محنت سے پڑھارہا ہے'میں تو خاص طور پر شکریہ کہنے کا سوچ رہا تھا اب تک مل بھی نہیں سکا"افسوس سے بولے کیونکہ اس پورے ہفتے میں وہ ان کے آنے سے پہلے ہی پڑھاکر چلا جاتا تھا مگر آج وہ طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے گھر پر ہی تھے۔

"کیا مطلب کوئی ضرورت نہیں۔۔وہ تو پہلے ہی اتنے روڈ سے ہیں ایویں سر پر چڑھ جائیں گے۔۔اور اتنے دن سے آپ کے ساتھ اسٹال کو بھی ٹائم نہیں دے پارہی"دو تین دن سے کافی چڑچڑی سی ہورہی تھی کیونکہ وہ پورے پانچ دن پڑھانے آتا تھا۔اسی وقت ڈور بیل بج اٹھی تھی مگر وہ اپنی جگہ پر جمی رہی۔جانتی تھی کون نازل ہوا ہوگا اس وقت۔۔۔

"جاؤ بیٹا ویٹ کررہا ہوگا بچہ"اسے کھڑا کرتے بولے

"اونہہ بچہ! اتنا بڑا کس کا بچہ ہوتا ہے بابا"منہ بناتی دروازے کی جانب بڑھ گئی جبکہ وہ مسکراتے ہوئے اخبار کی جانب متوجہ ہوگئے۔

"میں نے ٹیسٹ دیا تھا آپ کو یاد۔۔اسلام و علیکم"اس سے پوچھتا لاؤنج میں داخل ہوا مگر سامنے بیٹھے پروقار شخص کو دیکھ اسکے قدم وہیں تھم گئے۔۔

"وعلیکم اسلام آؤ بیٹا۔۔"خوش اخلاقی سے بولے مگر وہ وہیں کھڑا ان کے چہرے کو غور سے دیکھ رہا تھا۔۔

"کیا بات ہے بیٹا۔۔۔"اسے بت بنے کھڑا دیکھ انہوں نے ایک نظر زوباریہ کو دیکھا وہ بھی ناسمجھی سے کندھے اچکا گئی تھی۔

"ماموں۔۔۔"لبوں سے بس اتنا نکلا تھا آفاق صاحب نے حیرت و بے یقینی سے سامنے کھڑے اس خوبرو شخص کو دیکھا تھا۔۔

"ماموں آآپ آپ یہاں میں شیری آپ کا بھانجا"تیزی سے انکے نزدیک آیا تھا کیسے بھول سکتا تھا اس شخص کا چہرہ جسے اسکی ماں ایک زمانے سے یاد کرکے روتی تھی۔اس نے تصویروں میں انہیں دیکھ رکھا تھا۔دونوں باپ بیٹی دنگ ہی تو رہ گئے تھے۔

"ماموں آپ مجھے۔۔۔مجھے پہچانے نہیں میں شیری آپ کی بہن عفت کا بیٹا"خوشی سے اسکی آواز نہیں نکل پارہی تھی کتنا بڑا اتفاق تھا ایک ہفتے سے ان کے گھر میں آرہا تھا مگر جان ہی نہ سکا تھا۔

"شیری میرے بچے.. میری عفت کا چاند"انہوں نے ایکدم اسے اپنے سینے سے لگا لیا آنکھوں میں نمی جمع ہونے لگی تھی۔زوباریہ اب تک حیرت و استعجاب میں مبتلا اس ملن کو دیکھ رہی تھی۔

"کیسی ہے میری عفت۔۔"اس سے الگ ہوتے نم لہجے میں بولے

"ٹھیک ہیں وہ بس ہر وقت آپ کو اور مامی کو یاد کرتی ہیں"محبت سے ان کا ہاتھ تھامتا برابر میں ہی بیٹھ گیا

"میں بھی بہت یاد کرتا تھا تم سب کو۔۔اور تمہاری مامی تو زوبی کے بچپن میں ہی چل بسی تھیں"غمگین نظروں سے اپنی بیٹی کو دیکھا دکھتے نم لہجے میں بولے وہ ایک پل کے لیے چپ سا ہوگیا۔

"خیر چھوڑو اسے۔۔یہ بتاؤ تم یہاں تک کیسے پہنچے"محبت سے اپنے خوبرو بھانجے کو دیکھا

"میں تو جاب کے سلسلے میں یہاں آیا تھا پھر سر نے انہیں ٹیوشن دینے کا کہہ دیا اور میں آپ تک پہنچ گیا"ایک مسکراتی نظر سامنے کھڑی زوباریہ پر ڈالی

"اتفاق ہے یہ تو خیر اللہ نے ملانا تھا تمہیں ہم سے"ان کی بات پر سرہلاتے کسی کو کال کرنے لگا

"جی ہیلو ماما۔آپ کی بات کرانی تھی کسی سے"دوسری جانب عفت صاحبہ کی حیرت بھری آواز ابھری تھی

"لیں خود ہی بات کرلیں"مسکراتے ہوئے آفاق صاحب کو فون دیا جسے انہوں نے لرزتے ہاتھوں سے تھام لیا تھا

"عفت میری بہن۔۔۔"اتنے سال بعد بہن سے بات کرتے آنکھوں سے آنسو نکل پڑے تھے زوباریہ فوراً ان کے قریب آگئی کہیں انکی طبیعت نہ بگڑ جائے۔شہریار نے بس ایک نظر اس پر ڈالی تھی جو باپ کی حالت پر یکدم بےچین ہو اٹھی تھی۔اسکی نظریں اٹھنے پر وہ فوراً نگاہوں کا زاویہ بدل گیا البتہ لبوں پر ہلکی مسکراہٹ تھی۔

****

عائلہ خاتون اور داؤد صاحب پاکستان آچکے تھے مگر انہوں نے وجاہت صاحب کے گھر قیام مناسب سمجھا تھا۔عثمان صاحب اور مہرین صاحبہ بھی سب کے ساتھ انہیں ایئرپورٹ رسیو کرنے گئے تھے اور اتنے سالوں بعد دوست کو دیکھ کر انکی آنکھیں بھی بھیگ گئیں تھی مگر دلوں میں زمور داؤد کی وجہ سے جو دوریاں آئیں تھی وہ اتنی جلدی تو ختم نہیں ہوسکتی تھیں۔

"میری بیٹی نہیں آئی مہرین۔۔"وہ سب ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے ڈنر کررہے تھے جب عائلہ خاتون نے ان سے پوچھا وہ ایک دم چپ سی ہوگئی اب انہیں کیا بتاتیں وہ تو انہیں بھی آنے نہیں دے رہی تھی۔

"نہیں وہ اس کو فیور ہورہا تھا میں نے ہی کہا ریسٹ کرلو بعد میں مل لینا"بظاہر عام سے لہجے میں بولیں تھی۔وہ ہلکہ سا مسکرا کر کھانے کی طرف متوجہ ہوگئیں پوری ٹیبل پر یکدم خاموشی سی چھاگئی تھی۔

"آنٹی یہ زمور کیوں نہیں آیا آپ لوگوں کے ساتھ مجھ سے تو بڑے جھوٹے وعدے کیے تھے واشنگٹن میں"زوہیب ناراضگی سے بولا

"بھئی یہ شکایت تو تم اسی سے کرنا کیونکہ تمہاری آنٹی بھی اس سے اسی بات پر ناراض ہوکر آئی ہیں"داؤد صاحب ہنستے ہوئے بولے سب ہی مسکرادیے تھے۔

"اسے کام کے علاوہ کچھ سوجھتا ہی کہاں ہے میں تو کہہ کر آئی ہوں ایک فنکشن بھی مس کیا تو آنے کی ضرورت نہیں"ناراضگی سے بولیں جیسے وہ سامنے ہی بیٹھا ہو۔

"یہ کیا کہہ آئیں آنٹی پتا چلا وہ اسی بات کا فائدہ اٹھا کر نہ آئیں"شعیب صدمے سے انہیں دیکھا۔

"میں کھینچتا ہوا لے آؤں گا اگر اس نے ایسا سوچا بھی تو"اس بار زوہیب کو بھی غصہ آگیا تھا کیونکہ وہ اس سے شادی میں شرکت کرنے کا وعدہ لے کر آیا تھا۔انہی باتوں اور شادی کی تیاریوں کو ڈسکس کرتے ایک خوبصورت شام بیت گئی تھی۔

****

"یار ماما ایک کال تو کرسکتی تھیں نا آپ"کار میں بیٹھتا ناراضگی سے بولا۔

"کیوں اتنی ہی فکر ہورہی تھی تو ساتھ آجاتے"وہ بھی طنزیہ بولیں تھی۔زمور بس ایک گہری سانس بھر کررہ گیا۔

"اچھا جو گھر میں نے فرنشڈ کروایا تھا وہاں کیوں نہیں گئے آپ لوگ"ڈرائیور کو جورج اسٹریٹ کی طرف چلنے کا اشارہ کرتا ناراضگی سے بولا

"بشریٰ بھابھی اتنے خلوص سے اپنے گھر رکنے کا کہہ رہیں تھی منع کرتے تو کتنا برا لگتا اور ویسے بھی اب شادی شروع ہونے والی ہے اکیلے گھر میں رہ کر کیا کرتے ہم"وہ بھی جواباً خفگی سے بولی تھیں۔

"اچھا خیر کیسے ہیں وہاں سب مل لیں سب سے؟"لاکھ کوشش کے بعد بھی دل میں دبے سوال کو لفظوں کی شکل نہ دے سکا تھا

"سب ٹھیک ہیں الحمدللہ بس جس کا پوچھنا چاہ رہے ہو اسی کی خیریت معلوم کرنے جارہی ہوں اسکے گھر"مسکراتے لہجے میں کہتیں اسے چھیڑ رہیں تھی

"میں ایسا کچھ نہیں پوچھنا چاہ رہا یہ بات میں خود بھی معلوم کرسکتا ہوں ڈیئر ماما"ونڈو سے باہر دوڑتی بھاگتی گاڑیوں کو دیکھنے لگا

"ہاں جانتی ہوں اچھی طرح سے میں تمہارے ذرائع"انہیں اسکی کچھ کچھ حرکتوں کا تو علم ہو ہی چکا تھا

"آپ مت جائیں وہ سب لے کر۔۔۔خوامخواہ اتنا خوشگوار موڈ خراب ہوجائے گا آپکا"سیٹ کی پشت سے سر ٹکاتا پر اذیت انداز میں بولا

"وہ میرا مسئلہ ہے تم بس اپنا کام ختم کرکے یہاں پہنچو فوراً"وہ بھی اس کی ماں تھیں مطلب کی بات کرنا اچھے سے جانتی تھیں

"کیوں بلانے میں لگیں ہیں پتہ نہیں وہاں کے مکینوں کے دل میں میرے لیے گنجائش ہو بھی یا نہیں"اپنی سرخ ہوتی آنکھیں سختی سے بند کرگیا تھا سامنے بس ایک چہرہ تھا جو نہ اسے سونے دیتا تھا نہ جاگنے۔۔۔نہ مرنے دیتا تھا اور نہ ہی جینے۔۔۔

"تمہیں اپنی جگہ خود بنانی پڑے گی زمور داؤد۔۔"بہت محبت سے بولیں تھی۔وہ ایک دو باتیں کرکے فون بند کرگیا دل پھوڑا ہورہا تھا۔وہ واپس اس جگہ جارہا تھا جہاں سے ایک ہستی اجاڑ آیا تھا۔سب کچھ ختم کرنے کے باوجود ایک تعلق جوڑ آیا تھا ایک گہرہ تعلق۔۔ریا فاؤنڈیشن کے کام کے سلسلے میں وہ بہت بار پاکستان آچکا تھا مگر کسی کو اسکی آمد کی خبر نہیں ہوتی تھی سوائے زوہیب کے۔۔صرف ایک وہ ہی تو تھا جس کی وجہ سے یہاں کے لوگوں کی خبر اس تک پہنچتی تھی۔گاڑی آفاق صاحب کے اسٹال کے قریب رکی تو وہ چونک اٹھا۔گاڑی سے اتر کر ان کے اسٹال کی جانب بڑھ گیا۔

"اسلام وعلیکم کیسے ہیں"آج وہ اسٹال پر اکیلے تھے

"وعلیکم اسلام برخوردار بڑے دن بعد چکر لگایا"گلابوں کو ریپ کرتے مصروف انداز میں بولے

"کیا کروں آپ کے بھانجے کو مانچسٹر بھیج دیا ہے اب یہاں کے کام خود سنبھالنے پڑھ رہے ہیں" مسکراتے لہجے میں کہتا چند گلاب اٹھا کر خود بھی ریپ کرنے لگا آفاق صاحب نے چونک کر اسے دیکھا پھر مسکرا کر نفی میں سر ہلا گئے۔ بھلا اس سے بھی کچھ پوشیدہ رہ سکتا تھا؟

"تم نے ہی بلایا تھا نا اسے پاکستان سے یہاں" ان چند سالوں میں وہ اسکی رگ رگ سے واقف ہو چکے تھے

"نہیں اسکی ذہانت کھینچ کر لائی ہے اسے یہاں تک" اب وہ ریپر پر ٹیپ لگا رہا تھا

"اور تمہیں پاکستان کونسی طاقت کھینچ کر لے کر جائے گی" وہ ٹوپک ہی بدل گئے تھے زمور نے چونک کر انہیں دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہے تھے

"آپ جانتے ہیں زمور داؤد کی روح وہیں ہے بس وجود یہاں ہے" دھیمے لہجے میں کہتا سر جھکا گیا

"اور روح کو وجود سے کب ملا رہے ہو" اسکے ہاتھ سے بکے لے کر اسپرے کرنے لگے

"بس آپ اور میرے پیرنٹس مجھے کٹہرے میں کھڑے رکھا کریں" خفگی سے انہیں دیکھا

"جملہ درست کرو شیر دل صرف تمہاری ماما کیونکہ بابا سے بات نہیں تمہاری" ان کے میٹھے سے طنز نے زمور داؤد کو چند پل کے لیے چپ کرا دیا تھا

"ماما بابا جا چکے پاکستان دو دن بعد میری بھی فلائٹ ہے" لہجہ بہت پست تھا جیسے بہت مشکلوں سے گزر کر یہ چند الفاظ بولے ہوں

"اور مجھے یقین ہے تم حالات سازگار کر کے واپس لوٹو گے انشاءاللہ" وہ محبت سے کہتے اسکی پیٹھ تھپکی اور بکے اسٹال پر سجانے لگے اس نے بھی زیرِلب آخر لفظ دھرایا تھا۔

******

"اس سب کی کیا ضرورت تھی بھابھی۔۔"مہرین صاحبہ حوریہ کے لیے ان کے لائے گے جوڑوں کو دیکھ کر دنگ رہ گئیں تھی۔ایک سے بڑھ کر ایک قیمتی سوٹ اور جیولری سیٹ ان کی محبت کا منہ بولتا ثبوت تھے۔

"کیسی بات کر رہی ہو مہر میری بیٹی ہے حوریہ اسکے لیے نہیں کروں گی تو کس کے لیے کروں گی"خفگی سے بولیں وہ ایکدم چپ سی ہوگئیں کیونکہ وہ تو شاید انہیں دیکھنا بھی پسند نہ کرے گی۔

"بیوٹی فل آنٹی کیا حور کی رخصتی کا فیصلہ کر کے آئی ہیں"لاؤنج میں داخل ہوتی بریرہ ان لوگوں کو دیکھ وہیں چلی آئی تھی۔وہ خود بھی ابھی شاپنگ سے لوٹی تھی مگر یہاں لگا بازار دیکھ چھیڑے بغیر نہ رہ سکی

"رخصتی پر سب اسکی پسند کا لوں گی ابھی تو بس تھوڑا بہت ساتھ لے آئی، میں چاہتی تھی حور میرے دیے لباس پہنے"بہت اپنائیت سے بولیں جانتی تھیں جانتی تھیں وہ سخت خفا ہوگی مگر وہ کسی قسم کی کمی نہیں رکھنا چاہتی تھیں۔

"اور میرے لیے کچھ نہیں لائیں"شاپنگ بیگ سائیڈ میں ڈالتی روٹھ کر ان کے برابر میں ہی بیٹھ گئی۔اسکے شکوے پر وہ دونوں ہی مسکرا دیں

"ایسا ہو سکتا ہے کہ میں اپنی بڑی بیٹی کو بھول جاؤں،اس بیگ میں تمہاری پسند کی برینڈز ہیں"دوسرے بیگ کی جانب اشارہ کیا وہ خوشی سے چہک اٹھی تھی

"میں ذرا خالدہ کو دیکھ لوں"مہرین صاحبہ کہتی اٹھ کھڑی ہوئی تھیں مگر رخ کچن کے بجائے حور کے کمرے کی جانب تھا جہاں وہ اندھیرہ کیے مست نیند سو رہی تھی۔

"حد ہے حور اٹھو یہ کونسا ٹائم ہے سونے کا"اسکے منہ سے کمبل کھینچتے ڈپٹ کر بولیں مگر وہ دوسری جانب کروٹ بدل گئی

"میں جانتی ہوں آپ کیوں اٹھانے میں لگی ہیں مجھے مگر میں ہر گز نہیں آؤں گی نیچے"چہرہ ڈھانپتے غصیلے لہجے میں بولی، انہوں نے ایک گہری سانس بھر کر خود کو پر سکون کیا جانتی تھیں اسے کس طرح منانا ہے۔

"میرا بچہ صرف سلام کرکے واپس آجانا وہ آپ کی آنٹی بھی تو ہیں نا"کمبل ہٹاتے اسکے نم بالوں کو چہرے سے ہٹایا

"اور یہ کیاحرکت ہے باتھ لے کر بال ڈرائے کیوں نہیں کیے"پیار سے اسکے بال سمیٹے۔وہ کسلمندی سے اٹھ بیٹھی تھی

"ماما مجھے ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں رکھنا آپ کیوں چاہتی ہیں میں دوبارہ اس اذیت سے گزروں"لب کاٹتے نم لہجے میں بولی مہرین صاحبہ تڑپ اٹھی تھیں

"میری جان آپ کی مرضی کے خلاف اب کچھ نہیں ہوگا۔۔تھوڑی دیر بیٹھ جاؤ پاس آکر بیڈ مینرز ہیں وہ اس دن بھی تمہارا پوچھ رہیں تھی ان سے خفا مت ہو"بہت محبت سے بولیں وہ بے بس سی ہوگئی تھی کیونکہ آج نجانے کتنے دن بعد دونوں ماں بیٹی میں نارمل گفتگو ہوئی تھی بغیر کسی تلخ جملوں کے۔

"میں جارہی ہوں آجانا ٹھیک ہے"اس کا گال تھپکتیں باہر نکل گئیں،وہ خالی خالی نظروں سے انہیں جاتا دیکھتی رہی۔اپنی نم آنکھیں پوچھتی باتھ روم کی جانب بڑھ گئی۔نیچے آئی تو وہاں جیسے حسین ملبوسات کا میلا سا لگا تھا۔

"ارے میری بچی۔۔۔میری جان"عائلہ خاتون کی اس پر نگاہ پڑی تو محبت سے پکارتیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔بلیک جینز اور وائٹ چھوٹا سا ٹوپ پہنے سپاٹ چہرہ لیے ان کے سامنے کھڑی تھی وقت گزرنے کے ساتھ کتنا بدل گئی تھی کتنی حسین ہو گئی تھیوہ۔۔۔عائلہ خاتون نظر اتارے بغیر نہ رہ سکیں جبکہ وہ محض لب بھینچ کررہ گئی تھی۔

"میری جان کتنا بدل گئی ہے"اسکا ماتھا چومتے اپنے ساتھ لگالیا۔وہ دونوں ماں بیٹی مسکراتے ہوئے انہیں دیکھ رہیں تھی۔

"آؤ میرے پاس بیٹھو"اسکے تاثرات دیکھے بغیر اپنے ساتھ ہی بیٹھالیا

"اتنے سالوں بعد دیکھا ہے مہر میں نے اپنی حور کو تم سب سے بات ہوجاتی تھی مگر میری بیٹی سے نہ ہوپائی"محبت پاش نظروں سے اسے دیکھتیں نہال ہورہیں تھی، وہ مضطرب سی پہلو بدل کررہ گئی، عثمان صاحب اور داؤد صاحب اسی وقت اسٹڈی سے باہر نکلے تھے۔

"بھئی یہاں تو پورا بازار لگایا ہوا ہے"عثمان صاحب مسکراکر بولے حوریہ کو درمیان میں بیٹھا دیکھ خوشگوار حیرت بھی ہوئی تھی۔

"ہاں اپنی بیٹی کی پسند کی لینے کی کوشش کی تھی بس اسے پسند آجائے"عائلہ خاتون تو اسے دیکھے نہیں تھک رہیں تھی

"میری بیٹی کیسی ہے۔۔بہت بڑی ہوگئی ماشاءاللہ"داؤد صاحب نے اسکی دوسری جانب بیٹھتے شفقت سے ہاتھ رکھا اس اپنائیت پر اس کے حلق میں ایک کڑوا گولہ سا اٹکنے لگا تھا بس خاموشی سے سر جھکا گئی۔دل میں ایک حشر سا برپا ہوگیا تھا وہ لوگ اس سے ملنے آتے اسے کوئی مسئلہ نہ تھا مگر وہ اس

شخص کے تعلق سے آئے تھے اور یہ سامان بھی اسی بات کا ثبوت تھا۔مہرین صاحبہ کی زیرک نگاہوں نے اسکا سرخ پڑھتا چہرہ اور بھینچے ہوئے لب دیکھ لیے تھے جو اسکے ضبط کے گواہ تھے۔

"حور جاؤ دیکھو خالدہ اب تک ناشتہ کیوں نہیں لائی ہیلپ کرواؤ اسکی"ان کے کہنے پر وہ ایک لمحے کی تاخیر کیے بنا اٹھ کھڑی ہوئی تھی

"تم بیٹھنے مت دینا بچی کو ہمارے ساتھ۔۔جاؤ بری دیکھ لے گی"اسے واپس بیٹھاتیں خفگی سے ان سے بولیں سبھی مسکرادیے تھے بریرہ بھی ہنستی کچن کی جانب بڑھ گئی

"بیٹا میں چاہتی ہوں آپ کل مایوں میں یہ ڈریس پہنو"حسین یلو کلر کا کامدار دوپٹہ اٹھا کر اس پر ڈالا تھا۔اس نے بس ایک نگاہ ماں پر ڈالی تھی جس کا مطلب وہ اچھے سے سمجھ گئیں تھی۔

"میں بری کی ہیلپ کرنے جارہی ہوں ماما"دوپٹہ کندھے سے ہٹاتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔سب نے ہی حسرت بھری نظروں سے اسے جاتے دیکھا تھا مگر کسی میں اتنا حوصلہ نہ تھا کہ اسے روک سکیں۔۔

*****

واشروم سے باہر آئی تو ملازمہ کو عائلہ خاتون کی لائی چیزیں بیڈ پر رکھتے دیکھ پورے وجود میں جیسے آگ سی بھر گئی۔

"کس نے کہا ہے یہ کباڑ یہاں رکھو ہاں۔۔جواب دو مجھے"چوڑیوں کا باکس اٹھا کر زور سے نیچے پھینکا

"بی بی جی۔۔۔بڑی مالکن نے۔۔کہا تھا"وہ بیچاری خوامخواہ ہی گھبرا گئی

"دفع ہوجاؤ یہ ساری چیزیں لے کر اگر ایک بھی میری نظروں کے سامنے آئی آگ لگا دوں گی"سوٹوں کے ڈبے اٹھا اٹھا کر دروازے کی جانب پھینکتی چیخ رہی تھی۔اسکی آواز پر بریرہ اور مہرین صاحبہ بھی دوڑی چلی آئیں تھی کمرے کا حشر دیکھ کر ایک پل کے لیے چکرا سی گئیں

"حور کیا کر رہی ہو۔۔پاگل تو نہیں ہو گئیں" بریرہ تیزی سے اسکی جانب بڑھی ملازمہ کو مہرین صاحبہ نے فوراً باہر بھیج دیا تھا

"ہاں ہو گئی ہوں پاگل صرف ان کے کہنے پر نیچے گئی تھی مگر وہاں جو ڈرامہ کیا گیا اس سے اچھی طرح واقف تھیں پھر بھی مجھے نیچے بلایا یہ یہ غلیظ چیزیں میرے وجود پر ڈالنے کے لیے" مہرین صاحبہ کو دیکھتی روتے ہوئے اپنا سر تھام گئی۔

"ہمیشہ مجھے نئی اذیتوں میں گھیر دیتی ہیں یہ اور تم کہتی ہو میں غلط کرتی ہوں میرا ان کے ساتھ رویہ غلط ہے پوچھو ان سے کیوں بنوایا میرا تماشا" اذیت بھرے لہجے میں بولی ان دونوں کی آنکھیں بھی نم ہونے لگیں تھی

"حور ماما کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا وہ واقعی آنٹی سے ملوانا چاہتی تھیں تمہیں بس" اسکے برابر میں بیٹھتے اپنے ساتھ لگا لیا

"نہیں ملنا مجھے ان سے بھی۔۔۔وہ کیوں آئیں تھی یہ سب لے کر بولو" اسکے گلے سے گی سسک رہی تھی مہرین صاحبہ نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا اور خاموشی سے باہر نکل گئیں۔

"حور ماما سے خفا مت ہو پلیز۔۔وہ سب سے زیادہ تم سے محبت کرتی ہیں" اسکے بال کان کے پیچھے اڑستی نم لہجے میں بولی

"مجھ۔۔مجھے کچھ نہیں سننا بس تم یہ سامان ہٹواؤ یہاں سے ورنہ۔۔ورنہ میں کچھ کر بیٹھوں گی اپنے ساتھ" وہ اس وقت بلکل اپنے حواس میں نہ تھی ان کی لائی گئی ہر چیز میں بس وہ شخص نظر آرہا تھا جسے خواب میں دیکھ کر بھی وہ کئی کئی رات نہیں سوتی تھی۔

"اچھا ہٹوادوں گی سب بس تم چپ ہو جاؤ میری جان" اسکے بال چومتے مسلسل اسکی پیٹھ تھپک رہی تھی۔۔

*****

"کیا کر رہی ہو یہاں" اپنے پیچھے سے آتی گھمبیر آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا بلیک تھری پیس میں اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا اسے گھور رہا تھا.

"گروسری کے لیے آئی تھی۔۔ آپ یہاں کیسے" ایک نظر اسے دیکھ کر ٹماٹر چھانٹنے لگی

"مجھے ماموں نے کال کر کے کہا ہے کہ دو گھنٹے سے نکلی ہو گروسری کرنے اور کال بھی ریسیو نہیں کر رہیں" خشمگین لہجے میں کہتا اسے گھور رہا تھا

"کیا دو گھنٹے! جھوٹ تو کم بولیں چار بجے آئی تھی اور اب ساڑھے پانچ ہو رہے ہیں۔۔۔ موبائل کی بیٹری ڈیڈ ہو گئی تھی اسی لیے رپلائے نہ کر سکی" سیل مین کو پیسے دیتے اس نے بھی جواباً گھورا

"تو اتنی دور آنے کی کیا ضرورت تھی گھر کے پاس بھی تو مارکیٹس ہیں" اسے سامان آٹھاتا دیکھ ساتھ چلتے ناگواری سے بولا

"اوہ۔۔ وہ تو یہاں سیل لگی تھی اسی لیے آئی تھی۔۔ اور پکڑیں یہ" جھنجھلا کر کہتے اپنے شاپر اسے پکڑا دیے وہ بس اسے گھور کر رہ گیا

"آپ واپس کب آئے گئے ہوئے تھے آپ تو" برا سا منہ بنا کر بولی

"کیا ساری زندگی وہیں رہ جاتا کام ختم ہو گیا تھا اسی لیے واپس آگیا" تیز تیز قدم اٹھاتا مارکیٹ سے باہر آگیا وہ بھی اسکے پیچھے پیچھے آ رہی تھی

"آگے بیٹھو ڈرائیور نہیں ہوں تمہارا"سامان کار میں رکھ کر ایک نظر اسے دیکھا جو پیچھے بیٹھ رہی تھی۔ایک زبردست گھوری سے نوازتی آگے آکر بیٹھ گئی

"پیپرز کب سے شروع ہیں تمہارے۔۔"ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے سائیڈ مرر میں دیکھ کر کار پارکنگ سے نکالنے لگا

"دو دن بعد پہلا پیپر ہے اور بہت آسان ہے میں خود کر لوں گی اسکی پری پریشن"چہرے کے گرد لپٹا سیاہ اسکارف درست کرتے جلدی سے بولی کہیں پھر ٹیسٹ لینے نہ بیٹھ جائے شہریار نے بس ایک نظر اسکے پرنور چہرے کو دیکھا تھا

"اچھا اگر ایسی بات ہے تو آج رات ٹیسٹ لےلوں گا پتہ چل جائے گا"ونڈ اسکرین کے پار دیکھتے طنزیہ انداز میں میں بولا زوباریہ نے تپ کر اسے دیکھا

"پتہ نہیں کیا مسئلہ ہے"جھنجھلاتے ہوئے آہستہ سے بڑبڑائی تھی اور رخ ونڈو کی جانب موڑ لیا جبکہ شہریار کے لبوں پر ایک مسکراہٹ آئی تھی جسے فوراً چھپا گیا تھا۔

******

میریئٹ ہوٹل میں آج بریرہ اور زوہیب کی مایوں کا فنکشن عروج پر تھا۔ایک ہلہ گلہ سا مچا تھا-فاؤن کلر کی ہلکے کام کی گھٹنوں تک آتی شرٹ اور سیدھے پجامے میں اپنے کندھے تک آتے بال کھولے کانوں میں گولڈن کلر کی نازک جھمکیاں پہنے ہوٹل کی پارکنگ میں بے چینی سے ٹہلتی بار بار موبائل دیکھ رہی تھی۔یہ سوٹ اسے بریرہ نے لاکر دیا تھا۔

"کہاں رہ گئیں عنایہ۔۔"غصے سے بڑبڑاتی پلٹی جبھی اسکا پاؤں بے دھانی میں لڑکھڑایا تھا اگر دوسری جانب سے آتا شخص تھام نہ لیتا تو یقیناً زمین بوس ہوجاتی

"تھینکس۔۔"اس شخص کا کندھا تھامتی سنبھل کر بولی تھی

"اٹس اوکے۔۔۔"اسکی گھمبیر آواز پر حوریہ نے چونک کر اس شخص کو دیکھا۔پارکنگ کی لائٹ میں وہ واضح نظر آرہا تھا آنکھیں یکدم ہی پتھرا گئیں تھی۔اسکے ساکت وجود کو اپنی باہوں میں لیے کھڑا بڑی دلیری سے اسکی خوفزدہ آنکھوں میں دیکھ رہا تھا کتنی حسین ہوگئی تھی وہ۔۔۔کتنا تڑپا تھا اسے ایک نظر دیکھنے کے لیے۔۔اسے محسوس کرنے کے لیے۔۔مگر کہاں امید تھی کہ رب اتنی جلدی اسکی سن لے گا۔وہ ایک جھٹکے سے اس سے دور ہوئی چہرہ لٹھے کی طرح سفید پڑھ چکا تھا۔

"یہاں اکیلی کیا کررہیں تھی۔۔۔"اسکے چہرے کے بدلتے تاثرات کو دیکھتے دوستانہ لہجے میں پوچھا جیسے ماضی میں بہت خوشگوار تعلقات رہے ہوں۔وہ جواب دینے کے بجائے کار سے لگی اپنی نم ہوتی آنکھوں سے ادھر ادھر نظر دوڑا کر کسی کو مدد کے لیے ڈھونڈ رہی تھی۔

"بتاؤ اکیلی کیوں تھیں یہاں ریا۔۔۔"وہ ایک قدم آگے بڑھا تھا اور وہ یکدم کھسک کر سائیڈ پر ہوئی نمی اب آنسوؤں کی صورت باہر آنے لگی تھی

"پل۔۔پلیز مجھ۔۔مجھے ج۔۔۔جانے دو"اپنی سسکی روکتی بہت منت سے بولی تھی اور زمور داؤد کے قدم وہیں ٹھہر گئے۔چند پل اسکا زرد چہرہ دیکھتا رہ گیا۔۔

"جاؤ۔۔۔"ایک سائیڈ ہوتے اسے جانے کا راستہ دیا تھا حوریہ نے اپنے کانپتے دل کے ساتھ بس ایک نظر اسے دیکھا تھا پھر اندھا دھند بھاگتی وہاں سے نکل گئی تھی جبکہ وہ سختی سے جبڑے بھینچتا اندر اٹھنے والے طوفان کو قابو کرنے کے لیے جیب سے سگریٹ کا کیس نکال کر سگریٹ سلگا گیا۔۔دو تین گہرے گہرے کش لے کر سگریٹ پھینکی اور سینڈل سے مسلتا ہوٹل کی جانب بڑھ گیا۔تیز میوزک اور

اسپوٹ لائٹس نے اسکا استقبال کیا تھا اسٹیج پر بریرہ اور زوہیب کی رسم چل رہی تھی۔سب ہی وہیں اسٹیج کے اردگرد جمع تھے سوائے اسکے۔۔سر جھٹکتا آگے بڑھ گیا۔

"یار زمور بھائی اتنا ٹائم لگادیا آپ نے تیار ہونے میں بھائی کب سے ویٹ کررہے ہیں"شعیب اور عبیر اسکے پاس ہی چلے آئے

"تو تمہارے بھائی کے چکر میں بغیر چینج کیے آجاتا"اسے گھور کر اسٹیج پر بیٹھے زوہیب کو دیکھا جو اب ادھر ہی آرہا تھا۔وہ شام چار بجے ہی پاکستان پہنچا تھا اور زوہیب نے اپنے گھر ہی روک لیا تھا۔

"کیا کررہا تھا گھر پر؟یہاں صرف کھانا کھانے آیا ہے اتنا لیٹ"اسکے کندھے پر پنچ مارتا اسٹیج سے نیچے آگیا

"نہیں نکاح کے چھوارے کھاؤں گا سنا ہے اس سے جلدی شادی ہوتی ہے"اردگرد کا جائزہ لیتا سنجیدگی سے بولا جبکہ وہ قہقہہ لگا گیا

"اتنا اوتاولہ ہورہا ہے میری شادی سے خود کے دل میں بھی لڈو پھوٹنے لگے زبردست"معنی خیزی سے بولا مگر وہ بغیر کوئی جواب دیے بشریٰ صاحبہ کی جانب بڑھ گیا تھا۔

"اسلام وعلیکم آنٹی.."مودب انداز میں کہتا انہیں نہال کرگیا

"میرا چاند۔۔"اسکا ماتھا چوم گئیں

"اتنا لیٹ آئے ہو آؤ میرے ساتھ۔۔"اسے اپنے ساتھ مہرین اور عائلہ خاتون کے پاس لے آئیں۔

"شکر ہے پہنچ گئے وقت پر"اسے گھور کر بولیں وہ ہلکہ سا مسکراتا ان کے گلے لگ گیا

"اگر آج بھی نہ آتا تو آپ نے ایک فنکشن بھی اٹینڈ کرنے نہیں دینا تھا"دھیرے سے شریر انداز میں بولا وہ مسکراکر اسکے کندھے پر چپت لگاگیں۔مہرین صاحبہ خاموشی سے اس کا جائزہ لے رہیں تھی

ان گزرے برسوں نے اسے بہت سنجیدہ اور بارعب بنادیا تھا۔حالات چاہے جتنے بھی بدتر تھے مگر وہ سالوں پہلے ہی ان کی بیٹی کا نصیب بن چکا تھا۔وائٹ کلف دار کرتا شلوار پہنے بال سلیقے سے بنائے پوری محفل کو اپنی سنجیدگی،وجاہت اور باوقار انداز سے اپنے سحر میں جکڑ رہا تھا۔

"اسلام وعلیکم۔۔۔"ان کے قریب آکر بہت محبت سے بولا تھا مہرین صاحبہ کی آنکھوں میں نمی سی جمع ہونے لگی مگر وہ فوراََ خود کو سنبھال گئیں تھی۔

"وعلیکم اسلام۔۔"نرم لہجے میں بولیں وہ ان کے برابر میں ہی بیٹھ گیا

"کیسی ہیں آپ۔۔۔"کچھ جھجھک کر پوچھا تھا وہ آہستہ سے سرہلا گئیں

"اور ٹھیک ہو تم۔۔"ایک نظر اسکے جھکے سر کو دیکھا

"ٹھیک ہوں بس۔۔۔آپ لوگوں کے بنا کافی اکیلا تھا"اس کے لہجے میں چھپا کرب وہ اچھی طرح محسوس کرگئیں تھی

"اب یہاں آگئے ہو یہ احساس بھی کم ہوجائے گا"اسکا مضبوط ہاتھ تھپکتیں اٹھ کھڑی ہوئیں تھی کیونکہ یہ انکی بیٹی کی شادی کا فنکشن تھا اور دوسری بیٹی کو دکھی کرکے کوئی بدمزگی نہیں چاہتی تھیں جبکہ وہ تو انکی ذرا سی حوصلہ افزائی پر ہی جیسے اندر تک شاد ہوگیا تھا۔

"میں نے کہا تھا نا یہاں کہ مکینوں کے دل بہت بڑے ہیں"عائلہ خاتون نے نم آنکھوں سے مسکراتے اسے دیکھا زمور نے بھی ایک نظر انہیں دیکھا اور سرہلاتا اسٹیج کی جانب بڑھ گیا جہاں شعیب وغیرہ اسے بلارہے تھے۔۔

****

"تمہاری بہن کی ہی شادی ہے نا؟"عنایہ نے حیرت سے اس کے ساکت وجود کو دیکھا جو بلکل کونے کی ٹیبل پر بیٹھی تھی۔وہ خود بھی ابھی پہنچی تھی۔

"میں نے جو کہا تھا وہ لائیں"ہاتھ کی مٹھی بنائے اپنے انگوٹھے کا ناخن مسلسل انگلی میں گاڑھ رہی تھی جیسے اندرونی کیفیت پر قابو پانے کی کوشش کر رہی ہو۔عنایہ کا رنگ ایک پل کے لیے بلکل زرد پڑا گیا۔آنکھوں کے سامنے ایک منظر لہرایا تھا جیسے جھٹکتے اسکے برابر میں ہی بیٹھ گئی۔

"نہیں۔۔ڈیلر پولیس کے ہاتھ لگ گیا ہے کچھ دن کے لیے احتیاط کرنی پڑے گی"حوریہ نے چونک کر اسے دیکھا

"یہ۔۔یہ کیا کہہ رہی ہو عینی میں۔۔میں کیا کروں گی۔۔۔کچھ بھی کرو مجھے لا کر دو"اسکا ہاتھ تھامتی بے تابی سے بولی اسے نشہ کیے ایک ہفتہ ہو گیا تھا اور اس ایک ہفتے میں اتنی ضرورت بھی محسوس نہیں ہوئی تھی مگر آج اس شخص کو دیکھنے کے بعد وہ جیسے مرنے کو تھی۔

"پلیز حور اے۔۔ایسے مت کہو تم تو مجھے روکنے میں لگیں تھی خود کیوں اس کی عادی بن رہی ہو"اسکی حالت دیکھ کر عنایہ کو اب فکر ہونے لگی تھی

"تم نہیں جانتیں میں کس کیفیت سے گزر رہی ہوں۔۔بس کچھ بھی۔۔کچھ بھی کر کے اس ماحول سے دور بھاگنا چاہتی ہوں"اپنا سر تھامتی بے بسی سے بولی

"کیوں۔۔کیوں بھاگنا چاہتی ہو حور۔۔یہ تو خوشی کا موقعہ ہے تمہیں تو خوش ہونا چاہیئے۔۔اتنی ناشکری کیوں بن رہی ہو تم"عنایہ نے غصے سے اسے دیکھا مگر وہ ایک تمسخرانہ نگاہ اس پر ڈالتی سامنے اسٹیج پر ہوتا ہلہ گلہ دیکھنے لگی۔

"حور یہاں کیوں بیٹھی ہو بیٹا بری کب سے بلا رہی ہے تمہیں"مہرین صاحبہ اسکے پاس چلی آئیں تھی

"اسلام و علیکم آنٹی۔۔"عنایہ نے فوراً سلام کیا مگر وہ محض سر ہلا کر اسکی جانب متوجہ ہو گئیں

"کچھ کہہ رہی ہوں بیٹا تم سے چلو اٹھو۔۔کیا کہیں گے سب مہمان دلہن کی اکلوتی بہن ہی غائب ہے"پچکارتے ہوئے بولیں۔اسکی ضدی طبیعت سے اچھی طرح آگاہ تھیں۔

"کیا کروں وہاں آکر؟مجھے تو نہیں لگتا کہ میری وہاں جگہ ہے یا ضرورت ہے۔۔۔آپ کریں اپنے "نئے"مہمانوں کی آؤ بھگت"دھیمے مگر تلخ لہجے میں بولی عنایہ نے حیرت سے حوریہ کو دیکھا تھا۔

"عنایہ اسے اسٹیج پر لاؤ بیٹا"ایک نظر اسکے تنے ہوئے تاثرات دیکھ کر عنایہ سے بولیں جانتی تھیں اس وقت وہ اسی کی سنے گی بس۔وہ بھی سر ہلا گئی تھی۔

"چلو حور میں بھی نہیں ملی تمہاری بہن سے"اسکا ہاتھ تھام کر بولی مہرین صاحبہ جاچکی تھیں

"تو جاؤ مل لو منع کیا ہے میں نے"اسکی گرفت سے اپنا ہاتھ نکالتی بداخلاقی سے بولی،وہ بس گھور کر رہ گئی تھی

"شرم تو آ نہیں رہی کتنی پاگل لگوں گی اکیلے جاتی۔۔چلو بھی اب"ڈپٹ کر زبردستی کھڑا کیا۔حوریہ نے اسٹیج کی جانب دیکھا جہاں اب وہ موجود نہیں تھا۔ایک اطمینان سا اندر اترا تھا۔وہ اسکی پرچھائی سے بھی دور رہنا چاہتی تھی۔ایک ایسا خوف تھا جو ہمیشہ کے لیے اسکے دل میں پنجے گاڑھ کر بیٹھ گیا تھا۔

"شکر ہے تم نظر تو آئیں ورنہ میں سمجھا تھا بھابھی کی جگہ تم مایوں بیٹھ گئیں"ان کے اسٹیج پر آتے ہی شعیب شروع ہوچکا تھا۔عنایہ تھوڑا پیچھے ہوگئی۔

"آؤ حور۔۔"عبیر اسکا ہاتھ پکڑتی بریرہ اور زوہیب کی رسم کے لیے لے گئی تھی۔

"تم بھی آئی ہو میں تو سمجھا تھا نہیں آؤ گی"شعیب نے ایک نظر اسکی سہمی ہوئی شکل کو دیکھا

"آپ۔۔آپ کو کیا لگتا۔۔ہے میں ڈر جاؤں گی آپ سے" ایک ناگوار نگاہ اس پر ڈالتے ہمت سے بولی شعیب ایک قدم مزید قریب ہوا تھا

"میں نے کب کہا ڈرو بس سنبھلنے کو کہہ رہا تھا" اسکے منموہنے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔آج دوپہر میں ہی تو ایک ناخوشگوار ماحول میں ملا تھا مگر اسکی آنکھوں میں بسی اداسی اسے مسلسل اپنے قریب کھینچ رہی تھی۔

"آپ کون ہوتے ہیں اس کا فیصلہ کرنے والے۔۔حد میں رہیں سمجھ آئی" چٹختے لہجے میں کہتی اسٹیج سے نیچے اتر گئی جبکہ اسنے دور تک اسکے سنہری انچل کو دیکھا تھا۔

*****

"بی بی جی باہر کوئی آپ سے ملنے آیا ہے" وہ بیڈ روم میں بیٹھی لیپ ٹاپ یوز کررہی تھی جب ملازمہ نے آکر اسے بتایا

"مجھ سے؟ موم کہاں ہیں" عنایہ نے حیرت سے ملازمہ کو دیکھا کیونکہ زیادہ تر کبریٰ خاتون کے مہمان ہی آتے تھے۔

"وہ تو جی تھوڑی دیر پہلے ہی کہیں گئی ہیں" ملازمہ کی بات پر وہ سر ہلاتی کمرے سے باہر نکل کر ڈرائینگ روم کی جانب بڑھ گئی۔جہاں ایک سوٹڈ بوٹڈ خوبرو شخص بیٹھا تھا۔

"ہیلو۔۔جی کس سے ملنا ہے آپ کو" حیرانگی سے اسے دیکھا

"آپ ہی سے ملنا ہے مس عنایہ فرقان۔۔" کھڑے ہوتے سخت لہجے میں بولا

"کیوں؟ اور کون ہیں آپ" ناسمجھی سے بولی

"میں شعیب وجاہت ہوں حوریہ عثمان کا کزن۔۔"اسکی بات پر عنایہ کی نگاہوں میں اب ناگواری کی جگہ حیرت آگئی تھی

"وہ ٹھیک تو ہے نا۔۔"دل بہت تیزی سے دھڑکہ تھا

"اب تک تو ٹھیک ہیں مگر آئندہ آپ نے ان تک ڈرگز پہنچائی تو آپ کی خیریت کی گارنٹی نہیں دے سکتا"تھوڑا نزدیک آتا تنبیہی انداز میں بولا۔عنایہ کا رنگ ایک پل کے لیے بلکل فق پڑھ گیا۔

"کی۔۔۔کیا مطلب ہاں وہ کوئی بچی ہے جو میں اسے فیڈ کرواتی ہوں وہ اپنا اچھا برا جانتی ہے آپ مجھے دھمکی نہیں دے سکتے"وہ تلملا ہی گئی تھی

"ہاں مگر ڈرگز وہ تمہارے ذریعے حاصل کرتی ہے اگر اسے دوبارہ پہنچائی تو سوچ لو سالوں جیل میں سڑو گی اگر پولیس کے ہتھے چڑھ گئیں تو"پراسرار لہجے میں بولا۔وہ پتھرائی نظروں سے اسے دیکھنے لگی

"اور میرا خیال ہے یہ بات اگر ہم دونوں کے درمیان رہے تو زیادہ بہتر ہے ورنہ تم تک بھی پہنچنے نہیں دوں گا تمہارا نشہ"اسکے مزید نزدیک آیا وہ ایک جھٹکے سے صوفے پر گری تھی۔آنکھیں خودبخود ہی نم ہوتی چلی گئیں،ایک نظر اس پر ڈالتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔

"کام ہوگیا بوس۔۔"اسکے بنگلے سے نکل کر کار میں بیٹھتے ڈائیونگ سیٹ پر بیٹھے شخص کو خبر دی۔

"مجھے امید ہے کوئی الٹی حرکت نہیں کی ہوگی تم نے۔۔"ایک نظر اسے دیکھتے کار اسٹارٹ کی جواباً شعیب نے خفگی سے اسے دیکھا مگر خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا تھا۔

*****

آج پورے پندرہ سال بعد دوبارہ اس گھر میں قدم رکھا تھا جہاں سے وہ ایک لڑکی کی شخصیت اسکی معصومیت اسکا بچپن اسکی زندگی سمیت اپنے کردار کو بھی مسخ کرکے نکلا تھا مگر قسمت اس پر اس قدر

مہربان تھی کہ وہ پھر اس دہلیز پر تھا اس گھر کے حصے کی حیثیت سے۔۔جسے تسلیم کرنا اس گھر کے مکینوں کے لیے ایک کٹھن مرحلہ تھا۔

"کب واپس آؤ گے بری کی شادی تو اٹینڈ کرنی چاہیے تھی تمہیں"ناراضگی سے بولی۔اسٹڈی کے اندر داخل ہوتے اسکے قدم خودبخود ہی ٹھہر گئے تھے۔آج بریرہ کی مہندی تھی وہ مہرین صاحبہ سے اجازت لے کر عثمان صاحب سے ملنے آیا تھا کیونکہ کہ کل بھی ان سے ملاقات نہ ہو سکی تھی۔مہندی کا فنکشن گھر پر ہی تھا مگر وہ ہر چیز سے بیگانہ کسی سے باتوں میں مگن تھی۔گرین کڑھی کے کرتا پجامے میں بال کھولے چہرے پر بیزاری کے تاثرات کے باوجود دل کو چھو رہی تھی۔

"یار ابھی ایک مہینہ تو ہوا ہے کوئی لاہور یا اسلامباد تو ہے نہیں جو ٹکٹ ٹکاؤں اور آجاؤں"وہ بھی بیچارگی سے بولا تھا

"ہاں بہانے بناؤ تم بس۔۔۔جانتے ہو کتنا مس کررہی ہوں تمہیں"منہ بناتی اداسی سے بولی دروازے پر کھڑے شخص نے سختی سے اپنے لب بھینچ لیے

"اچھا تم کل کے ایونٹ کی پکس تو سینڈ کرو۔میں بھی تو دیکھوں کیا غضب ڈھایا ہے"چھیڑتے ہوئے بولا

"بس تم بکواس ہی کرنا۔۔۔"تپ کر کہتے اپنا کافی کا مگ اٹھانے کے لیے رخ موڑا۔نظریں کسی کے براؤن سینڈل میں مقید مضبوط پاؤں پر پڑیں تھی۔اس نے چونک کر سر اٹھایا مگر سامنے کھڑی شخصیت کو دیکھ کر دل ایک لمحے کے لیے بند ہوگیا تھا۔۔۔

"بس تم بکواس ہی کرنا۔۔"تپ کر کہتے اپنا کافی کا مگ اٹھانے کے لیے رخ موڑا۔نظریں کسی کے براؤن سینڈل میں مقید مضبوط پاؤں پر پڑیں تھی۔اس نے چونک کر سر اٹھایا مگر سامنے کھڑی شخصیت کو دیکھ کر دل ایک لمحے کے لیے بند ہوگیا تھا۔۔۔

"اچھا سنو۔۔۔۔۔ہیلو۔۔۔۔۔کہاں گئیں حور"دوسری جانب شہریار کچھ کہہ رہا تھا مگر اسکے سن ہوتے وجود کے ساتھ فون پر گرفت ڈھیلی ہوئی اور نیچے بچھے میٹ پیس پر زمیں بوس ہوگیا۔وہ قدم قدم چلتا صوفے سے کچھ فاصلے پر آرکا حوریہ ہوش میں آتے ہی ایک جھٹکے سے کھڑی ہوئی تھی

"کس سے بات کررہیں تھی۔۔"بہت دوستانہ لہجے میں استفسار کیا تھا۔مگر حوریہ کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمک اٹھیں تھی ایک نظر دروازے کو دیکھا جو آدھ کھلا تھا۔

"کسی۔۔کسی سے بھی نہیں۔۔"حلق میں اٹکتا ایک کڑوا گولا اتارتے بمشکل بولی

"مجھے بات کرنی ہے تم سے"صوفے پر اسکی جگہ بیٹھتا اسکے بے دم ہوتے وجود کو بغور دیکھ رہا تھا۔اس نے نم آنکھوں سے اس جانور کو دیکھا جو نجانے کیا چاہتا تھا اب اس سے۔۔۔

"مجھ۔مجھے نہیں۔۔۔کرنی۔۔کوئی بات"سر نفی میں ہلاتے اپنا خشک پڑھتا گلہ تر کیا۔سائیڈ ٹیبل لیمپ کے وائر پر غیر محسوس انداز میں ہاتھ بڑھ رہا تھا۔زمور ایک لمحے کی بھی تاخیر کیے بغیر اسکے نزدیک آیا اور اسکا ہاتھ بیچ میں ہی پکڑ لیا۔

"مجھے ذرا سا نقصان پہچانے کے چکر میں خود اذیت میں مبتلا ہوجاؤ گی ریا۔۔"اس کا گداز ہاتھ تھام کر نرمی سے بولا مگر اسکی پتھرائی ہوئی نظریں اپنے ہاتھ پر تھیں جو اسکے ہاتھ میں مقید تھا۔اسے لگا کسی نے ہاتھ پر انگارہ رکھ دیا ہو۔

"دور ہٹو۔۔۔"وحشت زدہ انداز میں چیختے اپنا ہاتھ کھینچ کر زمور کو دھکا دیا۔اسکی توجہ حوریہ کے تاثرات کی جانب تھی اسی لی لڑکھڑا کر ایک قدم پیچھے ہوا تھا۔

"دور۔۔ہو جاؤ مجھ سے۔۔۔دور ہو جاؤ۔۔ماما۔۔بابا"قدم قدم پیچھے ہٹتے پاگلوں کی طرح چیخ رہی تھی اور وہ گم صم سا کھڑا اسکی بدلتی کیفیت کو دیکھ رہا تھا۔چند لمحے قبل کتنی پر سکون تھی اور اب۔۔۔

"بابا۔۔آجائیں۔۔"سسکتے ہوئے دیوار کا سہارا لیتی بیٹھتی چلی گئی مگر اسکی آہ و زاری سننے والا کوئی موجود نہ تھا۔باہر تیز میوزک چل رہا تھا۔اسکی سسکیاں اسی کمرے میں گھٹ کر رہ گئیں تھی۔

"ریا۔۔"اسکی حالت پر بے چین ہو کر پکارا اور قریب آکر بیٹھ گیا۔وہ سہم کر یکدم دیوار سے لگ گی۔۔

"نہیں۔۔۔دور ہو۔۔مت کہو یہ۔۔بابا آجائیں۔۔"گھٹنوں کے گرد ہاتھ لپیٹے وہی آٹھ سالہ بچی لگ رہی تھی۔زمور کا دل چاہا ابھی اس کے سامنے ایک تیز دھار آلے سے اپنے وجود کے ٹکڑے ٹکڑے کردے یا کسی دہکتی آگ میں کود جائے جس سے اسے ایک پل کا ہی سہی مگر سکون نصیب ہو جائے۔

"حور۔۔"اسی پل دروازہ کھلا تھا اور عثمان صاحب تقریباً دوڑتے ہوئے اسکے پاس آئے تھے۔

"بابا۔۔بابا اس کو۔۔۔اس کو دور کریں مجھ سے بابا پلیز۔۔۔میرے پاس رہیں"ان کے سینے سے لگی سسک رہی تھی۔عثمان صاحب نے ایک نگاہ زمور پر ڈالی جو خالی خالی نظروں سے اس دشمنِ جاں کو دیکھ رہا تھا۔نگاہ ان سے ملی تو اسے اپنا وجود زمین میں دھنستا محسوس ہوا۔کیا کچھ نہ تھا اس ایک نگاہ میں نفرت،غصہ، دکھ،پچھتاوا۔۔

"جاؤ یہاں سے۔۔اسی لیے واپس آئے تھے تم"اسکے لرزتے وجود کو اپنے ساتھ لگاتے گرجدار لہجے میں بولے تھے۔۔

"میں صرف بات کرنا چاہتا تھا" بہت پست لہجے میں بولا۔ نگاہیں خود بخود جھک گئیں تھی۔

"نہیں کرنی اسے کوئی بات۔۔۔جاؤ یہاں سے" ان کے لہجے میں چھپا کرب زمور داؤد کو ندامت کی گہرائیوں میں اتار گیا تھا۔ کمرے میں اب بھی اسکی سسکیاں گونج رہیں تھی ایک حسرت بھری نگاہ اپنی جانِ حیات پر ڈالتا کمرے سے باہر نکل گیا جہاں مہرین صاحبہ نم آنکھیں لیے کھڑیں تھی۔

"آئی ایم سوری آنٹی۔۔" ندامت سے چور لہجے میں کہہ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔۔

******

"یہ دیکھو یہ کوشن غلط کیا ہے" اسکے سامنے کاپی پٹختے ڈپٹ کر بولا

"بھئی آپ ٹائم بھی تو دیکھیں نا بارہ بج رہے ہیں میرا دماغ کام کرنا بند ہو گیا ہے اب بس" پین ٹیبل پر پھینکتے جھنجھلا کر بولی

"ٹک کر بیٹھی رہو اس کوشن کو سولو کیے بغیر ہلنے بھی نہیں دونگا" سخت لہجے میں کہتا اسے تپا گیا۔

"کیوں ہلنے نہیں دینگے یہ اچھا ہے وہ آپ کے سر آپ کو مجھ پر چھوڑ کر خود پاکستان چلے گئے۔۔ آجائیں ذرا بتاتی ہوں انہیں" غصیلے لہجے میں سلیپرز پہنتی اٹھنے لگی۔ آٹھ بجے سے مسلسل پڑھ پڑھ کر دماغ چکرا گیا تھا۔ وہ آفس سے سیدھا ادھر ہی آگیا تھا۔ کل اسکا میتھس کا پیپر تھا۔ وہ کوئی نکمی لڑکی نہیں تھی مگر اب پڑھ پڑھ کر اکتا چکی تھی۔

"بیٹھو واپس یہ کوشن کر کے میرے لیے کوفی بناؤ گی پھر جانا سمجھ آئی" اسے کلائی سے پکڑ کر واپس صوفے پر بیٹھاتے تحکم بھرے انداز میں بولا، زوباریہ نے ایک نظر اسکے مضبوط ہاتھ کو دیکھا جو اسکی نازک کلائی پر تھا۔

"اچھا آخری ہے یہ آخری ہے بس۔۔۔" اپنا ہاتھ کھینچتے دوپٹے میں چھپا لیا، شہریار نے اسکے یکدم بدلتے روپ کو حیرانگی سے دیکھا جو اب چہرہ جھکائے خاموشی سے کام کررہی تھی۔وہ بلاارادہ ہی اسے دیکھنے لگا بلیک کرتی اور جینز میں سلیقے سے دوپٹہ اوڑھے بہت پیاری لگ رہی تھی۔اسکی نظروں کی تپش محسوس کرکے زوباریہ نے سر اٹھاکر اسے دیکھا وہ فوراً ہی نظروں کا زاویہ بدل گیا۔

"ہوگیا چیک کرلیں" آہستہ سے رجسٹر اسکے آگے سرکاتے اٹھ کھڑی ہوئی، شہریار نے کوشن چیک کیا جو اس بار صحیح کیا گیا تھا۔ایک مسکراہٹ لبوں پر آئی تھی جسے روکتا کچن کی جانب بڑھ گیا جہاں وہ اسکی کوفی بیٹ کررہی تھی۔

"ماموں سے کہنا کل گیارہ بجے اپائنٹمنٹ ہے ان کی میں لینے آؤں گا" اپنے عقب سے آتی اسکی آواز سن کر یکدم پلٹی

"آپ جارہے ہیں" اچانک ہی بولی۔وہ تو سمجھ رہی تھی اتنا پڑھانے کے بعد آج یہاں رکے گا۔

"ہاں رک تو نہیں سکتا نا" دروازے کی چوکھٹ سے ٹیک لگاتے عام سے لہجے میں بولا نظریں اب بھی اسی پر تھیں۔

"نہیں رک جائیں۔۔میرا مطلب ہے بابا نے۔۔بھی سونے سے پہلے کہا تھا" لب کاٹتے کوفی کا مگ اسکے سامنے رکھا۔

"نہیں صبح آجاؤں گا جلدی۔۔۔آفس جانے سے پہلے تمہیں یونی بھی ڈراپ کردوں گا" بھپ اڑاتا مگ لبوں سے لگالیا۔

"کیوں۔۔میں چلی جاؤں گی خود" چونک کر سر اٹھایا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"مگر کل سے میں ڈراپ کیا کروں گا آئی سمجھ"اسکے قریب آتے پیچھے بنے سلیب پر ادھ بھرا مگ رکھتے رعب دار لہجے میں بولا تھا وہ دم سادھے اسکے کلون کی خوشبو اپنے اندر اترتی محسوس کررہی تھی جو اسکے اتنے قریب آنے سے اردگرد پھیل گئی تھی۔

"کوفی اچھی تھی مگر ٹائم نہیں ہے فرصت میں پیوں گا کبھی"ایک نظر اس پر ڈالتا کچن سے باہر نکل گیا۔وہ رخ موڑ کر خالی خالی نظروں سے اس ادھ خالی کوفی کے مگ کو دیکھا پھر سر جھٹکتی دروازہ بند کرنے کے لیے کچن سے باہر نکل گئی۔

****

وہ کلاس سے باہر نکلی تو سامنے براؤن جینز اور بلو شرٹ میں شعیب وجاہت اپنی شاندار شخصیت لیے کھڑا کسی سے فون پر بات کررہا تھا۔وہ تھوک نگلتی نظر بچاکر وہاں سے نکلنے لگی۔

"ایسی حرکتیں ہی کیوں کرتی ہو کہ بھاگنے کی نوبت آئے"اپنے پیچھے سے آتی سخت آواز پر قدم خود بخود رک گئے۔حوریہ اپنا اسائنمنٹ لے کر پروفیسر کے پاس گئی ہوئی تھی۔بریرہ کی شادی کے دو دن بعد ہی اس نے گھر میں یونیورسٹی جانے کے لیے شور مچادیا تھا جس پر مہرین صاحبہ اور عثمان صاحب کو خاموشی اختیار کرنی پڑی تھی مگر مہرین صاحبہ نے سختی سے کوئی بھی غلط حرکت نہ کرنے کی تنبیہہ کردی تھی۔

"میں کیوں بھاگوں گی اور کس سے بھاگوں گی ذرا وضاحت کریں گے"دانت پیستے ناگواری سے بولی وہ ایک قدم قریب آیا تھا

"مجھے خبر ملی تمہارے پاس اسٹاک آیا ہے جسے تم آج حوریہ کو دینے آئی ہو"سن گلاسس شرٹ کی پوکٹ میں رکھتے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔عنایہ ایک پل کے لیے سن ہی پڑھ گئی آخر کتنی لمبی پہنچ تھی اسکی۔

"نہن۔۔نہیں میرا مطلب ہے میں اس۔۔اسے نہیں دینے آئی اس دن کے بعد میں نے کچھ بھی نہیں دیا اسے"تھوک نگلتے گھبرا کر بولی

"مطلب اسٹاک ہے تمہارے پاس۔۔۔"سنجیدگی سے اسکے تاثرات کا جائزہ لیا جو کسی مجرم کی طرح کھڑی تھی۔

"ہاں مگ۔۔مگر میں آپ کی کزن کو نہیں دونگی۔۔۔اور اب آپ کا کوئی لینا دینا نہیں اس بات سے"اس پل اپنی بے بسی پر شدت سے غصہ آیا تھا۔

"ٹھیک مگر اپنا نمبر دو مجھے کبھی بھی کچھ بھی پوچھنا پڑھ سکتا ہے"اسکے ہاتھ سے موبائل چھینتا اپنے موبائل پر مس کال دینے لگا۔عنایہ نے دنگ نظروں سے اسکی دیدہ دلیری دیکھی تھی۔

"میں کیوں دوں آپ کو نمبر عجیب زبردستی ہے"غراتے ہوئے اپنا موبائل چھیننا چاہا مگر اسکی ایک تنبیہی نگاہ پر خون کا گھونٹ پیتی پیچھے بھی ہوگئی۔

"جب بھی کال کروں رسیو کروگی سمجھ آئی"اسے لب کاٹتا دیکھ موبائل ہاتھ میں تھما گیا.

"شعیب تم یہاں۔۔۔"حوریہ کی حیرت بھری آواز پر دونوں ہی چونکے تھے

"ارے حور تمہارے بارے میں ہی پوچھ رہا تھا ان سے"ایک نظر عنایہ کی زرد پڑھتی شکل پر ڈالتا اطمینان سے بولا

"اور کیوں پوچھ رہے تھے ان سے میرے بارے میں"ناگواری سے بولتے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا

"کیوں کزن نہیں ہو میری یہاں سے گزر رہا تھا سوچا تم سے مل لوں بھابھی بھی مس کررہی ہیں تمہیں"مسکراکر دوستانہ انداز میں بولا مگر اپنی آنےوالی شامت کے بارے میں سوچ کر بھی فکرمند ہوگیا تھا کیونکہ اُس نے یہ کام حوریہ کے پیچھے کرنے کو کہا تھا۔

"اپنی بھابھی سے کہنا اتنا یاد کررہیں ہیں تو گھر آجائیں یہ نہ ہو کل وہ بھی ملنے یونی آرہی ہوں"بدلحاظی سے کہتی عنایہ کو گھسیٹتی ہوئی لے گئی۔وہ بھی بات سنبھلنے پر سکون کا سانس خارج کرتا پارکنگ کی جانب بڑھ گیا۔

"یہ تم اتنی ٹھنڈی کیوں ہورہی ہو اور چہرہ بھی زرد ہورہا ہے"چلتے چلتے یکدم رک کر بغور اسے دیکھا

"پتا۔۔پتا نہیں۔۔۔ہاں شاید چکر آرہے ہیں آؤ کینٹین چلیں"ماتھے سے پسینا پوچھتے گڑبڑاکر بولی وہ بھی سرہلاتی اسکے ساتھ کینٹین کی طرف بڑھ گئی

"جو میں نے منگوایا تھا وہ لائیں؟"سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا مگر وہ نجانے کن سوچوں میں گم تھی۔

"کچھ پوچھ رہی ہوں میں تم سے۔۔"غصے سے اسکے کندھے پر ہاتھ مارا

"ہاں کیا۔۔۔بولو"سٹپٹاکر اسکے تپے ہوئے تاثرات دیکھے

"جو میں نے منگوایا تھا وہ لائیں مس عنایہ فرقان"ایک ایک لفظ پر زور دیتے گھور کر اسے دیکھا مگر وہ خاموشی سے سر نفی میں ہلا گئی۔

"کیوں؟کیوں نہیں لائیں جب میں نے کہا تھا ڈبل پرائز میں بھی لے آنا کچھ بھی کرنا پھر کیوں نہیں لائیں"اسکا بازو پکڑتی غصے سے بولی

"میں جیل نہیں جانا چاہتی کلب پر ریڈ پڑھ گئی تھی اس لیے نہیں لائی آئی ایم سوری" نظریں چراتی دھیرے سے بولی مگر حوریہ ایک ترش نگاہ اس پر ڈال کر تیزی سے آگے بڑھ گئی۔وہ بھی لب کاٹتی اس کے پیچھے بھاگی تھی۔

*****

آج پورے ایک ہفتے بعد گھر میں قدم رکھا تھا اور سامنے ہی لاؤنج میں داؤد صاحب اور عائلہ خاتون بیٹھے تھے۔اس نے متوقع عزت افزائی کے پیشِ نظر سختی سے آنکھیں بند کر کے ایک گہری سانس فضاء کے سپرد کی اور وہیں چلا آیا۔

"لو آگئے تمہارے برخوردار۔۔لاڈلے سپوت۔۔"اس پر نظر پڑھتے ہی طنزیہ انداز میں بولے عائلہ خاتون نے بھی خفگی سے اسے دیکھا تھا۔

"ابھی بھی کیوں آئے ڈائیریک امریکہ چلے جاتے۔۔۔ہم ہیں تو یہاں سب ہینڈل کرنے کے لیے"اسکے ڈھٹائی سے کھڑے ہونے پر انہیں اور تیش آیا تھا۔

"بابا میں۔۔"

"کہاں تھا یہ پوچھو اس سے۔۔کتنی شرمندگی اٹھانی پڑی ہے ہمیں اسکی وجہ سے"اسکے کچھ بولنے سے پہلے داؤد صاحب پھر برس پڑے۔مہندی کی رات سے غائب آج پورے لوٹا تھا۔پوری شادی میں داؤد صاحب اور عائلہ خاتون سب کے آگے شرمندہ ہوتے پھر رہے تھے۔زوہیب الگ غصے میں بھرا بیٹھا تھا مگر جس کے لیے وہ یہاں سے دور گیا تھا اس نے سکون سے شادی اٹینڈ کی تھی۔

"بابا مجھے ایمرجنسی میں اسلامباد جانا پڑا فائونڈیشن کا کام تھا" نظریں چراتا آہستہ سے بولا۔

"تو کسی اور کو سونپ دیتے۔۔اس چکر میں گدھے کے سر پر سینگھ کی طرح غائب ہوگئے کیونکہ انہیں تو معلوم ہے ماں باپ ان کی حرکتوں پر پردہ ڈال ہی دیں گے"ان کے گہرے طنز پر اسکا چہرہ یکدم سرخ پڑھ گیا۔عائلہ بیگم نے دہل کر شوہر کو دیکھا۔

"میں زوہیب سے ایکسکیوز کرچکا ہوں اور وہ میری مجبوری اچھے سے جانتا تھا"سرجھکائے بھینچے ہوئے لہجے میں بس اتنا ہی بولا تھا۔اسکا سرخ پڑھتا چہرہ اسکے ضبط کا گواہ تھا۔

"ہاں بس مجبوریوں کی آڑ لو اور معاملے مزید تباہ کردو"قہر برساتی نگاہ اس پر ڈالتے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔وہ بھی لب بھینچتا تیزی سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔دل و دماغ میں ایک حشر برپا تھا۔بس نہیں چل رہا تھا ہر چیز تہس نہس کردے۔ایک بےبسی سی بے سی تھی وہ کچھ بھی کرلیتا اسکے چہرے سے یہ سیاہی کبھی ہٹنے والی نہ تھی۔

"ااااہ۔۔۔"کمرے میں داخل ہوتے ہی سائیڈ لیمپ اٹھا کر دیوار پر دے مارتا دھاڑ اٹھا تھا۔عائلہ بیگم بھی تیزی سے اس کے پیچھے آئیں تھی اور اسکی کیفیت دیکھ ایک پل کے لیے بھونچکا کررہ گئیں تھی کیونکہ ایسا ردِعمل تو اس نے کبھی داؤد صاحب کے اس سے بھی زیادہ تحقیر آمیز لہجے پر نہیں دیا تھا۔

"زمور میرے بیٹے.. "تیزی سے اسکے نزدیک آئیں

"ماما آپ جانتی ہیں صرف۔۔صرف اسکی وجہ سے دور گیا تھا تاکہ وہ اپنی بہن کی شادی پر کسی ذہنی دباؤ کا شکار نہ ہو اسے کوئی تکلیف نہ ہو مجھے دوبارہ دیکھ کر۔۔"ٹائی گلے سے کھینچ کر بیڈ پر پھینکی

"میں سب جانتی ہوں مہرین مجھے سب بتاچکی ہے تم یہاں بیٹھو"اسے پرسکون کرنا چاہا اور بازو تھامتیں بیڈ پر لے آئیں

"آپ آج ہی جائیں گی اور بات کریں گی رخصتی کی۔۔"اسکے اٹل لہجے پر عائلہ خاتون نے دنگ نظروں سے اسے دیکھا۔وہ چند لمحوں تک کچھ بول نہ سکیں تھی۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو زمور۔۔ہوش میں ہو"بے یقینی سے اسے دیکھا

"ہاں ہوش میں ہوں اگر آپ نہیں جارہیں تو بتادیں یہ کام خود کرلوں گا میں"خفگی سے ماں کو دیکھتا اٹھ کھڑا ہوا

"لیکن ہم تو بس بریرہ کی شادی اٹینڈ کرنے آئے تھے بیٹا"انہیں سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کس طرح اسے ٹھنڈا کریں

"ہاں مگر اب میں واپس اس کو لے کر لوٹوں گا۔۔صرف دس دن ہیں آپ لوگوں کے پاس ورنہ میں اپنی شکل پھر کبھی نہیں دکھاؤں گا آپ لوگوں کو۔۔بتا دیجیے گا اپنے شوہر کو بھی"زور سے کبڈ کا دروازہ بند کرتا انگارہ ہوتی آنکھوں کے ساتھ واشروم کی جانب بڑھ گیا۔اسکے جلال پر عائلہ خاتون ششدر کھڑی رہ گئیں تھی۔

******

"تو اسکی مرضی جانتا ہے پھر کیوں رشتہ بھجوا رہا ہے"زوہیب اسکے اتنے اچانک فیصلے پر حیران ہی تو رہ گیا تھا۔

"تو بتا کیا کروں اس طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھے اسے خود کو مزید تباہ کرنے دوں۔۔۔بتا مجھے کیسے مداوا کروں۔۔۔خدا کی قسم اگر خودکشی حرام نہ ہوتی تو کب کا اسکی خوشی کے لیے جان دے چکا ہوتا۔۔"اسکے بے بس لہجے پر زوہیب چند پل کے لیے خاموش ہوگیا تھا۔جب سے داؤد صاحب کی تحقیر

آمیز باتیں سن کر آیا تھا بس نہیں چل رہا تھا کہ خود کو ختم کر ڈالے یا کچھ ایسا کر دے جس سے ان کی نظروں میں اسکے لیے موجود نفرت تھوڑی سی کم ہو جائے۔

"تو چھوڑ دے اسے اسکے حال پر وہ تیرے ساتھ رہے گی تب بھی تم دونوں چین سے نہیں رہ سکوگے۔۔۔اس لیے یہی بہتر ہے سب کے لیے" بہت سوچ کر بولا تھا جانتا تھا اسکے جملے اس کا دل چیر گئے ہونگے۔دوسری جانب یکدم سکوت چھا گیا تھا۔

"صاف کہہ دے جان سے گزر جاؤں۔۔" پر اذیت لہجے میں کہتا مسکرا دیا۔کتنی آسانی سے وہ اتنی بڑی بات کر گیا تھا جسے تصور کرنا بھی اسکے لیے سوحانِ روح تھا۔

"کاش۔۔۔وہ مجھے ان حالات میں نہ ملی ہوتی۔۔کاش میں اسے اتنی اذیتوں سے دوچار نہ کرتا۔۔۔مگر اسے خود سے دور کر کے کسی اور کے ساتھ نہیں دیکھ سکتا زمور داؤد۔۔" اسکے لہجے میں کیا کچھ نہ تھا پچھتاوا۔اسے کھونے کا خوف۔۔۔اسکو پانے کا جنون۔۔نجانے کیوں وہ آج اپنے دل کی کی باتیں اس سے شیئر کر رہا تھا جبکہ وہ تو ایک سمندر کی مانند تھا گہرا۔۔۔پرسکون۔۔۔خاموش جو صرف ساحل پر شور مچاتا ہے مگر اندر ایک سکوت قائم ہوتا ہے۔۔۔شاید آج اذیت حد سے سوا تھی۔

"تو فکر نہ کر اللہ سب بہتر کرے گا۔۔اگر وہ تیرے نصیب میں لکھی ہے تو تجھے ملے گی بس تو نے صبر سے کام لینا ہے" مخلصانہ لہجے میں بولا۔وہ اس کا جگری دوست تھا مگر دوسری جانب بھی اسکی بہن جیسی لڑکی کا سوال تھا۔

"انشاءاللہ۔۔۔" بند آنکھوں کے پیچھے وہ دشمنِ جاں پھر سے آن بسی تھی وہ اسکے خیالوں سے پیچھا نہیں چھڑا سکتا تھا اسکی ذات سے دستبردار ہونا تو بہت دور کی بات تھی۔بہت آہستہ سے کہتے رابطہ منقطع کر گیا۔اسی پل دروازہ ناک کر کے شعیب روم میں داخل ہوا تھا۔

"کام ہوگیا بوس۔۔"اسکے سامنے چیئر پر بیٹھتا کمال اطمینان سے بولا، زمور نے موبائل سے نظر ہٹا کر ایک ناگواری سے اسے دیکھا

"کیا خاک کام کیا ہے میں نے کیا کہا تھا اسکی نظر میں نہ آنا"لیپ ٹاپ اون کرتے خشمگین لہجے میں بولا جبکہ وہ دنگ رہ گیا تھا

"آپ کو کیسے پتا۔۔"نظریں ترچھی کیے مشکوک انداز میں پوچھا

"اور نمبر لینے کی تو کوئی بات طے نہیں ہوئی تھی ہمارے درمیان"کڑے تیوروں سے گھور کر استفسار کرتا اسکی سانس رکوا گیا

"نہیں۔۔۔وہ تو میں نے۔۔۔ایمرجنسی کے تحت لے لیا۔۔۔اور جب اتنے بندے لگائے ہوئے ہیں اسکے پیچھے تو انہی میں سے کسی ایک سے کروالیتے یہ کام بھی"اپنی گڑگڑاہٹ پر قابو پاتا تپ کر بولا۔

"تم کس مرض کی دوا ہو اگر یہ کام بھی انہی سے کروالوں تو"ایک آئی برو اچکاتے اسکے جلے بھنے تاثرات کا جائزہ لیا

"ہاں میں اسی لیے تو رہ گیا ہوں بس وہ جھانسی کی رانی تو مجھے دیکھ کر چہرے کے زاویے بگاڑ گئی تھی میں سمجھا اسے شک ہوگیا ہے"وہ منظر یاد کرتا ہنستے ہوئے اسے بتانے لگا

"اگر اسے بھنک بھی پڑھتی نا شعیب وجاہت تم یہاں صحیح سلامت نہ بیٹھے ہوتے"وہ بھی جواباً کمال اطمینان سے بولا تھا۔

"دھمکیاں کسے دے رہے ہیں ڈرتا نہیں ہوں کسی سے"کالر ٹھیک کرتا گردن اکڑا کر بولا مگر وہ خاموشی سے اپنا کام کررہا تھا

"اور یہ بتاؤ بزنس کیوں جوائن نہیں کررہے اپنا زوہیب اور انکل کو کیوں پریشان کیا ہوا ہے"رسٹ واچ میں ٹائم دیکھتا اٹھ کھڑا ہوا چار بجے میٹنگ تھی اور اس وقت پونے چار ہورہے تھے۔

"پہلی بات وہ دونوں بزنس صحیح طرح سنبھال تو رہے ہیں میں ابھی فارغ رہنا چاہتا ہوں کچھ دن اور دوسری وہ جھانسی کی رانی آپ کی بیوی ہے خود بات کیوں نہیں کرتے آپ"خود بھی کھڑا ہوتا حیرت سے بولا تھا۔زمور سختی سے اپنے لب بھینچ گیا

"اگر زوہیب نے دوبارہ مجھ سے کمپلین کی اس حوالے سے میں تمہاری درگت بنا دوں گا"خود پر قابو پاتے تنبیہی انداز میں کہتا باہر نکل گیا جبکہ دوسری بات کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔شعیب اور عبیر اس واقعہ سے ناواقف تھے تبھی وہ اتنے آرام سے اسے اور حور کو اس حوالے سے چھیڑ دیتا تھا۔

******

"مطلب کیا ہے اس بات کا اب یہ دھمکیاں دے کر اپنے کام کروائے گا"عائلہ خاتون کی بات سن کر دنگ ہی تو رہ گئے تھے۔

"لیکن ایسا بھی غلط نہیں کہا آپ خود ہی بتائیں آخر کب تک یہ معاملہ پینڈنگ میں پڑا رہے گا"وہ بھی حوریہ کی رخصتی چاہتی تھیں

"دماغ خراب ہوگیا ہے تمہارا بھی اپنی اولاد کی طرح بھلا دس دن کے اندر اندر وہ کیونکر رخصت کریں گے حوریہ کو اس نالائق کے ساتھ۔۔بڑا کوئی کارنامہ انجام دیا ہے جیسے"غصیلے لہجے میں کہتے اٹھ کھڑے ہوئے۔عائلہ خاتون نے بےبسی سے انہیں دیکھا

"جب نکاح بچپن سے ہوا ہوا ہے کوئی فیصلہ تو لینا ہو گا اور آپ خود سوچیں کوئی حل تو نکلنا ہی ہے نا"مصلحت امیز انداز میں بولیں مگر وہ کسی طور اتنی جلدی کے حق میں نہ تھے

"تم دونوں ماں بیٹا سارے فیصلے تو خود ہی کر کے بیٹھے ہو اس لڑکی کے بارے میں سوچا ہے وہ راضی بھی ہو گی یا نہیں"ناگواری سے کہتے بیوی کو دیکھا

"یہ تو جب جائیں گے تبھی پتہ چلے گا نا۔۔بس ہم کل جا رہے ہیں"وہ بھی جیسے فیصلہ کر کے بیٹھی تھیں

"عائلہ اگر ان لوگوں نے انکار کر دیا پھر؟"ان کے کے خدشات بھی غلط نہ تھے۔

"ایسے کیوں کہہ رہے ہیں آپ اگر ایسا ہوا تو زمور ٹوٹ جائے گا"اپنے بیٹے کے کرب کے بارے میں سوچ کر انکی آنکھیں نم ہونے لگیں تھی

"عائلہ دل کو مضبوط کرو ہمیں ان کا ہر فیصلہ قبول کرنا ہو گا وہ بچی کئی دکھوں سے گزری ہے ہم زبردستی نہیں کرسکتے"ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے نرم لہجے میں بولے تھے۔دل تو ان کا بھی درد سے بھرا تھا مگر وہ صرف ایک باپ بن کر نہیں سوچ سکتے تھے۔عائلہ خاتون آنکھیں صاف کرتیں سر اثبات میں ہلاگئیں تھی۔

*****

"ہیلو۔۔۔"بند آنکھوں سے موبائل کان سے لگاتے نیند بھری آواز میں بولی۔

"کیا میں عنایہ فرقان سے بات کرسکتا ہوں"سپیکر میں گونجتی رعب دار آواز پر اسکی ساری نیند بھک سے اڑ گئی

"جی۔۔۔جی میں بات کر رہی ہوں آآپ کون"بمشکل لہجہ نارمل رکھا تھا

"کیا آپ کا لنک ڈرگ مافیا سے ہے؟"کرخت انداز میں کیے گئے سوال پر اسے اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا

"نہیں تو کس۔۔کس نے کہا اور آپ کون ہیں؟"دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا

"ہمارے مخبر ہر خبر رکھتے ہیں عنایہ صاحبہ جیسے آپ کا نمبر ہمارے ہاتھ لگ گیا"تمسخرانہ لہجے میں کہتا اسکے ہوش اڑا گیا آنکھوں میں خودبخود ہی نمی جمع ہونے لگی تھی۔کبریٰ صاحبہ بھی گھر پر نہ تھیں اگر اسکے ساتھ کچھ ہوجاتا کوئی پوچھنے والا بھی نہ تھا۔

"دیکھیں سر کسی۔۔کسی نے آپ کو غلط انفارمیشن دی ہے۔۔میں میں ایسی نہیں ہوں"رندھے ہوئے لہجے میں کہتی دوسری جانب بیٹھے شخص کے ہوش اڑا گئی

"عنایہ پلیز تم رو نہیں آئی ایم سوری میں شعیب بات کررہا ہوں حور کا کزن"اسکے آنسوؤں پر بے چین ہوتا سب بتاتا چلا گیا جبکہ وہ اس خوف ناک مزاق پر دنگ ہی تو رہ گئی تھی

"آپ۔۔۔آخر مسئلہ کیا ہے آپ کے ساتھ۔۔کیوں میری زندگی حرام کردی ہے آپ نے جب میں آپ کو بتاچکی ہوں کہ آپکی کزن کو نہیں دیا دوبارہ کچھ پھر کیوں پیچھا نہیں چھوڑ رہے"قہر آلود انداز میں چیخ اٹھی تھی۔اس گھٹیا مزاق نے روح ہی تو فنا کردی تھی اسکی۔۔

"دیکھو ہائپر مت ہو میں صرف مذاق۔۔

"مذاق! یہ آپ کے لیے مذاق ہوگا اور آئندہ مجھ سے ایسے گھٹیا مذاق کرنے کی ضرورت نہیں۔۔"روانی سے بہتے آنسوؤں کو ہاتھ کی پشت سے رگڑتے کال کاٹ گئی تھی۔دوسری جانب بیٹھا وہ کتنی ہی دیر تک خود کو کوستا اسے کال کرنے کی کوشش کرتا رہا مگر وہ فون اوف کرچکی تھی۔

*****

"اسلام وعلیکم۔۔۔"عائلہ خاتون اور داؤد صاحب نے لاؤنج میں داخل ہوتے سلام کیا تھا۔مہرین صاحبہ اور عثمان صاحب اس وقت شام کی چائے پی رہے تھے انہیں دیکھ کر خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔
"وعلیکم اسلام۔۔۔ارے بھابھی شادی کے فنکشنز کے بعد اب نظر آرہے ہیں آپ لوگ"عائلہ خاتون کے گلے لگتیں شکوہ کر گئیں
"تم بھی آسکتیں تھی"مسکراتے ہوئے داؤد صاحب کے ساتھ ہی بیٹھی تھیں۔
"بیگم صاحبہ یہ کہاں رکھیں"ملازم اور چوکیدار ہاتھ میں پھل اور میٹھائی کے ٹوکرے لے کر لاؤنج میں داخل ہوئے تھے۔مہرین صاحبہ اور عثمان صاحب نے حیرت سے ایک دوسرے کو پھر انہیں دیکھا
"یہیں لے آئیں سامان۔۔"عائلہ خاتون کے کہنے پر سارا سامان وہیں سجا دیا گیا تھا۔
"یہ سب کیا ہے داؤد۔۔"عثمان صاحب نے اپنے خدشات کو دل میں دباتے سادگی سے پوچھا۔
"برسوں پہلے ایک امانت تمہارے پاس رکھوائی تھی وہ مانگنے آئے ہیں آج ہم تم سے"بہت مان بھرے لہجے میں بولے تھے۔وہ جو عنایہ کے گھر جانے کی اجازت لینے نیچے آرہی تھی زینے پر ہی ٹھہر گئی ایسا لگا کسی نے ساتوں آسمان اس کے سر پر گرا دیے ہوں۔لاؤنج میں چند پل کے لیے بلکل خاموشی سی چھاگئی تھی۔
"داؤد اس سب کی اتنی جلدی کیا ہے"کچھ تردد سے بولے۔ان دونوں میاں بیوی نے ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔
"جلدی کہاں عثمان بھائی اتنے سال اپنی بیٹی سے دور رہ لیے اب ساتھ ہی لے کر جائیں گے"ان کے لہجے میں بسی محبت پر وہ کچھ چپ سے ہوگئے تھے کیونکہ جانتے تھے ان کی بیٹی یہ ہر گز نہیں ہونے دے گی۔

"بھابھی ابھی تو ایک بیٹی کو رخصت کیا ہے ہم تو اکیلے ہو جائیں گے اگر حور کو بھی رخصت کر دیا تو"مہرین صاحبہ مسکرا کر کہتے ٹالنا چاہا۔وہ سختی سے گرل تھام گئی بس نہیں چل رہا تھا ان کو دھکے دے کر باہر نکال دے جو دھڑلے سے اپنے بدکار بیٹے کا رشتہ لے کر اسی گھر چلے آئے تھے جہاں اس نے نقب لگائی تھی۔

"اسلام و علیکم۔۔۔ارے آپ لوگ بھی یہاں موجود ہیں"بریرہ اور زوہیب گھر میں داخل ہوئے تھے اور انہیں اتنے سامان کے ساتھ موجود دیکھ بریرہ خوشگوار حیرت میں مبتلا ہوگئی تھی۔

"وعلیکم اسلام۔۔چلو اچھا ہے تم لوگ بھی آگئے۔۔"عائلہ خاتون نے بریرہ کو گلے لگاتے اپنے ساتھ ہی بیٹھالیا

"کیا بات ہے بھئی۔۔۔کیا ہماری حور بھی پرائی ہونے والی ہے"سارا سامان دیکھتے تعجب سے بولا۔حالانکہ اس بات کا پہلے ہی علم تھا۔

"کیا واقعی سچ بتائیں آنٹی.."بریرہ نے بے یقینی سے سب کو دیکھا

"ہاں ہم اسی سلسلے میں آئے ہیں اگر عثمان بھائی اور مہرین راضی ہیں تو دس دن کے اندر اندر حور کی رخصتی چاہتے ہیں"پریشان بیٹھی مہرین صاحبہ کو دیکھتیں مسکراتے ہوئے بریرہ سے مخاطب ہوئیں

"یہ تو بہت زبردست بات ہے کتنا مزہ آئے گا"چہکتے ہوئے بولی۔

"تمہاری کیا رائے ہے عثمان بولو۔۔۔"وہ جواب کے منتظر تھے مگر عثمان صاحب کشمکش میں پڑھ گئے یہ معاملہ ایسا نہ تھا کہ وہ حوریہ سے بغیر پوچھے فیصلہ کرلیتے۔

"داؤد جس وقت بچوں کا نکاح ہوا تھا تب وہ بہت چھوٹے تھے کہ ہم نے اپنی مرضی چلا لی مگر اب میں حوریہ کی مرضی کے خلاف فیصلہ نہیں کرسکتا۔۔"بہت دھیمے مگر مستحکم لہجے میں بولے

تھے۔حوریہ ان کی لاڈلی بیٹی تھی اس میں جان بستی تھی انکی بھلا اسکی رائے لیے بغیر وہ کیسے اتنا بڑا فیصلہ لے سکتے تھے۔سب کے چہروں پر یکدم ہی اداسی سمٹ آئی تھی کیونکہ سب ہی جانتے تھے اس کا کیا فیصلہ تھا جبکہ اوپر سب سنتی حوریہ کے دل میں ایک سکون کی لہر دوڑ گئی تھی۔جانتی تھی اسکے بابا اس سے پوچھے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کریں گے۔

"مگر پھوپھا جان وہ ابھی بہت چھوٹی ہے اسے نہیں پتہ کہ اسکے لیے کیا صحیح ہے کیا غلط"زوہیب زیادہ دیر چپ نہ رہ سکا تھا۔آخر اسکے جان سے عزیز دوست کی ساری زندگی کا معاملہ تھا۔جس کا حالِ دل اچھے سے جانتا تھا۔

"نہیں زوہیب اسے پورا حق ہے اپنے لیے فیصلے کرنے کا اور ہم بھی اپنی بیٹی کی خوشی میں خوش ہیں"داؤد صاحب ان کی بات سے اتفاق کرتے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔باقی تمام بھی انہی کے ساتھ اٹھے تھے۔

"مگر عثمان ہم پھر بھی جواب کا انتظار کریں گے۔۔"انکی رنجیدہ صورت دیکھ کندھا تھپک کر بولے۔عائلہ خاتون بھی نم آنکھیں لیے مہرین صاحبہ کو گلے لگاتیں داؤد صاحب کے ساتھ ہی باہر کی جانب بڑھ گئیں تھی۔اس نے ناگواری سے سر جھٹکا تھا اور عنایہ کے گھر جانے کا پلان کینسل کرتی واپس کمرے میں چلی گئی۔

*****

وہ دونوں گھر میں داخل ہوئے تو اسے اس وقت گھر پر موجود دیکھ حیران ہی تو رہ گئے تھے۔زمور داؤد اپنی میٹنگز اور مصروف ترین اسکیجوئل چھوڑے لاؤنج میں بے چینی سے ٹہل رہا تھا مگر وجہ پوچھنے کی انہیں ضرورت نہ تھی کیونکہ وہ پہلے ہی آگاہ تھے۔

"کیا بات ہے عائلہ ہم غلط گھر میں تو نہیں آ گئے"طنزیہ انداز میں کہتے وہیں صوفے پر آبیٹھے۔زمور کی بے چین نظریں ماں پر تھیں۔وہ بھی نظریں چراتیں وہیں بیٹھ گئیں۔

"ماما۔۔"وہ بس اتنا ہی بولا تھا جیسے کہہ رہا ہو اب بتا بھی دیں۔

"انہوں نے وقت مانگا ہے۔۔انشاءاللہ سب اچھا ہی ہوگا"حوصلہ مند لہجے میں کہتے اسکا ضبط سے سرخ پڑھتا چہرہ دیکھا۔

"مگر آپ لوگ تو شادی کی تاریخ لینے گئے تھے۔۔۔کیا آپ لوگ جانتے نہیں کہ اب کیا فیصلہ کریں گے وہ" بھینچی ہوئی آواز میں کہتے بے بسی سے دونوں ہاتھوں سے بال پیچھے کیے۔

"ہاں جانتے ہیں کہ کیا فیصلہ ہوگا اور ہمیں ہر صورت ایکسیپٹ کرنا ہوگا۔۔تمہیں اس معاملے میں بولنے کی ضرورت نہیں"داؤد صاحب بھی دوٹوک الفاظ میں بولے۔

"مجھے بولنے کی ضرورت نہیں۔۔"عجیب سے تاثرات لیے انگوٹھا اپنے سینے پر رکھا

"نہیں بلکہ مجھے یہ کام خود ہی کرنا چاہیئے تھا۔۔۔بہت بڑی غلطی کر دی آپ لوگوں پر چھوڑ کر"سر نفی میں ہلاتا لاؤنج سے نکلنے لگا۔اس کا سرد لہجہ ان کا دماغ گھوما گیا تھا

"مطلب کیا ہے تمہارا ہاں۔۔کیا کرو گے تم؟تم نے بڑے اچھائی کے جھنڈے گاڑھے ہیں جو تنتناتے ہوئے وہاں جاؤ گے اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے آؤ گے"اسکی پشت کو گھورتے دھاڑ اٹھے۔

"ہاں نہیں کی کوئی اچھائی آج تک۔۔۔مگر اب بیوی ہے وہ میری جسے آپ لوگوں کو ہر صورت یہاں لانا ہے"اندر پکتا لاوا اچانک ہی پھٹا تھا۔عائلہ خاتون دنگ ہی تو رہ گئیں تھی اسکی اتنی اونچی آواز پر۔۔۔

"دیکھ رہی ہو اپنے ہونہار سپوت کو۔۔۔اس لڑکی کی زندگی برباد کرکے اب بیوی بناکر دکھ دینے میں لگیں ہیں"تمسخرانہ لہجے میں بولتے بیوی سے مخاطب ہوئے۔زمور کا چہرہ ذلت و اہانت کے احساس سے سرخ پڑھ گیا

"ہاں کیا ہے اسے برباد اور کڑی سے کڑی سزا بھگتنے کے لیے بھی تیار ہوں مگر اسکے نام کے آگے سے اپنا نام ہٹانا کسی صورت منظور نہیں۔۔۔"گرجدار آواز میں کہتا تیزی سے باہر کی جانب بڑھ گیا۔راستے میں آتی ہر شہ کو اپنی ٹھوکروں میں اڑاتا چلا گیا تھا۔

"بہت غلط ہورہا ہے یہ سب۔۔"نم آنکھیں لیے افسردہ نگاہوں سے شوہر کو دیکھتیں اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئیں۔وہ خاموشی سے صوفے پر بیٹھتے اپنا سر تھام گئے تھے۔

*****

"بابا آپ نے بلایا تھا"بریرہ کے ساتھ اسٹڈی میں داخل ہوئی تھی حالانکہ وجہ وہ اچھی طرح جانتی تھی۔

"ہاں آؤ بیٹا بیٹھو میرے پاس"محبت سے اپنے پاس بلا لیا۔مہرین صاحبہ بھی وہیں بیٹھی تھیں۔وہ نپے تلے قدم اٹھاتی ان کے برابر میں آبیٹھ گئی۔

"تم جانتی ہو آج داؤد اور عائلہ بھابھی آئے تھے"ایک نظر اسے دیکھتے نرم لہجے میں بولے۔دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بنائے انگھوٹے کا ناخن مسلسل انگلی میں چبھوتے آہستہ سے سر اثبات میں ہلاگئی۔عثمان صاحب نے ایک نظر بریرہ اور مہرین صاحبہ کو دیکھا

"پھر تو وہ وجہ بھی معلوم ہوگئی ہوگی ان کی آمد کی؟"ان کے سوال پر اس بار خاموش رہی تھی۔

"ہم جاننا چاہتے ہیں کہ کیا چاہتی ہو تم؟"اسکے تاثرات کا بغور جائزہ لے رہے تھے۔کچھ دیر وہ یوں ہی خاموشی سے زمین گھورتی رہی۔

"بابا آپ میرا ڈسیجن جانتے ہیں۔۔۔میں۔۔میں اس انسان کے ساتھ نہیں رہ سکتی.."کچھ توقف سے نم لہجے میں بولی۔

"حور بیٹا۔۔"مہرین صاحبہ نے کچھ کہنا چاہا مگر انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں خاموش کروادیا تھا۔حور نے سر اٹھا کر باپ کو دیکھا جن کے چہرے پر پہلے کی طرح نرم تاثرات ہی تھے۔

"بیٹا کیا یہ اچھا نہیں ہو گا کہ تھوڑا سوچ لو فیصلہ کرنے سے پہلے وہ اب ویسا۔۔

"نہیں بابا مجھے نہیں سننا"رندھی ہوئی آواز میں کہتی یکدم اٹھ کھڑی ہوئی۔وہ بھی خاموش ہو گئے.

"حور ایک بار معاملے کی سنجدگی پر غور تو کرو۔۔"کب سے خاموشی سے سب سنتی بریرہ اسکے قریب آئی تھی۔حوریہ نے بیزاری سے اسے دیکھا تھا۔

"یا تم نے اپنے فیوچر کے بارے میں کچھ سوچا ہوا ہے تو ہم سے شیئر کرو۔۔۔مگر آج کے بعد تم عنایہ سے کوئی رابطہ بھی نہیں رکھو گی"اس بار لہجہ خود بخود سخت ہو گیا تھا۔حوریہ کا چہرہ توہین سے سرخ پڑھنے لگا۔اچھی طرح جانتی تھی کہ وہ کیوں اس سے رابطہ ختم کرنے کا کہہ رہی تھی۔

"بری۔۔"مہرین صاحبہ نے اسے تنبیہ کرنی چاہی

"نہیں ماما پوچھنے دیں مجھے اس سے آخر دماغ میں یہ سوچ کر کیا بیٹھی ہے۔وہ شخص اب پورا کا پورا بدل گیا اس کے لیے۔۔۔صرف ایک موقعہ چاہتا ہے کیا اسکے دل میں اتنی گنجائش نہیں کہ کسی نادم انسان کو معاف کرسکے،زوہیب ان کی۔۔

"زوہیب۔۔۔زوہیب۔۔زوہیب صرف ان کی وجہ سے ہی تو ان لوگوں سے اب تک زبردستی کا تعلق قائم ہے ورنہ ہماری زندگی میں ان جیسے لوگوں کی کوئی جگہ تھی کیا؟"اسکی بات کاٹتی چیخ اٹھی

"وہ عظیم شخص اب یہ کررہا ہے اب یہ کررہا ہے ہمیں کیا جہنم میں جائے وہ شخص۔۔۔بری صرف اس کی وجہ سے مجھے زوہیب بھائی سے بھی نفرت ہونے لگی ہے۔۔۔"سرخ پڑھتی نگاہیں لیے بپھر اٹھی تھی وہ تینوں دم سادھے اسے دیکھ رہے تھے۔

"اور میں آج کلیئرلی وارن کررہی ہوں کہہ دینا اپنے شوہر سے اگر آئندہ اپنے دوست کی محبت میں تڑپتے میرے معاملے میں بولے تو میں ہر لحاظ بھول جاؤں گی سمجھ آئی"انگلی اٹھاکر تنبیہ کی تھی اور تن فن کرتی باہر نکل گئی۔بریرہ کی آنکھیں نم ہوتی چلی گئیں تھی۔آج اس نے کسی کا بھی لحاض نہ کیا تھا۔

"اسے اسکے حال پر چھوڑ دو بری۔۔کچھ نہ کہو اس سے۔۔"مہرین صاحبہ تھک ہار کر وہیں صوفے پر بیٹھتیں سر تھام گئیں تھی جبکہ عثمان صاحب تھکے ہارے قدموں سے اسٹڈی سے نکل گئے تھے۔

*****

وہ پارکنگ میں آئی تو شعیب وجاہت اپنی کار سے ٹیک لگائے کھڑا شاید نہیں یقیناً اسی کا انتظار کررہا تھا۔اسکے قدم خود بخود تھم گئے۔سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اسے کس گناہ کی سزا مل رہی تھی۔

"مجھے بات کرنی ہے تم سے۔۔"اسکے قریب آرکا

"آپ کیوں میرا پیچھا نہیں چھوڑ دیتے"بےبسی سے کہتی چیخ اٹھی

"آواز ہلکی رکھو سمجھ آئی۔۔کہہ رہا ہوں نا بات کرنی ہے مجھے"اسکی تیز آواز پر ناگواری سے کہتا اردگرد دیکھنے لگا۔

"لیکن مجھے نہیں کرنی کسی قسم کی بات سمجھے آپ۔۔اگر آپ نے دوبارہ مجھے تنگ کیا تو میں حور کو سب کچھ بتادوں گی"نخوت سے کہتی اپنی کار کی جانب بڑھ گئی۔وہ جو اپنے رویے کی معافی مانگنے آیا تھا اسکے انداز نے دماغ ہی آؤٹ کردیا۔ایک جھٹکے سے کلائی کھینچ کر اپنے سامنے کیا۔

"کیا بکواس کی پھر سے کہنا۔۔"سرخ پڑھتی نگاہوں سے اسکے حیرت ذہ چہرے کو دیکھتا گرفت مضبوط کرگیا۔

"آآہ۔۔چھوڑیں مجھے۔۔آخر مسئلہ کیا ہے آپ کے ساتھ۔۔"اسکی گرفت سے کلائی نکالنے کی کوشش کرتے غصے سے اسے دیکھا۔

"اگر حور کو اس بارے میں پتا چلا تو وہ حال کروں گا کہ سارا نشہ ہرن ہوجائے گا"ایک ایک لفظ چبا کرکہتا اسے ساکت کرگیا۔زندگی میں شاید پہلی بار اپنا نشہ کرنا اسے برا لگا تھا۔چہرہ یکدم ذلت و اہانت سے سرخ پڑھ چکا تھا۔

"ہاتھ۔۔۔چھوڑیں.. "نظریں جھکائے نمی کو بمشکل پیچھے دھکیلتے لبوں سے بس اتنا ہی نکلا تھا۔

"عنایہ فرقان میرے ضبط کو آئندہ مت آزمانہ ورنہ اتنی نرمی سے بلکل پیش نہیں آؤں گا"اسے ایک جھٹکا دے کر ذرا قریب کیا تھا۔وہ نم نگاہوں سے اس ظالم کو دیکھنے لگی جو نجانے کیوں اسے اذیتوں میں مبتلا کرنے میں لگا رہتا تھا۔

"اور یاد رکھنا آئندہ میں کال کروں تو موبائل اوف نہیں ہونا چاہیئے"اسکی نم آنکھوں میں دیکھتے گرفت نرم کی اور تنبیہی لہجے میں بولا۔عنایہ نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ آزاد کروایا اور بےساختہ دوقدم پیچھے ہٹی۔شعیب نے ایک گہری نگاہ اسکے زرد پڑھتے چہرے پر ڈالی اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا

اپنی کار کی جانب بڑھ گیا۔اس نے دھندلائی نظروں سے اس شخص کو دور جاتا دیکھا اور لرزتے ہاتھوں سے کار کا ڈور کھول کر بیٹھ گئی۔بس نہیں چل رہا تھا ابھی دھاڑیں مار مار کر رونے لگے

"یااللہ یہ کس عذاب میں پھنس گئی ہوں میں" اپنا چکراتا سر اسٹئیرنگ پر رکھتے بےبسی سے بولی تھی۔۔

*****

"تو انکل کو لے کر پہنچ میری مینجر کے ساتھ بیٹھی ہے وہ اس وقت" ایک نگاہ ریسٹورینٹ میں بنے آفس کے شیشے پر ڈالی جس کے پار وہ ڈری سہمی بیٹھی لب کاٹ رہی تھی۔

"تو وہیں رہ میں پہنچ رہا ہوں انکل کو لے کر، ہم راستے میں ہیں" ایک ہاتھ سے اسٹیرنگ تھماتے عثمان صاحب پر نظر ڈالی جو بہت رنجور اور خاموش نظر آرہے تھے۔

"معاملہ ہم تینوں کے بیچ رہنا چاہئے سمجھ آئی۔۔" تنبیہی لہجے میں بولتا وہیں کونے کی ٹیبل پر بیٹھ گیا جہاں سے اس کا معصوم ڈرا سہا چہرہ واضح نظر آرہا تھا۔

"چل ٹھیک ہے۔۔میں فون رکھتا ہوں اب۔۔" زوہیب کے رابطہ منقطع کرنے پر اس نے فون کوٹ کی جیب میں ڈال دیا۔نظر ایک لمحے کے لیے بھی اس پر سے نہ ہٹیں تھی جیسے اپنی نظروں کے سامنے اس دشمنِ جاں کی موجودگی کے لمحوں کو ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔جی چاہ اپنے سینے سے لگا کر اسکا سارا خوف سارا ڈر ختم کردے، پھر اپنی اس خواہش پر لبوں پہ ایک افسردہ مسکراہٹ بکھر گئی۔وہ یہ سارے حق ملنے سے پہلے ہی گنوا چکا تھا۔۔

وہ میٹنگ میں تھا جب اسکے آدمی نے حوریہ کی ڈرگز کے سلسلے میں گرفتاری کی خبر دی تھی۔آج حوریہ گھر سے عنایہ سے ملنے کا بہانہ کرکے نکلی تھی مگر اسکا رخ کلب کی جانب تھا وہ ڈیلر سے ڈرگز

لینے آئی تھی کیونکہ کافی دن سے اسکا اسٹاک ختم ہوچکا تھا لیکن اسکی قسمت خراب تھی جو پولیس نے اسی کلب پر ریڈ ڈال دی تھی۔زمور داؤد کو جب اس بات کی خبر ہوئی وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اپنے لائر اور مینجر کے ساتھ پولیس اسٹیشن جا پہنچا تھا اور تقریباً آدھے گھنٹے کے اندر اندر حوریہ پولیس اسٹیشن سے ریسٹورنٹ منتقل کردی گئی تھی۔اسے بس اپنی بیل کا پتا تھا مگر اس بات کا علم بھی نہ تھا کہ اسی شخص نے اسکی بیل کروائی تھی جسے وہ بدترین لوگوں میں سب سے اول درجے پر فائز کرچکی تھی۔

اسی پل زوہیب اور عثمان صاحب اسے آفس میں داخل ہوتے نظر آئے تھے اور پھر وہ خاموشی اپنی کیز اٹھاتا ریسٹورنٹ سے باہر نکل گیا۔اسکا کام بس یہیں تک تھا۔

"بابا تھینک گاڈ آپ آگئے"وہ تڑپ کر ان کے سینے سے لگی تھی۔مینجر بھی ساتھ ہی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔عثمان صاحب نے ایک گہری سانس بھرتے اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔نگاہیں اس شخص کو ڈھونڈ رہی تھیں مگر وہ کہیں نہ تھا۔

"تھینک یو سو مچ میڈم میری سسٹر کا خیال رکھنے کے لیے۔۔۔"زوہیب نے تشکر سے مینجر کو دیکھا

"اٹس اوکے سر یہ میرا فرض تھا۔۔اب میں بھی چلتی ہوں اللہ حافظ مس حوریہ۔۔"ہلکہ سا مسکرا کر کہتے عثمان صاحب کی بغل میں دبکی حوریہ کو دیکھا۔وہ بس خاموشی سے لب کاٹ کررہ گئی تھی۔

"حور ٹھیک ہو نا۔۔"اسکے جانے کے بعد زوہیب نے بہت نرم لہجے میں اس سے پوچھا تھا۔وہ بس سر ہلا گئی۔

"گھر چلو رات ہونے والی ہے۔۔۔"عثمان صاحب سپاٹ لہجے میں کہتے اسے اپنے ساتھ لے کر باہر آگئے تھے۔حوریہ نے ایک نظر انہیں دیکھا جو اسے کچھ خفا لگے تھے۔خاموشی سے سر جھکاتی ان کے ساتھ کار کی جانب بڑھ گئی۔

******

"ہے۔۔زوبی"وہ یونیورسٹی کا مین گیٹ عبور کر رہی تھی جب ڈینور کی آواز پر یکدم رکی۔

"یس۔۔"پلٹ کر ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"اف یو ڈونٹ مائنڈ کین آئی ٹیک یور نوٹس فور آ ڈے"سانسیں ہموار کرتا جلدی سے بولا۔زوباریہ نے حیرت سے اسے دیکھا وہ کلاس کا جینئس لڑکا تھا بھلا اسے اسکے نوٹس کی کیا ضرورت پڑھ گئی تھی۔

"یا شور۔۔وائے نوٹ۔۔بٹ واٹ ویل یو ڈو ود مائے نوٹس"بیگ سے نوٹس نکالتے بےساختہ پوچھ بیٹھی

"ڈونٹ وری کچھ نہیں کروں گا۔۔بس تمہارے نوٹس میں کوشنز ایزیلی سولو ہوئے ہوئے ہیں"اپنے گولڈن سلکی بالوں کو پیچھے کرتا متاثرکن انداز میں بولا۔اسے لگا شاید اس نے غلط سن لیا ہو۔

"سیرئسلی۔۔"حیرت سے اسے دیکھا

"یا۔۔"اسکے تاثرات دیکھتے مسکراکر سرہلا دیا۔

"اوکے ویل میٹ یو ٹومورو۔۔"نوٹس تھماکر مسکراہٹ روکتی آگے بڑھ گئی۔یہ سارے کرشمے شہریار رضا کے تھے جو اسکے ہزار نخروں کے باوجود دلجمعی سے پڑھا رہا تھا مگر یہ بات وہ اسے بلکل بتانے والی نہ تھی۔

"کون تھا یہ؟"کار سے ٹیک لگائے شہریار نے ناگواری سے اسکا مسکراتا چہرہ دیکھا۔وہ یکدم ہی گڑبڑا گئی۔اپنی سوچوں میں اتنا گم تھی کہ اسے دیکھ ہی نہ سکی۔

"ککون۔۔وہ۔۔اوہ میرا کلاس فیلو تھا"خود کو سنبھالتے نارمل لہجے میں بولی وہ بغور اسے دیکھنے لگا

"آپ یہاں کیسے۔۔؟"اسے خود کو گھورتا پا کر پوچھے بغیر نہ رہ سکی۔

"گاڑی میں بیٹھو۔۔"سپاٹ لہجے میں کہتا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔زوباریہ نے حیرت سے اسکے اکھڑے اکھڑے رویے کو دیکھا تھا۔

"انہیں کیا ہوا۔۔"بڑبڑاتی ہوئی خود بھی آگے آکر بیٹھ گئی۔ایک نظر اسے دیکھا اسٹئیرنگ مضبوطی سے تھامے سڑک کو گھور رہا تھا۔

"کیا ہوا کچھ گر گیا کیا روڈ پر؟"اسکی نظروں کے تعقب میں دیکھتی ناسمجھی سے بولی شہریار نے ایک ناگوار نظر اس پر ڈالی

"اپنا ننھا سا دماغ زیادہ نہ چلایا کرو۔۔"کار اسٹارٹ کرتے دانت پیس کر بولا۔وہ بیچاری بس اسے گھور کر رہ گئی تھی۔

******

"سر زمور سر آئے ہیں ملنے کو کہہ رہے ہیں"وہ آفس میں بیٹھے فائل کا مطالعہ کررہے تھے جب ان کے پی اے نے انفارم کیا۔وہ ایک پل کے لیے خاموش ہوگئے۔

"اوکے بھیج دیں۔۔"کچھ سوچ کر بولے تھے اور اگلے چند ہی لمحوں میں بلیک تھری پیس پہنے زمور داؤد پروقار انداز میں ان کے آفس میں داخل ہوا تھا۔

"اسلام وعلیکم۔۔۔"ان کے سامنے بیٹھتے بہت ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا۔عثمان صاحب نے محض سر ہلاکر جواب دیا۔

"کیسے آنا ہوا۔۔"فائل بند کرتے اسکی جانب متوجہ ہوئے جبکہ وجہ وہ اچھی طرح جانتے تھے۔

"آپ جو سوچ رہے ہیں میں اسی سلسلے میں بات کرنے آیا ہوں"اسکی بات پر وہ لب بھینچ گئے۔

"میں آپ کا جواب لینے آیا ہوں انکل"اس بار سیدھا مدعے پر آیا تھا۔

"تم جانتے ہو جواب۔۔جو میری بیٹی چاہے گی وہی ہوگا"نظریں دیوار پر لگی گھڑی پر تھیں۔

"اور اگر میں کہوں کہ میں ایک موقعہ چاہتا ہوں آپ سے پھر؟"ٹیبل کی سطح کو گھورتے بہت دھیمے لہجے میں بولا تھا۔

"بات میرے موقعہ دینے کی نہیں جب تک وہ نہ چاہے"اسکے تاثرات کا بغور جائزہ لیتے سپاٹ لہجے میں بولے۔

"میں مر کر دوبارہ زندہ بھی ہوجاؤں وہ تب بھی نہیں چاہے گی مگر۔۔۔اگر آپ چاہیں وہ مان جائے گی"اس کی سرخ پڑھتی آنکھیں کئی رت جگوں کی غمازی کررہیں تھی۔عثمان صاحب کو وہ کچھ شکستہ سا لگا تھا۔

"اور میں کیوں چاہوں گا ایسا؟میں کیوں دونگا تمہیں موقعہ جب میری بیٹی ہی نہیں چاہتی"ان کے لبوں پر ایک تلخ مسکراہٹ آئی تھی۔حالانکہ حوریہ کو خاموشی سے ڈرگز کے معاملے سے الگ کرواکر وہ کافی حد تک ان کی نظروں میں اپنا مقام بناچکا تھا ورنہ ان کی اور خاص طور پر حوریہ کی بہت بدنامی ہوسکتی تھی۔

"میں ازالہ کرنا چاہتا ہوں۔۔جانتا ہوں وہ ممکن نہیں مگر ساری زندگی کے لیے اسے تحفظ دینا چاہتا ہوں"ان کی جانچتی آنکھوں میں اپنی سیاہ چمکتی آنکھیں ڈالے مستحکم لہجے میں بولا

"اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ تم اسے تحفظ دو گے وہ بھی زندگی بھر"طنزیہ انداز میں بولے

"میں اپنی ایک ایک شہ اسکے نام کردونگا اگر ضرورت پڑھی تو خود کو بھی بیچ ڈالوں گا۔۔بس آپ اسے مجھے سونپ دیں"لہجے کی مضبوطی آخری جملے پر التجاء میں بدل گئی تھی۔وہ خاموشی سے بس اسے سن رہے تھے۔کتنے سال بیت گئے تھے کتنا بدل گیا تھا وہ۔۔مگر وہ ظاہری تبدیلی سے کیسے اندازہ لگا سکتے تھے جبکہ ان کی بیٹی اس شخص کی وجہ سے کتنے غموں سے گزری تھی۔

"مجھے سوچنے کے لیے وقت چاہیے"سر کرسی کی پشت سے ٹکاتے سپاٹ لہجے میں بولے تھے۔اس نے ایک نظر انہیں دیکھا اور لب بھینچتا اٹھا کھڑا ہوا۔اس دشمنِ جاں کو پانے کے لیے انتظار تو کرسکتا تھا مگر ان کا انکار سننے کی ہمت زمور داؤد اپنے اندر نہیں پاتا تھا۔

"صرف ازالہ کرنے کے لیے ساری زندگی تحفظ دوگے؟"ان کے سوال پر اسکا ڈور کھولتا ہاتھ رک گیا۔

"کیا ایسا لگتا ہے آپ کو؟"پلٹ کر ایک نظر انہیں دیکھا اور خود بھی سوال کر بیٹھا تھا مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا اور نگاہیں لیپ ٹاپ کی جانب کرلیں۔وہ کرب سے مسکراتا روم سے باہر نکل گیا۔

*****

وہ ساکت بیٹھی اپنے سامنے پڑے حسین عروسی ملبوسات کو دیکھ رہی تھی۔یہ اسکی شادی کے لباس تھے جو اگلے تین دن میں ہونی طے پائی تھی۔ہر کوئی اپنی جگہ ششدر سا تھا کہ آخر ایسا کیا ہوا اچانک کہ عثمان صاحب اس کی مرضی کے خلاف شادی کے لیے رضامند ہوگئے۔گھر میں شادی کی تیاریاں شروع ہوچکی تھیں۔کل اسکی مایوں اور مہندی کا مشترکہ فنکشن تھا۔

"بابا آپ تو کبھی میری مرضی کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کرتے تھے۔۔" آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی صورت گر رہے تھے۔ایک ستم اس درندہ صفت شخص کے ساتھ بیاہے جانے کا تھا جس نے اسکی ذات کو اپنے پیروں تلے روند ڈالا تھا۔مگر اس کا باپ! اصل ستم تو اس نے کیا تھا اُس درندے کے ہاتھ میں اسکا ہاتھ تھما کر۔یعنی طے ہوا تھا وہ اس گھر کے لیے ایک دھبے کے سواء کچھ نہ تھی جسے مٹانے کے لیے اسی شخص کے حوالے کررہے تھے جس نے اسکی ساری خود اعتمادی اور غرور کو اپنی ہوس مٹانے کے لیے کچل ڈالا تھا۔

ڈائننگ ٹیبل پر جس وقت عثمان صاحب نے اسکی رخصتی کی خبر دی تو وہ کتنی ہی دیر تک بے یقینی سے انہیں دیکھتی رہ گئی تھی مگر وہ اس سے نظریں چرا کر اٹھ گئے تھے اور ان کا یہ عمل اسے پتھر کا کر گیا تھا۔کیا اس سے بھی زیادہ واضح کچھ ہوسکتا تھا کہ وہ مزید اسکا بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔۔۔اور پھر حوریہ عثمان نے بھی اپنے لبوں پر قفل چڑھا لیا تھا۔باپ سے ایک لفظ نہ کہا تھا ایک حرفِ شکایت بھی نہیں۔۔دل میں زمور داؤد سے نفرت کچھ اور بڑھی تھی جس نے اس سے اسکی آخری پناہگاہ بھی چھین لی تھی۔

دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی الماری کی جانب آئی تھی اور تقریباً دس منٹ تک پوری الماری تہس نہس کرنے کے بعد آخر کار وہ شے اسے مل ہی گئی تھی۔چھوٹی سی ڈرگز سے بھری شیشی اور انجیکشن۔۔۔نم آنکھیں لیے شیشی کھول کر انجیکشن بھرا اور اپنی کلائی کی نس ٹٹولتے پورا اپنے وجود میں خالی کردیا۔لبوں پر ایک تلخ مسکراہٹ تھی۔گرفتاری والے معاملے کے بعد وہ دل سے شرمندہ تھی اور تقریباً ایک ہفتے تک شدید خواہش کے باوجود اسے ہاتھ نہ لگایا تھا مگر آج وہ سب بھول گئی

تھی اگر کچھ یاد تھا تو بس اپنا درد جو صرف اسی سے کم ہو سکتا تھا۔تھوڑی ہی دیر میں انجیکشن اپنا اثر دیکھاتا اسے اس گھٹن بھرے ماحول سے غافل کر گیا۔

*****

مہرین صاحبہ ناشتہ لے کر اسکے کمرے میں داخل ہوئیں تھی مگر سامنے کا منظر دیکھ چکرا کر رہ گئیں۔وہ الماری کے نزدیک گھٹڑی بنی پڑی تھی۔

"حور۔۔۔۔"ٹرے ٹیبل پر رکھتیں تیزی سے اسکے قریب آئیں۔

"حور۔۔۔میری جان۔۔۔"اسکا چہرہ تھپکا جو بری طرح بخار میں تپ رہا تھا۔وہ ہلکہ سا کسمسا کر سکڑی تبھی ایک چھوٹی سی شیشی لڑکتی ہوئی ان کے قدموں میں آئی تھی۔انہوں نے اٹھا کر سونگھی اور سختی سے لب بھینچ لیے۔

"اٹھو کھڑی ہو حوریہ۔۔"اس بار قدرے سخت لہجے میں بولتے چہرہ تھپکا۔وہ مندی مندی آنکھوں سے انہیں دیکھنے لگی۔

"چلو بیڈ پر آؤ۔۔۔اپنی حرکتوں سے بخار چڑھالیا ہے خود کو"ڈپٹتی ہوئیں بازو سے پکڑ کر بیڈ پر لے آئیں۔وہ بھی اب کافی حد تک ہوش میں آچکی تھی۔

"کیوں کر رہی ہو اپنے ساتھ ایسا بولو؟کیوں اپنی دشمن بنی ہو"اسکے گال پر ہاتھ رکھتیں نم لہجے میں بولیں۔اسنے ایک جھٹکے سے ان کا ہاتھ ہٹایا

"اور جو آپ لوگ میرے ساتھ کررہے وہ کیا ہاں آپ لوگ بھی تو میرے دشمن ہیں"رندھے ہوئی آواز میں چیختی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم ہمیں غلط سمجھ رہی ہو میری جان۔۔۔ایک وقت آئے گا جب تم خود اس فیصلے کو درست کہو گی"اسکا ہاتھ تھام کر واپس بیڈ پر بیٹھایا حوریہ نے بے یقینی سے انہیں دیکھا۔

"آپ اس وقت کا انتظار کریں چاہے اس میں حوریہ عثمان جان سے ہی کیوں نہ گزر جائے"لبوں پر تلخ مسکراہٹ لیے انہیں دیکھا تھا۔مہرین صاحبہ تڑپ کررہ گئیں۔

"اللہ نہ کرے۔۔کیسی باتیں منہ سے نکال رہی ہو مریں تمہارے دشمن"یہ دل دہلانے والی بات ان سے برداشت نہ ہوئی تھی۔

"پھر تو اللہ کرے وہ شخص ہی سب سے پہلے مرے جس کے ساتھ مجھے باندھ رہی ہیں"نفرت سے کہتی باتھ روم کی جانب بڑھنے لگی۔مہرین صاحبہ لب بھینچ گئیں تھی۔جانتی تھیں اس وقت وہ کس کرب سے گزر رہی ہے۔

"اچھا بس۔۔فریش ہوکر آؤ تاکہ ناشتہ کرکے میڈیسن لو۔۔۔بری بیوٹیشن کو لے کر آنے والی ہوگی"ان کی بات پر وہ ایک جھٹکے سے پلٹی تھی۔

"کیا مطلب ہے آپ کا میرا جنازہ سجوانے کے لیے آپ بیوٹیشن بلوائیں گی۔۔نہیں بلکل نہیں ہر شے کو آگ لگا دوں گی اگر کسی بھی قسم کا ڈرامہ کیا تو۔۔۔صرف۔۔صرف بابا کی وجہ سے خاموش ہوں ورنہ اللہ کی قسم ابھی زہر کھاکر خودکشی کرلیتی۔۔۔"چیختے ہوئے بولی مگر آخر میں لہجے میں نمی گھل گئی تھی۔وہ لوگ اسکی خاموشی کا فائدہ اٹھاکر اپنی من مانیاں کررہے تھے۔اسکی دل دکھانے والی باتوں پر مہرین صاحبہ ایک شکوہ کناں نگاہ ڈالتیں باہر نکل گئیں۔

****

"عینی بیٹا آپ چل رہی ہو دبئی۔۔ایک مہینے کا ٹور ہے" وہ بے دلی سے پاستا کھارہی تھی جب کبریٰ صاحبہ نے اسے مخاطب کیا۔اس نے چونک کر انہیں پھر مبین صاحب کو دیکھا۔

"نہیں آپ لوگ جائیں میں کیا کروں گی" عام سے انداز میں کہتی پلٹ کی جانب متوجہ ہوگئی۔وہ لوگ اس وقت ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے ڈنر کررہے تھے۔

"تو یہاں اکیلے کیسے رہوگی بیٹا ہمارے ساتھ چلو" مبین صاحب محبت سے بولے۔وہ ان کی نہ سہی انکی بیوی کی اولاد تو تھی نا۔۔۔

"نہیں شکریہ آپکا۔۔یہاں بہت کام ہے مجھے اگزامز سر پر ہیں" نیپکن سے منہ صاف کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کب ہیں اگزامز تمہارے" کبریٰ صاحبہ نے اسکے اکھڑے رویے کو نظرانداز کرتے پوچھا۔وہ سختی سے اپنے لب بھینچ گئی۔انہیں یہ تو معلوم تھا کہ ان کے شوہر کی کونسی میٹنگ کس وقت اور کس ملک میں ہے مگر اپنی اکلوتی اولاد سے بلکل لاتعلق تھیں۔

"نیکسٹ منتھ اگر آپ کو کوئی مسئلہ ہے تو میں بابا کی سائیڈ چلی جاتی ہوں اتنے دن" ایک کڑوا گولہ حلق میں اٹکنے لگا تھا۔

"وہ تو خود آؤٹ اوف کنٹری ہے۔۔چلو ہم پھر اپنا وزٹ جلدی ختم کرکے لوٹ آئیں گے" پرسوچ انداز میں بولیں مبین صاحب بھی متفق ہوتے سر اثبات میں ہلا گئے تھے۔

"نہیں اسکی ضرورت نہیں آپ لوگ جائیں اور آرام سے واپس آیئے گا میں کونسا آپ لوگوں کے ساتھ ٹائم اسپینڈ کرتی ہوں جو آپ کی ایک مہینے کی غیر موجودگی سے اکیلی ہوجاؤں گی" سپاٹ لہجے میں کہتی تیزی سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی،وہ دونوں خاموشی سے اسے جاتا دیکھتے رہ گئے

تھے۔اسے مبین صاحب سے کوئی مسئلہ نہ تھا کیونکہ پچھلے دو سالوں میں ان کا رویہ اس کے ساتھ کافی نرم اور دوستانہ تھا مگر کبریٰ صاحبہ اس سے اتنا ہی دور تھیں جتنا اس کا اصل باپ دونوں اپنی زندگی کی چمک دمک میں گم ہوکر اسے بہت پیچھے چھوڑ گئے تھے۔اسکا بچپن سے نہ کوئی دوست تھا اور نہ ہی کوئی غم خوار۔کمرے میں آکر زور سے دروازہ بند کیا۔سر پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا جو بس ایک ہی چیز سے ٹھیک ہوسکتا تھا۔کبرڈ سے بیگ نکال کر بیڈ پر آگئی تھی جبھی کمرے میں اسکے فون کی آواز گونج اٹھی۔نمبر دیکھ کر اسکے چہرے پر ناگواری سی دوڑ گئی۔

"ہیلو۔۔"اپنے تاثرات پر قابو پاتے بمشکل بولی تھی

"کہاں تھیں کب سے فون کررہا ہوں کچھ اندازہ بھی ہے"سخت لہجے میں کہتا اسکے دماغ کا فیوز اڑا گیا

"آپ ہوتے کون ہیں مجھے کال کرنے والے اور میں کوئی آپ کی محبوبہ ہوں جو آپ کے فون کا انتظار کروں گی یا وضاحت دیتی پھروں گی ہہ کیوں نہیں اٹھا رہی تھی"یکدم ہی پھٹ پڑی مگر دوسری جانب خلافِ توقع ایک جاندار قہقہہ گونجا تھا۔

"اچھا تو یہ مسئلے مسائل ہوتے ہیں کپلز کے تمہیں بڑی انفارمیشن ہے"لب کا کونا دباتے مسکراہٹ روکی۔عنایہ نے حیرانگی سے فون کو دیکھا لیکن بولی کچھ نہ۔۔

"ویسے آج آرہی ہیں نا آپ"اسکی خاموشی پر خود ہی بول پڑا

"کہاں؟"ناسمجھی سے بولی

"اپنی دوست کی مایوں میں... "

"کونسی دوست کیسی مایوں"اب اسے تپ چڑھ گئی تھی

"ڈونٹ ٹیل می۔۔کیا آپ حوریہ کی مایوں میں نہیں آرہیں" بظاہر بہت افسردہ لہجے میں بولا تھا مگر عنایہ کو لگا کسی نے اسکے سر پر بم پھاڑ دیا ہو

"کیا۔۔کب۔۔کس سے" اچانک ہی اسکے منہ سے دو تین سوال نکلے تھے

"اس کے لیے تمہیں اسکی شادی اٹینڈ کرنی پڑے گی" مسکراتی آواز میں کہتا کال کاٹ گیا جبکہ وہ ہیلو ہیلو کرتی رہ گئی تھی۔ بھلا یہ ممکن تھا کہ حوریہ اس سے اتنی بڑی بات چھپالے۔ایک نظر گھڑی کو دیکھا جو نو بجا رہی تھی۔ پھر کچھ سوچ کر معاملہ کل دوپہر تک ملتوی کرتی اپنے سکون کی جانب بڑھ گئی۔

******

"عثمان آج تم نے مجھ پر ایک اور احسان کردیا ہے میں نہیں جانتا کہ کیسے تمہارا شکریہ ادا کروں" داؤد صاحب ان کے گلے لگتے آبدیدہ ہوگئے تھے۔

"ایسا مت کہو داؤد بس بچوں کے اچھے مستقبل کی دعا کرو" ان کی پیٹھ تھپک کر دلاسہ دیا۔ آج مایوں تھی جس کے تمام انتظامات "عثمان مینشن" کے لان میں ہی کئے گئے تھے۔تمام مہمان آچکے تھے۔ فنکشن اپنے عروج پر تھا۔ تمام افراد جو حقیقت سے آگاہ تھے اس اچانک شادی پر ششدر تھے سب کو حوریہ عثمان کی خاموشی دل ہی دل میں ڈرا بھی رہی تھی جن میں سرِفہرست خود عثمان صاحب تھے کیونکہ ان کے فیصلے کے خلاف وہ ایک لفظ نہ بولی تھی۔ بولتی تو کیا وہ تو کل سے ان کی نگاہوں کے سامنے ہی نہیں آرہی تھی۔

بلیک کرتا شلوار پر شال مفلر کی صورت گلے میں ڈالے اپنی بارعب شخصیت کے ساتھ زمور داؤد عثمان صاحب اور مہرین صاحبہ کی جانب بڑھا تھا۔

"خوش رہو۔۔"مہرین صاحبہ نے محبت سے اسے اپنے ساتھ لگا لیا جبکہ عثمان صاحب نے بس سلام کا جواب دینے پر ہی اکتفاء کیا تھا۔

"بھئی دولہا کو لے کر اسٹیج پر چلیں ویسے ہی اتنے لیٹ آئے ہیں آپ لوگ"یلو کرتا پجامے میں سر سے پیر تک تیار بریرہ اجلت میں ان کے قریب آئی تھی۔

"تو دلہن نے کونسا دس بجے سے سو جانا تھا جو تم اتنی فکر مند ہو رہی ہو"زوہیب نے مسکراتی نظروں سے اسکے خوبصورت روپ کو دیکھا۔وجاہت صاحب کی فیملی نے زمور کی جانب سے شرکت کی تھی

"بھئی جو بھی کہنا ہے دھیمی آواز میں سنبھل کر بولیے گا ہماری دلہن بہت نخریلی ہے اگر سن لیا نا پتا چلا نیچے آنے سے انکار کردیا"شعیب کی تنبیہ پر سب کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑ گئی تھی جبکہ بریرہ اسکے کندھے پر چپت لگاتی حوریہ کو لینے اندر کی جانب بڑھ گئی۔وہ لوگ بھی اسٹیج کی جانب بڑھ گئے تھے۔وہ بظاہر ان کے ساتھ باتوں میں لگا تھا مگر اسکی نظریں بار بار انٹرینس کی جانب اٹھ رہیں تھی جہاں سے اس دشمنِ جاں کو آنا تھا۔

"یار زمور بس کردے کیوں اوتاولہ ہو رہا ہے چل کر یہیں آئے گی تیرے پہلو میں"زوہیب اسکی کیفیت سے لطف اندوز ہوتا مزے سے بولا۔وہ بس ایک ناگوار نگاہ اس پر ڈال کر رہ گیا تھا۔اپنے دل کی حالت سے وہ خود پریشان تھا اب اسے کیا کہتا۔۔اسی پل لڑکیوں کے گھیرے میں بریرہ اور عبیر کا ہاتھ تھامے یلو پیروں تک آتی ٹشو کی فراک میں گھونگھٹ ڈالے دھیرے دھیرے اسکے قریب آرہی تھی۔آج یہ گھونگھٹ کا رواج کتنا زہر لگا تھا کوئی زمور داؤد سے پوچھتا۔

"بیٹے دیدارِ یار تو بھول ہی جا آج تو تو"دھیرے سے اسکے کان میں سرگوشی کی۔زمور نے ایک ترش نگاہ اس پر ڈالی وہ قہقہہ لگاتا فوراً دور ہوا تھا۔عثمان صاحب اور مہرین صاحبہ نے نم آنکھوں سے اسے

اسٹیج پر جاتے دیکھا تھا۔وہ ان کا جگر گوشہ تھی جس کے لیے اسکی مرضی کے خلاف اتنا بڑا فیصلہ کر گئے تھے۔

"یہ کون ہے بھئی کیونکہ جہاں تک مجھے پتا ہے ہماری حور تو اتنی باپردہ نہیں"اس کے اتنے لمبے گھونگھٹ پر شعیب حیرت سے بولے بغیر نہ رہ سکا بشریٰ صاحبہ نے ایک گھوری سے اسے نوازا "دلہن چھپی ہوئی ہو تبھی نکھار آتا ہے۔۔بہت اچھا کیا میری بیٹی نے"زمور کے برابر میں بیٹھاتیں اسکا ماتھا چوم گئیں۔وہ بس ایک خون کا گھونٹ بھر کر رہ گئی تھی۔زمور نے ایک نظر گھونگھٹ میں چھپے وجود کو دیکھا جو اس سے کافی فاصلہ رکھ کر بیٹھی تھی۔دائیں ہاتھ میں بندھی پٹی اسکے موڈ کا اچھے سے پتہ دے رہی تھی۔سب سے پہلے تمام بڑوں نے منہ میٹھا کرکے رسم کی تھی مگر وہ سارا وقت منہ پر قفل چڑھائے بیٹھی رہی۔
"حور ہاتھ آگے کرو جلدی سے"عبیر ان کے قدموں میں بیٹھتی بولی مگر وہ گود میں ہاتھ چھپائے بیٹھی تھی۔

"حور ہاتھ آگے کرو جلدی سے شاباش"بریرہ نے اسکا پٹی بندھا ہاتھ خود ہی آگے کیا اور اسکی چوڑی ہتھیلی پر رکھ دیا۔اسے لگا کسی نے اسکا ہاتھ جھلسا دیا ہو۔فوراً واپس گھسیٹنا چاہا مگر وہ گرفت مضبوط کر گیا تھا۔اس نے دھندلائی نظروں سے گھونگھٹ کی اوٹ سے اسے دیکھا جو لبوں پر نرم مسکراہٹ لیے عبیر اور بریرہ کی شرائط سن رہا تھا۔آنکھوں سے آنسو تیزی سے گرنے لگے تھے۔
"چلیں اب آپ دونوں ایک دوسرے کو تھوڑا ابٹن لگائیں"عبیر نے ابٹن کا پیالہ آگے کیا۔

"یار زمور بھائی تھوڑا زیادہ لگانا تاکہ کچھ تو چینج آئے اس نخریلی لڑکی کے منہ پر"شعیب کی بات پر جہاں سب کا قہقہ نکلا تھا وہیں وہ ٹھنڈی پڑھ گئی تھی۔زمور نے ایک نظر اسے دیکھا اور کچھ سوچ کر تھوڑا سا ابٹن لے کر اسکے چہرے پر لگانے لگا۔

"بری۔۔۔"ہاتھ چہرے تک پہنچنے سے پہلے ہی اسنے چیخ کر بریرہ کو پکارہ تھا۔وہ فوراً نزدیک آگئی

"مجھ۔۔مجھے لے جاؤ۔۔بری۔۔۔پل۔۔پلیز لے جاؤ یہاں سے"اسکی بھیگی لڑکھڑاتی آواز پر بریرہ نے بے بسی سے زمور کو دیکھا تھا۔اس نے بھی آنکھ کے اشارے سے اسے لے جانے کو کہہ دیا تھا۔پھر کچھ ہی پل میں بریرہ اور عبیر اسکے برف پڑھتے وجود کو واپس لے گئیں تھی۔وہ کتنی ہی دیر تک خالی خالی نگاہوں سے اس راستے کو دیکھتا رہا جہاں سے وہ جانِ حیات ابھی گزری تھی۔نہیں جانتا تھا کہ کیسے اسکا خوف ختم کرے گا کیسے اس کے دل میں اپنے لیے نرم گوشہ پیدا کرے گا جو صرف اسکے ہاتھ تھامنے پر برف کی طرح سرد پڑھ گئی تھی۔

*****

"یہ بہت نازک وقت ہے اسکے لیے تمہیں صبر اور برداشت سے کام لینا ہو گا شیر دل"اسکے تمام روداد بیان کرنے پر پرسوچ انداز میں بولے تھے۔

"میرے پاس اسکے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔۔یہ آپ سے بہتر کون جان سکتا ہے"چیئر کی پشت سے سر ٹکاتے بے بس لہجے میں بولا۔

"اگر یہ فیصلہ اسکی مرضی کے خلاف کیا گیا ہے تو پھر ستم در ستم ہوا ہے اس پر اور اسکو ایکسیپٹ کرنا اور بھی زیادہ مشکل ہے"آفاق صاحب انصاف کی بولے تھے زمور کو اپنا آپ کسی جال میں جکڑتا محسوس ہوا تھا۔

"میں نہیں چاہتا تھا کہ یہ سب ایسے ہو مگر وہ نہ ملتی تو شاید جینے کا مقصد ختم ہو جاتا۔۔میں چاہتا ہوں وہ میری سزا منتخب کرے جو چاہے سزا دے مجھے قبول ہے"اس پل کسی بچے کی طرح خوفزدہ ہو گیا تھا۔

"کی تو تھی اس نے سزا منتخب خود کو تم سے دور کر کے مگر تم نے دوسرے حربے استعمال کر کے اسے حاصل کرلیا"ان کے طنزیہ لہجے پر وہ چند پل کچھ بول نہ سکا تھا۔ٹھیک ہی تو کہہ رہے تھے وہ۔۔

"مجھے عمر قید کی سزا کروادے قتل کردے مگر خود سے دور نہ کرے۔۔یہ مجھے کسی صورت گوارا نہیں"اسکے لہجے کی قطعیت آفاق صاحب کو غصہ دلاگئی تھی۔

"تم کون ہوتے ہو زمور داؤد اپنی سزا منتخب کرنے والے۔۔۔یہ فیصلہ اسی پر چھوڑدو۔۔"ڈپٹتے ہوئے بولے۔وہ خاموش ہی رہا کیونکہ جب بھی وہ اسے ڈانٹتے تھے وہ ایسے ہی خاموشی سے سنتا تھا۔

"اور تمہارے ماں باپ پوچھا نہیں انہوں نے کہ کیسے مانے عثمان صاحب اس شادی کے لیے" خشمگین لہجے میں پوچھا

"ان لوگوں کو اُس ملاقات کے بارے میں کچھ نہیں بتایا"خفا خفا سے لہجے میں بولا تھا۔وہ بس ایک ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گئے۔

"ہمم۔۔صحیح چلو خیال رکھنا۔۔پھر بات ہو گی"اسے خدا حافظ کہتے کال کاٹ گئے۔

"بابا آجائیں کھانا تیار ہے"زوباریہ کمرے میں داخل ہوئی تھی۔انہوں نے چونک کر اسے دیکھا

"ہاں آؤ۔۔"اسکے ساتھ ہی کمرے سے نکلے تھے۔

"کس سے بات کررہے تھے؟"بغور ان کے چہرے کو دیکھا۔

"زمور تھا۔ماشاءاللہ سے ایک دن بعد بارات ہے اسکی"اسے بتاتے مسکراتے ہوئے آگے بڑھ گئے جبکہ زوباریہ آفاق اپنے سن ہوتے اعصاب کے ساتھ وہیں ساکت کھڑی رہ گئی تھی۔دل و دماغ جیسے ماننے سے انکاری تھے۔۔

"آپ کیسے کرسکتے ہیں ایسا۔۔"بے یقینی سے اسکے لب پھڑپھڑائے۔۔آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گال پر گرا تھا۔

"آپ کیسے کرسکتے ہیں ایسا۔۔"بے یقینی سے اسکے لب پھڑپھڑائے۔۔آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گال پر گرا تھا۔

"زوبی کہاں رہ گئیں۔۔۔"

"زوبی۔۔۔"آفاق صاحب کی آواز پر وہ یکدم حال میں لوٹی تھی۔حلق میں ایک کڑوا گولہ اتارتے اپنا آنسو رگڑ ڈالا۔

"آ۔۔آرہی ہوں بابا"بمشکل اپنی سسکی روکتی تیزی سے کچن کی جانب بڑھ گئی۔اس نے ابھی کچھ عرصہ پہلے ہی تو اس مغرور شخص کی دل میں موجودگی تسلیم کی تھی۔ابھی ابھی تو محبت کی راہ پر آئی تھی وہ۔۔آنسو تیزی سے آنکھوں سے گررہے تھے۔سنک کا نل کھول کر جلدی جلدی منہ پر چھپکے مارے اور خود کو نارمل کرتی کھانے کی ٹرے لے کر باہر نکل گئی۔

"کھانا کیوں نہیں کھارہیں۔۔"اسے ٹیبل پر کھانا لگاکر واپس پلٹتے دیکھ حیرت سے بولے۔

"بابا میں نے نوڈلز کھائے تھے تھوڑی دیر پہلے اسی۔۔اسی لیے بھوک نہیں"بمشکل لہجے کو نارمل رکھا تھا۔وہ بھی سر ہلاتے کھانے کی طرف متوجہ ہوگئے۔

"یااللہ مجھے صبر دے۔۔یہ کیا ہو رہا ہے مجھے" کمرے میں آکر ایک بار پھر سسک اٹھی تھی۔آنسو آپ ہی آپ آنکھوں سے نکل کر گال بھگو رہے تھے جسے اس نے سختی سے رگڑ ڈالا تھا۔

*****

تاریک کمرے میں چہرے پر کمفرٹر ڈالے سسک رہی تھی۔آنسو تھے کہ رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔اسکے ماں باپ جو فیصلہ اس کے لیے کر چکے تھے۔اسکے بعد وہ ہر پل رب سے موت مانگ رہی تھی کیونکہ جو زندگی اسکو دی جا رہی تھی اس میں صرف دکھ تھے۔وہ کیسے اس شخص کے ساتھ رہ سکتی تھی۔جس نے اس کا سب کچھ چھین لیا تھا۔آج صرف اس شخص کا ہاتھ چہرے تک پہنچنے سے پہلے ہی چیخ پڑی تھی ساری زندگی یہ سب کیسے سہے گی؟ اسی پل دروازہ کھولتے عثمان کمرے میں داخل ہوئے تھے۔اسکی سسکیاں ایک پل کو رکیں تھی۔وہ نم آنکھیں لیے اسکے لرزتے وجود کے قریب آبیٹھے مگر حوریہ اسی طرح پڑی رہی تھی۔

"میری جان۔۔میرا بیٹا۔۔" محبت سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرنا چاہا مگر وہ اپنی جگہ سے اٹھتی رخ موڑ کر بیٹھ گئی۔اسکی حالت نے ان کا دل مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔

"بابا کی جان بات نہیں کرے گا" بہت افسردگی سے اس کی پشت کو دیکھا۔

"میرا بیٹا میں جانتا ہوں تم یہ ہی سوچ رہی ہو کہ میں نے خودغرض بن کر فیصلہ کیا مگر میری بچی اسے ایک موقعہ۔۔۔

"اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں ابھی اپنے آپکو ختم نہ کروں پلیز مزید کچھ نہ کہیں اور۔۔اور جائیں یہاں سے" ان کی بات کاٹتے پتھریلے لہجے میں بولی تھی۔وہ چند ثانیے ششدر سے اسے دیکھتے رہ گئے

تھے۔ان کے ایک فیصلے نے حوریہ عثمان کو ان سے میلوں کے فاصلے پر کر دیا تھا۔لب بھینچتے شکستہ قدموں سے واپس پلٹ گئے۔

"مجھے نفرت ہے تم سے زمور داؤد۔۔شدید نفرت۔۔۔"نم آنکھوں سے کمرے کے بند دروازے کو دیکھتی زہریلے لہجے میں اس سے ہمکلام ہوئی تھی جو اسے پانے کے لیے ایک سوالی کی طرح اسکے باپ کے درد پر آیا تھا۔

*****

"حور میری جان بس تھوڑے بہت ڈیزائن بنوالو یار لگے تو کہ تم دلہن ہو"بریرہ پچکارتے ہوئے بولی۔حوریہ نے ایک خون آلود نگاہ اس پر ڈالی

"تمہیں کیا لگتا ہے میں دلہن ہوں؟یا میری خوشی سے شادی ہورہی ہے جو میں مہندیاں لگواتی پھروں بولو"ٹاول صوفے پر پھینکتی بپھر اٹھی۔کل بارات تھی بریرہ دوپہر سے اسکے مہندی لگوانے کے پیچھے پڑی تھی۔

"حور بی بی۔۔"اسی پل دروازہ ناک کرکے ملازمہ کمرے میں داخل ہوئی تھی۔حوریہ نے ایک ناگوار نگاہ اس پر ڈالی اور بیڈ پر جا بیٹھی۔

"کیا بات ہے گل.."اسکی خاموشی پر بریرہ نرم لہجے میں بولی

"وہ بی بی جی۔۔حور بی بی کی دوست عنایہ بی بی آئی ہیں"

"عنایہ آئی ہے۔۔"وہ یکدم اٹھ کھڑی ہوئی۔اس گھٹن زدہ ماحول میں ایک وہی تو اسکی دوست تھی۔

"عینی۔۔۔"ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے ہی اسکی جانب بڑھی تھی اور اگلے ہی لمحے گلے سے لگ گئی۔

"ارے۔۔۔ارے بے وفا پہلے تو شادی میں بلایا نہیں اور اب ایسے مل رہی ہو جیسے سب سے عزیز میں ہی ہوں" خشمگین لہجے میں بولتی اس سے الگ ہوئی۔ نجانے کیوں حوریہ کی آنکھیں بھیگ گئیں تھی۔

"آؤ بیٹھو۔۔۔"خود کو نارمل کرتی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی

"میں تو چھاپہ مارنے آئی تھی کہ مجھے بغیر بتائے رخصت ہورہی ہو ایسا بھی کون پرنس مل گیا جس نے ہر چیز ہی بھلا دی تمہیں"روٹھے روٹھے انداز میں اسے دیکھا۔حوریہ کے چہرے پر ایک تمسخرانہ مسکراہٹ آئی تھی۔اندر ایک لاوا سا پکنے لگا تھا۔

(اللہ کسی لڑکی کے نصیب میں ایسا شخص نہ لکھے)

"ایسی کوئی بات نہیں بس بابا کا فیصلہ تھا"دل میں شدت سے دعا مانگتی آہستہ سے بولی۔

"اچھا یہ تو بتادو دولہا بھائی ہیں کیسے باتیں واتیں کرتے ہیں تم سے"کندھے سے کندھا ٹکراتی چھیڑتے ہوئے بولی۔اس شخص کے حوالے سے ایسی باتیں اسکا دم گھونٹ رہیں تھی۔ سختی سے اپنے لب دانتوں تلے کچل گئی۔

"نہیں میری کبھی اس سے بات نہیں ہوئی۔۔میں جانتی بھی نہیں ہوں اسے"اب اپنی روح پر پڑے ابلوں کا اسے کیا بتاتی۔اسی لیے خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا

"کیا!!!تم نہیں جانتیں اور شادی کررہی ہو۔۔۔"وہ بے یقینی سے چیخ ہی تو پڑی تھی۔

"کل بارات ہے عنایہ دیکھ لینا تم بھی اسکے ساتھ۔۔"ناشتے کی ٹرالی لے کر داخل ہوتی بریرہ مسکراتے ہوئے بولی وہ عنایہ کی بات سن چکی تھی۔حوریہ نے ناگواری سے بریرہ کو دیکھتی لب بھینچ گئی جبکہ عنایہ مسکرادی تھی۔عنایہ پھر پوری شام اسکے پاس ہی گزار کرگئی تھی مگر اسکے اصرار پر بھی حوریہ نے مہندی نہیں لگوائی تھی۔

*****

آج وہ ہمیشہ کے لیے اسکی بنائی جارہی تھی۔اسکے حوالے کی جارہی تھی ان بیتے پندرہ سالوں میں صرف وہ ہی نہیں تڑپی تھی زمور داؤد بھی اس پر گزری ہر قیامت کا اسکے غم کا گواہ تھا کیونکہ ان بیتے برسوں میں چین تو اسے بھی نصیب نہیں ہوا تھا وہ رب کے آگے کتنے ہی سجدے کیوں نا کرلیتا وہ اسکے گناہ کا کفارہ نہ تھے کیونکہ جو اذیت جو دکھ حوریہ عثمان نے سہے تھے اسکے آگے زمور داؤد کا دکھ اور بے چینی ایک فیصد بھی نہ تھے۔

"یااللہ مجھے کفارے کا ایک موقعہ دے دے تو تو سمندر کے جھاگ جتنے گناہ بھی ایک توبہ پر معاف کردیتا ہے مجھے بھی بخش دے مجھے سکون نصیب کردے۔۔"ایک آنسو ٹوٹ کر اسکی ہتھیلی میں جذب ہوا تھا۔رات کے پچھلے پہر اپنے کمرے کی بالکنی میں جائے نماز بچھائے بیٹھا رب سے فریاد کررہا تھا اس سے سکون کی درخواست کررہا تھا اور ان بیتے برسوں میں یہ تو اسکا روز کا معمول تھا مگر لگتا تھا جب تک وہ اپنی سزا نہیں بھگتے گا یا اس لڑکی کو اپنی زندگی میں مطمعن و پرسکون نہیں دیکھے گا اسکی دعائیں قبولیت کی سند پانے سے پہلے ہی لوٹ آئیں گی۔

"تو نے وہ پاک دامن لڑکی مجھ جیسے بدکار کو سونپی ہے مجھے اسکی حفاظت اسکی عزت کا سلیقہ بھی دے میں۔۔میں اسکے لائق نہیں مگر اس کے دل میں میرے لیے نرمی ڈال دے بس۔۔۔ذرا سی گنجائش پیدا کردے اسکے دل میں میرے لیے"آنکھوں سے زاروقطار آنسو گررنے لگے تھے۔اپنے دل کی خواہش کو وہ لبوں تک نہیں لا پارہا تھا جیسے رب سے اپنی اوقات سے زیادہ مانگ لیا تو وہ اسکی دعاؤں کو مسترد کردے گا جبکہ وہ تو غفور رحیم تھا۔بندے کو اسکی سوچ سے کئی گناہ زیادہ عطا کرنے والا۔۔۔

"اسے میرا کردے میرے رب۔۔۔"اسکی دعاؤں میں اول و آخر حوریہ عثمان تھی۔۔۔صرف اُسے یاد کرکے ہی زمور داؤد کو اپنا وجود معطر ہوتا محسوس ہورہا تھا۔وہ شفاف جھرنوں جیسی پاکیزہ لڑکی اس کا مقدر تھی جسے صرف ایک جھلک دیکھنے کے لیے وہ ان گزرے برسوں میں پاکستان آتا رہا تھا۔فجر ادا کرکے جائے نماز تہہ کرتا کمرے میں آگیا اس نے اپنی تمام ذاتی پروپرٹیز کے کاغذات تیار کروالیے تھے جنہیں بس ایک دستخط کی ضرورت تھی۔چیئر پر بیٹھتے ان تمام کاغذات پر ایک کے بعد ایک پر دستخط کرتا چلا گیا۔اب اسکی ہر شے کی مالک حوریہ عثمان تھی مگر وہ دشمنِ جاں تو ازل سے زمور داؤد کی جان سمیت اسکی ہر چیز کی مالک تھی۔یہ چھوٹی سی کاغذی کارروائی تو بس اسکی سیکیورٹی کے لیے کی گئی تھی۔

******

وہ کافی خاموشی سے اپنا کام کررہی تھی۔شہریار نے بغور اسے دیکھا جو معمول کے برخلاف بہت چپ چپ اور خاموش لگ رہی تھی۔

"یہ کوشن دوبارہ کرو اسٹیپس مسنگ ہیں"نوٹ بک آگے کرتے جان کر اسے اپنی جانب متوجہ کیا مگر اس نے خاموشی سے سر ہلاتے بک اٹھا کر کوشن کرنا شروع کردیا۔

"کیا بات ہے طبیعت ٹھیک ہے تمہاری"اسکے لہجے کی فکرمندی پر زوباریہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

"جی ٹھیک ہوں بس فلو ہے ہلکہ سا"سرسری لہجے میں کہتی نظریں جھکا گئی

"تمہاری تو آنکھیں بھی ریڈ ہورہی ہیں میڈیسن لیں ورنہ فیور ہوجائے گا"بے اختیار ہی ذرا سا نزدیک ہوکر اسکا ماتھا چھوا تھا۔وہ یکدم دور ہوئی

"جی۔۔میں نے لے لیں کافی بہتر ہوں اب" اپنی حیرت پر قابو پاتی آہستہ سے بولی جبکہ وہ اپنی حرکت پر خفت زدہ ہوتا ہاتھ پیچھے کر گیا۔

"لاسٹ پیپر ہے نا کل تمہارا۔۔۔"ماحول پر چھائی عجیب سی خاموشی کو ختم کرنا چاہا

"جی۔۔" سر جھکائے بولی تھی۔

"اسکے بعد کیا ارادہ ہے"اسکے معصوم مکھڑے کو آنکھوں میں بساتے سرسری انداز میں پوچھا

"کچھ نہیں بابا کے ساتھ اسٹال پر جاؤں گی اور کیا۔۔"نجانے کیوں آنکھوں کے گوشے پھر سے بھیگنے لگے تھے وہ شخص ایک بار پھر آنکھوں میں آبسا تھا جو اس سے اکثر اسٹال پر ہی ملتا تھا اور یہی وجہ اسے شدید تھکن کے باوجود یونیورسٹی سے اسٹال تک کھینچ کر لے جاتی تھی۔

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں۔۔۔تم کس بات پر اپسیٹ ہو؟"اسکی کھوجتی نظروں پر وہ یکدم اٹھ کھڑی ہوئی

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔۔کوشن سولو کر لیا ہے چیک کر لیجیئے گا"ایک کڑوا گولہ حلق میں اتارتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔وہ کتنے ہی لمحے اس جگہ کو گھورتا رہ گیا جہاں سے وہ اٹھ کر گئی تھی۔

"کیا میں نے غلط راہ کا انتخاب کرلیا ہے؟"دل میں ایک اذیت بھرا سوال اٹھا تھا جو شہریار رضار کو بے چین کر گیا۔۔

*****

یہ شہر کا مشہور سیلون تھا جہاں بریرہ اور وہ اس وقت موجود تھیں۔رات کو بارات کی تقریب تھی بریرہ اور اس نے یہیں سے تیار ہونا تھا۔

"حور لو جوس پی لو یار ناشتہ بھی نہیں کیا تم نے" اسے جوس نکال کر دیا جو ہر چیز سے لاتعلق آنکھیں موندے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔

"نہیں موڈ نہیں میرا" سپاٹ لہجے میں کہتی اپنی دکھتی آنکھوں کو انگلی اور انگوٹھے کی مدد سے سہلا رہی تھی۔کل رات ایک لمحہ آنکھ نہ لگی تھی اور اس وقت سر پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔

"میم آجائیں پلیز۔۔۔" اسی وقت وٹینگ ایریا میں ایک ورکر داخل ہوئی تھی۔

"چلو کھڑی ہو شاباش۔۔" اسکا ہاتھ تھام کر کھڑا کیا حوریہ نے ایک نظر اس پر ڈالی تھی اور آنکھیں آپ ہی آپ نم ہونے لگیں اسکی نم آنکھیں دیکھ بریرہ کا دل بھی یکدم بھر آیا تھا۔

"مجھے یاد کرو گی بری۔۔" کسی معصوم بچے کی طرح بولی تھی۔بریرہ نے اسے اپنے گلے سے لگا کر سختی سے خود میں بھینچ لیا

"میری جان ہو تم یہی سوچ سوچ کر پریشان ہو رہی ہوں کہ کیسے رہوں گی تمہارے بغیر" رندھے ہوئے لہجے میں کہتی الگ ہوئی۔حوریہ کے لبوں پر ایک تلخ مسکراہٹ آگئی۔

"جھوٹی۔۔" سر جھٹکتی ورکر کے ساتھ ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گئی جبکہ بریرہ ایک ٹھنڈی سانس بھرتی اس کے جیولری بوکس اٹھانے لگی۔مہرون رنگ کا شہزادیوں جیسا لباس زیب تن باہر نکلی تو بریرہ نے ٹھٹھک کر اسکے حسین روپ کو دیکھا تھا جو بغیر میک اپ کے بھی قیامت ڈھا رہی تھی۔

"ماشاءاللہ حور آج تو سچ میں حور لگ رہی ہو" بے اختیار اسکا گال چوم گئی۔حوریہ سختی نے اپنے لب بھینچ لیے۔

"ہاں ایک بات بتانی تھی تمہاری بندیا اور جھومر کا بوکس میری کبرڈ میں ہی رہ گیا کسی ملازم سے بھی نہیں منگوا سکتی کیونکہ کافی کیش بھی رکھا ہے اسی لیے خود ہی جانا پڑے گا میں آدھے گھنٹے میں لوٹ آؤں گی ٹھیک ہے" اسکا گال تھپکتی باہر نکل گئی جبکہ وہ وہیں صوفے پر ڈھیر ہوگئی۔

"میم پلیز یہاں آجائیں آپکا میک اپ اسٹارٹ کرنا ہے" بیوٹیشن پروفیشنل انداز میں بولی

"آئی ایم نوٹ فیلینگ ویل پلیز تھوڑی دیر رک جائیں" اپنی کنپٹیاں دباتی آنکھیں بند کرگئی

"اوکے میم میں آپ کے لیے فریش جوس منگواتی ہوں" سرہلاتی باہر نکل گئی۔اس وقت شام کے چار بج رہے تھے مگر سیلون میں رش قدرے کم تھا۔

"حوریہ از دیٹ یو؟" کسی کی حیرت بھری آواز اسکے قریب ہی گونجی تھی۔حوریہ نے آنکھیں کھول کر پکارنے والی شخصیت کو دیکھا وہ بھی چونک اٹھی۔۔

"ژالے۔۔"

"ہاں میں۔۔۔بائے دا وے تم یہاں اور اس ڈریس میں کیا کررہی ہو" تعجب سے کہتی اسکے برابر میں ہی بیٹھی مگر وہ خاموشی سر جھکا گئی۔

"بولو بھی شادی وادی تو نہیں ہورہی تمہاری" اپنے چھوٹے سے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستی آنکھ مار کر بولی۔حوریہ نے محض سر اثبات میں ہلادیا۔

"تو اتنی اپسیٹ کیوں ہو انجوائے کرنے کا دن ہے یہ تو" بے باکی سے ہنستی اسکی روح پر لگے زخموں پر نمک چھڑک گئی۔

"کیا تمہارے پاس ابھی ڈوز ہیں" اسکی جانب دیکھتے اچانک ہی پوچھ بیٹھی۔ژالے نے دنگ نظروں سے اسے دیکھا جو اپنی شادی کے دن ڈرگز مانگ رہی تھی۔

"ار یو ان سینسس۔۔شادی پسند کی تو ہو رہی ہے نا"اسکی فرمائش پر پوچھے بغیر نہ رہ سکی اس بار نجانے اسے کیا ہوا نفی میں سر ہلاتی جھکا گئی۔

"کیا؟کیا مطلب۔۔۔اس سینچری میں بھی تم اپنے پیرینٹس کے ہاتھوں ذبح ہونے جارہی ہو حد ہے یار"وہ صدمے سے چیخ ہی تو پڑی تھی

"تو کیا کروں خودکشی کرلوں"لبوں پر تلخ مسکراہٹ تھی۔

"کیوں کرو خودکشی باڑھ میں جھونکو اس شادی کو اور بھاگ جاؤ تاکہ ایسے بے حس لوگوں کو پتہ تو چلے"اطمینان سے کہتی حوریہ کو چند پل کے لیے ساکت کرگئی۔

"اور۔۔اور ماں باپ کی عزت اسکا کیا؟"دل پر گزرتی قیامت کے باوجود آنکھوں کے سامنے عثمان صاحب اور مہرین صاحبہ کا چہرہ آگیا۔

"کیسی عزت جب تمہاری فیلنگز عزیز نہیں۔۔ان کی نظر میں تمہاری کوئی امپورٹینس نہیں تو تم کیوں بلی کا بکرا بن رہی ہو گرو اپ یار"بیگ سے موبائل نکالتے نخوت سے سر جھٹکا۔اس کا تعلق بہت بے باک اور ایلیٹ کلاس سے تھا وہاں ایسی باتوں کو بہت عام سمجھا جاتا تھا۔

"اور یہاں سے بھاگ کر کہاں جاؤں گی؟"وہ جیسے آگے کا راستہ پوچھ رہی تھی اس سے

"میرے ساتھ چلو۔۔جب تک چاہے رہو ڈوز بھی دوں گی"آنکھ مارتے خباثت سے کہتی ہنس پڑی۔وہ خود بھی ایک عادی نشئی تھی اس کی حوریہ سے کلب میں اکثر ملاقات ہوتی تھی۔وہ چند پل ٹیبل کی سطح کو گھورتی رہی پھر یکدم اٹھ کھڑی ہوئی۔

"مجھ۔۔مجھے لے چلو یہاں سے پلیز۔۔۔"ایک کڑوا گولہ حلق میں اتارتے منت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔ژالے نے ایک نظر بغور اسے دیکھا

"آر یو شور.. "مسکراتے ہوئے ایک آئی برو اٹھاتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔حوریہ نے سر اثبات میں ہلادیا۔

"اوکے چلو۔۔"اسکے گال پر ہلکی سی چٹکی لیتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔

"میم آپ کہاں جارہی ہیں؟"جوس کی ٹرے تھامی ورکر نے حیرت سے اسے دیکھا اسکا چہرہ یکدم زرد پڑھ گیا۔

"میں فرینڈ ہوں ان کی۔۔ان کے گھر میں ایمرجنسی ہوگئی ہے میں انہیں ہی لینے آئی تھی۔۔"ژالے نے مداخلت کرکے جلدی سے بات سنبھالی۔اس نے بھی سر اثبات میں ہلادیا۔لگ رہا تھا دماغ اس وقت کام کرنا بلکل بند کرچکا ہو۔

"پھر کب تک لوٹیں گی آپ میم"وہ بھی فکرمندی سے بولی

"آپ کینسل کر دیجیے گا ان کی اپائنٹمنٹ اگر یہ ایک گھنٹے تک نہ لوٹیں تو"اسکا سرد پڑھتا ہاتھ تھام کر ورکر سے کہتی تیزی سے باہر کی جانب بڑھ گئی۔

"جلدی سے گاڑی میں بیٹھو پتا چلا پھر کوئی آگیا"قہقہ لگاتے اسے گاڑی میں بیٹھایا۔ژالے کا اس معاملے سے کوئی تعلق نہ تھا مگر یہ اب ایک ایڈوینچر بن چکا تھا اسکے لیے جبکہ گاڑی میں بیٹھی حوریہ خالی خالی نظروں سے سیلون کو گھور رہی تھی۔وہ صرف اپنی شادی چھوڑ کر نہیں جارہی تھی بلکہ اپنے ماں باپ کی عزت ان کا مان انکی تربیت سب کچھ اپنے پیروں تلے روندتی ایک انجان لڑکی کے ساتھ جارہی تھی۔

"مجھے معاف کردیجیے گا بابا مگر آپ لوگوں نے بہت بڑا ظلم کیا ہے مجھ پر۔۔۔"اپنے آنسو رگڑتی سیٹ کی پشت سے سر ٹکا گئی۔گاڑی اسٹارٹ ہوتی تیزی سے سڑک پر دوڑ رہی تھی اور سیلون بہت پیچھے رہ گیا تھا۔۔۔

******

بریرہ ایک گھنٹے بعد واپس سیلون لوٹی تھی۔
حوریہ کو اسکی جگہ نہ پاکر ریسیپشن پر چلی آئی۔
"ایکسیوز می حوریہ عثمان کا کہاں میک اپ کیا جارہا ہے پلیز مجھے گائیڈ کردیں۔۔آئی ایم ہر سسٹر"اس نے ریسیپشنسٹ سے پوچھا۔
"ٹو منٹس میم میں چیک کرکے بتاتی ہوں۔۔"رجسٹر چیک کرتے فون کان سے لگائے کسی سے بات کررہی تھی
"میم وہ تو جاچکیں ان کی فرینڈ آئیں تھی کہہ رہیں تھی ایمرجنسی ہے گھر واپس جانا تھا انہیں"ریسپشنسٹ نے ایکذٹ رجسٹر پر اسکے دستخط دیکھائے۔بریرہ نے دنگ نظروں سے اسے دیکھا اس پل صیحح کا چکرا کر رہ گئی تھی۔
"یہ۔۔یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ کونسی ایمرجنسی۔۔۔کیسی دوست"یکدم حواس باختہ ہوتی چیخ پڑی۔ریسیپشنسٹ بھی ایک پل کے لیے گڑبڑائی تھی کیونکہ یہ سیلون کی ساخت کا معاملہ تھا۔
"میم وہ خود اپنی مرضی سے گئی ہیں اپنی فرینڈ ژالے اسحاق کے ساتھ ہم کیسے روک سکتے تھے بھلا"قدرے پراعتماد انداز میں بولی اتنے میں سیلون کی انتظامیہ بھی وہیں چلی آئی تھی۔

"ژالے اسحاق۔۔۔کون ژالے اسحاق۔۔آپ لوگ کیسے اتنا اررسپونسیبل کام کرسکتے ہیں" چیختے ہوئے اپنا چیئر تھامتی وہیں بیٹھ گئی۔سر بری طرح گھومنے لگا تھا۔کون تھی یہ ژالے اس سے پہلے تو کبھی اسکا ذکر نہیں سنا تھا۔سمجھ نہیں آرہا تھا کرے بھی کیا۔۔۔

"یا اللہ یہ کیا ہورہا ہے میری بہن کی حفاظت کریو۔۔۔"دل میں عجیب عجیب خیالات آرہے تھے۔

"میم پلیز جو بھی مسئلہ ہے آپ آفس میں آکر سوٹ اوٹ کریں"مینجر بہت مودب انداز میں بولی۔سیلون میں رش اب بڑھ رہا تھا۔

"میری بہن غائب ہے رات کو بارات ہے اسکی کچھ اندازہ ہے آپ کو۔۔"اسٹاف کے اطمینان پر اسکا پارہ چڑھ گیا

"میڈم ہم فوٹیج نکلوا سکتے ہیں ایک گھنٹے پہلے کی وہ خود اپنی فرینڈ جو کہ ہماری کلائینٹ بھی ہیں ان کے ساتھ اپنی مرضی سے گئی ہیں"مینجر کی بات پر بریرہ کا دماغ بھی ٹھنکا تھا یکدم اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ہاں مجھے دکھائیں ویڈیو میری بہن کو کوئی اسٹرینجر اٹھاکر لے گئی اور آپ لوگوں نے خبر تک کرنی ضروری نہیں سمجھی"غصیلے لہجے میں کہتی سیلون کے سکیورٹی روم کی جانب بڑھ گئی۔

*****

"کیا بات ہے میری بولتی مینا اتنا چپ چپ کیوں رہنے لگی ہے"آفاق صاحب نے اسٹال پر خاموشی سے بکے لگاتی زوباریہ کو بغور دیکھا جو آج کل کافی خاموش ہوگئی تھی ورنہ کوئی بھی کام کرتے چپ نہیں رہتی تھی چھوٹی چھوٹی باتیں ان سے ڈسکس کرتی رہتی تھی۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں بابا بس ایسے ہی۔۔"پھولوں کی ٹوکری گود میں رکھتے دھیرے سے بولی

"میرا بچا تم میری کل کائنات ہو۔۔۔کوئی بھی پریشانی کوئی بھی بات ہو دل میں مت رکھنا مجھ سے شیئر کرنا ٹھیک ہے"اسکے سر پر ہاتھ رکھتے شفقت سے بولے۔وہ بھی ان کو مطمعن کرتی مسکرادی تھی۔اب کیا بتاتی کہ ان کی بیٹی محبت کے مرض میں مبتلا ہوگئی ہے وہ بھی اس شخص سے جس نے کبھی نظر بھر کر بھی اسے نہ دیکھا تھا اور وہ پگلی آفاق صاحب کی وجہ سے کیے جانے والے اسکے التفات کو کچھ اور ہی سمجھ بیٹھی۔یک طرفہ محبت کتنی اذیت ناک ہوتی ہے اس وقت کوئی زوباریہ آفاق سے پوچھتا مگر نہیں جانتی تھی کہ کوئی ہے جو اسے بھی اسی طرح چاہ رہا ہے۔وہ بھی اسکی خاموشی اور نظرانداز کیے جانے پر اذیت میں مبتلا ہے۔

"بابا ان کی وائف کیسی ہے۔۔۔آپ نے دیکھی کبھی؟"اپنی اندرونی کیفیت پر قابو پاتے سرسری لہجے میں پوچھا تھا۔آفاق صاحب نے ناسمجھی سے اسے دیکھا

"آپ کے اکلوتے دوست کی بات کررہی ہوں۔۔۔"گھورکر انہیں دیکھا اور لیلیز کو اکھٹا کرنے لگی۔اسکے اکلوتا دوست کہنے پر وہ ہنس پڑے تھے۔

"کبھی دیکھا تو نہیں مگر اسکے مطابق سب سے جدا اور معصوم ہے۔۔اللہ خوش رکھے دونوں کو۔۔۔چلو میں ذرا نماز پڑھ آؤں"محبت بھرے انداز میں کہتے اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ وہ اس بار اپنی آنکھوں میں جمع ہوتی نمی کو باہر آنے سے روک نہ سکی تھی۔

"کاش مجھے پہلے معلوم ہوتا کہ آپ کسی اور کے عشق میں گرفتار ہیں تو شاید کبھی نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھتی آپ کو"اپنے آنسو رگڑتی اس ستمگر سے ہمکلام تھی جسے اسکے جذبوں کا کوئی علم ہی نہ تھا۔وہ تو اس وقت اپنے عشق کی منزل پر پہنچنے کے لیے بےتاب ایک ایک لمحہ گن رہا تھا۔۔

******

"تو نے روم کیوں ڈیکوریٹ نہیں کروایا"اسکے بیڈ پر نیم دراز زوہیب نے غصے سے کہا۔

"تو جانتا ہے اسے اچھا نہیں لگے گا یہ سب"ٹاول سے بال رگڑتے ڈریسنگ کے سامنے آگیا۔

"اور اگر اسے بغیر سجاوٹ کا کمرا پسند نا آیا پھر"اسکے منہ پر ٹی شرٹ ماری جسے زمور نے کیچ کرلیا تھا۔زوہیب صبح سے یہیں موجود تیاریاں مکمل کروا رہا تھا۔پورے زمور پیلس کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا سوائے زمور داؤد کے کمرے کے کیونکہ وہ سختی سے منع کرچکا تھا۔اس رگِ جاں کی ہر بات سے واقف تھا۔

"کاش تیری بات سچ ہوجائے بری اور تجھے ولڈ ٹور پر بھیجوں گا"ایک حسرت بھری سانس خارج کرتے جیسے دعا کی تھی کہ کاش! اسے اس بات سے اختلاف ہو کہ یہ کمرا کیوں نہیں سجایا گیا۔زوہیب کتنے ہی لمحے اسکے چہرے کو دیکھتا رہ گیا تھا۔

"اور ویڈنگ گفٹ کیا پسند کیا ہے تو نے آنٹی کہہ رہیں ہیں مجھے بھی نہیں بتارہا" خشمگین نظروں سے اسے گھورا،زمور کا ٹی شرٹ پہنتا ہاتھ ایک پل لیے ٹھہر گیا لبوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی۔

"یار ماما بھی نا۔۔میں نے کچھ لیا ہی نہیں بتاؤں گا کیا"سر جھٹکتا بالوں میں جیل لگانے لگا

"کیا۔۔۔"وہ صدمے سے چیخ ہی تو پڑا تھا

"بھائی اسطرح تو مزید بددل ہوجائے گی وہ۔۔تو منانے کی کوشش تو کر"اسکے قریب آتے کندھے پر ہاتھ مارا۔

"اب تجھ سے آئیڈیاز لوں گا میں"زمور نے ایک تمسخرانہ نگاہ اس پر ڈالی جواباً اس نے بھی خفگی سے اسے دیکھا

"ہاں بیٹا پیار مل رہا ہے تو یار کو بھول گیا.. یاد رکھیو ساری ساری رات بیٹھ کر تیری داستاں ہم نے سنی ہیں۔۔۔"اسے شرمندہ کرنا چاہا مگر وہ بغیر کوئی توجہ دیے خاموشی سے اپنے بال سیٹ کررہا تھا۔اسی پل زوہیب کا فون بجا اٹھا تھا۔

"ہاں بولو بری۔۔۔"

"زوہیب۔۔حور۔۔"لبوں سے بس اتنا ہی نکلا تھا

"کیا بات ہے بری رو کیوں رہی ہو؟تم لوگ تو سیلون میں ہو نا"اسکی بات پر زمور کا سر میں برش پھیرتا ہاتھ بیچ میں ہی ٹھہر گیا۔

"مگ۔۔مگر سیلون سے حور کسی لڑکی کے ساتھ چلی گئی ہے۔۔۔"سسکتے ہوئے سامنے چلتی حوریہ کی ویڈیو دیکھ رہی تھی۔

"کیا۔۔۔کیا کہہ رہی ہو بری۔۔۔کہاں چلی گئی وہ"وہ بھی حیران پریشان رہ گیا تھا۔زمور کا دل ایک پل کے لیے بہت زور سے دھڑکا تھا۔

"کیا ہوا ہے۔۔۔"برش ڈریسنگ ٹیبل پر پھنکتا نزدیک آیا۔زوہیب نے ایک نظر اسکی سرخ پڑھتی آنکھوں کو دیکھا۔۔۔

"بری کہہ رہی ہے حور کو کوئی لڑکی سیلون سے لے گئی"اسکے پتھریلے تاثرات دیکھتے تمام بات اسکے گوش گزار کرادی۔اس کے جبڑے سختی سے آپس میں جڑے تھے،دل میں ایک حشر سا برپا ہونے لگا۔جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا۔۔۔وہ دشمنِ جاں اس سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لیے اپنی آخری بازی کھیل گئی تھی۔اپنا موبائل اور کیز اٹھاتا ایک لمحے کی بھی تاخیر کیے باہر کی جانب بڑھا تھا۔زوہیب بھی تیزی سے اس کے پیچھے ہی نکلا تھا۔

******

"ہم نے بہت بڑی غلطی کردی مہر اس کی مرضی کے خلاف فیصلہ کرکے" نم لہجے میں کہتے صوفے پر جیسے ڈھے گئے تھے۔مہرین صاحبہ کی آنکھیں بھی غم اور ذلت کے احساس سے بھیگ رہیں تھی۔کہنے کو کچھ بچا ہی نہ تھا کیا کہہ کر انہیں دلاسہ دیتیں۔۔رات کے دس بج چکے تھے مہمان آنا شروع ہوگئے تھے مگر اسکا کچھ پتہ نہ تھا۔زمور اپنی تمام سورسس استعمال کرچکا تھا۔ژالے اسحاق کی گاڑی ٹریس ہوچکی تھی مگر اسکا کچھ فائدہ نہ ہوا تھا کیونکہ وہ ایک کلب کی پارکنگ میں خالی ملی تھی۔ژالے اسحاق کی فیملی میں اسکے بڑے بھائی کے علاوہ کوئی نہ تھا جو کئی ماہ سے بیرونِ ملک میں مقیم تھا۔زوہیب اور وہ پولیس کے ساتھ جگہ جگہ چھاپے مارتے پھررہے تھے۔وقت آہستہ آہستہ سرک رہا تھا۔عثمان صاحب اور مہرین بریرہ اور شعیب کے ساتھ ہوٹل آگئے تھے کیونکہ زمور نے بات پھیلانے کو منع کردیا تھا۔

"عثمان اگر میڈیا کو خبر ہوگئی۔۔"زہن میں ڈنگ مارتے خدشے کو زبان پر لانے سے روک نہ سکیں تھی۔عثمان صاحب تو نہیں مگر زمور داؤد میڈیا سے بہت کنیکٹڈ تھا اگر بات پھیل جاتی تو اس سمیت ان کی بھی جگ ہنسائی ہوتی کیونکہ معاملہ انکی بیٹی کا تھا۔عثمان صاحب نے ایک رنجیدہ نگاہ بیوی پر ڈالی مگر لب سیے صوفے کی پشت سے سر ٹکا گئے۔

"پھپھو آپ کی میڈیسن۔۔"شعیب ان کی دوائیاں لیے روم میں داخل ہوا تھا۔

"کوئی خبر آئی شعیب۔۔"بے تابی سے کہتیں اٹھ کھڑی ہوئیں.

"انشاءاللہ زمور بھائی اور بھائی مل کر ڈھونڈ لیں گے آپ کیوں اتنی ٹینشن لے رہی ہیں پھپھو" انہیں اپنے ساتھ لگاتے واپس صوفے پر بیٹھا دیا۔اسی پل ٹی پنک لہنگا پہنے بریرہ بھی وہیں چلی آئی تھی جبکہ وجاہت صاحب اور بشریٰ صاحبہ مہمانوں کے پاس تھے۔

"بھابھی پھپھو کو میڈیسن دیں میں انکل آنٹی کو پک کرنے جارہا ہوں" اسے دوائیاں تھماتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔

وہ پارکنگ میں داؤد صاحب اور عائلہ خاتون کا انتظار کررہا تھا جب ایک سفید کرولا قریب ہی آرکی تھی اور اترنے والی شخصیت کو دیکھ کر اسکے اندر جیسے شعلے سے بھڑک اٹھے۔تیزی سے اسکے نزدیک آیا۔

"کہاں تھیں آج سارا دن۔۔" سرد لہجے میں کہتا سختی سے اسکا بازو تھام گیا۔عنایہ نے دنگ نظروں سے اسکی حرکت دیکھی

"چھوڑیں مجھے اور آپ ہوتے کون ہیں مجھ سے پوچھنے والے۔۔۔" ایک جھٹکے سے اپنا بازو آزاد کروایا۔

"حوریہ کہاں ہے جواب دو مجھے۔۔۔" دھاڑتا ہوا اسے ایک پل کے لیے سن کرگیا۔

"کہ۔۔کہاں ہے حور؟مجھ۔۔مجھے نہیں پتا۔۔" لڑکھڑاتے لہجے میں بمشکل جملہ مکمل کیا۔آنکھوں میں نمی جمع ہونے لگی تھی

"سارا دن تمہارا موبائل اوف رہا۔۔گھر سے تم غائب تھیں اور یہ بات بھی مجھ سے پوچھ رہی ہو واہ" ایک تمسخرانہ نگاہ اس پر ڈالی۔

"میں۔۔۔میں سچ کہہ رہی ہو۔۔۔ماما آج آؤٹ اوف کنٹری گئی ہیں اسی۔۔۔اسی لیے میں اپنی آنٹی کی سائیڈ تھی موبائل کب اوف ہوا مجھے کچھ پتا نہیں" اپنی صفائی پیش کرتے یکدم روہانسی ہوگئی۔

"ژالے کون ہے؟"سرخ پڑھتی نگاہوں سے اسکی آنسوؤں سے تر چہرہ دیکھا۔

"ژالے!!"عنایہ نے حیرانگی سے اسے دیکھا بھلا اس لڑکی کا کیا لینا دینا اس سب سے۔۔

"وہ۔۔وہ تو کلب آتی تھی بس اتنا ہی پتا ہے۔۔کیا کیا ہے اس نے؟"مدھم لہجے میں بولتی اپنے لب کاٹنے لگی

"میری بہن کو پارلر سے اٹھا کر لے گئی ہے وہ اپنے ساتھ عنایہ فرقان۔۔اگر تمہارا اس معاملے سے کوئی کنیکشن ہوا تو اپنے ہاتھوں سے جان لونگا تمہاری۔۔"سرد لہجے میں پھنکارتا تیزی سے وہاں سے نکل گیا جبکہ عنایہ کتنی ہی دیر تک ساکت کھڑی اسے دور جاتا دیکھتی رہ گئی تھی۔آنسو ایک تواتر سے بہہ رہے تھے۔

"حور کہاں چلی گئیں تم۔۔۔"واپس کار میں بیٹھتی اپنا سر تھام گئی۔اس میں اندر ہوٹل میں جاکر اسکے ماں باپ کو فیس کرنے کی ہمت بلکل نہ تھی۔

*****

رات کے سناٹے میں سڑک کے کنارے وہ دلہن کے لباس میں چار پانچ لڑکے لڑکیوں کے ساتھ بیٹھی ساری دنیا سے بیگانہ نشہ کرنے میں مگن تھی صرف وہ ہی نہیں وہاں موجود سب ہی اس مشغلے سے لطف اندوز ہورہے تھے.اپنے گھر کی عزت و آبرو جیسے گھر کے دروازے پر ہی چھوڑ آئے تھے.اسی پل ایک مرسڈیز تیزی سے ان کے قریب آرکی مگر وہ لوگ اپنے مشغلے میں اتنا مگن تھے کہ کسی کو احساس بھی نہ ہوا تھا.سامنے کا منظر دیکھ کار سے اترنے والے زمور داؤد کو لگا کسی نے اسکے وجود کے ٹکڑے کرکے اسی سڑک پر

پھینک دیے ہوں اسکی دلہن جسے اس وقت سیج پر اسکا منتظر ہونا چاہیے تھا وہ ساری دنیا سے غافل اس ویران سڑک پر بیٹھی تھی.لب بھینچتا تیزی سے اس کے قریب آیا.

"کیا کر رہی ہو یہاں ...."جھٹکے سے کھینچ کر کھڑا کیا مگر وہ جواب دینے کی حالت میں کہاں تھی

"اے ... میری باری ہے واپس کر"نشے کی حالت میں لڑکھڑاتے اپنے ساتھی پر چیخی,اس نے انگارہ ہوتی آنکھوں سے حوریہ کو دیکھا اور گھسیٹتا ہوا کار کی جانب بڑھنے لگا

"چھوڑ مجھے ..... بچاؤ دوستوں لےکر جارہا ہے یہ مجھے"خود کو اسکی گرفت سے آزاد کرانے کےلیے چیخ پڑی مگر وہ بغیر کوئی توجہ دیے اسے کار کی بیک سیٹ پر ڈال چکا تھا.دل میں ایک حشر سا برپا تھا بےبسی سی بےبسی تھی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے داؤد صاحب کو کال ملانے لگا۔

"رخصتی ہوچکی ہے بابا... ڈنر کرکے آپ لوگ واپس آجائیے گا"بھینچے ہوئے لہجے میں کہتے ایک تپتی نگاہ اس پر ڈالی جو آنکھیں بند کیے نشے میں کچھ بڑبڑا رہی تھی.رابطہ منقطع کرکے ایک گہری سانس فضاء کے سپرد کی اور کار اسٹارٹ کرگیا۔اس کا رخ "زمور پیلس"کی جانب تھا۔

******

"زمور حور کو لے کر گھر پہنچ چکا ہے"داؤد صاحب نے کال کاٹ کر سب کو اطلاع دی تھی۔اس خبر پر سب کے جیسے جان میں جان آگئی تھی۔

"میں ابھی اپنی حور کے پاس جانا چاہتی ہوں وہ ٹھیک تو ہے نا"مہرین صاحبہ بے چینی سے اٹھ کھڑی ہوئیں تھی۔تمام مہمانوں میں حوریہ کی گمشدگی کی خبر گردش کرچکی تھی۔ہر طرف چہ میگوئیاں ہورہی تھیں مگر اس وقت انہیں اپنی بیٹی سب سے زیادہ عزیز تھی جو نجانے کس حال میں لوٹی تھی۔

"مہر پریشان مت ہو۔۔وہ بلکل ٹھیک ہے اللہ کا شکر۔۔ابھی چل کر دیکھ لینا"عائلہ خاتون نے انکا سرد پڑھتا ہاتھ تھام کر تسلی دی

"ہم نے بہت ناانصافی کردی بھابھی اپنی بیٹی کے ساتھ۔۔وہ کبھی ہمیں معاف نہیں کرے گی"اسکا درد سوچ کر ہی سسک اٹھیں تھی۔عثمان صاحب بھی کونے میں لب بھینچے بیٹھے تھے۔عائلہ خاتون نے ایک نظر شوہر کو دیکھا ان کے تاثرات بھی مختلف نہ تھے۔

"مہر میں جانتی ہوں تم لوگوں نے اسکی مرضی کے خلاف بہت بڑا فیصلہ کیا ہے مگر میرا بیٹا اب اسکے تحفظ کے لیے اپنی جان دینے سے بھی گریز نہیں کرے گا۔۔۔یہ میرا وعدہ ہے تم سے"نم مگر مستحکم لہجے میں بولیں تھی۔مہرین صاحبہ نے ایک نظر انہیں دیکھا اور آہستہ سے سر اثبات میں ہلا گئیں۔

"مجھے بس ابھی اپنی بیٹی کو دیکھنا ہے"اپنی آنکھیں صاف کرتیں ان کے ساتھ باہر کی جانب بڑھ گئیں۔

"عثمان حوصلہ کرو کیوں اتنے رنجیدہ ہورہے ہو اللہ نے بچالیا ہے ہماری بچی کو"داؤد صاحب نے ساکت بیٹھے عثمان صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔انہوں نے چونک کر انہیں دیکھا اور سر جھکا گئے۔

"داؤد وہ اپنی مرضی سے ہمیں چھوڑ کرگئی تھی۔۔کیسے ممکن ہے کہ دوبارہ ایسا نہ ہو۔۔"بہت تھکے ہوئے انداز میں بولے آنکھوں کے گوشے نم ہونے لگے تھے۔

"تم کیوں فکر کررہے ہو۔۔اب وہ ہماری بہو ہے انشاءاللہ سمجھ جائے گی سب کچھ"ان کا کندھا تھپک کر ہلکے پھلکے لہجے میں بولے

"وہ بہت مشکل وقت سے گزر رہی ہے اسکے لیے یہ سب قبول کرنا ناممکنات میں شامل ہے۔۔ہوسکے تو اسکی باتوں کو درگزر کردینا"

"یہ کیسی بات کررہے ہو عثمان۔۔۔تم نے تو احسان کیا ہے ہم پر اور اسکا حق بنتا ہے جیسا چاہے رویہ اختیار کرے میری بیٹی ہے وہ۔۔"خفگی سے انہیں دیکھتے شکوہ کناں انداز میں بولے۔عثمان صاحب ان کا ہاتھ تھپکتے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

*****

"تم میری نفرت میں اتنا آگے نکل گئیں کہ یہ تک بھول گئیں جس سبب تم مجھ سے نفرت کرتی ہو وہی آگ اپنے گرد لگائے بیٹھیں تھی۔تمہاری اس حالت کا ذمہ دار میں ہوں ریا اور شاید خود کو کبھی معاف نہ کرسکوں"پراذیت انداز سوچتے اپنے خیالوں میں اس سے ہمکلام تھا کیونکہ اسکی حالت اس قابل نہ تھی کہ وہ کسی بھی بات کا جواب دیتی مگر پھر اسکے لبوں پر ایک تلخ مسکان بکھر گئی وہ ہوش کی دنیا میں گفتگو تو کیا اسکی موجودگی بھی برداشت نہ کرتی۔گھر آچکا تھا چوکیدار نے اسکی گاڑی دیکھ کر جلدی سے مین گیٹ کھولا۔اسکی گاڑی تیزی سے ڈرائیو وے پر آرکی تھی۔پورے گھر میں اس وقت ملامین کے علاوہ کوئی موجود نہ تھا۔خود کو پرسکون کرتا کار سے اترا اور پیچھے کی جانب کا ڈور کھولا جہاں وہ دشمنِ جاں ہوش و حواس سے بیگانہ پڑی تھی۔جھک کر اسے اٹھانے کے لیے آگے بڑھا مگر ایک پل کے لیے ہاتھ ٹھہرا تھا۔وہ اس پر تمام حقوق کے باوجود چھونے کی ہمت نہ رکھتا تھا۔بے بسی سی بے بسی تھی اپنی تمام سوچوں کو جھٹک کر اسے اپنی مضبوط باہوں میں اٹھاتا اندر کی جانب بڑھ

گیا۔لاؤنج میں کام کرتے ملازمین نے ٹھٹھک کر یہ منظر دیکھا تھا اور ہر کوئی اپنی جگہ حیرت میں مبتلا ہوگیا تھا۔زمور داؤد اپنی بے ہوش دلہن کو اٹھائے اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا۔کمرے میں داخل ہوکر اپنے جہازی سائز بیڈ پر کسی کانچ کی گڑیا کی مانند نظر آتی اپنی کل متاع کو احتیاط سے لٹا دیا۔لب ہلکے سے وا کیے وہ اس ساری صورتحال سے بیگانہ تھی۔زمور داؤد نے شاید زندگی میں پہلی بار اسے اتنے نزدیک سے دیکھا تھا۔سیاہ گھنی پلکیں دودھیا رنگت سرخ لب۔۔وہ بغیر کسی سنگھار کے اتنی مکمل تھی۔اسکے ایک ایک نقش کو آنکھوں کے ذریعے دل میں اتارنے لگا کیونکہ جانتا تھا اسکے ہوش میں آنے کے بعد شاید اپنے ہی کمرے سے بے دخل ہوناپڑھ سکتا تھا۔ہلکہ سا جھک کر اپنے تمام بندھ توڑتا اپنا پر تپش لمس اسکی پیشانی پر چھوڑ گیا۔اس پاک لڑکی کو چھو کر زمور داؤد کے لب معطر ہو گئے تھے۔دل میں اٹھتے طوفان یکدم ہی تھم گئے تھے لیکن اگر حوریہ عثمان اس لمس کو محسوس کرلیتی تو شاید اگلے پل موت کو گلے لگانا پسند کرتی۔۔۔

*****

جس وقت وہ لوگ "زمور پیلس" پہنچے رات کے دو بج چکے تھے۔تمام ملازمین کو ان کے کوارٹرز میں بھیج دیا گیا تھا۔زمور نے اپنے آدمیوں سے کہہ کر اس ایریہ کی پولیس کو خبر کروادی تھی۔کال کاٹتا صوفے پر دراز ہوا ہی تھا جب کمرے کا دروازہ کھلا اور مہرین صاحبہ سمیت تمام خواتین ایک ایک کرکے اندر داخل ہوئیں تھی۔

"میری بچی۔۔۔میری جان"اسے بیڈ پر سوتا دیکھ وہیں چلی آئیں۔اسکے سرہانے بیٹھ کر بار بار ماتھا چوم رہیں تھی۔

"بیٹا کہاں سے ملی حور تمہیں؟"بشریٰ صاحبہ نے فکرمندی سے پوچھا

"اپنی فرینڈ کے گھر پر تھی۔۔وہیں سے لایا ہوں میرے انفارمرز نے خبر دی تھی" سنجیدگی سے کہتے اصل بات پر پردہ ڈال گیا۔

"زمور کیا ہوا ہے حور کو؟ ایسے ہوش و حواس سے بیگانہ کیوں ہے یہ" عائلہ خاتون نے پریشانی سے حوریہ کے بےہوش وجود کو دیکھا

"ٹھنڈ کی وجہ سے بخار چڑھ گیا تھا۔۔بس ڈاکٹر سے سکون کا انجیکشن لگوایا ہے.. صبح تک ہوش آجائے گا" ایک نظر دشمنِ جاں پر ڈالتا رسانیت سے بولا۔مہرین صاحبہ اور بریرہ نے بیک وقت تشکر بھری نگاہوں سے اسے دیکھا جو بہت خوبصورتی سے اسکے نشے کی بات چھپا گیا تھا۔

"چلو اچھا کیا یہ تم نے ورنہ کل تک بخار تیز ہوجاتا' بری عبیر کے ساتھ مل کر تم حور کو چینج کروا دینا ورنہ بچی پوری رات بےچین رہے گئ" ایک محبت بھری نگاہ اپنے بیٹے پر ڈال کر بریرہ سے مخاطب سے ہوئیں تھی۔

"جی ٹھیک ہے آنٹی۔۔" سر ہلاتی کبرڈ کی جانب بڑھ گئ۔زمور نے ایک آخری نگاہ اپنی جانِ حیات پر ڈالی جو پورے استحقاق سے اس کے بیڈ پر لیٹی سورہی تھی۔ایک گہری سانس خارج کرتا خاموشی سے کمرے سے نکل گیا۔داؤد صاحب اور عثمان صاحب سمیت تمام فیملی کے مرد نیچے ہی بیٹھے تھے۔

"چلو مہرین ہم بھی نیچے چلتے ہیں۔۔تم نے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔۔۔" بشریٰ صاحبہ حوریہ کا ہاتھ تھامے بیٹھیں مہرین صاحبہ سے مخاطب ہوئیں

"ہاں مہر پریشان مت ہو کل ریسیپشن ہے جب سب میری حور کو زمور کے پہلو میں دیکھیں گے سب کے منہ خود ہی بند ہوجائیں گے" عائلہ خاتون نے قریب آکر دلاسہ دیا تھا۔وہ بھی سرہلاتیں اپنی نم آنکھیں صاف کرکے اٹھ کھڑی ہوئیں۔۔۔

✲✲✲✲✲

سورج کی ہلکی ہلکی کرنیں کھڑکی سے چھن اسکے چہرے پر پڑھتیں اسکی گہری نیند میں خلل پیدا کر گئیں۔تیوری پر بل ڈالے ناگواری سے چہرے پر ہاتھ رکھا۔وہ قریب ہی صوفے پر بیٹھا مہویت سے اسکا ہر انداز دیکھ رہا۔سرخ قمیض پجامے میں اسکی دودھیا رنگت مزید دمک رہی تھی۔اسکا نوخیز حسن کسی بھی عابد و زاہد کا ایمان ڈگمگا دینے کی صلاحیت رکھتا تھا۔کمفرٹر سینے تک اوڑھے ہلکہ سا کسمسائی تھی۔رات کو بریرہ اور عبیر اسے چینج کروا چکیں تھی۔صبح پانچ بجے وہ کمرے میں لوٹا تھا اور اُس وقت سے ایک ہی پوزیشن میں بیٹھے رہنے کے باوجود وہ آج کا پورا دن بھی شاید اسے ایسے ہی تکتے رہنے میں گزار سکتا تھا لیکن ہائے رے اسکی کمبخت نیند جو اسی پل ٹوٹی تھی۔ہلکا سا کسمسا کر آنکھیں رگڑتے اردگرد دیکھنا چاہا سر بری طرح پھٹ رہا تھا۔کنپٹیاں مسلتے کمرے کو غور سے دیکھا۔یہ اسکا کمرا نہیں تھا۔۔یہ ایک انجان جگہ تھی یکدم کرنٹ کھا کر اٹھ بیٹھی۔نگاہیں اپنے کپڑوں پر گئیں تو کل کے تمام منظر یاد آنے لگے۔۔

"میں۔۔۔یہ تو نہیں۔۔میں۔۔کہاں ہوں۔۔"بے ربط الفاظ لبوں سے نکلے تھے۔کچھ بہت غلط ہونے کا سوچ کر ہی آنکھوں میں نمی جمع ہونے لگی تھی۔

"یااللہ کیا مجھے۔۔"اس کا دل بیٹھنے لگا،اس سے آگے سوچنا بھی محال تھا۔

"پریشان مت ہو۔۔اپنے گھر میں ہو"اسی پل زمور کی گھمبیر آواز کمرے میں گونجی تھی۔وہ ایک جھٹکے سے پلٹی۔سامنے ہی وہ بڑے طمطراق سے صوفے پر بیٹھا اسکا جائزہ لے رہا تھا۔حوریہ کا چہرہ لمحوں میں زرد پڑھا تھا یعنی وہ اسکے گھر میں۔۔اسکے کمرے میں۔۔۔اور اسی کے بیڈ پر تھی۔۔۔سر نفی میں ہلاتے

بے یقینی سے اسے دیکھا اور تیر کی تیزی سے بیڈ سے اتری آنکھوں سے آنسو نکل کر اب گال پر آگئے تھے۔

"میں۔۔میں ککیسے۔۔یہاں"زبان لفظوں کا ساتھ نہیں دے پا رہی تھی۔

"میں لایا ہوں کل رات تمہیں یہاں۔۔"اسکی کیفیت کو بہت اچھی طرح سے سمجھ رہا تھا

"می۔۔میرے کپ۔۔کپڑے ککس نے"گلے میں جیسے پھندا لگ گیا تھا۔وہ آہستہ آہستہ چلتا اس سے ذرا سے فاصلے پر آرکا

"بریرہ اور عبیر نے چینج کیے ہیں.. "نظریں اسکے بھیگے رخساروں پر تھیں۔وہ اس سے قدم قدم دور ہو رہی تھی جبھی بریرہ کے نام پر چونکی۔یعنی بریرہ یہیں موجود تھی۔اسکے اندر جیسے ایک امید کی لہر دوڑی تھی اور اگلے ہی لمحے حلق کے بل چلائی۔۔

"بری۔۔بری۔۔"اس وحشی سے نظریں ہٹاکر ایک نظر دروازے کو دیکھا اور تیزی سے اسکی جانب لپکی مگر اگلے ہی پل رکنا بھی پڑا کیونکہ وہ بیچ میں آچکا تھا مگر دونوں کے درمیان دو قدم کا فاصلہ برقرار تھا۔

"ریلیکس۔۔ڈرو نہیں تمہاری بے خبری کا فائدہ نہیں اٹھایا اور نہ ہی تمہارے قریب آرہا ہوں۔۔"اسکی نم آنکھوں میں جھانکتے بہت نرم لہجے میں کہہ رہا تھا مگر اسکی گھمبیر آواز اور اتنی نزدیکی نے حوریہ عثمان کے اعصاب شل کردیے تھے۔لگ رہا تھا ابھی ٹانگوں سے جان نکل جائے گی۔اچانک ہی ہچکیوں سے رونے لگی۔

"مت رو پلیز۔۔"اسکی ہچکیوں پر زمور نے بمشکل خود کو اس کے قریب جانے سے روکا تھا ورنہ بس نہیں چل رہا تھا کہ اسکا سارا خوف پسِ پشت ڈالے اپنی باہوں میں بھر لے۔ تبھی کسی نے دروازہ ناک کیا تھا دونوں نے بیک وقت دروازے کی جانب دیکھا

"زمور بھائی میں ہوں۔۔"باہر سے آتی بریرہ کی آواز پر دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا اور وہ خاموشی سے ایک جانب ہوتا اسے جانے کا راستہ دے گیا۔حوریہ نے تیزی سے بھاگ کر دروازہ کھولا جہاں بریرہ ناشتے کی ٹرالی لیے کھڑی تھی۔

"بری۔۔۔"تڑپ کر اسکے گلے لگ گئی۔بریرہ نے بھی اسے اپنے ساتھ لگالیا تھا۔

"ارے رخصتی کل تھی تم آج کیوں رو رہی ہو میری جان۔۔" ہلکے پھلکے انداز میں کہتے اسے الگ کرنا چاہا مگر وہ اور سختی سے اسے پکڑ گئی

"مجھ۔۔مجھے اکیلا کیوں چھوڑا اس۔۔اس کے ساتھ۔۔مجھے۔۔للے چلو بری"سسکتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں کہہ رہی تھی کہیں آواز اس تک نہ پہنچ جائے۔بریرہ نے ایک نظر زمور کو دیکھا جو اطمینان سے ان کا ملن دیکھ رہا تھا۔

"آپ دونوں بہنیں بریک فاسٹ کریں۔۔میں ذرا زوہیب سے مل لوں"ہلکی سی اسمائل پاس کرتا ایک سائیڈ سے نکل رہا تھا تبھی حوریہ کا بریرہ کے کندھوں کے گرد لپٹا ہاتھ اسکے سینے سے مس ہوا تھا وہ یکدم کرنٹ کھاکر پیچھے ہوئی مگر وہ بغیر کوئی توجہ دیے باہر کی جانب بڑھ گیا۔

"تم میرے ساتھ آؤ شاباش۔۔"اسے اپنے ساتھ لگاتے روم میں واپس لے آئی۔

"نہ۔۔نہیں مجھے یہاں نہیں رکنا پلیز بری گھر چلو۔۔"اس کا ہاتھ تھامتی بے بسی سے بولی۔

"ہاں چلیں گے وہاں بھی۔۔۔آؤ ناشتہ کرو اور اب یہ بھی تمہارا گھر ہے جان۔۔"اسے پیار سے اپنے ساتھ بیٹھانا چاہا مگر وہ نفی میں سر ہلانے لگی

"نہیں۔۔۔یہ میرا گھر نہیں ہے۔۔۔مجھے اپنے گھر جانا ہے سمجھ آئی۔۔"اس بار قدرے زور سے بولی تھی۔بریرہ نے غصے سے اسے دیکھا اور کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔

"کونسا گھر۔۔۔ہاں کونسا گھر حور مجھے بتاؤ کس گھر جانے کی بات کررہی ہو جسے چھوڑ چھاڑ کر انجام سوچے بغیر نکل گئیں تھیں۔۔"اسکے سخت لہجے پر وہ ایک پل کے لیے ساکت رہ گئی۔

"بری۔۔۔"لب بے یقینی سے پھڑپھڑائے تھے۔

"کیا بری بولو حور جواب دو کہاں چلی گئیں تھی تم کل؟ہم سب کتنا پریشان رہے ماما بابا ان کا سوچا ہے۔۔۔کیا حال تھا کل سارا دن ان دونوں کا۔۔۔"اسکے کندھے پکڑتی چیخ اٹھی۔

"وہ..وہ لوگ بھی میرے ساتھ زبردستی کررہے تھے مجھ۔۔۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا۔۔"نم آنکھیں لیے اسکے ہاتھ کندھے سے ہٹا گئی

"جانتی ہو کل ویران سڑک پر جس حالت میں تم زمور بھائی کو ملی ہو کوئی بھی بھیڑیا تمہاری ہستی کو روند دیتا اور تمہیں خبر بھی نہ ہوتی۔۔بولو کیا کرتیں پھر؟ اسی لیے نہیں کرنا چاہ رہیں تھی یہ شادی۔۔اگر وہ تمہیں نہ ڈھونڈتے سوچا ہے اس سے آگے کا"اسکا رخ واپس اپنی جانب کرتے کڑے تیوروں سے گھورا

"مگ۔۔مگر میں اس بھیڑیے کے ساتھ بھی نہیں رہ سکتی۔۔اسی کی وجہ سے ہو۔۔ہوا ہے سب"زمور کے ذکر پر ہی اسکے چہرے پر زہریلے تاثرات پھیل گئے تھے۔

"اچھا بتانا ذرا کل سے اب تک کتنا ٹورچر کیا ہے انہوں نے تمہیں بتاؤ بھیڑیا ہیں نا وہ تو" غصے سے اسے دیکھا۔حوریہ کا چہرہ یکدم سرخ پڑھ گیا۔

"تم۔۔تم اسے اچھا کہہ رہی ہو ڈیفینڈ کررہی ہو میرے سامنے۔۔" سرخ پڑھتی آنکھیں لیے ترشی سے بولی۔بریرہ نے بےبسی سے آنکھیں بند کرلیں

"میں ڈیفینڈ نہیں کررہی۔۔حور سمجھا رہی ہوں۔۔۔"

"اور کوئی اگر کچھ کرنا بھی چاہیے تو نہیں کرسکتا اگر تم اسٹرونگ ہوجاؤ حور۔۔مگر تم ڈرگز لے رہی ہو اور جانتی ہو تمہاری بےخبری میں کتنے لوگ فائدہ اٹھا سکتے تھے۔۔تم گھر کی عزت ماما بابا ان سب کو بھلائے نکل گئیں۔۔چاہے اس صدمے سے وہ مر ہی کیوں نہ جاتے۔۔"

"بری۔۔۔" وہ رندھی ہوئی آواز میں چیختی بیچ میں ہی ٹوک گئی۔آنکھوں سے زاروقطار آنسو بہہ رہے تھے۔بریرہ نے فوراً اپنے گلے سے لگالیا۔

"میں۔۔میں کیا کروں بری میں ان لوگوں کو ہرٹ نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔" سسکتے ہو بہت مدھم آواز میں کہہ رہی تھی۔

"اسٹرونگ بنو حور۔۔۔اعتماد پیدا کرو اس طرح ڈر سہم کر بھاگو گی تو دوسرے کو اور حاوی ہونے کا موقعہ ملے گا۔۔۔ایک بار ڈٹ گئیں تو پھر زمور بھائی تو کیا کوئی بھی تم پر نظر اٹھانے کی ہمت نہیں کرے گا۔۔۔" اسکی بات پر حوریہ نے سر اٹھاکر بےیقینی سے اسے دیکھا

"کیا۔۔میں روک۔۔سکتی ہوں اسے" آواز میں خوف سا تھا۔بریرہ نے محبت سے اسکا ماتھا چوم لیا

"ہاں میری جان تم کرسکتی ہو ایسا۔۔" اسکے اندر حوصلہ پیدا کرنے کی کوشش کررہی تھی جس سے اسکے دل میں بیٹھا خوف کچھ تو کم ہوتا۔

"چلو بس اب چھوڑو یہ باتیں کل سے بھوکی پیاسی ہو۔۔۔جلدی سے جوس پیو ماما بابا بھی ویٹ کررہے ہونگے ہمارا۔۔"اسے اپنی ہتھیلیاں گھورتے دیکھ جوس کا گلاس آگے کیا اسی پل ناک کرکے عائلہ خاتون کمرے میں داخل ہوئیں تھی۔

"اٹھ گئی میری بچی۔۔"قریب آکر محبت سے اسکا ماتھا چوم لیا۔وہ خاموشی سے سرجھکا گئی۔

"کیسی طبیعت ہے اب؟ رات سکون کا انجیکشن لگا تھا تمہیں اسی لیے یاد نہیں ہوگا مہر رات کو بہت دیر تمہارے پاس بیٹھ کرگئی تھی"اسکی دوسری جانب بیٹھ گئیں۔

"سکون کا انجیکشن۔۔"اس نے حیرت سے بریرہ کو دیکھا۔

"ہاں حور تمہیں انجیکشن لگا تھا اسی لیے ساری رات ہوش میں نہ رہیں تھی"آنکھوں ہی آنکھوں میں خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔وہ لب بھینچتی جوس کے چھوٹے چھوٹے سپ لینے لگی جبکہ وہ دونوں آج رات کے فنکشن کے بارے میں ڈسکس کررہیں تھی۔

****

کمرے میں مسلسل ادھر سے ادھر چکر کاٹتے آدھے گھنٹے سے اسے کال ملا رہی تھی مگر وہ تھا کہ کوئی پرواہ ہی نہ تھی۔حوریہ کی فکر میں پوری رات ایک پل نہ سوئی تھی۔دل میں عجیب عجیب خیالات آرہے تھے۔

"پلیز کال پک کرلیں۔۔۔"ایک بار پھر کال ملاتے بڑبڑائی تھی اور شاید دوسری جانب بیٹھے شخص کو اس پر رحم آہی گیا تھا۔

"کیوں دماغ خراب کیا ہوا ہے ہاں۔۔"کال رسیو کرتے ہی دھاڑ اٹھا تھا۔وہ ایک پل کے لیے کانپ ہی تو گئی تھی۔

"پل۔۔پلیز مجھے حور کے بارے میں بتادیں..میں بہت پریشان ہوں اسکے لیے"روہانسی آواز میں بولی۔آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے تھے۔

"کیوں پھر کوئی نئی دوست بھجوا کر اسے غائب کروانا ہے.."لہجہ سراسر طنزیہ تھا۔

"کیا!! حور مل گئی؟وہ ٹھیک تو ہے نا"اسکے لہجے کو نظرانداز کرتے ایک اور سوال کرگئی

"ہاں مل گئی اور اللہ کا شکر ہے بلکل ٹھیک ہے۔۔مگر اب اس سے کانٹیکٹ کرنے کی کوشش کی تو عنایہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا"اسکی تنبیہہ پر آنسو لڑھک کر گال پر گرے تھے۔

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں میں۔۔میرا کوئی لینا دینا نہیں اسکی گمشدگی سے۔۔"رندھے ہوئے لہجے میں کہتی یکدم سسک اٹھی۔ایک وہ ہی تو اسکی دوست تھی اگر اس سے بھی تعلق ٹوٹ جاتا تو پھر تھا ہی کون اسکا اپنا۔شعیب نے سختی سے اپنی آنکھیں بند کیں۔

"بند کرو رونا۔۔"اس بار لہجہ قدرے نرم تھا مگر وہ اب پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہوچکی تھی۔

"عنایہ آئی سیڈ کیپ کوائٹ۔۔ورنہ تمہارے گھر پہنچ کر وہ حال کرونگا تم سوچ بھی نہیں سکتیں"اسکی دھمکی پر عنایہ نے فون کان سے ہٹایا۔سانس ایک پل کے لیے رکا تھا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا۔۔"

"چھوڑو میرے مطلب تمہارے پلے نہیں پڑھنے۔۔آج ریسیپشن ہے آکر دیکھ لینا اپنی دوست کو"روکھے انداز میں کہتا رابطہ منقطع کر گیا۔وہ چند پل موبائل کو گھورتی رہی پھر اطمینان کا سانس خارج کرتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔اس نے حوریہ سے ملنے کی اجازت دے دی تھی یہ ہی کافی تھا۔

*****

جس وقت وہ بریرہ کے ساتھ گھر میں داخل ہوئی لاؤنج میں صرف مہرین صاحبہ بیٹھی ملازمین کو لنچ کی ہدایات کررہیں تھی۔بے بی پنک ہلکے کام کی فراک جو بریرہ نے اسکے لیے منتخب کی تھی اسے زیب تن کیے ان کے قریب آگئی۔مہرین صاحبہ نے اسے دیکھ کر کوئی خاص توجہ نہ دی اور ملازمین کو بھیج کر اپنی جیولری کی جانب متوجہ ہوگئیں جو ابھی جیولر کے پاس سے آئی تھی۔اس لاتعلقی پر اسکی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھرنے لگیں۔

"ماما۔۔"ان کے برابر میں بیٹھتے کسی معصوم سے بچے کی طرح پکارہ تھا مگر وہ خود پر ضبط کیے سیٹ کی جانب متوجہ رہیں۔۔

"آئی۔۔ایم۔۔سوری ماما۔۔"ان کا بازو تھامتی بہت منت سے بولی تھی۔اسکے دو بول پر ہی انہوں نے تڑپ کر اسے دیکھا اب مزید لاتعلقی کیسے برت سکتیں تھی۔

"میں۔۔میں آپ لوگوں کو ہرٹ نہیں کرنا چاہتی تھی مجھے معاف کردیں۔۔"سسکتے ہوئے انکے کندھے سے لگ گئی۔

"بس میری جان اللہ نے محفوظ رکھا تمہیں۔۔ہمیں اور کچھ نہیں چاہیے"اسے اپنی باہوں میں سموتیں خود بھی رو پڑیں تھی۔بریرہ نم آنکھیں لیے یہ خوبصورت منظر دیکھ رہی تھی۔کل کا قیامت خیز دن اب تصور کرنا بھی محال تھا۔

"پتا۔۔پتا نہیں کیوں میں وہ سب کرگئی۔۔۔بابا بھی ناراض ہونگے مجھ سے۔۔"ان سے الگ ہوتے ندامت سے بولی۔مہرین صاحبہ اسکے آنسو پونچھ گئیں۔

"میری بیٹی منالے گی تو وہ مان جائیں گے"اسکا ماتھا چومتیں پیار سے بولیں۔

"کہاں ہیں بابا؟"بے تابی سے انہیں دیکھا

"صبح سے اسٹڈی میں بند ہیں۔۔جاؤ وہیں مل لو"اسکے معصوم مکھڑے کو آنکھوں میں بساتیں ہاتھ تھپک کر بولیں۔وہ بھی لب کاٹتی اسٹڈی روم کی جانب بڑھ گئی۔قدم من من بھر کے ہورہے تھے۔صرف اپنی خودغرضی میں اپنے اپنوں کو ذلت کی آگ میں جھونک گئی تھی یہ سوچے سمجھے بغیر کہ سب سے زیادہ نقصان خود اسکا ہونا تھا۔ہاتھ کی پشت سے آنکھیں رگڑتے آہستہ سے روم کا دروازہ کھولا۔وہ نیم اندھیرا کیے صوفے کی پشت سے سرٹکائے بیٹھے چھت گھور رہے تھے۔

"بابا۔۔"اس نے جھجھک کر انہیں پکارا۔عثمان صاحب نے چونک کر دروازے کی سمت دیکھا تھا جہاں وہ نم آنکھیں لیے کھڑی تھی۔

"آجاؤ میری جان۔۔"اپنا ایک بازو واکرکے اسے پاس بلایا۔ان کا محبت سے چور لہجہ اسے مزید نادم کرگیا۔دھیرے دھیرے قالین پر قدم دھرتی ان کے پاس آبیٹھی۔انہوں نے اپنے سینے سے لگالیا۔

"میری جان اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ زندگی میں میں نے کس سے سب سے زیادہ محبت کی تو میں کہوں گا وہ میری حور ہے میری دنیا ہے جسے میں ہمیشہ خوش اور پرسکون دیکھنا چاہتا ہوں"آہستہ آہستہ اسکی کمر تھپک رہے تھے۔حوریہ کی آنکھوں سےایک بار پھر آنسو گرنے لگے

"آئی ایم۔۔۔سوری بابا میں نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔۔آآپ کی اور۔۔اس گھر کی عزت کے بارے میں نہیں سوچا۔آپ نے سب کیسے فیس کیا ہوگا کل۔۔"ان سے الگ ہوتے سسکتے ہوئے بولی

"نہیں میرا بیٹا۔اس میں آپ کی غلطی نہیں آپ اپنی جگہ ٹھیک تھیں ہم نے اپنا فیصلہ تم ہر مسلط کیا یہ سوچے بغیر کہ تمہارے دل پر کیا گزرے گی۔۔"اپنی جلدبازی پر اب انہیں بھی احساس ہورہا تھا۔

"مگر میں نے آ آپ کا مان توڑ دیا بابا۔۔" نظریں جھکائے مسلسل لب کاٹ رہی تھی۔عثمان صاحب نے ایک گہری سانس بھرا

"تمہارا قصور نہیں میری جان دل پر بوجھ مت ڈالو" پیار سے اس کا سر تھپکا اور سائیڈ ٹیبل سے ایک بلو کلر کی فائل اٹھا کر اسکے سامنے رکھ دی۔حوریہ نے ناسمجھی سے انہیں دیکھا۔

"یہ حق مہر ہے تمہارا زمور ریا فاؤنڈیشن سمیت اپنی تمام پرسنل پراپرٹی تمہارے نام کرچکا ہے" ان کی بات پر وہ نفرت سے فائل جو گھورنے لگی۔

"وہ۔۔وہ مجھے خریدنا چاہتا ہے۔۔" لہجے میں کانچ کی سی چبھن تھی

"نہیں یہ سیکیورٹی ہے جس کے بغیر میں بھی شاید تمہیں اسکے حوالے نہ کرتا"

"مجھے نہیں چاہیے آپ واپس کردیجیے گا۔" دل میں ایک آگ سی لگی تھی جی چاہا اس شخص کو ہی صفحہ ہستی سے مٹادے جس کی وجہ سے یہ سب ہورہا تھا۔اسی پل بریرہ کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

"اگر آپ باپ بیٹی کا پیچ اپ ہوگیا ہو تو چلیں حور دیر ہورہی ہے.. "مسکراتے قریب آئی۔عثمان صاحب ہنس پڑے تھے جبکہ وہ خاموشی سے اٹھ کھڑی ہوئی

"میرا بچا تم سے میں کبھی ناراض نہیں ہوسکتا ہمیشہ یاد رکھنا" اس کے ساتھ کھڑے ہوتے اپنے سینے سے لگا لیا۔

*****

آج کا فنکشن پرل کونٹیننٹل میں منعقد کیا گیا تھا جس میں داؤد صاحب نے تقریباً پورے ہی شہر کو مدعو کیا تھا۔پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے نمائندے زمور داؤد کی بیوی کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے بے تاب تھا۔اسی پل ریڈ کارپٹ کے سامنے لینڈ کروزر آرکی تھی۔جس میں سے بلیک کوٹ پینٹ اور

وائٹ شرٹ پر بلیک ہی ٹائی لگائے زمور داؤد اپنی ساحرانہ شخصیت لیے کار سے اترا اور کوٹ کا آخر بٹن کھولتا گھوم کر دوسری جانب آیا جہاں وہ دشمنِ جاں بیٹھی تھی۔گولڈن رنگ کی خوبصورت پیروں تک آتی میکسی زیب تن کیے دنیا والوں کے لیے پور پور سجی تھی۔زمور نے بے خود سا ہو کر اپنا دایاں ہاتھ اسکے سامنے پھیلایا تھا۔حوریہ کا ننھا سا دل کانپ کر رہ گیا لب کاٹتے ایک نم نگاہ ہاتھ پر ڈالی اور آنکھیں میچ کر اپنا یخ پڑھتا ہاتھ اسکے ہاتھ پر رکھ دیا۔وہ پر وقار انداز میں اپنی دلہن کو لیے ریڈ کارپٹ تک آیا اور ایک دل آویز مسکراہٹ سے نوازتا آگے بڑھ رہا تھا۔کیمرے یہ حسین منظر ہمیشہ کے لیے قید کر چکے تھے۔سامنے کھڑے عثمان صاحب اور مہرین صاحبہ اس منظر کو دیکھ کر اپنی آنکھیں نم ہونے سے نہ روک سکے تھے۔

"عثمان تم نے اس پر بھروسہ کیا ہے اس پر پورا اترنے کے لیے جان کی بازی بھی لگادے گا وہ۔۔"وجاہت صاحب نے محبت سے انکا کندھا تھپکا وہ دونوں نم آنکھیں لیے مسکرادیے تھے۔

"سر کیا وجہ تھی کہ آپ کی وائف مسز حوریہ کل کی تقریب میں نظر نہیں آئیں۔۔"رپورٹر کے سوال پر اسے رکنا پڑا تھا۔حوریہ نے ایک چور نظر اسکے چہرے پر ڈالی جو بلکل نارمل نظر آرہا تھا مگر وہ خاصی کنفیوز ہورہی تھی کہ میڈیا کے سامنے آنے کا پہلا تجربہ تھا۔

"کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا کل ان پر کسی کی نگاہ پڑے۔۔"اسکے رازدارانہ انداز پر سوال پوچھنے والی رپورٹر کے لبوں سے بے ساختہ اوو۔۔نکلا تھا۔

"پھر تو یہ سمجھنا غلط نہ ہوگا کہ آپ دونوں کی لو میرج ہے؟"

"ان کی جانب سے کچھ کہہ نہیں سکتا مگر میری جانب سے ایسا ہی ہے۔۔"لہجہ سراسر شرارتی تھا۔رپورٹرز کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی جبکہ وہ لب بھینچ کر رہ گئی تھی۔

"سر ون کوشن۔۔کیا یہ وہی ریا ہیں جن کے نام پر آپ نے اپنی فاؤنڈیشن کی بنیاد رکھی تھی۔۔۔"رپورٹر کے اس سوال پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی ٹھہر گیا۔لبوں پر ایک جاندار مسکراہٹ آئی تھی جو اس شخص کو مزید وجیہ بناگئی۔

"یہ مسٹری آج سولو ہو ہی جانی چاہیئے۔۔جی ہاں یہ وہی ہیں جو ہمیشہ میرے ساتھ میرے آس پاس رہی۔۔جسے میں ہمیشہ اپنی زندگی کا حصہ بنانا چاہتا تھا۔۔جسے۔۔"ایک پل کے لیے رکا تھا۔نظریں مسلسل اسکے ضبط سے سرخ پڑھتے چہرے کا طواف کر رہیں تھی۔

"جسے خود سے دور کرنا میرے بس میں نہیں اسی لیے دنیا سے چرانے کا فیصلہ کرلیا۔۔"ایک کھوئی کھوئی نگاہ اس پر ڈالتا مسکراتے ہوئے آگے کی جانب بڑھ گیا۔اسٹیج پر پہنچنے تک اسکا ہاتھ ایک پل کے لیے بھی نہیں چھوڑا تھا۔یہ پل اسے اپنی ہر سانس سے زیادہ پیارے تھے جبکہ دوسری جانب حوریہ عثمان کے لیے یہ پل موت سے کہیں زیادہ اذیت ناک تھے۔اسٹیج پر بیٹھتے ہی نا محسوس انداز میں اپنا ہاتھ اسکی گرفت سے نکال کر دوپٹے میں چھپالیا۔زمور اسکے نفرت امیز انداز پر بےبسی سے مسکراتا مہمانوں سے ملنے لگا۔

"حور ٹھیک ہو نا؟"وائٹ فراک میں سر سے پاؤں تک سجی سنوری بریرہ اسکے پاس آئی تھی۔حوریہ نے ایک سرخ نگاہ اس پر ڈالی اور سر اثبات میں ہلاتی جھکاگئی۔

"عنایہ نہیں آئی؟"چونک کر بریرہ کو دیکھا

"پتا نہیں اب تک تو نظر نہیں آئی دیکھو آجائے شاید۔۔"اسکے برابر میں بیٹھتی پیار سے بولی۔فنکشن اپنے عروج پر تھا۔زمور داؤد آج ہواؤں میں اڑ رہا تھا اسکا مسکراتا چہرہ اسکے نکلتے بےساختہ قہقہے حوریہ کے دل میں لگی آگ پر پیٹرول کا کام کررہے تھے۔ایک قہر برساتی نگاہ اس پر ڈالتی نگاہوں کا

زاویہ بدل گئی۔اسکا بس نہیں چل رہا تھا اس شخص کے چہرے سے مسکراہٹ نوچ پھینکے اور گریبان پکڑ کر احتساب کرے کہ کس نے حق دیا ہے اسے خوش ہونے کا؟حوریہ عثمان کی بربادی سیلیبرٹ کرنے کا؟

"میری جان اللہ ہمیشہ خوش رکھے تمہیں۔۔"مہرین صاحبہ اور عثمان صاحب نے بہت محبت سے اس کا ماتھا چوما تھا۔

وہ خاموشی سے سرجھکائے بیٹھی رہی صرف ان لوگوں کے لیے ہی تو یہ زہر کا گھونٹ پیا تھا اس نے۔۔

"دیکھو حور کون آیا ہے۔۔"اس نے چونک کر سر اٹھایا سامنے عبیر کے ساتھ پیچ کلر کی لونگ شرٹ اور پجامے پر بال کھولے عنایہ کھڑی تھی۔

"عینی۔۔"لبوں پر ایک بےساختہ مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔یہ شاید آج پورے میں پہلی مسکراہٹ تھی جس نے اسکے خوبصورت لبوں کو چھوا تھا۔زمور داؤد جو دور ہوتے ہوئے بھی اس پر نگاہیں ٹکائے ہوئے تھا اس لمحے جیسے جی اٹھا تھا چاہے وجہ کوئی بھی تھی وہ مسکرائی تھی یہ ہی بہت تھا اسکے لیے۔

"یار یہ اچھا ہے اب میں دوسروں کا ڈرائیور بھی بنا کروں گا.. "شعیب تپا تپا سا اسکے پاس آیا

"زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں جانتا ہوں دل میں کس قدر لڈو پھوٹ رہے ہیں۔۔" خشمگین نگاہوں سے اسے گھورا وہ یکدم گڑبڑا گیا

"کیا مطلب وہ بڑی کوئی پری ہے جسے لینے میں بھاگا بھاگا جاؤں۔۔ایک تو چلا گیا پھر میری نیت پر بھی شک واہ۔۔"اسٹیج پر بیٹھی عنایہ کو دیکھتا کالر جھٹک کر بولا

"جبھی نظریں بھٹک بھٹک کر وہیں جارہی ہیں"اس کی زیرک نگاہیں شعیب کے بدلتے رنگ دیکھ چکیں تھی۔وہ اپنی چوری پکڑے جانے پر جھینپ سا گیا

"آپ کی بھی وہیں جارہی ہیں میں بھی دیکھ رہا ہوں۔۔۔"بات کو اسکی جانب گھومانا چاہا

"خبیث میری بیوی بیٹھی ہے وہاں جس کے ولیمے کا کھانا کھانے آیا ہے تو"اسکی گدی پکڑتے دانت پیس کر بولا

"مگر وہ گھاس تو نہیں ڈالتی نہ۔۔"مزے سے کہتے اپنی گردن چھوڑانی چاہی۔اسکی بات زمور نے گرفت تھوڑی سخت کی تھی۔

"زبردست اسے یہیں دبوچ لے ویسے بھی بیکار پرزہ ہے ہمارے گھر کا"زوہیب قہقہ لگاتا وہیں چلا آیا تھا

"کیوں آفس جوائن نہیں کیا اب تک"کڑی نظروں سے اسے دیکھا

"کیا کررہے ہیں یار زمور بھائی ساری امیج خراب ہوجائے گی۔۔اور بولا تو ہے اس ہفتے کر لوں گا جوائن"آہستہ سے منمناکر دوسرا جملہ بڑے بھائی کو گھورتے ہوئے بولا جو اسکی درگت بنتی دیکھ مسکرارہا تھا۔

"اور کب تک نکلنے کے ارداے ہیں"زوہیب واپسی کے حوالے سے پوچھ رہا تھاکیونکہ رات کا ایک بج رہا تھا۔

"یہ تو بڑوں سے جاکر پوچھ ورنہ میرا بس چلے تو ابھی لے جاؤں۔۔"اس دشمنِ جاں پر نظریں گھاڑتا کھوئے کھوئے انداز میں بولا

"چلنے کی کر اب بری بتارہی ہے حور کافی تھک گئی ہے۔۔"اسکے کندھے پر ہاتھ مار کر اپنی جانب متوجہ کیا

"نیکی اور پوچھ پوچھ۔۔"ایک نظر اسے دیکھ مسکراتا ہوا بزرگ افراد کی جانب بڑھ گیا۔۔

******

"کہاں جارہی ہو۔۔"اسے اکیلا پارکنگ کی طرف بڑھتا دیکھ خود بھی وہیں چلا آیا۔عنایہ چونک کر پلٹی

"گھر جارہی ہوں ڈرائیور آگیا میرا۔۔"خوامخواہ گڑبڑا گئی۔یہ شخص اسے کبھی سکون سے نہیں رہنے دے سکتا تھا۔

"کس نے کہا تھا ہاں۔۔"غصیلے انداز میں اسکے قریب آیا وہ ایک قدم پیچھے ہوئی تھی

"کیا مطلب۔۔"ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"جب تمہیں لے کر آسکتا ہوں تو چھوڑنے بھی جاسکتا تھا نا۔۔"اسکے سخت لہجے پر اپنی انگلیاں چٹخانے لگی

"میں۔۔میں نے سوچا آپ کو کیوں خوامخواہ تنگ کروں ڈرائیور کے ساتھ چلی جاؤں گی۔۔"سنبھل کر کہتی اس سے تھوڑے فاصلے پر ہوئی

"رات کے اس وقت وہ بھی اس حلیے میں تم ڈرائیور کے ساتھ جاؤ گی"خشمگین نگاہوں سے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا

"تو کیا کروں۔۔ماما کا ڈرائیور ہے وہ ہی لے کر جاتا ہے جہاں بھی جانا ہو"سادگی سے بولی۔اب بھلا اور کس کے ساتھ جاتی۔

"منع کرو اسے میں چھوڑ آؤں گا سمجھ آئی"اسکے تحکم بھرے انداز پر عنایہ نے دنگ نظروں سے اسے دیکھا

"آپ بھی تو انجان ہیں میں کیوں جاؤں آپ کے ساتھ۔۔"حیرت و ناگواری سے بولی۔خوامخواہ اسکے معاملات میں گھس رہا تھا۔

"تم۔۔شاید بھول رہی ہو تمہاری دوست کا کزن ہوں میں اور وہ تمہاری ماں کا ڈرائیور ہے جو غالباً ابھی ملک سے باہر ہیں۔۔اپنے اس بھوسے بھرے دماغ سے عقل کی بات بھی سوچ لیا کرو۔۔"اسکے ماتھے پر اپنی دو انگلیاں رکھتے دانت پیس کر بولا۔یعنی وہ اپنے ڈرائیور اور اسے ایک جیسا ہی سمجھ رہی تھی۔عنایہ کو اب سیچوئیشن کا اندازہ ہوا تو سوچ میں پڑھ گئی۔اس پہلو پر تو اس نے غور ہی نہیں کیا تھا۔وہ ان دنوں ساجدہ بی کے ساتھ رہ رہی تھی جو بچپن سے ہی اسکی دیکھ بھال کے لیے رکھی گئیں تھیں۔

"اگر تمہارا مراقبہ ختم ہوگیا ہو تو میں جاؤں واپس یا چل رہی ہو"اسے سوچوں میں الجھا دیکھ تپ اٹھا۔عنایہ نے چور نگاہوں سے اسے دیکھا اور موبائل پر ڈرائیور کا نمبر ملانے لگی۔

"آپ مت آئیں میری دوست مجھے گھر چھڑوا دے گی"ڈرائیور کو منع کرتی اسکی جانب پلٹی وہ اسے ہی گھور رہا تھا۔

"چلیں۔۔"لب کاٹتے آہستہ سے بولی شعیب بغیر جواب دیے اپنی کار کی جانب بڑھ گیا وہ بھی گہری سانس بھرکر خود کو پرسکون کرتی اسکے پیچھے ہی ہولی۔۔

****

"بری تم بھی یہیں رک جاؤ پلیز۔۔"زمور کے کمرے میں داخل ہوتے اسکا ہاتھ تھام کر ہلکی سی سرگوشی کی۔

"کیوں نہیں بھئی میں اپنی بیٹی کو اپنے پاس روک لوں گی"عائلہ خاتون نے اسے احتیاط سے بیڈ پر بیٹھاتے پیار بھری نظروں سے بریرہ کو دیکھا۔وہ بھی مسکرادی تھی

"یار یہ زمور بھائی کتنے بورنگ ہیں روم ہی نہیں سجوایا۔۔"عبیر برا سا منہ بناتی حوریہ کے برابر میں ہی بیٹھ گئی۔عبیر کی بات پر اس نے پہلی بار کمرے پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی تھی وہ صبح کی طرح ہی تھا بغیر کسی سجاوٹ کے۔۔اسکے لبوں پر ایک تمسخرانہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

"بھئی ان دونوں کو ہی سادگی پسند ہے اب کیا کرسکتے ہیں۔۔"بریرہ بس آنکھیں گھوما گئی۔

"چلو لڑکیوں باہر چلو اب حور بھی ریسٹ کرے گی۔۔بیٹا کچھ بھی کھانا ہو روم فرج میں موجود ہے ٹھیک ہے"اسکا ماتھا چوم کر ہدایت کرتیں بریرہ اور عبیر کو لے کر باہر نکل گئیں۔دروازہ بند ہوتے ہی ایک سیکنڈ کی بھی تاخیر کیے بیڈ سے اتری اور ڈریسنگ ٹیبل کی جانب آگئی۔وہ جلد از جلد اسکے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے خود کو چھپالینا چاہتی تھی۔دوپٹے کے پن ہٹاتے ایک غیرارادی نگاہ اپنے وجود پر گئی تھی اور اسکے ہاتھ وہیں ساکت رہ گئے۔کتنی حسین لگ رہی تھی وہ۔۔پورا دن گزرنے کے بعد اب پہلی نگاہ خود پر ڈالی تھی۔آنکھوں میں آنسو اور غصہ بیک وقت آیا تھا۔یہ روپ یہ حسن بیکار تھا اسکے لیے کیونکہ اسکی ذات پر اب جس کا حق تھا وہ انسان نہیں بلکہ ایک ہوس خور درندہ تھا۔اگر وہ شخص اس تنہائی میں اسے اس روپ میں دیکھ لے!! یہ بات ہی اسکے رونگٹے کھڑے کرگئی تھی۔

"یا اللہ کاش میں بدنما ہوتی زمانے کی ناپاک نظروں سے تو محفوظ ہوتی۔۔"اللہ سے شکوے کرتی اپنی جیولری اتار کر ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گئی۔وائٹ ڈھیلے سے ٹراؤزر اور کرتے میں واپس آئی جو بریرہ ہی اس کے لیے لٹکا کر گئی تھی۔

"کیا کروں۔۔"لب کاٹتی صوفے پر آبیٹھی۔

"بری میں کیسے ہمت پیدا کروں اپنے اندر۔۔"اپنا سر تھامتی سوچوں میں الجھی تھی۔نظریں والکلک پر گئیں جو تین بجا رہی تھی۔ایک نظر دروازے کو دیکھا اور قدم قدم چلتی قریب آگئی۔سانس روک کر آہستہ سے دروازہ اندر سے لاک کیا اور دبے قدموں بیڈ پر آکر کمفرٹر میں گھس گئی۔

"یااللہ میری حفاظت کریو۔۔"ایک کڑوا گولہ حلق میں اتارتی کمفرٹر کو ہلکا سا چہرے سے ہٹاکر دروازہ گھورنے لگی۔جیسے وہ درندہ ابھی دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوکر اس پر حملہ آور ہوجائے گا۔ان ہی سوچوں میں الجھے جانے کب آنکھ لگ گئی اسکے خبر بھی نہ ہوسکی۔

دوبارہ آنکھ کسی انجانے احساس سے کھلی تھی۔موندی موندی آنکھوں سے چھت پر لگے فانوس کو دیکھا اور جیسے ہی احساس ہوا یہ اسکا کمرا نہیں۔۔ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی۔صبح ہوچکی تھی سورج کی روشنی کمرے میں داخل ہوکر پورا کمرا روشن کررہی تھی۔نظر دروازے پر گئی جو بند تھا۔ایک اطمینان بھرا سانس لیتے رخ موڑا مگر اگلا سانس سینے میں ہی اٹک گیا۔سامنے صوفے پر براجمان وہ کل ہی کی طرح فرصت سے اسے دیکھ رہا تھا۔اسکی گہری نگاہیں حوریہ عثمان کو اپنا وجود کسی آری کی طرح کاٹتی محسوس ہوئیں۔

"گڈ مورننگ۔۔"اسکے اس قدر اطمینان اور دوستانہ انداز پر حوریہ جھلس کر رہ گئی۔تھوک نگلتی دوسری جانب بیڈ سے اتری اور تیزی سے باتھ روم کی جانب بڑھ گئی۔اسکی حرکت پر صوفے کی بیک سے سر ٹکاتا آنکھیں بند کرکے بہت دلنشین انداز میں مسکرادیا۔۔

جس وقت وہ کمرے کے دروازے پر پہنچا تھا صبح کے پانچ بج رہے تھے۔اس نے جان کر تاخیر کی تھی کہ اسکی اتنی دیر میں آنکھ لگ چکی ہوگی مگر کمرے کا دروازہ لاک دیکھ ایک خیال تو آیا کہ اسٹڈی میں چلا جائے مگر پھر کچھ سوچ کر نیچے سے کیز لایا اور دروازہ ان لاک کرتا کمرے میں داخل ہوگیا جہاں

وہ دشمنِ جاں اسکے بیڈ پر کروٹ لیے چہرے کے نیچے دونوں ہاتھ ٹکائے پرسکون نیند سو رہی تھی۔بے اختیار ہی فاصلہ ختم کرتا اس تک آیا اور جھک کر اسکی سیاہ خمدار پلکیں اور نیم وا لب کو تکتے اس پل زمور داؤد نے اپنا سانس بھی روک لیا تھا۔آہستہ سے اپنا لمس اسکی پیشانی پر چھوڑتا دور ہوا اور خاموشی سے صوفے کی جانب قدم دھرتا اپنی مخصوص جگہ آبیٹھا۔اُس وقت سے اب تک وہیں جما اسے تک رہا تھا۔کتنا خوبصورت احساس تھا وہ اب اسکی تھی۔۔۔اسکے کمرے میں تھی۔۔یہ خوف لاحق نہ تھا کہ اسکے گھر والے یا وہ خود اسے اس سے دور کردیں گے۔۔باتھ روم کا دروازہ کھلنے پر وہ چونک کر خیالوں کی دنیا سے باہر نکلا۔ڈارک گرین ٹوپ اور جینز پہنے بالوں کو ٹاول میں لپیٹے وہ نہا کر نکلی تھی۔زمور داؤد چاہ کر بھی اس پر سے نگاہیں نہ ہٹا سکا جبکہ وہ اسے نظرانداز کیے ڈریسنگ ٹیبل کے قریب آگئی۔دل خوف سے بری طرح دھڑک رہا تھا مگر نجانے کیوں وہ اپنا اور اسکا امتحان لے رہی تھی۔اسکی نظریں خود پر بخوبی محسوس کرسکتی تھی اور یہ احساس اسے شرم سے سرخ نہیں بلکہ خوف سے زرد کررہا تھا۔زمور نے بغور اسکا خوف سے زرد پڑھتا چہرہ اور بالوں میں برش پھیرتا لرزتا ہوا ہاتھ دیکھا۔اس پل اسے اپنے آپ سے شدید نفرت محسوس ہوئی تھی کہ اسکی بیوی کو اس سے اپنی عزت کا خوف لاحق تھا۔ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا حوریہ جس کی غیر محسوس انداز میں نگاہیں اسی پر تھیں یکدم پلٹی۔زمور کے کمرے سے باہر اٹھتے قدم خودبخود ہی رک گئے۔

"تمہاری اجازت کے بغیر قریب نہیں آؤں گا۔۔۔بس ایک بار میری بات کا یقین کرلو۔۔" اسکا ضبط سے بھینچا لہجہ اور سرخ پڑھتی آنکھیں دیکھ حوریہ عثمان کو کراہت کا احساس دلاگئیں۔

"اپنی۔۔گندی۔۔نظریں مجھ پر۔۔مت ڈالا کرو۔۔" نفرت سے اسے دیکھتی رخ موڑ گئی۔زمور ایک پل کے لیے سن پڑھ گیا۔اتنا ذلت آمیز رویہ۔۔اتنی تحقیر۔۔ہاں وہ اسی لائق تھا۔۔نہیں مگر وہ پہلی بار اس

سے مخاطب ہوئی تھی۔۔کیا یہ کافی نہیں تھا۔لبوں پر تلخ مسکراہٹ لیے کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ وہ اسکے نکلتے ہی گہری گہری سانسیں لیتی خود کو پرسکون کرنے لگی۔
"یااللہ مجھے۔۔۔ہمت دے۔۔میں کرسکتی ہوں اس۔۔اسے اسکی اوقات دیکھا سکتی ہوں۔۔"ہاتھ کی پشت سے آنکھوں کی نمی رگڑتی بیڈ پر بےدم سی ہوکر بیٹھ گئی۔۔۔

*****

"تم نے کس سے پوچھ کر دو دن بعد کی فلائٹ کنفرم کروائی ہے ہاں۔۔"داؤد صاحب نے کڑے تیوروں سے اسے گھورا۔زمور پوری فیملی کے ٹکٹس کنفرم کرواچکا تھا۔ڈائننگ ٹیبل کے قریب آتی حوریہ ان کے اس قدر سخت لہجے پر ٹھہر گئی تھی۔
"ارے۔۔حور آؤ میری جان۔۔"عائلہ خاتون اس پر نگاہ پڑھتے ہی اٹھ کھڑی ہوئیں تھی۔قریب آکر اسکا ماتھا چوم لیا۔
"آجاؤ میرا بچہ۔۔"داؤد صاحب نے بھی کھڑے ہوتے اسے اپنے پاس بلایا لہجہ اب یکسر بدل چکا تھا۔زمور نے ایک خفا خفا سی نگاہ ان پر ڈالی اور جوس کے سپ لینے لگا۔اس وقت ٹیبل پر وہ چاروں ہی تھے۔بریرہ اور عبیر کو زوہیب رات کو ہی واپس لے گیا تھا۔وہ جھجھکتی ہوئی انکی قریب آگئی۔والٹ سے چند نوٹ نکال کر اسکا صدقہ اتارتے اپنے ساتھ لگالیا۔
"خوش رہو ہمیشہ۔۔"اپنے برابر والی چیئر پر بیٹھاتے محبت سے چور لہجے میں بولے
"بری چلی گئی؟"لب کاٹتے اردگرد دیکھا۔وہ کہیں نہیں تھی۔۔
"ہاں میری جان زوہیب نے بچی کو چین سے ٹکنے ہی نہیں دیا۔۔تم فکر مت کرو ہم شام میں انہی کی سائیڈ چلیں گے"جوس کا گلاس اسکے سامنے رکھتے تسلی دی۔

"ماما شام میں کام سے جانا ہے کچھ پروسیٹنگز رہ گئی ہیں۔۔"زمور کی بات پر اس کا گلاس پکڑتا ہاتھ رک گیا

"تم سے کہا کس نے تھا اپنی مرضی سے سب کرتے پھرو۔۔آج وجاہت نے بلایا ہے ہمیں اپنے گھر دعوت پر"داؤد صاحب کا غصہ پھر سے عود آیا

"بابا۔۔میرا وہاں جانا ضروری ہے اور جانا تو ہے ہی نا پھر دو دن بعد جائیں یا ایک ہفتے بات"بہت بے بسی سے بولا تھا۔اسکی نظر میں وہ ہمیشہ اسکی بات سے اختلاف کرتے تھے اور شاید اسکا نظریہ اتنا غلط بھی نہ تھا۔

"تو جاؤ تم ہم تینوں آجائیں گے جب آنا ہوگا۔۔ہر بات میں ہمارے باپ بنے بیٹھے ہیں۔۔"ایک ترش نگاہ اسکی سرخ پڑتی شکل پر ڈالی جبکہ حوریہ نے چونک کر داؤد صاحب کو دیکھا یعنی اگلے دو دن میں اسکی بھی روانگی کی بات ہورہی تھی۔۔۔

"تو آخر آپ کا کب جانے کا ارادہ ہے۔۔"

"میں جوابدہ ہوں تمہیں؟"

"آپ بات کو غلط رخ پر کیوں لے کر جارہے ہیں بابا"اسنے دبے دبے لہجے میں احتجاج کیا تھا جبکہ وہ دونوں دم بخود بیٹھیں ان دونوں کے سرد تاثرات دیکھ رہیں تھیں

"میں کہہ چکا ہوں ہمیں جب واپس لوٹنا ہوگا لوٹ جائیں گے تمہارے بزنسز زیادہ اہم ہیں تو تمہیں کوئی نہیں روک رہا جب جی چاہے جاسکتے ہو۔۔"سپاٹ لہجے سے بولے

"میں بھی سیٹس کنفرم کرواچکا ہوں۔۔اکیلا کسی صورت نہیں جاؤں گا"وہ بھی انہی کا بیٹا تھا۔کرسی کھسکا کر کھڑا ہوا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔

"دیکھ رہی ہو اسکے انداز اور خود سری بہو کا پہلا ناشتہ تھا اور بدمزگی پھیلا گیا"شکایتی نظروں سے بیوی کو دیکھا۔انہوں نے بھی خفگی سے انہیں دیکھا تھا۔

"حور چھوڑو یہ سب۔۔یہ دونوں باپ بیٹا ایسے ہی تکرار میں لگے رہتے ہیں تم ناشتہ کرو۔۔"مسکراتے ہوئے ماحول کی ناگواری کو کم کرنا چاہا۔وہ گم صم سی بیٹھی تھی انکے کہنے پر بمشکل مسکراتی جوس کے سپ لینے لگی۔

****

تیزی سے ہوتی برفباری کو نظرانداز کرتے وہ بک شاپ میں داخل ہوئی تھی۔امتحانات ختم ہوچکے تھے لہٰذا اب فراغت ہی فراغت تھی۔زمور کو پاکستان گئے ایک ماہ سے زیادہ ہوگیا تھا۔اسکی اکثر آفاق صاحب سے فون پر بات ہوجاتی تھی شاید ایک دو بار اسکی بھی خیر خیریت پوچھی تھی۔خالی خالی نظروں سے کتابوں کے انبار دیکھتے لبوں پر ایک افسردہ مسکراہٹ بکھر گئی اسکی باتوں میں زوباریہ آفاق کا بس اتنا ہی ذکر ہوتا تھا اور وہ بیوقوف اس شخص کو دل سے لگا بیٹھی جس نے کبھی اسے اس لائق ہی نہیں سمجھا تھا۔اسکی آنکھوں میں توکوئی اور ہی بسی تھی۔اسکا دل اب شدت سے اس خوش قسمت لڑکی کو دیکھنے کا چاہتا تھا جسے زمور داؤد جیسا مغرور شخص محبت کرتا تھا۔غیرارادی طور پر سامنے لگے آئینے میں خود کو دیکھا۔معصوم پیارا سا مکھڑا درمیانہ قد۔کسی کے دل میں اترنے کی تمام صلاحیتیں موجود تھیں۔

"پھر کیا خاص ہے ایسا اس میں جو آپ کو میں کبھی نظر ہی نہ آئی۔۔"نجانے کیوں وہ پھر شکوہ کر بیٹھی تھی۔اپنے آنسو اندر اتارتی آنکھ کا گوشہ صاف کر کے بغیر کچھ لیے شاپ سے باہر نکل گئی۔اچانک ہی دل ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا تھا۔۔

"زوبی۔۔"جب ہی کسی نے انگریزی لہجے میں اسے پکارا۔اس نے پلٹ کر دیکھا سامنے ڈینور کھڑا تھا۔

"ہائے۔۔۔تم اتنی ٹھنڈ میں یہاں کیا کر رہی ہو"اسکے قریب آتے حیرت سے بولا اس بار اسکے ساتھ کوئی لڑکی بھی موجود تھی۔

"نتھنگ بک لینے آئی تھی مگر موڈ نہیں بنا واپس جا رہی ہوں اب"کوٹ کی جیب میں ہاتھ پھنساتے ٹھنڈ سے بچنے کی کوشش کی۔

"ہمیں جوائن کرو آؤ کوفی پیتے ہیں۔۔"اسکی آفر پر ساتھ کھڑی لڑکی نے ناگواری سے ڈینور کو دیکھا

"نہیں شکریہ تم لوگ انجوائے کرو۔۔"وہ بھی اس لڑکی کے تاثرات دیکھ چکی تھی۔مروتاً مسکراتی آگے بڑھ گئی۔

"زوبی ویٹ۔۔"وہ پھر اسکے سامنے آیا اس نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا

"کیا اپنا نمبر شیئر کر سکتی ہو؟"

"ڈین۔۔۔وی آر گیٹنگ لیٹ"اس لڑکی نے ناگواری سے پکارہ تھا۔

"اوکے۔۔"کچھ توقف کے بعد نمبر نوٹ کروا گئی۔اسکا نمبر کلاس میں بہت کم اسٹوڈینٹس کے پاس تھا جبھی اس تک رسائی مشکل تھی۔

"تھینکس۔۔"ٹھنڈ سے سرخ پڑھتے اسکے گالوں کو گہری نگاہوں سے دیکھتا مسکرا کر بولا۔وہ محض سرہلاتی آگے بڑھ گئی جبکہ وہ اسکے دور جانے تک دیکھتا رہا تھا۔

******

"تو کیوں اتنا جذباتی ہو رہا ہے۔۔انکل نے پہلی بار تو ایسے عزت افزائی نہیں کی اب تک تو عادت ہو جانی چاہیے تھی تجھے۔۔"اپنا کوفی کا مگ اٹھاتا کمال اطمینان سے بولا۔زمور نے ناگواری سے اسے دیکھا۔وہ لوگ اس وقت شہر کے مشہور کیفے ٹیریا میں بیٹھے تھے جبکہ تینوں فیملیز آج وجاہت صاحب کے گھر پر جمع تھیں۔

"تو کیا کروں یہیں ڈیرہ ڈال کر بیٹھ جاؤں سارا بزنس ہر چیز وہاں ہے"

"تو پیار سے منا نا"

"وہ میری شکل دیکھ لیں بہت بڑی بات ہے۔۔پیار سے مناؤں ہونہہ۔۔"چہرے پر تمسخر سا پھیل گیا۔

"تو یار کم از کم ایک ہفتے کا ٹائم تو دیتا نا اور ان کی تو چھوڑ اپنی بیوی کی سوچ اصل پنگا تو وہ ڈالے گی۔۔"اسکی کیفیت سے لطف اندوز ہوتے اصل نقطے پر روشنی ڈالی

"دو دن پہلے اسی لیے بتایا ہے"اسکے صبح والے تاثرات پھر سے یاد آگئے تھے۔کچھ کچھ اندازہ تو تھا اسے بھی کہ وہ اتنے آرام سے تو کبھی راضی نہیں ہو گی۔

"بہت بڑا احسان کیا ہے۔۔ویسے میں بھی تم لوگوں کی اتنی جلدی واپسی کے حق میں نہیں ہوں"

"تو مت شروع ہو جائیو اب۔۔۔بابا کم ہیں میری ٹانگ کھینچنے کے لیے کیا"صوفے کی پشت سے سر ٹکاتا غصے سے بڑبڑایا۔

"بیٹا ابھی تو صرف بابا ٹانگ کھینچ رہے ہیں جس دن حوریہ نے یہ ذمہ داری سنبھالی نا تو لگ پتہ جائے گا"قہقہ لگاتے اسے سلگا گیا۔

"تو بس فضول کی ہانکتا رہ یہاں بیٹھ کر۔۔"تپ کر کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔ صبح سے ویسے ہی پریشان گھوم رہا تھا۔ دو دن بعد کی فلائٹ کروا تو لی تھی مگر ان تینوں میں سے کوئی بھی جانے کو تیار نہ تھا اور ان کے بغیر اکیلے جانے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

"کہاں جارہا ہے۔۔"سوالیہ نظروں سے دیکھتا اسی کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا

"فاؤنڈیشن جارہا ہوں شادی کے چکروں میں کافی دن سے چکر نہیں لگایا"

"کوئی ضرورت نہیں کل جائیو جہاں بھی جانا ہے۔۔ابھی گھر چل ماما بابا نے خاص طور پر تجھے لانے کو کہا تھا"اسکے ہاتھ سے کیز جھپٹتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔ زمور کو بھی پھر ناچاہتے ہوئے اسکے پیچھے ہی جانا پڑا تھا حالانکہ یہ بات اچھی طرح سے جانتا تھا کہ اسکی شکل دیکھ کر آدھے سے زیادہ لوگوں کا موڈ بگڑ جائے گا۔۔

✻✻✻✻✻

"آپ ریسٹ کریں میں ماجد سے کہہ کر سارے لاک چیک کروا دوں گی"ساجدہ بی کے کمرے کا دروازہ بند کرتی باہر نکل گئی۔ تقریباً دو تین دن سے وہ انہی کے ساتھ رہ رہی تھی کبریٰ صاحبہ بھی دن میں کال کرکے اسکی خیریت معلوم کرلیتی تھیں جبکہ فرقان صاحب سے اسکی بہت کم بات ہوتی تھی انکی دوسری بیوی سے دو اولادیں تھیں یعنی اسکے سوتیلے بہن بھائی۔۔انہیں انکی ذمہ داریوں سے فرصت ملتی تو اسکا سوچتے۔ آج صبح سے ساجدہ بی کی طبیعت خراب تھی اور وہ سارا وقت انہی کے ساتھ رہی تھی۔ کمرے میں آکر دروازہ لاک کیا اور بیڈ پر ڈھیر ہوگئی۔ زندگی اس قدر تنہا اور جامد تھی کہ لگتا تھا یہ خاموشی اسکا دم گھونٹ دے گی۔ پہلے تو یونی بھی اسی لیے چلی جاتی تھی کہ اسکی اکلوتی دوست حوریہ آتی تھی اب کیا کرے گی؟ کس سے باتیں شیئر کرے گی اپنی۔۔اسی پل فون کی آواز

پر اسکی سوچوں میں خلل پڑا تھا۔چونک کر موبائل اٹھایا"شعیب کالنگ"لکھا آرہا تھا۔نجانے کیوں دل بہت زور سے دھڑکا تھا۔

"ہیلو۔۔"لب کاٹتے کال ریسو کی

"کیا کوئی مسئلہ ہے تمہارے ساتھ جلدی کال نہیں اٹھا سکتیں"

"وہ۔۔ایکچلوئی میں۔۔میں روم میں نہیں تھی"

"سچ کیوں نہیں بول رہیں کہ اپنے شغل میں لگی ہوگی"اسکے طنز پر عنایہ کے چہرے پر ایک تاریک سایہ لہرایا تھا۔

"کیوں فون کیا ہے؟"اس بار لہجہ بلکل سپاٹ تھا تھوڑی دیر پہلے دل جو خوشگوار انداز میں دھڑکا تھا یکدم ہی بجھ گیا

"میں نے سنا تھا کہ اکیلی رہ رہی ہو خیر خیریت معلوم کرلوں آخر میری بہن کو بہت عزیز ہو"

"بہت شکریہ آپ کو میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔اکیلے رہنے سے مر نہیں جاتا کوئی جو آپ میری خیریت پوچھ رہے ہیں"نجانے کیوں آواز بھرا گئی تھی۔

"شٹ اپ۔۔۔سوچ سمجھ کر بولا کرو ایڈیٹ اور ہاں اگر ڈوز کو ہاتھ بھی لگایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا"تحکم بھرے لہجے میں کہتا ورن کررہا تھا۔

"کیوں۔۔۔آآپ کون ہوتے ہیں مجھے روکنے والے۔۔میرے ماں باپ زندہ ہیں ابھی"اس کا انداز عنایہ کو ایک آنکھ نہیں بھایا تھا

"ہاں زندہ ہیں مگر نام کے ماں باپ ہیں آجانے دو ذرا واپس۔۔۔بتاتا ہوں تمہارے کرتوت انہیں"اسکی دھمکی پر چند پل کے لیے سن پڑھ گئی تھی۔

"آآپ ایسا کچھ نہیں کریں گے" اپنے آنسو پیتی آہستہ سے بولی

"تو سن لو تم بھی ویسا کچھ نہیں کروگی آئی سمجھ۔۔" دوٹوک انداز میں کہتا کال کاٹ گیا۔عنایہ نے نم آنکھوں سے اسکرین کو دیکھا اور موبائل سائیڈ میں پھینکتی تکتے میں منہ دے کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔

******

بلیک ٹشو کی فراک زیب تن کیے عائلہ خاتون کی تحفے میں دی گئیں گولڈ کی جھمکیاں پہنے ہلکہ پھلکا تیار عثمان صاحب اور مہرین صاحبہ کے ساتھ بیٹھی تھی۔دونوں نے مسرت سے اس کا ماتھا چوما تھا جو صرف ان کے کہنے پر خود کو بدل رہی تھی۔

"میری بیٹی ناراض تو نہیں ہے نا ہم سے؟" عثمان صاحب نے محبت سے اسکی ٹھوڑی پکڑی۔حوریہ نے بغور ان کا خوشی سے دمکتا چہرہ دیکھا اور آہستہ سے نفی میں سے ہلا گئی۔یہ قربانی اگر اس نے اپنی فیملی کے لیے دی تھی تو اس پر ثابت قدم بھی رہنا تھا۔

"میری پیاری بیٹی۔۔ہم بس تمہیں ہمیشہ خوش دیکھنا چاہتے ہیں" مہرین صاحبہ نے ایک بار پھر اسے اپنے سینے سے لگالیا۔

"یار ماما میں جیلس ہونے لگوں گی اب حور سے سچ میں" بریرہ ناراضگی سے کہتی کمرے میں داخل ہوئی تینوں نے حیرت سے اسے دیکھا تھا

"کیوں بھئی میری بیٹی نے کیا کردیا ایسا۔۔" عثمان صاحب نے مصنوعی حیرت سے پوچھا جبکہ جان گئے تھے کہ وہ کیوں چھیڑ رہی ہے۔

"اب دیکھیں نا یہ چڑیل کبھی آپ کی باہوں میں ہوتی ہے کبھی ماما کی"حور کو گھورتے چپت لگائی جواباً اس نے بھی گھوری سے نوازہ تھا

"تو تمہارے لیے تو زوہیب بھائی کافی ہیں ان کے علاوہ تمہیں کچھ نظر کہاں آتا"اس نے بھی تاک کر نشانہ لگایا دونوں میاں بیوی ہنس پڑے تھے جبکہ جھینپتی اسے گھورنے لگی۔

"چلیں باہر سب ویٹ کررہے ہیں زوہیب تو پہنچنے والے ہیں اور زمور بھائی کو کوئی کام ہے اس لیے شاید نہ آئیں"وہ انہیں ڈنر کا کہنے آئی تھی۔حوریہ سکون کا سانس بھرتی اٹھ کھڑی ہوئی اس سجے سنورے روپ کے ساتھ اس کے سامنے آنا بھی نہیں چاہتی تھی جو ناچاہتے ہوئے بھی صرف عائلہ خاتون کے محبت بھرے اصرار پر کی تھی،وہ چاہ کر بھی ان سے برا رویہ اختیار نہیں کرپارہی تھی اور نہ اسکی تربیت ایسی کی گئی تھی کہ وہ ان دونوں سے کوئی بدتمیزی کرتی یا اس شخص کے بدلے ان سے لیتی۔

"ہاں بھئی باہر چلو کیا کہہ رہے ہوں گے وجاہت اور داؤد یہاں آکر بند ہوگئے"مسکرا کر کہتے باہر کی جانب بڑھ گئے۔تمام انتظام لان میں ہی ہوا تھا۔شعیب اور عبیر کی ضد پر باربیکیو کا سیٹ اپ کیا گیا تھا۔

"حد ہے یار حور خود تو گوشہ نشین رہتی تھیں اب انکل آنٹی کو بھی اپنے ساتھ شامل کرلیا"ان لوگوں کو لان میں آتے دیکھ شعیب تپ کر بولا

"تو تم نے مجھ سے یہاں تکّے بنوانے تھے"وہ بھی جل کر بولی جبکہ عثمان صاحب اور مہرین صاحبہ مسکراتے ہوئے باقی افراد کی جانب بڑھ گئے

"ویسے آئیڈیا برا نہیں لو سیخوں میں لگاؤ تکے'جاؤ عظیم اب یہ کام تمہاری کام چور حور باجی کریں گی"اپنے ملازم کو ہٹا کر اسے آنے کا اشارہ کیا

"میں تو نہیں کررہی۔۔"جھٹ انکار کرتی جانے لگی مگر عبیر بھی وہیں چلی آئی

"آجاؤ حور زیادہ لوگ کام کریں گے تو کھانے کو بھی جلدی ملے گا"اس کا ہاتھ پکڑتی انگیٹھی اور باقی سامان کے پاس لے آئی۔بریرہ مسکراتے ہوئے باقی انتظام دیکھنے اندر کی جانب بڑھ گئی تھی۔

"تو تم سے کہا کس نے تھا خود شیف بن کر کھڑے ہوجاؤ"آستین کلائی تک فولڈ کرتی بیزاری سے بولی

"بیٹا ایک بار میرے ہاتھ کا کھالو بار بار فرمائش کرو گی"سیخیں کوئلوں پر رکھتا شان سے بولا وہ نفی میں سرہلاتی بوٹیاں سیخوں میں پرونے لگی۔آج یہاں سے اسکا گھر جانے کا ارادہ صبح والی باتیں اب تک دماغ میں پن کی طرح چبھ رہیں تھی۔چاہے داؤد صاحب نے زمور کی بات مسترد کردی تھی مگر دو دن بعد نہ سہی جانا تو تھا ان لوگوں کو اور اس نے تو تصور بھی نہ کیا تھا عثمان صاحب اور مہرین صاحبہ سے دور جانے کا۔

"او بھئی۔۔۔آگئے بڑے لوگ۔۔"شعیب کی آواز پر چونک کر واپس حال میں لوٹی۔سامنے ہی سے نیوی بلو پینٹ اور وائٹ شرٹ میں سلیوز فولڈ کیے زوہیب کے ساتھ ادھر ہی آرہا تھا۔اسکے چہرے پر یکدم ناگواری سی پھیل گئی جبکہ دوسری جانب اس دشمنِ جاں کو اتنے حسین روپ میں کھڑا دیکھ وہ چاہ کر بھی نگاہیں نہ ہٹا سکا تھا۔انگیٹھی سے نکلتی آگ کی روشنی اسکے چہرے کو مزید منور کررہی تھی۔ہاتھوں پر لگے مصالحے کی وجہ سے اپنی لٹیں کان کے پیچھے نہیں اڑس پا رہی تھی۔

"کیوں اپنے شوق میں ان بیچاریوں کو بھی تھکا رہا ہے"زوہیب نے اسکی پشت پر ہاتھ مارا۔وہ دونوں بھی وہیں چلے آئے تھے۔حوریہ کو خود پر اسکی نظروں کی تپش محسوس ہوئی تو ناگواری سے نگاہیں اٹھائیں مگر وہ اپنی چوری پکڑی جانے سے پہلے ہی نگاہوں کا زاویہ بدلتا بڑوں کی جانب بڑھ گیا۔

"بیچاریاں۔۔ایسی شکلیں نہیں ہوتیں بیچاریوں کی کام چوریں ہیں۔۔۔دیکھیں اب کام میں لگایا ہوا ہے"تمسخرانہ انداز میں بولا۔وہ دونوں بس گھور کر رہ گئیں تھی۔

*****

"ریا کہاں ہے۔۔۔"ان دونوں کو اکیلا پورچ میں آتا دیکھ چونک اٹھا۔

"وہ مہرین کے ساتھ جائے گی مجھ سے اجازت لی ہے"اسکی بے چینی پر اطمینان سے بولیں جبکہ داؤد صاحب اسے نظرانداز کرتے کار میں بیٹھ چکے تھے

"کیوں رکی ہے۔۔آپ نے پوچھا نہیں"اسکے متنفر انداز پر دونوں میاں بیوی نے اسے دیکھا۔نجانے کس بات کا خوف لاحق تھا اسے۔۔۔

"زمور۔۔حد ہے بیٹا اب میں روک ٹوک کروں گی کیا"اسے گھور کر دیکھا۔اسکے اندیشوں سے بخوبی واقف تھیں۔

"میں یہ نہیں کہہ رہا ماما۔۔میں بس وجہ جاننے کو کہہ رہا تھا"اپنے سیاہ چمکدار بالوں میں بےبسی سے ہاتھ پھیرا

"اچھا بس آجائے گی ایک دو دن میں زیادہ پوزیسو ہونے کی ضرورت نہیں"اسکی کیفیت پر میٹھا سا طنز کرتیں کار میں بیٹھ گئیں۔

"ایک دو دن یعنی تین دن۔۔"آہستہ سے منمنایا

"کیا بات ہے تمہارے بیٹے کو بھی سسرال میں رکنا ہے کیا؟" اسے خاموش کھڑا دیکھ تاک کر نشانہ لگایا۔عائلہ خاتون نے ناراضگی سے شوہر کو دیکھا تھا جبکہ زمور لب بھینچتا ڈرائیونگ سیٹ پر آگیا۔
"اگر پہلے پتا ہوتا تمھیں ایک نظر دیکھ ہی لیتا" دل ہی دل میں بڑبڑاتا بدمزہ ہوگیا۔سارا وقت صرف اسے کمفرٹیبل محسوس کرانے کے لیے دور دور ہی رہا تھا اور وہ دشمنِ جاں اپنی ہی چال چل گئی۔
"میں نے ٹکٹس دو دن بعد کے کینسل کروا کر سنڈے کے ڈن کروا دیے ہیں" ایک نظر بیک ویو مرر میں دیکھتے انہیں آگاہ کیا
"ہاں چلو یہ ٹھیک رہے گا" عائلہ خاتون بھی مطمئن ہوگئیں تھی جبکہ داؤد صاحب بس ایک ہنکار بھر کر رہ گئے۔گھر پہنچ کر سیدھا اسٹڈی روم میں گیا تھا کچھ کام تھے جو آج ہی نبٹانے تھے۔تقریباً تین بجے کے قریب کمرے میں داخل ہوا جہاں وہ دشمنِ جاں تو نہیں مگر اسکے پرفیوم کی خوشبو بسی تھی۔کمرے میں ایک طائرانہ نگاہ ڈالی ڈریسنگ ٹیبل پر اسکا بکھرا میک اپ۔۔۔صوفے پر پڑا اسکا ٹاول اور بیڈ پر پڑا اسکا گرین شیفون کا دوپٹہ۔۔زمور داؤد بے اختیار ہی اس جانب بڑھا تھا۔اسکے دوپٹے میں چہرہ چھپائے اپنی سانسیں معطر کرنے لگا کتنا مکمل محسوس ہورہا تھا آج اسے اپنا یہ بکھرا بکھرا کمرا اور چاہیئے بھی کیا تھا؟

تم درد ہو تو روح پہ چھائے ہو آج کل
تم دشت ہو تو میں بھی مسافر ہوں دشت کا
تم چاند ہو تو تلخ اندھیروں کی کیا فکر
تم بے نیاز ہو تو زمانے سے ہو الگ
تم رنگ ہو تو پھر یہ بہاروں کا ذکر کیا
تم بے ثمر رتوں میں بہاروں کی ہو امید
تم رہ گزارِ شوق میں جذبہ جنوں کا ہو

تم آرزو ہو، اہلِ تمنا کی ہو خلش
تم رت جگوں کی بھیڑ میں لمحہ سکوں کا ہو
تم بے وفا رُتوں میں حوالہ ہو عشق کا

تم بے بسی ہو پھر بھی محیطِ حیات ہو

تم اک کرن ہو نورِ ازل سے دُھلی ہوئی

تم تازگی ہو، شبنمی پھولوں کی آس ہو
تم گہرے پانیوں میں چھپے موتیوں کا لمس
تم موت کے سفر میں نشانِ حیات ہو

تم میری چشمِ نم کی ستاروں کی کہکشاں

تم حسنِ بے مثال ہو، میری کائنات ہو
تم جب سے ہو گئے ہو میری دسترس سے دور
میں جی رہی ہوں کیونکہ ضروری ہے زندگی
سانسوں کے بوجھ کو بھی اٹھایا ہے روح نے

لیکن تیرے بغیر ادھوری ہے زندگی۔۔

"اگر تمہیں معلوم جائے کہ میں نے تمہارے دوپٹے کو چھوا ہے تو شاید کبھی ہاتھ نہ لگاؤ" دوپٹے کو لبوں سے لگاتے بہت کرب سے سوچا اور اسے چہرے پر ڈالتا بیڈ پر ڈھیر ہو گیا۔ہاتھ اس تکیے پر پڑا تھا جس پر دو راتوں سے وہ جانِ حیات سو رہی تھی۔اسکے لبوں پر ایک دلکش مسکراہٹ بکھر گئی۔روز حوریہ عثمان کی موجودگی اسکی شب بیداری کا سبب بنتی تھی آج اسکی خوشبو زمور داؤد کے گرد ڈیرہ ڈالے بیٹھی تھی۔اسکے تکیے کو خود سے لگا کر گہری سانس بھرتا آنکھیں موند گیا۔۔

*****

"حور بیٹا کن سوچوں میں گم ہو کچھ کھا ہی نہیں رہیں۔۔"عثمان صاحب نے اسے سوچوں میں گم دیکھ ٹوکا۔

"ناشتہ صحیح طرح کرو بیٹا"مہرین صاحبہ اسکے سامنے ایپل جوس رکھتیں بولیں

"مجھے بات کرنی ہے آپ لوگوں سے"پلیٹ کھسکاتے ایک نظر ان دونوں کو دیکھا۔

"کیا بات ہے سب خیریت ہے نا"مہرین صاحبہ کے دل میں عجیب سے وہم نے سر اٹھایا تھا۔ابھی تو دو دن ہی ہوئے تھے اسے رخصت ہوئے۔

"وہ لوگ امریکہ واپس جارہے ہیں مگ۔۔مگر میں نہیں جانا چاہتی وہاں۔۔"ڈبڈبائی آنکھیں لیے کہتی ان دونوں کو ایک پل کے لیے خاموش کرگئی تھی۔مہرین صاحبہ اٹھ کر اسکی برابر والی کرسی پر آگئیں

"کیوں نہیں جانا چاہتی میری بیٹی۔۔"۔محبت سے اسکی لٹیں کان کے پیچھے کیں

"میں آپ لوگوں سے دور نہیں جاؤں گی۔۔ان لوگوں سے کہہ دیں یہیں رہیں ورنہ مجھے چھوڑ جائیں"یکدم ماں کے سینے سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔انھوں نے اپنی جان کو باہوں میں سمیٹتے نم نگاہوں سے شوہر کو دیکھا وہ بھی رنجیدہ سے نظر آرہے تھے۔انہیں بھی کہاں گوارا تھا اپنے جگر کے ٹکڑے کو خود سے دور سات سمندر پار بھیجنا مگر وہ زمانے کے دستور کو بدل تو نہیں سکتے تھے۔۔

"ہم ملنے آیا کریں گے نا اپنی جان سے کیوں پریشان ہورہی ہو۔۔"اسے نرمی سے خود الگ کرنا چاہا مگر وہ نفی میں سرہلاتی دوبارہ ان کی باہوں میں منہ چھپاگئی جیسے وہ ابھی ہاتھ پکڑ کر لے جائے گا۔

"میرا بچا ادھر آؤ۔۔"عثمان صاحب چیئر کھسکاتے کھڑے ہوئے تھے۔ٹوپ کی آستین سے آنسو رگڑتی ان کے پاس آکھڑی ہوئی

"ہمارا بھی تو سوچو بری اور تمہارے بغیر رہ رہے ہیں نا۔۔اگر میرا بس چلے تو اپنی دونوں پریوں کو ہمیشہ کے لیے اپنے پاس رکھ لوں"اسکے آنسو صاف کرتے بے بسی سے بولے تھے

"تو روک لیں آپ انہیں منع کریں کہ نہ جائیں وہ لوگ یہاں سے میں نہیں رہوں گی آپ لوگوں کے بغیر۔۔۔"آنکھیں ایک بار پھر بھرنے لگیں تھی۔ماں باپ سے جدائی کا سوچ کر ہی اسکا دل بیٹھ رہا تھا۔عثمان صاحب نے ایک گہری سانس بھرتے رسٹ واچ میں ٹائم دیکھا۔

"او نو۔۔حور بابا کو لیٹ کروادیا آپ نے۔۔جلدی سے آنسو پونچھو ورنہ آج کینسل کرنا پڑے گا جانا"اسکے آنسو رکوانے کے لیے کوئی بات تو بنانی ہی تھی ورنہ جو مسئلہ وہ لے کر بیٹھی تھی اس کا بھلا کیا حل تھا ان کے پاس۔

"نہیں میں نہیں پونچھ رہی آپ میری بات نہیں سن رہے۔۔"خفگی سے انہیں دیکھتی چیئر کے کنارے کو ناخن سے کھرچنے لگی۔ان دونوں کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی

"اچھا ٹھیک ہے میں زمور اور داؤد دونوں سے بات کروں گا کہ جلد از جلد اپنا بزنس پاکستان سیٹل کریں۔۔مگر میری بھی ایک شرط ہے۔۔"اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہے تھے

"کیا۔۔"اس نے ناسمجھی سے انہیں دیکھا

"ان کے یہاں سیٹل ہونے تک تمہیں وہاں ان کے ساتھ بغیر آنسو بہائے رہنا ہوگا بولو منظور ہے؟"

"لیکن کب تک میں جانتی آپ بس میرا دل رکھنے کے لیے کہہ رہے ہیں۔۔"ناراضگی سے کہتی پھر آنسو بہانے لگی۔عثمان صاحب اپنا بےساختہ امڈ آنے والا قہقہہ نہ روک سکے۔حوریہ نے خفگی سے انہیں دیکھا تھا وہ فوراً سیریس ہوتے اسکے برابر میں بیٹھے۔

"زمور سے کہونگا نہیں بلکہ ڈانٹوں گا کہ یہیں شفٹ کرے سب اور تمہیں ہر مہینے پاکستان بھیجے ٹھیک ہے اب"اس بار تھوڑا کڑک لہجے میں بولے تھے، حوریہ غور سے ان کے تاثرات دیکھنے لگی کہیں جھوٹ تو نہیں بول رہے۔۔

"شک کررہی ہو۔۔"انہوں نے خفگی سے گھورا

"میں مس کروں گی آپ لوگوں کو۔۔"رندھی ہوئی آواز میں کہتی سر جھکا گئی۔

"میرا بچہ وی ول مس یو ٹو۔۔۔چلو اب شام میں بات ہوگی اس ٹوپک پر ابھی بابا کو اجازت دو"اسکا ماتھا چومتے اٹھ کھڑے ہوئے کیونکہ آفس سے پہلے ہی بہت لیٹ ہوچکے تھے۔وہ بھی دھیرے سے اللہ حافظ کرتی انہیں جاتا دیکھنے لگی۔

"میرے بیٹے کو کس بات کا خوف ہے؟"کب سے خاموش بیٹھیں مہرین صاحبہ اس کے نزدیک آئیں اور اسکا دودھیا نازک ہاتھ تھام لیا۔حوریہ نے ایک نظر انہیں دیکھا اور دوبارہ سر جھکا گئی۔

"اچھا بتاؤ بھابھی اور بھائی صاحب کا رویہ کیسا لگا؟"

"ٹھیک ہیں بس۔۔"بیزاری سے بولی

"کیوں میری بیٹی کا خیال نہیں رکھا کیا"اسکی ٹھوڑی پکڑ کر بولیں

"رکھتے ہیں مگر مجھے ان لوگوں میں بیٹھنا اچھا نہیں لگتا۔۔"

"ابھی عادت نہیں نا اسی لیے ایسا فیل ہورہا ہے اچھا اور زمور؟"گہری نظروں سے اسے دیکھا حوریہ کے تاثرات پل میں بگڑے تھے

"اس گھٹیا انسان کی بات مت کریں۔۔"لہجے میں بس نفرت اور ناگواری تھی

"تمہارے قریب آیا؟"ان کی بات پر حوریہ کا چہرہ یکدم تپ اٹھا

"قریب۔۔وہ گھٹیا انسان کوشش بھی نہیں کرسکتا میرے پاس آنے کی۔۔۔مجھے اسکی نگاہیں بھی برداشت نہیں ہوتیں"زہریلے لہجے میں پھنکارتے کل صبح کا منظر دماغ میں گھوم گیا۔مہرین صاحبہ ایک گہری سانس بھر کر رہ گئیں۔

"اچھا یہاں آنے کی اجازت تو لی تھی نا۔۔۔"

"ہاں عائلہ آنٹی کو بتادیا تھا بس۔۔اور بری کیوں نہیں آرہی اسے بلائیں نا"چیئر سے اٹھتے غصے سے بولی آج کل ہر چھوٹی چھوٹی بات پر غصہ آرہا تھا۔

"کیا ہوگیا ہے حور آجائے گی رات کو ہی تو کہا ہے تم نے۔۔"ہنستے ہوئے بولیں وہ بھی منہ بسورتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

****

"حور۔۔۔"بریرہ اسے پکارتی کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

"چلو بعد میں بات کروں گی تم سے"کال کاٹتے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا

"زمور بھائی آئے بیٹھے ہیں۔۔نیچے آؤ۔۔"جتنے اطمینان سے وہ بولی تھی اتنی ہی تیزی سے اسکے تاثرات بگڑے تھے۔

"تو بیٹھا رہے مجھے کیوں بتارہی ہو"نخوت سے کہتے بالوں کی پونی ٹیل بنائی اور بیڈ پر آگئی۔اسے یہاں آئے دو دن ہوچکے تھے بریرہ بھی کل سے یہیں موجود تھی۔

"کیا مطلب بیٹھے رہیں ایک گھنٹے سے بیٹھے ہوئے تو ہیں ماما دو بار خالدہ کو بھجوا چکیں۔۔آؤ نیچے۔۔"اسکے انداز پر ڈپٹ کر بولی

"دیکھو بری۔۔۔"انگلی اٹھا کر کہتے اسکی سمت دیکھا مگر دروازے پر ایستادہ شخص کو دیکھ یکدم لب بھینچ گئی۔بریرہ نے پلٹ کر دیکھا بلیک پینٹ اور انڈیگو شرٹ پہنے زمور داؤد اپنی مقناطیسی شخصیت لیے کھڑا تھا۔

"آئیں بیٹھیں زمور بھائی میں کوفی لاتی ہوں آپ دونوں کے لیے"مسکرا کر بولی وہ بھی سر ہلاتا اندر داخل ہو گیا جبکہ وہ بریرہ کی بات پر کرنٹ کھاتی بیڈ سے اتری تھی۔

"کوئی ضرورت نہیں۔۔۔"ناگواری سے بریرہ سے مخاطب ہوئی مگر وہ اسے گھورتی باہر نکل گئی۔

"گھر نہیں چلنا کیا۔۔"دوستانہ لہجے میں کہتا اسکے سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ گیا۔حوریہ نے سرخ نگاہوں سے اسے دیکھا اور اٹھ کر کمرے سے جانے لگی مگر اگلے ہی پل رکنا بھی پڑا کیونکہ اسکی کلائی زمور کی گرفت میں تھی۔مڑ کر ایک نظر اپنی کلائی کو دیکھا

"ہاتھ ہٹاؤ۔۔"دھیمے مگر سرد لہجے میں بولی تھی

"گھر چلو اور سگنیچر چاہیں کچھ ڈوکومینٹس پر تمہارے۔۔۔"اسکا لہجہ نظرانداز کرتے اپنی ہی دھن میں بولا

"ہاتھ ہٹاؤ سنا نہیں تم نے۔۔"چیخ کر اپنا ہاتھ کھینچتی اسکے گال پر تھپڑ رسید کر گئی۔۔پورا کمرا اسکے تھپڑ کی آواز پر گونج اٹھا تھا۔زمور کتنے ہی پل ساکت کھڑا اسے دیکھتا رہ گیا تھا اس نے صرف زمور داؤد کو نہیں بلکہ اسکی مردانگی کو تھپڑ مارا تھا وہ بھی صرف اسے چھونے پر!!اپنی حرکت کی سنگینی کا احساس ہوا تو حوریہ ایک پل کے لیے بلکل زرد پڑھ گئی نگاہیں اسکی ضبط سے سرخ پڑھتی آنکھوں سے ٹکرائیں تو دل یکدم اچھل کر حلق میں آگیا۔قدم قدم پیچھے ہٹتی اس سے دور ہونے لگی مگر بیڈ نے مزید پیچھے ہونے سے روک دیا تھا۔

"ریڈی ہو کر نیچے آؤ۔۔"اسکی زرد پڑھتی شکل دیکھ خود کو نارمل کرتا لمبے لمبے ڈگ بھر کر باہر نکل گیا جبکہ وہ کتنی ہی دیر تک بے یقینی سے دروازے کو گھورتی رہ گئی۔وہ تو سمجھ رہی تھی کہ یہ وحشی اب اسے نہیں چھوڑے گا آخر کوئی عام حرکت تو نہیں کی تھی اس نے ایک نظر ہاتھ کو دیکھا جو اب تک سن ہو رہا تھا۔لب کاٹتی کشمکش میں بیٹھی تھی کہ اسکے ساتھ جائے یا نہیں۔۔

"بیٹا ریڈی نہیں ہوئیں اب تک زمور کب سے ویٹ کر رہا ہے"مہرین صاحبہ بھی اسی وقت کمرے میں چلی آئیں تھی۔

"میں۔۔میں کل ڈرائیور کے ساتھ چلی جاؤں گی ماما۔۔"انکا ہاتھ تھامتی منت سے بولی

"میرا بیٹا میں نے بھی یہی کہا تھا اس سے کہ کل خود لے آؤں گی مگر کہہ رہا ہے کچھ ڈاکومنٹس ہیں جن پر تمہارے سیگنیچر چاہیں ارجنٹ۔۔"اسکے گال پر ہاتھ رکھتیں پیار سے بولیں۔اسکی آنکھوں میں بے بسی سے نمی جمع ہونے لگی جسے پیتی سر ہلا گئی۔وہ واقعہ بھی انہیں نہیں بتا سکتی تھی جو اپنے غصے میں انجام دے دیا تھا۔

"کیا بدلہ لے گا۔۔مارے گا یا پھر۔۔"منہ پر چھپکے مارتے دل یکدم کانپ اٹھا۔حلق میں ایک کڑوا گولہ سا اٹکنے لگا تھا۔سب کو خداحافظ کرتی لرزتے قدموں سے پورچ میں آئی۔وہ کار میں بیٹھا اسی کا انتظار کر رہا تھا۔کانپتے ہاتھوں سے بیک ڈور کھولنا چاہا مگر وہ لاک تھا یعنی اسکے برابر میں بیٹھنا تھا۔

"حوریہ بی بریو۔۔"تمام تر سوچوں کو جھٹکتی اسکے برابر میں آبیٹھی۔وہ بے تاثر چہرہ لیے خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔اس نے اپنا پورا رخ کھڑکی کی جانب موڑا ہوا تھا۔زندگی میں پہلی بار اس شخص کے ساتھ سفر کر رہی تھی دل بری طرح دھڑک رہا تھا کوئی دعا بھی یاد نہ تھی کہ ورد کرلیتی بس دل میں

"یااللہ مدد"سے ہی کام چلا رہی تھی۔ تبھی کار جھٹکے سے رکی تھی۔اسنے چونک کر زمور کو پھر باہر کی جانب دیکھا۔یہ کسی آفس کی پارکنگ تھی۔زمور کار سے اتر کر اسکی جانب آیا اور دروازہ کھولا۔

"پانچ منٹ کا کام ہے باہر آجاؤ۔۔"نرم لہجے میں بولا جبکہ نگاہیں اردگرد کا جائزہ لے رہیں تھی جیسے اس پر نظر نہ ڈالنے کی ناکام سے کوشش ہو۔وہ لب کاٹتی خاموشی سے اتر گئیاس کے علاوہ چارہ بھی کیا تھا۔تقریباً دس میں اسکے سگنیچر لے کر وہ لوگ فارغ ہوتے واپس کار میں آبیٹھے۔اس بار گاڑی کا رخ "زمور پیلس"کی جانب تھا۔دو دن بعد ان لوگوں کی فلائٹ تھی۔

"آئی ایم سوری مجھے تمہیں ٹچ نہیں کرنا چاہیئے تھا۔۔"کار کی خاموشی میں زمور داؤد کی گھمبیر آواز گونجی تھی حوریہ نے چونک کر اسے دیکھا۔اسکی نظریں ونڈ اسکرین پر تھیں۔وہ خاموشی سے رخ موڑ گئی۔لبوں پر ایک زہر خند مسکراہٹ تھی اسکی روح پر لگے زخم زمور داؤد کی سوری یا ایک تھپڑ سے نہیں بھرسکتے تھے۔اسے اس شخص سے صرف خوف اور نفرت محسوس ہوتی تھی اسکے علاوہ تیسرا اور کوئی جذبہ نہ تھا اور نہ کبھی ہوسکتا تھا۔۔

*****

"زوباریہ مجھے بات کرنی ہے تم سے۔۔"زمور کی جگہ وہ تین دن سے نیویارک گیا ہوا تھا آج ہی واپسی ہوئی تھی اور ان تین دن میں اس نے بس اس دشمنِ جاں کے بارے میں سوچا تھا اور فیصلہ کرلیا تھا کہ اپنا حالِ دل اسے سنا ہی دے گا۔

"جی۔۔بولیں۔۔"بکس شیلف میں رکھتے ایک نظر اسے دیکھا۔شہریار کی نظریں خود پر محسوس کرتی نامحسوس انداز میں رخ بدل گئی۔

"تم ماموں کے ساتھ نہیں گئیں آج۔۔" بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہمت مجتمع کررہا تھا۔کوئی نہیں کہہ سکتا تھا یہ وہی شہریار رضا ہے جو زمور داؤد کا رائٹ ہینڈ بن کر بڑی بڑی ڈیلز فائنل کروا دیتا تھا۔

"یہ بات کرنی تھی آپ نے مجھ سے۔۔" تعجب سے پلٹ کر اسے دیکھا۔شہریار کا دل چاہا اپنی بیوقوفی پر ماتھا پیٹ لے

"نہیں کچھ اور بات کرنی ہے تم۔۔" وہ کچھ کہنا ہی چاہ رہا تھا کہ کمبخت فون بج اٹھا۔

"ایک سیکنڈ۔۔" پینٹ کی پاکٹ سے موبائل نکالا مگر آنے والی کال نظرانداز کی جانے والی نہ تھی

"حور۔۔" لبوں سے بےاختیار نکلا تھا اس کے چہرے کی چمک،لبوں پر کھلتی مسکراہٹ اور پکارے جانے والے نام نے زوباریہ کو چونکا دیا تھا۔اس سے ایکسکیوز کرتا کھڑکی کے پاس آگیا۔

"کہاں تھیں اتنے دن سے حور پورے بیس دن بعد کانٹیکٹ کیا۔۔کہاں تھیں۔۔۔موبائل کیوں بند کیا ہوا تھا" کال رسیو کرتے ہی اس پر سوالوں کی بارش کردی۔

"شہریار رضا میں کچھ بولوں یا فون بند کردوں۔۔" اسکے نون اسٹاپ بولنے پر تپ کر بولی شہریار قہقہہ لگاگیا

"اچھا بول لو دو جملے تو بولتی ہو احسان کرکے اب بتاؤ کہاں غائب ہو" وہ بھی روٹھے روٹھے لہجے میں بولا۔زوباریہ نجانے کیوں تجسس کے ہاتھوں مجبور وہیں کھڑی اسکی باتیں سن رہی تھی نظریں بظاہر بک پر تھیں۔

"میری شادی ہوگئی ہے شیری۔۔" اسکی بھیگی ہوئی آواز پر شہریار بھونچکا کررہ گیا

"کب۔۔کس سے۔۔اور رو کیوں رہی ہو یار" وہ صحیح معنوں میں پریشان ہوگیا تھا

"ماما بابا کی مرضی سے۔۔میں کچھ نہیں کر سکی" آنکھوں کے کنارے صاف کرتے بمشکل خود پر بند باندھے

"کیا لڑکا تمہیں پسند نہیں؟" اسکے لہجے سے وہ یہی اندازہ لگا سکا

"نہیں شیری۔۔۔۔مجھے بلکل نہیں پسند۔۔وہ اچھا نہیں ہے۔۔ماما بابا نے مگر میری ایک نہ سنی اب جب میری لاش انہیں کسی دن پڑی ملے گی تب انہیں اپنے غلط فیصلے کا احساس ہو گا" رنجور لہجے میں کہتی شہریار کا دل دہلا گئی

"پاگل ہو۔۔کیسی باتیں کر رہی۔۔وہ ماں باپ ہیں دشمن نہیں ہیں تمہارے" ڈپٹ کر بولا۔حوریہ کے لبوں پر ایک تلخ مسکراہٹ بکھر گئی۔۔

"اچھا میں ایک دو ماہ میں پاکستان چکر لگاؤں گا لگے ہاتھوں تمہارے بندے کو بھی دیکھ لونگا" ہلکے پھلکے انداز میں کہتے اسکا موڈ بدلنا چاہا

"کوئی فائدہ نہیں شہریار رضا میں کل یہ ملک چھوڑ کر جا رہی ہوں ہمیشہ کے لیے۔۔بس یہی انفارم کرنے کے لیے فون کیا تھا۔۔۔"نم آنکھوں سے مسکراتے بہت دھیمے لہجے میں کہتی کال کاٹ گئی جبکہ دوسری جانب کھڑا شہریار ہکا بکا سا ہیلو ہیلو کرتا رہ گیا تھا۔دوبارہ اسے کال ملانے کی کوشش کی مگر نمبر بند جا رہا تھا۔

"کوفی پیئیں گے؟" اپنے عقب سے آتی زوباریہ کی آواز پر چونک کر پلٹا۔دماغ اب تک حوریہ عثمان کی باتوں میں الجھا تھا۔

"نہیں تھینکس اب چلوں گا میٹنگ ہے میری"رسٹ واچ میں ٹائم دیکھتا سہولت سے انکار کر گیا۔اس سرپھری کی باتوں میں وہ جو بات کرنے آیا تھا زوباریہ سے وہ یکسر بھولا چکا تھا۔اسے خدا حافظ کرتا باہر نکل گیا جبکہ وہ حیرانگی سے اسے جاتا دیکھتی رہ گئی تھی۔

****

"کیا میں حوریہ سے مل سکتی ہوں؟"پورچ میں گاڑی پارک کر کے اندر کی جانب بڑھ رہا تھا جب عقب سے ایک نسوانی آواز ابھری تھی۔پلٹ کر دیکھا براؤن کرتا اور بلو جینز پہنے عنایہ کھڑی تھی۔

"ارے آپ باہر کیوں کھڑی ہیں اندر آئیں۔۔۔"زمور نے خوش دلی سے کہا

"نہیں پلیز میں یہیں ٹھیک ہوں آپ اسے لان میں بلا لیں"کچھ جھجھک کر بولی اندر سے مہمانوں کی آوازیں آرہی تھیں اسے گھر میں جانا اچھا نہ لگا۔

"لیکن آپ اسطرح باہر کھڑی ہیں یہ بھی تو صحیح نہیں۔۔"

"میں۔۔میں وہاں بیٹھ جاتی ہوں۔۔"لان میں رکھیں چیئرز کی جانب اشارہ کیا

"اوکے آپ بیٹھیں۔۔میں بھیجتا ہوں اسے"ہلکہ سا مسکرا کر اندر کی جانب بڑھ گیا۔اس بارعب شخص کی پرسنیلیٹی دیکھ حوریہ کی قسمت پر رشک کیے بغیر نہ رہ سکی تھی۔

"صاحب جی زوہیب بابا آپ کو اسٹڈی میں بلا رہے ہیں"ملازم کے کہنے پر سر ہلاتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔آج شام انکی واشنگٹن کی فلائٹ تھی عثمان صاحب اور وجاہت صاحب کی فیملیز دوپہر سے یہیں موجود تھیں۔کمرے میں داخل ہوا تو وہ مہرین صاحبہ کی گود میں منہ چھپائے سسک رہی تھی جبکہ بریرہ اور عبیر نزدیک ہی نم آنکھیں لیے بیٹھی تھیں۔

"آؤ بیٹا۔۔"مہرین صاحبہ نے اپنی آنکھیں صاف کرتے اسے اندر بلایا۔زمور نے اندر داخل ہوتے ایک نظر اسکے متورم چہرے پر ڈالی جو ہاتھ کی پشت سے آنسو رگڑ رہی تھی۔

"میں ریا کو بلانے آیا تھا نیچے عنایہ آئی ہے ملنے"اگلے ہی پل اسکے چہرے سے نظریں ہٹا گیا

"عینی آئی ہے۔۔"چونک کر کہتی اٹھ کھڑی ہوئی اس نے بغور اسے دیکھا آج صبح سے رو رو کر اپنی آنکھوں سمیت زمور داؤد کے دل کو بھی زخمی کررہی تھی۔بلیک جینز اور ریڈ چھوٹا سے ٹاپ پہنے اجلت میں سلیپرز پہنتی کسی ہوا کے جھونکے کی طرح اسکے قریب سے گزری تھی۔ایک گہری سانس بھرکر اسکی خوشبو اپنے اندر اتارتا خود بھی باہر کی جانب بڑھ گیا۔

"عینی۔۔۔"لان میں آتے ہی بے تابی سے اسکے گلے سے لگ گئی۔

"اچھا ہوا تم آگئیں میں یہی سوچ رہی تھی تم سے کیسے ملوں گی"اسکے ساتھ بیٹھتے نم لہجے میں بولی

"اور جیسے میں جانے دیتی تمہیں خود سے دور ہونہہ"اپنی آنکھ کا کنارہ صاف کرتے روٹھ کر بولی

"یہ کیا حشر کرلیا ہے تم نے اپنی آنکھوں کا۔۔کوئی کہہ سکتا ہے یہ ایک ہفتے پرانی دلہن ہے۔۔"اسکی سوجی آنکھوں پر عنایہ کی نظر اب پڑی تھی۔۔

"کیا بکواس ہے۔۔تم لوگوں کو چھوڑ کر جانا آسان ہے کیا۔۔"گھور کر اسے دیکھا

"ہاں یہ تو ہے۔۔۔ویسے پھر کب آؤ گی واپس میری تو کوئی دوست بھی نہیں تمہارے علاوہ"حوریہ کا سرد ہاتھ تھام گئی

"میں نہیں جانتی عینی پھر کب آنا ہو پھر کبھی ہم ملیں بھی یا نہیں"لب کاٹتے بہت مدھم آواز میں کہتی سرجھکا گئی

"ایسے کیوں کہہ رہی ہو ہم کیوں نہیں ملیں گے تم نہیں بھی آؤ میں آجاؤں گی وہاں تم سے ملنے "اسے خود میں بھینچتی دھونس بھرے لہجے میں بولی۔حوریہ کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"ویسے ایک بات کہوں۔۔" نظریں ترچھی کر کے اسے دیکھا

"کیا"

"یہ زمور بھائی ماشاءاللہ سے ہیں بڑے ہینڈسم کہاں سے ڈھونڈا ہے تم نے "آنکھ مارتے شرارتی لہجے میں بولی حوریہ کو لگا کسی نے کڑوے بادام اس کے منہ میں گھول دیے ہوں

"کیا خاص ہے اس میں جو ایسے کہہ رہی ہو" لہجے میں اتنی ناگواری تھی عنایہ چونکے بغیر نہ رہ سکی۔

"پاگل تو نہیں ہوگئیں۔۔اتنے اچھے ہیں اور جیسے ریسیپشن میں سارا وقت ٹکٹکی باندھے تمہیں دیکھا ہے انہوں نے او مائی گاڈ۔۔۔میں سمجھی لو میرج ہے۔۔"اسکے کندھے پر چپت لگاتی کھکھلا کر ہنس پڑی جبکہ وہ ضبط و غصے سے سرخ پڑھ گئی تھی۔

"شٹ اپ۔۔" بھینچے ہوئے لہجے میں بولی۔اس سے پہلے کہ مزید کچھ سخت کہتی ملازم ناشتے کی ٹرالی لے آیا تھا۔پھر سارا وقت وہ لوگ اِدھر اُدھر کی باتیں کرتی رہیں تھی مگر شعیب وجاہت کے زمور پیلس میں داخل ہونے پر عنایہ کو اٹھنا پڑا تھا۔حوریہ اسے خدا حافظ کہتی اپنے کمرے میں آگئی لیکن عنایہ کی چھچھوری باتوں نے اسکے اندر غصے کا ایک نیا لاوا پکا دیا تھا جسے زمور داؤد کے آگے ہی پھٹنا تھا۔

*****

آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے وہ باپ کو دیکھ رہی تھی۔کچھ دیر میں اناؤنسمینٹ ہونے والی تھی پھر جانے کب انہیں دیکھتی ان کے گلے سے لگتی۔۔۔وہ اسے خود سے اتنا دور بھیج رہے تھے۔اس لمحے اسے خود پر قابو پانا مشکل ہوگیا۔

"بس میرا بیٹا اور کتنا روئے گا"اسے سینے لگاتے تھپکنے لگے۔سب ہی انہیں ائیرپورٹ چھوڑنے آئے تھے۔

"مجھے نہیں جانا بابا۔۔"ان کے گرد ہاتھ باندھے گھٹی گھٹی سسکیاں لے رہی تھی۔عثمان صاحب اور مہرین صاحبہ کی آنکھیں بھی بھیگنے لگیں تھی۔عائلہ خاتون اور داؤد صاحب باپ بیٹی کی اس محبت پر مسکرارہے تھے جبکہ زمور خاموشی سے اپنی دشمنِ جاں کو دیکھ رہا تھا۔پاکستان لوٹتے وقت اسکے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ واپسی کا سفر اتنا مسرور اور پُرکیف ہوگا۔۔اسکی جانِ حیات کے ساتھ ہوگا۔وہ اسکی تھی اور اسکے ساتھ اسکی دنیا میں جارہی تھی۔دل کی دنیا میں جیسے جشن کا سماء تھا۔اب وہ اسکی موجودگی محسوس کرسکتا تھا اسکا دیدار کرکے آنکھیں ٹھنڈی کرسکتا تھا۔اپنے ویران گھر میں اسے چلتے پھرتے دیکھ سکتا تھا۔

"زمور ہر مہینے لے کر آنا ہے تم نے میری بیٹی کو۔۔ورنہ میں آکر خبر لےلوں گا تمہاری"عثمان صاحب نے مصنوعی رعب سے کہا

"میں پوری کوشش کروں گا انکل کہ انہیں کوئی شکایت نہ ہو۔۔"اپنے مخصوص ٹھہرے ہوئے انداز میں کہتے اس پر سے نگاہیں ہٹالیں جو اب آنسو پونچھتی باری باری سب کے گلے مل رہی تھی۔

"تو بھی چکر لگائیو آئی سمجھ۔۔"زوہیب سے گلے ملتے دھونس بھرے لہجے میں بولا۔اناؤنسمینٹ ہوچکی تھی وہ لوگ الوداع کرتے آگے بڑھ گئے تھے۔حوریہ نے نم نگاہوں سے پلٹ کر اپنی فیملی کو دیکھا

سب بہت پیچھے رہ گئے تھے۔اسے اب ان انجان لوگوں کے ساتھ آگے بڑھنا تھا تبھی ساتھ رکے زمور نے کوٹ اسکی جانب بڑھایا۔حوریہ نے نفرت بھری نگاہ اس پر ڈالی اور نظرانداز کرتی آگے بڑھ گئی۔زمور داؤد کا ہاتھ خودبخود ہی پیچھے ہوگیا صرف جگہ بدل رہی تھی حوریہ عثمان نہیں اسکے دل میں موجود نفرت نہیں۔۔تلخی سے مسکرایا اور سر جھٹکتا اسکے پیچھے ہی چل پڑا۔۔

*****

اسے یہاں آئے ایک ماہ ہوچکا تھا اور اس ایک ماہ میں عائلہ خاتون اور داؤد صاحب ہی تھے جن سے اسکی بات ہوجاتی تھی وہ اکثر اسے اپنے ساتھ باہر لے جاتیں اب وہ کافی حد تک اس شہر سے واقف ہوچکی تھی۔زمور داؤد یہاں آتے ہی ایسا مصروف ہوا تھا کہ اسے بس ویک اینڈ پر ہی نظر آتا تھا جس میں سے زیادہ تر وقت اسٹڈی میں ہی رہتا۔اسے نہیں معلوم تھا وہ رات کے کس پہر روم میں آتا تھا اور کب واپس چلا جاتا کیونکہ جس وقت وہ سو کر اٹھتی وہ جاچکا ہوتا تھا۔عائلہ خاتون سمیت دونوں باپ بیٹے کی زندگی بہت مصروف تھی۔بظاہر اسے کسی قسم کا مسئلہ نہ تھا وہ جو سمجھ رہی تھی کہ وہ درندہ اسے تنہا سمجھ کر حملہ کرنے کی کوشش کرے گا اب ایسا کچھ نہ ہوا تھا۔اکثر کام کے سلسلے میں اتنا مصروف رہتا کہ تین تین چار چار دن گھر نہ آتا اور اپنے پینٹ ہاؤس پر ہی رک جاتا تھا۔عائلہ خاتون نے کئی بار اس سے پینٹ ہاؤس چلنے کو کہا مگر وہ صاف ٹال جاتی تھی۔پھر انہوں نے بھی اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا۔وہ اس سے کسی بھی کام میں زور زبردستی نہیں چاہتی تھیں۔ان چند دنوں میں اس نے یہ بات بہت اچھی طرح محسوس کی تھی کہ دونوں باپ بیٹا ایک دوسرے سے ہمکلام نہیں ہوتے تھے اور اگر کبھی ہو بھی جائے تو بس تلخ کلامی ہی ہوتی تھی۔اسے نشہ کیے ایک ماہ سے بھی اوپر ہوچکا تھا کئی بار زمور داؤد کی سگریٹ کیس پڑے دیکھے مگر شدید خواہش کے باوجود

اٹھانے کی ہمت نہ کرسکی تھی لیکن اب تنہائی اور خالی دماغ نے اسے پاگل کردیا اور یہ صرف ایک ہی چیز سے دور ہوسکتا تھا۔وہ اب تک اکیلی گھر سے ایک بار بھی نہ نکلی تھی ہمیشہ ڈرائیور اور زمور کا گارڈ سائے کی طرح ساتھ رہتا تھا۔وہ عائلہ خاتون کے ساتھ آتے جاتے کئی کلب دیکھ چکی تھی وہاں جانا مشکل نہ تھا مگر یہاں سے اکیلی کیسے نکلتی یہ مشکل تھا۔

وائٹ جینز پر نیوی بلو ٹاپ پہنے کمرے میں ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہی تھی۔ایک نظر ونڈو سے پار دیکھا برف باری تھم چکی تھی گھر کا لان اور ڈرائیو وے برف کی چادر سے ڈھکا تھا مگر ہیٹر کی وجہ سے گھر کے اندونی ماحول پر اثر انداز نہ ہوپارہا تھا۔وہ ہپینٹائس ہوکر باہر کی جنت کو دیکھنے لگی بچپن میں جب بھی نادرن ایریاز جانے کا پروگرام بنتا تھا وہ جانے کی کبھی ہامی نہیں بھرتی تھی لیکن اب دل چاہ رہا تھا اپنا ہر غم بھلائے اس برف میں جاکر کھیلے۔لبوں پر ایک خوبصورت مسکان آئی تھی۔اونچے سول والے جوتے پہن کر اپنا ڈارک بلو گھٹنو تک آتا کوٹ لیے کمرے سے باہر نکل گئی۔گھر میں دو ملازم ہر وقت موجود رہتے تھے۔جیک اور لورا یہ گھر کے پرانے ملازمین تھے مگر وہ بھی چھ بجے چھٹی کرکے چلے جاتے تھے۔

"آنٹی کہاں ہیں۔۔۔" نیچے آکر لورا سے پوچھا وہ ویکیوم کلینر سے لاؤنج کی صفائی کررہی تھی۔

"باہر گئی ہیں میڈم سر کے ساتھ کچھ دیر پہلے۔۔۔" اسکی بات پر سر ہلاتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔شاید اس سے اچھا موقعہ اسے دوبارہ نہیں ملنا تھا۔

"میم آپ کہاں جارہی ہیں۔۔" وہ مین گیٹ عبور کررہی تھی جب جیک کی آواز پر پلٹی اور ناگواری سے اسے دیکھا

"کیا مطلب۔۔ تمہیں بتاکر جاؤں گی؟" اسکے لہجے کی ناگواری پر وہ ایک پل کے لیے گڑبڑا گیا تھا۔

"آئی مین آپ کو اس ایریا کا اتنا معلوم نہیں سر نے اکیلے نکلنے سے منع کیا ہے۔۔"وہ سر جھکائے مودب انداز میں بولا۔حوریہ کی غصے سے دماغ کی نس ابھر گئی مگر اپنی بیوقوفی سے یہ موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دے سکتی تھی۔

"میں زیادہ دور نہیں بس اسی ایریا میں ہوں لہٰذا کسی سیکیورٹی کی ضرورت نہیں۔۔بتادینا اپنے سر کو" تحکم بھرے لہجے میں کہتی باہر نکل گئی جبکہ وہ بےبسی سے اسے جاتا دیکھتا رہ گیا تھا۔

*****

اپنی کتابیں سمیٹ کر صوفے کی پشت سے سر ٹکاتی آنکھیں موند گئی۔نیا سیمسٹر شروع ہوچکا تھا۔اس بار دلجمعی سے پڑھ رہی تھی کہ شہریار کی کوئی مدد نہ لینی پڑے۔وہ آفس کے کاموں میں خود بھی بہت مصروف تھا پندرہ دن سے شکاگو گیا ہوا تھا اور اسی وجہ سے وہ اسٹال کو بھی زیادہ ٹائم نہیں دے پارہی تھی۔زمور کو آئے ایک ماہ ہوچکا تھا مگر اب تک ایک جھلک بھی نہ دیکھی تھی اُسکی۔اس بار گھر پر ایک چکر بھی نہ لگایا تھا جبکہ آفاق صاحب سے ملنے اسٹال پر جاچکا تھا۔

"تو تم سے ملنے کیوں آئیں گے وہ.."لبوں پر ایک تلخ مسکراہٹ ابھری تھی۔اپنے اندر بہت خالی خالی سا محسوس ہونے لگا تھا۔

"نجانے کیسی ہوگی آپ کی بیوی ضرور آپ کی طرح شاندار،نرم دل محبت اور خلوص کی مٹی سے گوندھی۔۔۔"آنکھ کا گوشہ صاف کرتے رشک بھرے انداز میں سوچا۔وہ شخص تھا ہی اتنا شاندار اسے ایک پرفیکٹ لڑکی ہی جچتی اور جو لڑکی زوباریہ آفاق کی محبت کا عشق تھی اسے دیکھنے کا اشتیاق کیوں نہ ہوتا اسے۔۔۔

"یا اللہ میں کیوں خود کو ان کے بارے میں سوچنے سے روک نہیں پارہی۔۔"اپنی بے بسی پر اسے جی بھر کر رونا اور غصہ بیک وقت آیا اور جھنجھلاتے ہوئے سامان سمیٹنے لگی تبھی اسکا فون بج اٹھا اور "ڈینور کالنگ"نے اسکا موڈ مزید خراب کردیا۔یہ شخص ایک جوگ بن کر چپک گیا تھا۔اسے اپنا نمبر دینا دنیا کی سب سے بڑی غلطی لگ رہا تھا۔

"ہیلو۔۔"اپنی ناگواری چھپا نہ سکی

"ہائے زوبی۔۔اگر تم فری ہو تو ہمارے ساتھ ڈنر پر چل رہی ہو"اسکی آفر پر زوباریہ نے دانت پیس کر موبائل کو دیکھا جیسے وہ جب بھی فری ہوتی تھی اسکے ساتھ وقت گزارتی تھی۔

"نہیں میں بہت بزی ہوں تھنکس فار آسکنگ"مروتاً بولی

"اچھا کیا ہم کل چل سکتے ہیں ڈنر یا کافی پر پلیز"

"نہیں شکریہ میں کل بھی فری نہیں تم کسی اور کو لے جاؤ"اس بار قدرے بیزاری سے بولی

"تم اگنور کررہی ہو مجھے۔۔"اسکے مایوسانہ انداز پر زوباریہ کو کوفت سی ہونے لگی۔بھلا اسے ضرورت ہی کیا تھی اس سے بات کرنے کی۔۔

"میں کیوں اگنور کروں گی تمہیں۔میں سچ میں کسی کے ساتھ ایسے نہیں جاتی۔۔"

"تم یونی سے بھی کسی بھوت کی طرح سے غائب ہوجاتی ہو۔۔مجھے کچھ اسٹڈیز سے ریلیٹڈ بھی ڈسکس کرنا ہے"وہ جیسے ہر صورت اس سے ملنا چاہتا تھا۔

"میں کیا کرسکتی ہوں پھر تم یونی میں ہی ڈسکس کرلینا۔۔"رکھائی سے بولی۔دوسری جانب چند پل کے لیے خاموشی ہوئی تھی اور پھر رابطہ منقطع کردیا گیا تھا۔اس نے موبائل کان سے ہٹاکر سکون کا

سانس بھرتے کندھے اچکائے اور صوفے پر ڈال دیا۔یہ واحد اچھا کام تھا جس کی امید اسے اس شخص سے نہ تھی۔

*****

جس وقت وہ گھر لوٹی شام کے چھ بج رہے تھے۔اپنی حالت پر قابو پاتی کسی کی نظر پڑھنے سے پہلے روم کی جانب بڑھنے لگی لاؤنج سے عائلہ خاتون کی آوازیں آرہی تھی اسکا مطلب تھا وہ آچکیں تھی۔لب کاٹتے بال کان کے پیچھے اڑسے اور ہلکہ سا سر نکال کر گلاس ڈور کو ذرا سا کھولا وہ سامنے صوفے پر بیٹھیں لورا کو کچھ ہدایات کررہیں تھی۔لاؤنج کراس کرتی تیر کی تیزی سے سیڑھیوں کے پاس آئی تھی۔

"حور بیٹا۔۔"ان کی آواز پر اس نے سختی سے اپنی آنکھیں میچیں مگر کوئی بھی توجہ دیے بغیر تیزی سے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔اس وقت حالت ایسی نہ تھی کہ ان کے کسی بھی سوال کا جواب دیتی۔ایک ماہ بعد نشہ کیا تھا اسی لیے آج صحیح کا دماغ پر چڑھا تھا۔کمرے میں آکر دروازہ لاک کیا اور گہری گہری سانسیں لے کر خود کو پرسکون کرنے لگی۔اس وقت کمرے میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔کھڑکی سے لان میں جلتی لائٹس کی ہلکی ہلکی روشنی کمرے میں آرہی تھی۔پرس اور کوٹ اتار کر بیڈ پر ڈالا اور خود بھی وہیں ڈھیر ہوگئی۔سر درد سے بری طرح پھٹ رہا تھا۔انگلیوں کی پوروں سے آہستہ آہستہ دبانے لگی۔۔

"کہاں تھیں۔۔۔"لائٹ اون کرتے بہت سنجیدہ لہجے میں پوچھا گیا تھا۔حوریہ کو لگا کسی نے اسکا سانس روک دیا ہو۔سر ہلکہ سا ترچھا کیا۔نیوی بلو پینٹ اور روز وائٹ شرٹ پر پینٹ کی ہم رنگ ٹائی پہنے دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا بے تاثر نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔حوریہ کا دل دھک سے رہ گیا۔یہ

تو اسکے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔اس پورے مہینے میں شاید پہلی بار اس وقت گھر پر وہ بھی اس کمرے میں نظر آیا تھا۔

"کچھ پوچھ رہا ہوں کہاں سے آرہی ہو۔۔"لہجے سے زیادہ اسکے چہرے کے تاثرات زیادہ سنجیدہ تھے۔

"تم۔۔ تمہیں جواب دینے۔۔کی پابند نہیں۔۔"بیڈ سے اٹھی اور لہجے کی لڑکھڑاہٹ پر قابو پاتے نخوت سے بولی۔بھلا اسے اس شخص سے ڈرنے کی کیا ضرورت تھی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے اگر دور ہوں تم سے تو انجان بھی ہوں؟"اسکی سنجیدگی میں ذرہ برابر فرق نہ آیا تھا۔حوریہ کا چہرہ ایک پل کے لیے زرد پڑھ تھا۔یعنی وہ جانتا تھا کہ وہ اس وقت کہاں سے آئی ہے۔

"تمہارے خبر رکھنے سے مجھے کوئی سروکار نہیں مجھ سے بات کرنے کی کوشش بھی مت کرنا آئندہ۔۔"نفرت سے اسے دیکھتی واشروم کی جانب بڑھنے لگی

"ابھی بات ختم نہیں ہوئی ریا۔۔واپس آؤ"بہت سرد لہجے میں پکارا تھا

"مت پکارا کرو اس نام سے سمجھ آئی۔۔اپنا غلیظ وجود اور نظریں دور رکھو مجھ سے"ایک جھٹکے سے پلٹتی چلائی تھی۔

"آئندہ اکیلی نہیں جاؤ گی کہیں بھی"اسکی بات نظر انداز کرتے اپنے مخصوص ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا

"اگر کوئی گارڈ یا ڈرائیور میری نگرانی کے لیے لگایا۔۔میں بھاگ جاؤں گی زمور داؤد نشہ تو کیا پھر کسی چیز سے نہیں روک سکو گے"وہ بھی اٹل و قطعی لہجے میں بولی تھی

"جو چاہے کرو نشہ نہیں کرو گی۔۔پھر میں بھی تمہاری سیکورٹی ختم کروا دونگا"وہ بھی اسی لہجے میں دوبدو ہوا

"تم مجھے اب تک وہ آٹھ سالہ بچی سمجھے بیٹھے ہو وحشی درندے جو تمہارے آگے بے بس ہو جائے گی" سرخ نگاہوں سے اسے دیکھتی پھنکاری۔ زمور کا چہرہ ضبط سے سرخ پڑھ گیا اپنے اندر اٹھتے ابال کو دبا کر بغیر اسکی بات پر توجہ دیے اسکے پرس کی جانب بڑھا تھا۔ حوریہ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا اور جیسے ہی سمجھ آیا اسکے ہوش اڑ گئے تھے۔ اسکی آج خریدی تمام ڈرگز بیگ سے نکال کر واشروم کی جانب بڑھا تھا۔ حوریہ سرعت سے بیچ میں آئی

"واپس کرو یہ۔۔" دو قدم کا فاصلہ رکھتے غصے سے چیخی

"میرے راستے میں مت آؤ ریا میں تمہیں کچھ نہیں کرنا چاہتا مگر تم خود بیچ میں آرہی ہو۔۔" تنبیہی لہجے میں بولتا قدم قدم واشروم کی جانب بڑھنے لگا۔ اسکی آنکھوں میں غصے و بے بسی سے نمی جمع ہونے لگی تھی۔

"میں تمہارا خون کر دونگی۔۔ میرے حوالے کرو یہ۔۔" پھر چلائی۔

"اسکے لیے بھی میرے پاس آنا ہوگا۔۔ آجاؤ آج یہ قصہ ہی ختم کرو۔۔" عجیب جنونی انداز میں کہتا ایک قدم اسکے نزدیک ہوا۔۔ وہ تو جیسے تیار بیٹھا تھا۔

"نفرت ہے مجھے تم سے۔۔۔ تمہارے اس غلیظ وجود سے۔۔ کاش تم مرجاؤ۔۔" نم نگاہوں سے اسے دیکھتی قدم قدم پیچھے ہٹی اور تیزی سے کمرے سے نکل گئی۔ زمور کے لبوں پر ایک پر اذیت مسکراہٹ بکھر گئی۔ شادی کے بعد سے یہ پہلا موقع تھا کہ اس نے اتنی طویل گفتگو نہیں! بلکہ لڑائی کی تھی، ورنہ تو ہمیشہ اسکا چہرہ دیکھ کر نفرت سے رخ موڑ لیتی تھی۔ وہ جان بوجھ کر گھر سے غائب رہنے لگا تھا کہ وہ اڈجسٹ ہو جائے اور یہ طریقہ کافی کار آمد بھی رہا تھا اب وہ بے فکری سے پورے گھر میں پھر لیتی تھی مگر آج اسکی نشے والی حرکت پر وہ ہر چیز بھلائے دوڑا چلا آیا تھا۔ اسے حوریہ عثمان کی

ہر لان تان اور نفرت انگیز رویہ برداشت تھا مگر وہ خود کو نقصان پہنچائے یہ زمور داؤد کو گوارا نہ تھا۔واشروم میں جاکر سارا پاؤڈر فلش کرتا گہری سانس بھر کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

*****

"تم ہوتے کون ہو اس سے بازپرس کرنے والے جواب دو مجھے"نیچے آیا تو حوریہ داؤد صاحب اور عائلہ خاتون کے گھیرے میں سرجھکائے بیٹھی تھی اور وہ ہمیشہ کی طرح اسے دیکھتے ہی وہ شروع ہوچکے تھے۔

"اب کیا ہوگیا۔۔"قدرے حیرانی سے بولا تھا۔یہ تو ممکن نہ تھا کہ حوریہ اپنے کرتوت بتادیتی۔۔

"سب کچھ کر کرا کر اب انجان بن رہے ہو۔۔"انہوں نے ناگواری سے اسے دیکھا

"کیا ہوا ہے مجھے تفصیل سے بتائیں گے؟"اس نے ناسمجھی سے ماں کو پھر انہیں دیکھا

"میری بچی کی آنکھوں میں آنسو لاکر ایسے انجان بن رہے ہو جیسے معاملے سے تعلق ہی نہ ہو"کڑے تیوروں سے اسے گھورتے دھاڑ اٹھے۔حوریہ نے ہلکہ سا سر اٹھا کر چور نظروں سے اس کی سرخ پڑھتی شکل دیکھی

"بولو کیا بت بنے کھڑے ہو اب تم دقیانوسی مردوں کی طرح اس سے پوچھ گچھ کرو گے کہ یہ کہاں تھی اور کب آئی۔۔۔"ان کی بات پر زمور کو ایک لمحہ لگا تھا سارا معاملہ سمجھنے میں۔ایک نظر اپنی زوجہ محترمہ کو دیکھا جو فوراََ نگاہوں کا زاویہ بدل گئی تھی۔عائلہ خاتون بھی غصے سے اسے دیکھ رہیں تھی

"ارے احسان مانو پیر دھو دھو کر پیو اس لڑکی کہ جو تم جیسے کو قبول کرلیا ورنہ میرا دل تو تمہاری شکل دیکھنے کو نہیں کرتا۔۔"اسے ذلیل کرتے نہایت ترشی سے بولے۔زمور نے سختی سے اپنے لب بھینچ لیے زبان سے ایک حرفِ شکایت نہ نکلا تھا۔

"آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔۔"اس سے پہلے وہ مزید عزت افزاء القابات سے نوازتے زمور بھینچے ہوئے لہجے میں کہتا واپس سیڑھیوں کی جانب بڑھنے لگا

"کیا مطلب ایسا نہیں ہوگا۔۔۔ابھی اسی وقت معافی مانگو حوریہ سے"ان کی بات پر زمور نے پلٹ کر بے یقینی سے باپ کو دیکھا جو غصیلے تاثرات لیے اسے ہی دیکھ رہے تھے جبکہ عائلہ خاتون اور حوریہ ساکت رہ گئیں تھیں۔زمور نے ایک نظر اسے دیکھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کے پاس آرکا۔

"انکل۔۔"حوریہ نے کچھ کہنا چاہا مگر تب تک وہ فرش پر دو زانوں ہوتا اسکے قریب بیٹھ چکا تھا۔نگاہیں اسکے سفید پڑھتے چہرے پر تھیں۔آہستہ سے ہاتھ بڑھاکر اسکے گود میں رکھے برف ہاتھ تھام گیا۔حوریہ کو لگا کسی نے اسکے ہاتھوں پر انگارے رکھ دیے ہوں۔نگاہیں اسکے زرد پڑھتے چہرے کا طواف کررہیں تھیں۔۔

"آئی ایم سوری مائے لو فور ایوری تھنگ آئی ڈڈ۔۔"اپنے مخصوص گھمبیر۔۔۔ٹھہرے ہوئے لہجے میں ایک ایک لفظ ادا کیا تھا۔حوریہ نے نم نگاہوں سے ایک نظر ان دونوں کو دیکھا اور ہاتھ کھینچنا چاہا مگر اب وہ اتنی آسانی سے چھوڑنے والا نہ تھا۔ایسے خوبصورت پلوں کے لیے وہ دن رات اس دشمنِ جاں سے معافی مانگ سکتا تھا۔اس حسین پل کے لیے داؤد صاحب کو شاید الگ سے شکریہ ادا کرتا۔

"چھچھوڑو۔۔"سرگوشی میں بولی زمور نے بمشکل سنا تھا

"کیا سخت ناراض ہو کہہ رہا ہوں نا سوری دیکھیں ماما اپنی بہو کو۔۔" جان کر بات کو طول دینا چاہا۔ نگاہیں اب بھی اسی پر تھیں۔ اپنے ماں باپ کھاجانے والی نظریں وہ خود پر بخوبی محسوس کر سکتا تھا۔

"اٹس۔۔اٹس اوکے۔۔" حلق میں اٹکتا گولہ اتارتے بمشکل بولی اور ہاتھ چھڑا کر تقریباً بھاگتی ہوئی وہاں سے نکلی تھی۔ زمور کے چہرے پر ایک خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی۔ اطمینان سے اٹھتے ایک نظر ان دونوں کو دیکھا جو خشمگین نگاہوں سے اسے گھور رہے تھے۔

*****

شام کا وقت تھا وہ سڑک کے کنارے کندھے پر بیگ ڈالے اپنے خیالوں میں گم چلی چلی جارہی تھی۔ کار ریسٹورنٹ کی پارکنگ میں ہی رہ گئی تھی جس کی اسے کوئی پرواہ نہ تھی آنکھوں سے آنسو زاروقطار گر رہے تھے۔ جبھی کسی نے بازو سے پکڑ کر کھینچا۔۔

"سنائی نہیں دے رہا تمہیں کب سے پکار۔۔۔" شعیب نے جھٹکے سے اسکا رخ اپنی جانب کیا مگر لفظ منہ میں ہی رہ گئے۔ وہ نم آنکھیں لیے خالی خالی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اسکی حالت پر وہ بھونچکا ہی تو گیا تھا۔

"کیوں رو رہی ہو عنایہ۔۔" اسکی بات کا بغیر کوئی جواب دیے بازو چھڑا کر آگے بڑھنے لگی مگر اسنے دوبارہ اپنے سامنے کیا

"کچھ پوچھ رہا ہوں کیوں رو رہی ہو اور ایسے اکیلی کیا کررہی ہو یہاں" اس بار قدرے سخت لہجے میں بولا اسکی یہ حالت شعیب وجاہت کو جھنجھوڑ کررکھ گئی تھی۔ یکدم ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"آؤ میرے ساتھ۔۔۔"اسکا ہاتھ پکڑتا سڑک کے کنارے رکی اپنی کار کی جانب بڑھ گیا۔وہ اس اسٹریٹ پر عبیر کے فیوریٹ ریسٹورنٹ سے آئسکریمز لینے آیا تھا مگر اسے اس طرح بغیر ڈرائیور اور کار کے تنہا چلتا دیکھ حیران رہ گیا تھا۔

"اب بتاؤ مجھے کیا بات ہے۔۔"اسے اپنے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھادیا۔

"مجھ۔۔مجھے گھر جانا ہے۔۔"اپنی حالت پر قابو پاتی آہستہ سے بولی

"میں چھوڑ آؤں گا۔۔بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے۔۔"اسکی سرخ پڑھتی آنکھوں کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔

"کچھ نہیں بس کار اسٹارٹ نہیں ہورہی تھی۔۔۔میں خود چلی جاؤں گی۔۔"لب کاٹتے کار کا ڈور کھولنا چاہا مگر شعیب چائلڈ لاک لگا چکا تھا۔

"جب تک بتاؤ گی نہیں جانے نہیں دونگا"اسکے قطعیت بھرے انداز پر عنایہ کی آنکھوں میں ایک بار پھر آنسو جھلملانے لگے

"آپ بھی مجھ پر اپنی مرضی تھوپ دیں میرے ماما بابا کی طرح۔۔کسی کو میرا خیال نہیں میری فیلنگز کی پرواہ نہیں۔۔وہ۔۔"وہ ایک پل کے لیے رکی تھی

"وہ کہنے کو تو میرے باپ ہیں مگر انہیں یہ احساس نہیں کہ۔۔کہ میں اکیلی ہوں مجھے بھی ان کی ضرورت ہے۔۔ماما اب تک نہیں لوٹیں۔۔۔مگر وہ یہاں اپنی دوسری بیوی کے ساتھ اپنے بچوں کی برتھ ڈے سیلیبریٹ کررہے ہیں"سسکتے ہوئے اپنے دل کے غم مزید نہ چھپاسکی تھی۔شعیب تاسف سے اسے دیکھ رہا تھا اور آج احساس ہوا تھا کہ وہ نشے جیسی برائی کی کیوں عادی بنی تھی۔کیا بھی ماں باپ کبھی اپنی سگی اولاد سے اسطرح لاتعلقی اختیار کرتے ہیں۔۔یہ کس قسم کے انسان تھے۔اسے جی بھر کر ان پر طیش آیا تھا۔سختی سے اپنے جبڑے بھینچ گیا۔

"اگر۔۔اگر ان کی زندگیوں میں میری جگہ نہیں تھی تو کیوں پیدا کیا مجھے مار دیتے یا کہیں پھینک کر آجاتے۔۔۔"

"ششش۔۔بس۔۔لو پانی پیو۔۔"نرمی سے اسکا ہاتھ تھامتے پانی کی بوتل قریب کی عنایہ نے یکدم چونک کر اسے دیکھا۔وہ چہرے پر نرم تاثرات لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔اسے نجانے کیوں یکدم شرمندگی نے آگھیرا نجانے کیا کیا بولتی چلی گئی اپنی بے خبری میں۔۔

"آئی۔۔آئی ایم سوری۔۔میں چلتی ہوں اب"خفت سے سرخ پڑھتے دروازے کے لاک پر ہاتھ رکھا مگر شعیب ایک بار پھر روک چکا تھا۔

"کہہ رہا ہوں نا میں چھوڑ دونگا۔۔"اس کے نرم لہجے پر عنایہ کی آنکھوں میں حیرانگی سی در آئی

"آئی ایم سوری میں۔۔نجانے کیا کیا کہہ گئی مجھے۔۔"

"اٹس اوکے۔۔مجھے برا نہیں لگا عنایہ۔۔اگر آئندہ بھی دل ہلکہ کرنا چاہو تو مجھ سے شیئر کر سکتی ہو"اسکا چہرہ دیکھتے سنجیدگی سے بولا اور کار اسٹارٹ کردی۔چند پل حیرت و استعجاب میں مبتلا اسے دیکھتی رہی پھر لب کاٹتی پانی کے چھوٹے چھوٹے گھونگٹ لینے لگی مگر دل میں خود کو ملامت کرنا نہیں بھولی تھی۔

*****

"میری بیٹی کیسی ہے؟"مسجد کے باہر لگی بینچ پر اپنے برابر میں بیٹھتے زمور کو دیکھا

"یہ تو مل کر ہی دیکھ لیجیے گا"بے نیازی سے کہتے اردگرد کا جائزہ لے رہا تھا۔آج وہ بہت دنوں بعد آفاق صاحب کی طرف آیا تھا۔حوریہ سے لڑائی ہوئے ایک ہفتہ ہوچکا تھا اور اس پورے ہفتے میں اُس نے اکیلے نکلنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

"میں حال احوال پوچھ رہا ہوں"گھور کر اسے دیکھا

"اوہ مجھے لگا شکل۔۔وہ بھی ٹھیک ٹھاک ہی ہے۔۔" سرد ہوا سے ماتھے پر آنے والے بال پیچھے کیے۔ آفاق صاحب نے بغور اسے دیکھا جو آج کافی نکھرا نکھرا اور خوشگوار موڈ میں لگ رہا تھا۔

"خوش ہو۔۔؟" اسکے چہرے کی شادابی دیکھ کوئی بھی اندازہ لگا سکتا تھا کہ وہ خوش نہیں بلکہ ہواؤں میں اڑ رہا ہے۔ زمور نے سر ترچھا کرکے انہیں دیکھا

"اگر پوچھ رہے ہیں تو ہاں۔۔ بلکہ لفظ خوشی میرے احساسات کے آگے بہت چھوٹا ہے آپ جانتے ہیں۔۔اس وقت دنیا کا سب سے خوش قسمت انسان تصور کررہا ہوں خود کو۔۔۔جسے اللہ نے اسکی سوچ سے زیادہ عطا کیا۔۔۔" لبوں پر پرکشش مسکراہٹ لیے اپنی ہتھیلی کی لکیروں کو ٹریس کررہا تھا "میں بتا نہیں سکتا آپ کو وہ میرے گھر میں میرے کمرے میں چلتی پھرتی کتنی بھلی لگتی ہے لگتا ہے میرے گھر کی ہر شے جیسے اسکی منتظر تھی میرے ساتھ وہ بھی جدائی کی اذیت سہ رہیں تھی اور اسکے آتے ہی ہر چیز مکمل لگنے لگی ہے" عجب کھوے کھوے انداز میں اپنے جذبات کا اظہار کررہا تھا لبوں پر ایک دھیمی پرسکون مسکان نے اب بھی اسکے لبوں کا احاطہ کیا ہوا تھا۔ تصور میں وہ دشمنِ جاں ہی آبسی تھی۔۔

"اور وہ خوش ہے؟" ان کے گلے سوال پر اسکے مسکراتے لب یکدم سکڑے۔ چند پل وہ یوں ہی اپنی شفاف چوڑی ہتھیلی کو گھورتا رہا۔۔

"اس معاملے میں میرا دل کچھ حد تک خودغرض بھی ہے اور بےبس بھی۔۔اگر سچ کہوں تو وہ بلکل خوش نہیں اسکے ہاتھ میں چھری تھمائی جائے تو وہ ایک لمحے کی بھی تاخیر کیے مجھ میں اتار دے گی" سر جھکائے بہت بےبسی سے کہتا ہنس پڑا مگر اس ہنسی میں چھپا کرب وہ اچھی طرح سمجھ سکتے تھے۔

"چلو جو بھی ہے تمہارے حلقے تو کم ہوئے" بینچ سے اٹھتے اپنا چھوٹا سا مفلر گردن کے گرد لپیٹنے لگے۔زمور نے چونک کر انہیں دیکھا پھر مسکراتا ہوا ان کے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا

"کہقاف کی پری اٹھا لایا ہوں کچھ تبدیلیاں تو مجھ میں بھی ہونی ہی تھیں۔۔" لہجے میں شرارت عیاں تھی وہ بھی نفی میں سر ہلاتے مسکرا دیے۔

"سنڈے کو اپنی بیٹی کو دیکھنا چاہتا ہوں سمجھ آئی" اسکے ہمراہ روڈ کراس کرتے رعب دار لہجے میں بولے۔

"اوکے باس۔۔" وہ بھی تابعداری سے سر ہلاتا ان کے ہمراہ ہی ہولیا۔سنڈے کو آفاق صاحب نے زمور کی فیملی کی دعوت رکھی تھی۔داؤد صاحب اور عائلہ خاتون کا مسئلہ نہ تھا فکر تو اسے حوریہ کی تھی جسے راضی کرنا ایک کٹھن مرحلہ تھا۔

*****

"میں تو حیران رہ گیا تھا سر کی شادی کا سن کر بڑی خاموشی سے کی ہے۔۔" آفاق صاحب کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھا باتوں میں مصروف تھا۔وہ آج ہی لوٹا تھا۔

"ہاں حیران تو میں بھی تھا۔۔خیر وہ ایسے اچانک ہی فیصلے کرتا ہے" زوباریہ کے ہاتھ سے چائے کا کپ لیا جو وہ ابھی بنا کر لائی تھی۔

"آپ نے دیکھ لیا ان کی وائف کو؟" ایک نظر زوباریہ کی مرجھائی صورت پر ڈالتے ان سے پوچھا اور اپنا کوفی کا مگ اس سے لے لیا۔

"نہیں مگر اس سنڈے انوائیٹ کیا ہے اب تم دونوں نے ہی سارے انتظام دیکھنے ہیں" مسکرا کر دونوں کو دیکھا شہریار بھی مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلا گیا۔

"تم کہاں جارہی ہو بیٹا میرے پاس بیٹھو۔۔"اسے واپس مڑتا دیکھ آفاق صاحب نے پکارہ۔

"بابا کچن سمیٹ کر آتی ہوں" بمشکل مسکراتے تیزی سے کچن میں آگئی۔سلیپ سے ٹیک لگائے گہری گہری سانسیں لے کر خود کو پرسکون کرنا چاہا وہ جتنا اس شخص سے دور بھاگنا چاہتی تھی اسے دل سے نکالنا چاہتی تھی کوئی نہ کوئی بات اس تک پہنچ ہی جاتی تھی۔وہ کیسے دیکھے گی اسکے پہلو میں کسی اور لڑکی کو؟کتنا مشکل مرحلہ تھا یہ اسکی زندگی کا وہ کبھی تصور بھی نہیں کرسکتی تھی کہ جسے وہ چاہے گی وہ کسی اور کو اسقدر ٹوٹ کر چاہتا ہوگا۔وہ لڑکی تو محبت تھی اسکی جسکے نام پر فاؤنڈیشن بنائی تھی اس نے۔۔کوئی اتنی شدت سے بھی کسی کو چاہتا ہے؟اتنے سالوں سے وہ شخص اس لڑکی سے دیوانہ وار محبت کررہا تھا بھلا اسے کیونکر نظر آتی زوباریہ آفاق؟لبوں پر ایک تلخ مسکراہٹ آگئی۔

"زوباریہ۔۔۔"شہریار کی سنجیدہ آواز پر وہ یکدم اپنی خیالوں کی دنیا سے باہر نکلی تھی۔۔

"جی۔۔"پلٹ کر اسے دیکھا۔چہرے پر ناگوار تاثرات لیے کچن میں داخل ہوا تھا

"ڈینور کی کال ہے۔۔"اسکا موبائل سامنے کیا

"تھینکس۔۔"اس سے موبائل لیتے کال ہسٹری دیکھی پانچ مس کالز آئی ہوئیں تھی

"اتنی ہی پرنسل کالز آتی ہیں تو موبائل ساتھ رکھا کرو" بھینچے ہوئے لہجے میں بولا۔اسکے لہجے اور آنکھوں میں موجود سرخی پر زوباریہ ٹھٹھک گئی تھی۔

"کیا مطلب ہے آپکا۔۔"ناسمجھی سے اسے دیکھا۔شہریار نے جبڑے بھینچتے بازو سے پکڑ کر سلیپ سے لگا دیا اس سے پہلے کہ اسکی چیخ نکلتی وہ سختی سے اسکے منہ پر ہاتھ جما گیا

"کیوں وہ ہر وقت تمہارے اردگرد منڈلاتا ہے ہاں۔۔۔کیوں تمہاری کال ہسٹری میں اسکے علاوہ کوئی نمبر نہیں ہوتا بولو۔۔"دبی دبی آواز میں غرایا تھا۔زوباریہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی پھر پورا زور لگا کر اسکا ہاتھ اپنے لبوں سے ہٹایا

"آپ ہوتے کون ہیں مجھ سے تفتیش کرنے والے میرا جو دل چاہے کرتی پھروں اسکے ساتھ۔۔"اسکی حرکت پر وہ بپھر اٹھی تھی۔دانت پیستا ایک قدم نزدیک آیا

"جان سے مار دوں گا۔۔۔اگر ایسا سوچا بھی تو سمجھ آئی۔۔"انگلی اٹھا کر تنبیہہ کرتا تیزی سے کچن سے نکل گیا جبکہ وہ سکتے کی کیفیت میں کھڑی اسے جاتا دیکھتی رہ گئی تھی۔شہریار کا اتنا شدید ردِعمل اسکی سمجھ سے باہر تھا بھلا اس کا کیا تعلق تھا وہ جسے چاہے اپنی زندگی میں شامل کرتی۔سر تھماتی وہیں دیوار سے ٹیک لگا گئی۔۔

******

"سنڈے کو آفاق انکل نے انوائٹ کیا ہے پوری فیملی کو۔۔۔"ڈنر کرتے ایک نظر حوریہ سمیت ان دونوں پر ڈالی۔وہ بہت کم ان لوگوں کے ساتھ ڈائننگ ٹیبل پر موجود ہوتا تھا اور آج بیٹھنے کی وجہ بھی سامنے آگئی۔

"یہ تو اچھی بات ہے مگر بیٹا تمہیں معلوم تو ہے تمہارے بابا اور مجھے سٹرڈے نائٹ کو نیویارک کے لیے نکلنا ہے۔۔"عائلہ خاتون نے فرائڈ فش اٹھا کر اسکی جانب رکھی۔ان کی بات پر حوریہ نے چونک کر انہیں دیکھا۔اسکا چونکنا وہ اچھی طرح محسوس کرچکا تھا

"یہ دونوں چلے جائیں گے میں بات کر لوں گا آفاق صاحب سے۔۔"نیپکن سے ہاتھ ساتھ کرتے اٹھ کھڑے ہوئے زمور بھی بے فکری سے کندھے اچکا گیا تھا مگر نگاہیں غیر محسوس انداز پر اس پر تھیں جو کھانے سے ہاتھ روکے کچھ پریشان سی لگی تھی۔

"آپ لوگ کیوں جا رہے ہیں۔۔۔"پریشانی سے عائلہ خاتون سے پوچھا

"بیٹا تمہارے انکل کی میٹنگ ہے ہم دو چار دن میں لوٹ آئیں گے تم اتنے دن زمور کے ساتھ پینٹ ہاؤس چلی جانا۔۔"نرمی سے اسکا ہاتھ تھپکا

"میں۔۔میں بھی چلتی ہوں آپ لوگوں کے ساتھ۔۔"لب کاٹتے آہستہ سے بولی۔ان دونوں کے بغیر وہ اس شخص کے ساتھ کیسے رہ سکتی تھی۔عائلہ خاتون نے ایک نظر بیٹے کو دیکھا۔اسکی نگاہیں اپنی بیوی پر تھیں۔

"تمہارا گرین کارڈ ابھی نہیں بنا اور دو دن میں تمہیں ویزا نہیں ملے گا نیویارک کا"اسکی سنجیدہ آواز پر حوریہ نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"ہاں بیٹا پھر آپ انوائیٹڈ بھی تو ہیں نیکسٹ ٹائم آپ ساتھ چلیے گا ہمارے۔۔"پیار سے اسکے گال پر ہاتھ رکھتیں اٹھ کھڑی ہوئیں تھی۔وہ بھی کرسی کھسکاتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔کمرے میں آکر لب کاٹتے اِدھر سے اُدھر چکر کاٹ رہی تھی۔ان دونوں کے جانے بعد اسے کون بچائے گا اس شخص سے۔۔۔وہ تو یہاں کسی کو جانتی بھی نہ تھی۔۔تھک ہار کر بیڈ پر ٹک گئی۔۔یکدم ہی اسکے نشے کی طلب بڑھنے لگی تھی۔تیزی سے کبڈ کی جانب بڑھی اور درازیں کھنگالنے لگی

"کہاں چلی گئی یہیں تو رکھی تھی۔۔"لٹیں کان کے پیچھے اڑستی ناخون کترنے لگی ایک پیکٹ اس نے اپنے برے وقت کے لیے سنبھال کرر کھا تھا جو اب کہیں نظر نہیں آرہا تھا۔اسی پل زمور بھی کمرے میں داخل ہوا تھا۔ایک نظر اس پر ڈالتا ٹیبل پر پڑی اپنی فائلز اور لیپ ٹاپ اٹھانے لگا

"کہاں ہے وہ تم نے ہی لی ہے نا۔۔۔"چیختی ہوئی اسکے سر پر جا پہنچی۔زمور نے بھنویں سکیڑ کر اسے دیکھا

"مجھ سے مخاطب ہو۔۔"سینے پر انگوٹھا رکھتے نا سمجھی سے بولا

"زیادہ ڈرامے مت کرو۔۔کہاں ہے وہ۔۔واپس کرو مجھے ورنہ۔۔۔"سرخ پڑھتی نگاہوں سے اسے دیکھتی غصے سے ہلکا ہلکا کانپ رہی تھی

"ورنہ۔۔"ایک آئی برو اٹھا کر چلینجنگ انداز میں اسے دیکھا

"میں۔۔"ایک نظر اردگرد دیکھا اور اسکے ہاتھ سے لیپ ٹاپ جھپٹ کر فلور پر دے مارا۔زمور نے ایک نظر اپنے زخمی لیپ ٹاپ کو دیکھا جو تقریباً اپنی آخری سانسیں لے رہا تھا

"تمہاری۔۔ہر چیز کا یہی حال کرونگی زمور داؤد سمجھ آئی تمہارے۔۔"غصے سے بپھر ہی تو اٹھی تھی۔۔مگر اسکے اطمینان میں ذرہ برابر فرق نہ آیا تھا

"جو چاہے کرو اگر میرا بھی یہی حال کرنے کو دل چاہ رہا ہے شوق سے کرو مگر وہ زہر اپنے اندر نہیں اتارو گی۔۔۔"اسکے قطعی انداز پر حوریہ کی آنکھوں میں غصے و بے بسی سے آنسو جمع ہونے لگے۔ٹیبل پر پڑی اسکی فائلز اٹھا کر منہ پر دے ماریں۔اس نے یکدم آنکھیں بند کیں

"میری ہستی تباہ کر کے میری روح کو زخمی کر کے اب اس زندہ لاش پر بھی اپنی حکومت چاہتے ہو۔۔"وہ چلائی تھی۔

"میں بھی مر چکا ہوں رہا۔۔اور تمہارے آنسو دیکھ کر میں اپنے بس سے باہر ہونے لگتا ہوں۔۔مت رویا کرو پلیز۔۔"بے بسی سے کہتا ایک قدم نزدیک ہوا

"دور ہو۔۔قریب مت آنا۔۔"یکدم پیچھے ہٹتی چیخی۔۔

"جو چاہے سلوک کرو میرے ساتھ میری چیزوں کے ساتھ مگر تمہیں خود کو اذیت میں مبتلا ہونے نہیں دونگا۔۔"وہ بھی اٹل لہجے میں بولا تھا

"کیوں تمہیں کیا فرق پڑھتا ہے میں کچھ بھی کروں۔۔۔جیسا چاہے سلوک کروں اپنے ساتھ۔۔"اسکے سینے پر زور سے ہاتھ مارا۔زمور سختی سے اپنے لب بھینچ گیا اگر اس وقت اپنا حالِ دل سنانے بیٹھ جاتا تو شاید وہ مزید پھٹ پڑھتی۔

"ٹھیک ہے تم لو ڈوز مگر تمہاری بے خبری میں میں تمہارے نزدیک آیا تو مجھے الزام مت دینا۔۔"اپنی فائلز سمیٹ کر اسکے مقابل آتا معنی خیزی سے بولا اور اسکے سن پڑھتے وجود پر ایک نگاہ ڈال کر کمرے سے باہر نکل گیا۔لبوں پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ تھی اپنا تیر نشانے پر لگتا محسوس ہوا تھا۔۔جبکہ وہ کتنی ہی دیر تک پتھرائی نظروں سے دروازے کو گھورتی رہ گئی تھی۔۔

******

ایک توبہ شکن انگڑائی لیتی بیڈ سے اتری نظر والکلک پر گئی جو دن کے بارہ بجا رہی تھی۔جمائی روکتی واشروم کی جانب بڑھ گئی۔رات تین بجے کی فلائٹ سے داؤد صاحب اور عائلہ خاتون نیویارک روانہ ہوچکے تھے۔اسے نہیں معلوم تھا کہ زمور کمرے میں کس وقت آیا تھا یا آیا بھی تھا یا نہیں۔۔پیچ کلر کی ڈھیلی ڈھالی شرٹ اور بلیک جینز زیب تن کیے نیچے آئی۔آج سنڈے تھا ملازمین کی چھٹی تھی اسکے چہرے پر بیزاری سی چھاگئی یعنی ناشتہ خود ہی بنانا تھا ورنہ ہر سنڈے وہ نیچے آتی تھی تو عائلہ خاتون

تیار کر کے رکھتی تھیں۔کچن سے آتی کھٹر پڑر کی آواز پر وہ حیران ہوتی اندر داخل ہوئی اور سامنے کھڑے زمور داؤد کو ایپرن پہنے بون لیس چکن سے طبع آزمائی کرتے دیکھ چہرے پر حیرانگی کی جگہ ناگواری آگئی تھی۔اسے نظر انداز کرتے فرج کی جانب بڑھ گئی۔زمور نے بھی بس سر اٹھا کر ایک نظر اسے دیکھا تھا پھر واپس اپنے مشن میں لگ گیا۔کچن میں دو نفوس ہونے کے باوجود بس برتنوں کی آوازیں تھیں۔وہ روز صبح اورنج جوس کے ساتھ سینڈوچ یا آملیٹ لیتی تھی۔آملیٹ کا سامان نکال کر خاموشی سے کاٹ رہی تھی مگر اسکی پر تپش نگاہیں خود پر اچھی طرح محسوس کرسکتی تھی۔ایک جھٹکے سے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا وہ سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں نگاہوں کا زاویہ بدلتا چکن کے پیسس پر میرینیشن لگانے لگا۔حوریہ کو جی بھر کر غصہ آیا تھا۔زمور کے لبوں پر ایک مسکراہٹ دوڑ گئی۔وہ دشمنِ جاں آج لگ ہی اتنا دلکش رہی تھی کہ وہ نگاہوں پر پہرے نہیں بیٹھا پارہا تھا۔چہرے پر آتی اسکی لٹوں کو کان کے پیچھے کرنے کی خواہش دل میں بہت شدت سے ابھری تھی پھر خود ہی دل مسوس کر اسٹوو اون کیا اور پین میں اوئل ڈالنے لگا۔

"سینڈوچ کھاؤ گی بہت اچھے بناتا ہوں۔۔"لب کا کونہ دبا کر اسے دیکھا اور میرینیٹڈ چکن پین میں ڈال دی۔حوریہ نے ایک تپتی نگاہ اس پر ڈالی اور چوپر پر ٹماٹر کاٹنے لگی۔مخاطب تو ایسے ہوا تھا جیسے بہت خوشگوار تعلقات تھے ان کے درمیان۔

"اااہ۔۔"بے دیہانی میں اپنی انگلی پر چھری مار چکی تھی۔اسکی کراہ پر زمور یکدم پلٹا اور نتیجتاً کھولتا ہوا تیل چھلک کر اسکے ہاتھ پر آیا تھا۔اپنی تکلیف نظرانداز کیے چمچہ سائیڈ پر رکھ کر اسکی جانب بڑھا۔

"دیکھاؤ زیادہ تو نہیں لگی۔۔"وہ ہاتھ ٹیپ کے نیچے کیے پانی بہا رہی تھی کٹ ہلکا سا لگا تھا اسی لیے خون فوراً ہی رک چکا تھا۔اسکی بات پر ایک جھٹکے سے پلٹی۔۔

"تمہیں یہ خوش فہمی کیونکر لاحق ہے کہ میں اپنا درد تم جیسے گھٹیا انسان کو دکھاؤں گی یا تم سے اس پر مرحم لگواؤں گی۔۔یہ کام میں بہت پہلے کرتی تھی زمور داؤد جب مجھ میں عقل نہ تھی"ایک نظر تیل سے جلے اسکے سرخ پڑھتے ہاتھ کو دیکھ تنفر سے بولی۔زمور داؤد کا چہرہ ایک لمحے کے لیے بلکل زرد پڑھ گیا۔غلط تو کچھ بھی نہ کہا تھا اس نے۔۔

"صحیح کہہ رہی ہو مجھ جیسا گھٹیا شخص تمہیں صرف نقصان ہی پہنچاسکتا ہے۔۔"لبوں پر تلخ مسکراہٹ لیے لمبے لمبے ڈگ بھرتا کچن سے نکل گیا۔۔نجانے کیوں حوریہ نے اسکے غائب ہونے تک اسکی پشت کو دیکھا تھا مگر کچن میں پھیلتے دھویں نے اپنی جانب متوجہ کردیا۔چکن جلنے کے بعد پین سے اب دھواں اٹھ رہا تھا اسنے بھاگ کر اسٹوو بند کیا اور جھنجھلاتے ہوئے پین سنک میں پٹختے خود بھی کچن سے نکل گئی۔

******

شام چھ بجے قریب گھر لوٹا تھا۔پورے گھر میں سناٹا چھایا تھا یعنی وہ کمرے میں ہی تھی۔جیکٹ کندھے پر ڈالتا روم میں آگیا۔وہ بیڈ پر بیٹھی کوئی فلم دیکھنے میں منہمک تھی۔اس نے ٹیبل بجاکر اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔حوریہ نے چونک کر اسے دیکھا پھر واپس فلم کی جانب متوجہ ہوگئی۔

"تم ریڈی نہیں ہوئیں اب تک ہم لیٹ ہورہے ہیں۔۔"رسٹ واچ میں ٹائم دیکھتے اسے مخاطب ہوا مگر وہ بغیر کوئی جواب دیے ریموٹ سے چینل سرچنگ کررہی تھی۔

"تم سے بات کررہا ہوں ریڈی ہو جلدی۔۔"ریموٹ جھپٹ کر ایل ای ڈی اوف کی۔

"نہیں جارہی میں سن لیا تم نے اب دفع ہوجاؤ۔۔"بدتمیزی سے کہتی بیڈ سے اتری۔زمور چند پل اسے دیکھتا رہا پھر کبڈ سے اپنا ٹاول اور ٹراؤزر نکال کر واشروم کی جانب بڑھ گیا جبکہ وہ اسکے اتنی

خاموشی سے مان جانے پر حیرت زدہ ہی تو رہ گئی تھی۔سر جھٹکتی واپس بیڈ پر آکر موبائل چیک کرنے لگی۔عثمان صاحب اور مہرین صاحبہ سے تقریباً روز ہی بات ہوتی تھی۔بریرہ بھی ہر وقت اسے اپنے قصے کہانیاں سناتی رہتی تھی جبکہ عنایہ کافی دن سے غائب تھی۔شاید اسکا موبائل اوف تھا۔نگاہ بے ارادہ ہی واشروم کے دروازے پر گئی تھی۔دماغ بھی پھر اسکی جانب چلا گیا جو بھی تھا اب اسکی موجودگی میں اسے خوف محسوس نہیں ہوتا تھا۔

"بری تم صحیح کہتی تھیں مجھے ہی اپنے اندر اعتماد پیدا کرنے میں دیر ہوگئی۔۔"اپنی سوچوں میں گم بڑے فخر سے بریرہ سے مخاطب ہوئی تھی مگر نہیں جانتی تھی وہ جسے اپنا کمال سمجھ رہی تھی دراصل وہ زمور داؤد کا اس سے عشق تھا جو اسکی مرضی کے سانچے میں خود کو ڈھال رہا تھا۔کسی کٹھ پتلی کی طرح اسے اشاروں پر حرکت کررہا تھا۔اسی پل براؤن ٹراؤزر پہنے ٹاول سے بال رگڑتا زمور واشروم سے برآمد ہوا تھا وہ اپنی سوچوں میں اتنا گم تھی کہ پتا ہی نہ چل سکا کہ وہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہی ہے۔زمور نے اسکی نظروں کا ارتکاز دیکھا لبوں پر ایک شرارتی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔

"ٹرائی سیپ اور بائی سیپ پر زیادہ توجہ نہیں دے پارہا آج کل بٹ کل سے ریگولر ایکسرسائز کروں گا"اپنے مسسلز اور کسرتی سینہ چیک کرتے بڑے سنجیدہ انداز میں اس سے مخاطب ہوا تھا۔حوریہ یکدم ہوش میں آئی تھی اور سٹپٹا کر موبائل میں سر دے دیا۔۔

"حوریہ لعنت ہو تجھ پر۔۔"نظریں اسکرین پر گاڑھتے جی بھر کر خود کو کوسا تھا۔وہ سیٹی پر کوئی دھن بجاتا بالوں میں جیل لگا رہا تھا نظریں بیڈ پر خود کو لاتعلق ظاہر کرتی دشمنِ جاں پر تھیں۔اسکی نظروں سے جھنجھلا کر یکدم بیڈ سے اتری۔کمرے سے نکلنے ہی والی تھی جب اسکی آواز کان میں گونجی۔۔

"جی ہیلو ماما۔۔ہاں۔۔شاید کینسل کرنا پڑ جائے جانا۔۔۔نہیں۔۔وہ ریا منع کررہی ہے۔۔"موبائل کان سے لگائے شاید نہیں یقیناً عائلہ خاتون سے بات کررہا تھا۔حوریہ نے رخ موڑ کر زہریلی نگاہ اس پر ڈالی مگر اسکا رخ آئینے کی جانب تھا۔

"وہ آپ کے کہنے سے بھی کہاں مانے گی چھوڑیں۔۔۔آپ لوگ معذرت کرلیں وہ کہہ رہی ہے"اسکی بات پر وہ تیر کی تیزی سے اسکے قریب آئی تھی اور اسی تیزی سے موبائل جھپٹ کر کان سے لگایا

"آنٹی ایسی کوئی بات نہیں میں جارہی ہوں۔۔اور میں نے ایسا کچھ نہیں کہا"جلدی سے اپنی صفائی پیش کی اور کھا جانے والی نگاہوں سے زمور داؤد کو دیکھا جو اطمینان سے کھڑا اسے گھور رہا تھا۔وہ ہر پل اسکا اتنا خیال رکھتی تھیں۔ان کا مان کیسے توڑ سکتی تھی۔

"جی۔۔جی ٹھیک ہے اللہ حافظ"رابطہ منقطع کرکے موبائل ڈریسنگ پر پٹخا

"کیوں جھوٹ بولا میرے حوالے سے۔۔۔"غراتے ہوئے اسے دیکھا

"کیوں تم نے منع نہیں کیا تھا تھوڑی دیر پہلے۔۔"آنکھیں اور بھنویں سکیڑ کر اسکے تنے ہوئے تاثرات کو دیکھا اور کبرڈ سے اپنے لیے سوٹ منتخب کرنے لگا۔۔

"ریڈی ہوکر نیچے آؤ جلدی۔۔"اپنا بلیک اینڈ وائٹ تھری پیس نکالتا کمرے سے باہر نکل گیا۔اسنے بند دروازے پر پوری قوت سے ہیر برش اٹھا کر مارا اور دانت پیستی کبرڈ کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

******

ساتھ بجے کے قریب انکی کاریں فلیٹ کی پارکنگ میں رکیں تھی۔لب بھینچے تیزی سے کار سے اترا گارڈز کو دو قدم کے فاصلے پر ہی روک دیا تھا۔گھوم کر دوسری جانب آیا اور حوریہ کی جانب کا دروازہ کھولا۔سرخ بیلبوٹم اور سیاہ رنگ کا چست پیٹ سے تھوڑا نیچے تک آتا ٹوپ پہنے ایک کندھے پر فر

ڈالے کار سے اتری اور حیرانگی سے اس پسماندہ سی فلیٹ کی بلڈنگ کو دیکھا۔اسکا حیران ہونا جائز تھا بھلا اس لینڈ لورڈ شخص کے اتنے غریب طبقے سے بھی تعلقات تھے۔

"اسٹیو باقی سب کے ساتھ گفٹس اوپر لاؤ۔۔"اسکی گہری سنجیدہ آواز پر اس نے چونک کر اسے دیکھا

"آؤ چلیں۔۔"ایک نظر اس پر ڈالتے چلنے کا اشارہ کیا۔وہ لب بھینچتی اسکے ساتھ فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔اسکا ڈریس ایک گھریلو دعوت کے لیے بلکل مناسب نہ تھا مگر وہ کچھ کہہ کر اسکا موڈ مزید خراب نہیں کرسکتا تھا۔گارڈز ان سے تقریباً پانچ چھ سیڑھیوں کے فاصلے پر چل رہے تھے۔

"موت کا اتنا خوف ہے تمہیں کہ اپنے محافظوں کو ساتھ لے کر پھرنا پڑھتا ہے۔۔"اسکے طنز پر زمور نے ایک نظر اسے دیکھا۔اردگرد کا جائزہ لیتی بے نیازی سے اپنی ہائی ٹیل میں انگلیاں پھیر رہی تھی۔

"جب تک تمہاری آنکھوں میں میرے لیے نفرت موجود ہے تب تک موت کو قریب نہیں آنے دے سکتا جس دن یہ نفرت ختم ہوئی میرا موت سے خوف بھی ختم ہوجائے گا۔۔"اسکی غلافی آنکھوں میں دیکھتے گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔حوریہ کے لبوں پر ایک زہر خند مسکراہٹ بکھر گئی

"وہ دن پھر میری موت کا دن ہوگا۔۔"اسکے لہجے میں چھپی نفرت زمور داؤد کے منہ پر قفل چڑھا گئی تھی۔دروازے پر پہنچ کر ڈور بیل دی اندر سے ایک پروقار ادھیڑ عمر شخص وائٹ قمیض شلوار پہنے برآمد ہوئے تھے۔

"اسلام و علیکم۔۔"زمور نے فوراً مودب انداز میں سلام کیا

"وعلیکم سلام آؤ بیٹا اندر آؤ۔۔"ساتھ کھڑی حوریہ کو دیکھ کر وہ جیسے نہال ہوگئے تھے۔تینوں ساتھ ہی لاؤنج میں داخل ہوئے جہاں لائٹ پنک قمیض پجامے پر سر سے دوپٹہ اوڑھے زوباریہ خوش آمدی

مسکراہٹ لیے کھڑی تھی مگر حوریہ عثمان کو دیکھ ایک پل کے لیے جیسے کھو سی گئی تھی۔وہ لڑکی واقعی "حوریہ" تھی۔

"اسلام وعلیکم۔۔۔"خود پر خود پاتے مسکراتی ہوئی حوریہ کے قریب آئی حوریہ نے بمشکل اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں تھمایا تھا۔اسے کہاں امید تھی ایسے ماحول اور لوگوں کی۔۔

"اور آپ کیسے ہیں۔۔ایسا غائب ہوئے کہ اب وائف کے ساتھ ہی نظر آئے ہیں"خفگی سے زمور کو دیکھا۔آج کتنا مختلف اور خوبرو لگ رہا تھا یہ شخص شاید من چاہا جیون ساتھی انسان کو ایسے ہی بدل ڈالتا ہے مگر زوباریہ آفاق اب کافی حد تک خود کو سنبھال چکی تھی اور وہ آج ان کے گھر مہمان بنے کر آئے تھے وہ کیسے نہ خود پر بند باندھتی۔۔

"ٹھیک ہوں میں نے سنا ہے میرے بیچارے پی اے کو بہت تنگ کیا ہے میرے پیچھے۔۔"گھور کر اسے دیکھا۔

"یہ سراسر الزام ہے مجھ پر۔۔"زوباریہ پھیکی سی ہنسی ہنس دی۔دو دن پرانا منظر ایک بار پھر ذہن کے پردے پر نمودار ہوا تھا۔اسکے بعد وہ دوبارہ اسے نظر نہیں آیا تھا۔

"ہاں جیسے میں جانتا نہیں تمہیں۔۔"لہجہ اس کا مزاق اڑانے والا تھا۔

"حد ہے زوبی میری بیٹی کو بیٹھنے کا تو کہو۔۔"آفاق صاحب بیچ میں بول پڑے۔وہ لب بھینچے ان دونوں کی دوستی دیکھ رہی تھی خاموشی سے صوفے پر آبیٹھی۔۔گارڈز تحائف رکھ کر جاچکے تھے۔

"اس سب کی کیا ضرورت تھی پرائے گھر میں آئے ہو کیا۔۔"آفاق صاحب نے ناراضگی سے زمور کو دیکھا۔

"یہ میں نہیں ریا لائی ہے اسی سے کہیں جو کہنا ہے۔۔"معاملہ سے ہاتھ جھاڑتا سب حوریہ پر ڈال گیا۔وہ جو سر ڈھانپی اس پیاری سی لڑکی کو بہت غور سے دیکھ رہی تھی اسکی بات پر لب بھینچتی مروتاً مسکرا دی۔۔

"آپ کو مسئلہ تو نہیں ہوا یہاں تک آتے۔۔"زوباریہ نے خود ہی بات شروع کی۔وہ جتنی دلکش اور دل کو چھولینے والی لگ رہی تھی زمور داؤد کیا کسی کے بھی دل کی ملکہ ہوسکتی تھی مگر اسکی ڈریسنگ نے زوباریہ کو چونکا کر رکھ دیا تھا کیونکہ جتنا وہ زمور داؤد کو جانتی تھی اسے ایسے کپڑے زیب تن کرنے والی لڑکیاں ایک آنکھ نہ بھاتی تھیں چاہے وہ کتنی ہی حسین کیوں نہ ہوں۔۔پھر ایسی کیا مختلف بات تھی اس لڑکی میں۔۔

"نہیں مشکل تو نہیں حیرانی ضرور ہوئی۔۔"ایک طنزیہ نظر سے زمور داؤد کو دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"کیوں بیٹا؟"آفاق صاحب نے تعجب سے استفسار کیا

"کہ ان کا ہر طبقے کے لوگوں سے تعلق ہے۔۔"نگاہیں اب بھی زمور پر ہی تھیں اسکی بات پر وہ سختی سے اپنے جبڑے بھینچ گیا جبکہ زوباریہ اور آفاق صاحب بھی ایک پل کے لیے خاموش ہوگئے تھے۔

"ہاں بیٹا تمہارا شوہر بہت چھپے رستم ہے کبھی فرصت میں سناؤں گا اسکی کہانیاں۔۔"وہ ہلکے پھلکے انداز میں بولے۔

"نہیں میں بہت اچھی طرح واقف ہوں انکی رگ رگ سے"حوریہ نے تمسخرانہ نظروں سے اسکے سرخ پڑھتے چہرے کو دیکھا۔نجانے کیوں وہ یہاں آکر ایک عجیب سے کومپلیکس میں مبتلا ہوئی تھی

ایک انجانی سی چبھن اسے اپنے اندر اٹھتی محسوس ہوئی تھی یا شاید زمور داؤد کے لیے عزیز لوگ اسکے لیے ناپسندیدہ ہی ٹھہرنے تھے۔

"میں کوفی لاتی ہوں آپ سب کے لیے۔۔"زوباریہ خاموشی سے کچن کی جانب بڑھ گئی مگر زمور داؤد کی بیوی کے لیے جو نقشہ اس نے اپنے دماغ میں کھینچا تھا وہ بری طرح مسخ ہوچکا تھا۔اسی وقت ڈور بیل ہوئی تھی۔

"میں ذرا دیکھوں شیری ہوگا۔۔"آفاق صاحب دروازے کی جانب بڑھ گئے تھے۔

"بی ہیو یور سیلف ریا۔۔میرا بدلہ ان معصوم اور خودار لوگوں سے مت لینا۔۔"دبے دبے لہجے میں جیسے التجا کی تھی۔

"مائی فٹ۔۔"نخوت سے سر جھٹکا۔۔

"مسئلہ کیا ہے ہاں۔۔"زمور نے قدرے غصیلے انداز میں اسے دیکھا تھا

"میری طرف سے بھاڑ میں جاؤ تم اور یہ خودار لوگ۔۔"ایک ترش نگاہ اس پر ڈالتی موبائل کی جانب متوجہ ہوگئی جبکہ وہ لب بھینچ کررہ گیا۔۔

"اسلام وعلیکم۔۔۔"بلو ٹی شرٹ اور ڈارک براؤن جینز میں نکھرا نکھرا شہریار آفاق صاحب کے ساتھ داخل ہوا تھا اس جانی پہچانی آواز پر حوریہ نے چونک کر موبائل سے سر اٹھایا۔

"شیری۔۔"بے یقینی سے اسکے لب ہلے تھے

"وعلیکم سلام۔۔"زمور نے خوش دلی سے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا شہریار کی نگاہیں اب تک اس پر نہ پڑیں تھی۔

"شادی مبارک سر۔۔"الگ ہوتے پرجوش انداز میں بولا اور ایک نظر ساکت بیٹھی حوریہ پر ڈالی جو پلٹ کر نہ آسکی تھی۔۔

"حوریہ۔۔"وہ حیرت سے کنگ چیخ پڑا تھا اسکی کیفیت بھی حوریہ سے مختلف نہ تھی

"مسز حوریہ زمور داؤد۔۔"اسکا کندھا تھپک کر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔

"او مائی گاڈ سر اٹس آ کوانسیڈینس۔۔۔ماموں یہ میرے بچپن کی فرینڈ حور ہے ہم پاکستان میں ایک ہی اسکول میں پڑھتے تھے"آفاق صاحب اور لاؤنج میں داخل ہوتی زوباریہ نے حیرانگی سے اسے دیکھا تھا۔

"بھئی دنیا گول ہے جب تم ہمیں مل سکتے ہو زمور کو اسکی بیوی مل سکتی ہے تو تمہیں تمہاری بچپن کی دوست کیوں نہیں مل سکتی۔۔"زمور کو خشمگین نگاہوں سے دیکھتے مسکرا کر بولے۔جانتے تھے زمور پہلے ہی اس سب سے واقف ہوگا۔زوباریہ سب کو کوفی سرو کررہی تھی جبکہ وہ خاموشی سے زمور اور شہریار کے خوشگوار تعلقات دیکھتی حیران پریشان بیٹھی تھی۔

"سر یہ کبھی اتنی خاموش نہیں رہیں اب ایسا کونسا منتر پھونک دیا آپ نے۔۔"ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھتے شہریار نے قدرے حیرانگی سے اسکی خاموشی کو دیکھا جس نے اسے دیکھنے کے بعد بھی کوئی خوشگوار ردِعمل نہیں دیا تھا۔

"شاید تمہیں اتنے دن بعد دیکھا ہے اسی لیے حیران ہے۔۔ایسا ہی ہے نا ریا۔"سوپ میں چمچہ ہلاتی حوریہ کو مخاطب کیا

"ہاں ایسا ہی ہے مگر میں دوستی نبھانے میں اتنی پکی نہیں پاکستان کے ساتھ ساری دوستیاں بھی بھول چکی ہوں۔۔"اسکے سپاٹ لہجے پر شہریار چند پل بےیقینی سے اسے دیکھتا رہ گیا ایسا کیسے ممکن تھا کہ

حوریہ عثمان اپنے سب سے اچھے دوست کو اتنی جلدی بھول گئی۔اسکی ناراضگی اور لاتعلقی سمجھ سے باہر تھی جبکہ زمور بہت اچھی طرح اسکا غصہ پہچان گیا تھا۔

"چلو کھانا کھاؤ بچو ٹھنڈا ہورہا ہے۔۔"آفاق صاحب نے ہی سب کو کھانے کی جانب متوجہ کیا۔

"زوباریہ پانی پاس کرنا پلیز۔۔"زمور نے کھانا کھاتے زوباریہ کو مخاطب کیا۔پانی اس سے کافی دور تھا۔حوریہ نے ایک ناگوار نظر ان دونوں پر ڈالی۔

"ارے۔۔یہ آپ کے ہاتھ کو کیا ہوا۔۔"اسکا تیل سے جھلسا ہاتھ دیکھ بےاختیار ہی پوچھ بیٹھی

"نتھنگ بہت معمولی ہے ٹھیک ہوجائے گا۔۔"مسکراتے ہوئے پانی کا گلاس لیا

"بٹ آپ کو کچھ لگانا تو چاہیے تھا۔۔"وہ عام سے انداز میں بولی تھی مگر حوریہ نے ایک کڑوا گھونٹ اندر اتارتے سر پلیٹ پر جھکا لیا

"نہیں چھوڑے گا ریا نے برنول لگائی تھی شام میں۔۔ٹھیک ہوجائے گا"اسے مطمئن کرتے ایک نظر اس دشنِ جاں پر ڈالی جو نجانے اب تک اپنا کتنا خون جلا چکی تھی۔وہ بھی بمشکل مسکراتی اپنے کھانے کی جانب متوجہ ہوگئی۔شہریار نے بغور اسے دیکھا تھا جو آج عام دنوں سے کافی مختلف لگ رہی تھی ایل مسکراہٹ لبوں پر آئی تھی پھر خاموشی سے پلیٹ کی جانب متوجہ ہوگیا۔ڈنر کے بعد کچھ دیر گپ شپ کرکے رات گیارہ بجے وہ لوگ ان کے گھر سے نکل گئے تھے اور نجانے کیوں نکلتے وقت تک حوریہ عثمان کے غصے کا گراف مزید بڑھا تھا مگر لب بھینچے خود کو کچھ بھی سخت کہنے سے باز رکھا تھا۔

*****

جس دن سے اپنے دل کی باتیں اس سے شیئر کی تھیں۔عجیب شرمندہ سی پھر رہی تھی۔کئی بار وہ کالز اور میسجز بھی کرچکا تھا مگر نجانے کیوں اس سے بات کرنے کی ہمت نہیں جٹا پا رہی

تھی۔ دل کی حالت بھی یکسر بدل چکی تھی اب شعیب وجاہت کے بارے میں سوچ کر ہی دل کی دھڑکن تیز ہوجاتی تھی مگر پھر اپنی سوچ پر سر جھٹک دیتی بھلا اس شخص کو لڑکیوں کی کمی ہے جو ایک نشے کی عادی لڑکی سے شادی کرے گا۔ کبریٰ بیگم کل رات ہی دبئی سے لوٹ آئیں تھی۔ اس نے بھی سکھ کا سانس لیا تھا ورنہ اکیلے رہتے رہتے وہ اکتا گئی تھی۔ آج پورے ایک ہفتے بعد موبائل اون کیا تھا اور شعیب وجاہت کے ان گنت میسجز اور کالز دیکھ کر اس کا دل پوری رفتار سے دھڑکہ تھا۔ شعیب کی اپنے لیے فکر اور بے چینی اسکے لبوں پر مسکراہٹ کے پھول کا گئی۔ نظر حوریہ کے گالیوں بھرے میسجز پر پڑی تو اپنا ماتھا پیٹ گئی کم از کم اس سے تو رابطہ رکھنا چاہیے تھا اسے۔ اگلے ہی لمحے اپنی جان سے عزیز دوست کو کال ملا دی جسے دوسری بیل پر ریسیو کرلیا گیا تھا۔

"اللہ کا واسطہ گالیاں مت دینا پہلے پوری بات سن لو۔۔" اسکے کچھ سخت بولنے سے پہلے ہی جلدی سے بول پڑی

"دفع ہوجاؤ تمہاری جھوٹی کہانیاں سننے کا وقت نہیں ہے میرے پاس۔۔" وہ تپ اٹھی

"پلیز یار حور۔۔۔" عنایہ ملتجی ہوئی تھی

"بکو۔۔۔" اسکی روٹھی روٹھی آواز اسپیکر میں گونجی

"بس اکیلی تھی تم تو جانتی ہو میرے ماں باپ کو مجھے تنہا چھوڑ کر اپنی دنیا میں مگن رہتے ہیں اسی لیے بس فرسٹیٹڈ ہوگئی تھی۔۔" لب کاٹتے آہستہ سے بولی۔

"تو اس چکر میں جو فکر کرتے ہیں ان سے بدلہ لوگی؟" اسکا غصہ کسی طور کم نہیں ہورہا تھا۔

"اچھا معاف کردو یار اب کیا موبائل سے نکل کر پاؤں پکڑ لوں۔۔" اسکے بے بسی سے کہنے پر حوریہ کھکھلا کر ہنس پڑی

"لگتا ہے بہت خوش ہو زمور بھائی کی سنگت میں۔۔"اسکی کھکھلاہٹ پر چھیڑتے ہوئے بولی۔حوریہ کے تاثرات پل میں بدلے تھے۔اب بھلا اسے کیا بتاتی اس شخص نے اسکے سکون حاصل کرنے کی آخری چیز بھی چھین لی ہے۔شدید طلب ہونے کے باوجود وہ ڈوز کو ہاتھ نہیں لگا پارہی تھی کیونکہ وہ ہر اذیت سہہ سکتی تھی مگر زمور داؤد کی قربت کسی طور نہیں۔۔وہ جانتی تھی وہ جان کر اسے ٹارچر کررہا ہے کہ وہ ڈوز کو ہاتھ لگائے اور اسے قریب آنے کا موقع ملے۔۔

"ہاں بہت۔۔"اسکا طنزیہ لہجہ وہ سمجھ نہ سکی تھی۔

"ڈرگز چھوڑ دی نا اب تو؟"

"ہاں اب ضرورت نہیں پڑھتی۔۔۔"ذہن کے پردے پر زمور کی وہ دھمکی ایک بار پھر گھوم گئی تھی۔

"میں بہت خوش ہوں حور تمہارے لیے اللہ تمہیں اور زمور بھائی کو ہمیشہ ساتھ اور خوش رکھے"اس نے صدق دل سے دعا دی تھی مگر وہ سختی سے لب بھینچ گئی

"تم لے رہی ہو ڈرگز؟۔۔"اس نے بات کا رخ بدل دیا

"حور میں بھی چھوڑنے کی کوشش کررہی ہوں۔۔بس تم میرے لیے دعا کرنا۔۔"نجانے کیوں اسکا لہجہ بھیگ گیا تھا۔حوریہ بےبسی سے اپنا سر صوفے کی بیک پر ٹکا گئی اب اسے کیا بتاتی کہ وہ رب سے اپنے لیے بھی دعا نہیں مانگتی کسی اور کے لیے کیا مانگے گی۔نمازیں پڑھے تو نجانے کتنے برس بیت چکے تھے۔۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔چلو میں فون رکھ رہی ہوں آنٹی بلا رہی ہیں۔۔۔"بات مختصر کرتی بولی

"چلو خیال رکھنا اپنا اللہ حافظ۔۔"الوداعی کلمات کہتے کال کاٹ دی تھی۔

****

"اب کیا یوں ہی خفا رہو گی؟"نم آنکھوں سے خود کو گھورتی زوباریہ کو معصومیت سے دیکھا

"آپ کیوں کرتے ہیں ایسا۔۔میڈیسن ٹائم پر کیوں نہیں لی تھی۔۔"رندھی ہوئی آواز میں کہتی بیڈ پر ان کے سامنے آبیٹھی۔چند گھنٹے پہلے جب انکی حالت بگڑی تھی زوباریہ کو تو لگا اسکی دنیا الٹ گئی ہو۔اس نے ہواس باختگی میں تیزی سے زمور کو کال ملادی تھی کیونکہ شروع سے ہی جب بھی آفاق صاحب کو کچھ ہوتا تھا وہ زمور کو ہی کال کرتی تھی۔پھر زمور اور شہریار نے آناً فاناً انہیں ہوسپٹل منتقل کروایا تھا۔ابھی کچھ دیر پہلے ہی شہریار اور اسکے ساتھ ڈسچارج ہوکر گھر واپس آئے تھے۔

"بیٹا بہت مائنر اٹیک تھا۔۔تم اسطرح روؤگی تو میرے دل کی حالت ایسے ہی خراب ہوجائے گی۔۔"اسکے آنسو دیکھ بےبسی سے بولے

"ایسا مت بولیں بابا۔۔آپ کو کچھ ہوگیا تو میرا کیا ہوگا۔۔"روتے ہوئے انکے سینے سے آلگی۔۔

"کچھ نہیں ہوگا۔۔دیکھو ٹھیک ٹھاک بیٹھا ہوں تمہارے سامنے۔۔۔"اسکی پیٹھ تھپکتے پیار سے بولے

"اب میں آپ کو اسٹال پر بلکل جانے نہیں دوں گی۔۔"انکے سینے سے لگی دھونس سے بولی

"ارے۔۔۔"

"ہاں ٹھیک کہہ رہی ہے وہ بلکل اب کوئی ضرورت نہیں اسٹال پر جانے کی۔۔"دوائیاں لے کر کمرے میں داخل ہوتے شہریار نے بھی زوباریہ کی بات سے اتفاق کیا تھا۔

"ارے وہ تو بچی ہے تم بھی۔۔"آفاق صاحب نے ناراضگی سے اسے دیکھا۔

"ہاں اب میں جایا کروں گی بس۔۔"ان سے الگ ہوتی خفگی سے بولی

"تمہیں بھی جانے کی ضرورت نہیں ماموں کا خیال رکھنا گھر پہ رہ کر۔۔میں ایک سیل مین رکھ دونگا۔۔"اسکی روئی روئی شکل سے نظریں ہٹاتا سنجیدگی سے بولا

"یہ کیسے ہوسکتا ہے۔۔"اس نے حیرانگی سے کف فولڈ کرتے شہریار کو دیکھا جبکہ آفاق صاحب خاموش ہی رہے تھے۔

"کیوں نہیں ہوسکتا۔۔"براہِ راست اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے چیلنجنگ انداز میں پوچھا۔وہ یکدم گڑبڑاتی نظریں جھکا گئی۔نجانے کیا تھا ان آنکھوں میں وہ زیادہ دیر نہ دیکھ سکی۔

"بیٹا مسئلہ ہو گا تمہیں۔۔۔"آفاق صاحب کچھ توقف سے بولے

"آپ کی طبیعت میرے لیے سب سے امپورٹینٹ ہے باقی مینج کرلونگا وہ بھی۔۔"ان کا نحیف سا ہاتھ تھام کر محبت سے بولا۔انہوں نے مشکور نگاہوں سے اسے دیکھا

"بہت شکریہ بیٹا تم ہمارے بہت کام۔۔

"یہ کیسی باتیں کررہے ہیں ماموں بیٹا بھی کہتے ہیں پھر اگلے ہی پل پرایا بھی کردیتے ہیں۔۔"خفگی سے بولا۔

"اچھا اچھا بھئی معذرت۔۔"ہنستے ہوئے نثار ہوتی نظروں سے اپنے اس خوبرو بھانجے کو دیکھا جبکہ زوباریہ بھی اس پل اسکو تکنے سے خود کو باز نہ رکھ سکی تھی۔۔

*****

"شعیب یہ لو کوفی۔۔"وہ نجانے کن سوچوں میں گم تھا جب بریرہ کی آواز پر چونکا۔

"تھینکس بھابھی۔۔"موبائل بیزاری سے ٹیبل پر ڈالتے مگ اٹھالیا۔اسکا موبائل اون ہوچکا تھا مگر اسکی کالز اٹینڈ نہیں کررہی تھی اور نہ ہی کسی میسج کا جواب دے رہی تھی۔گھر بھی نہیں جاسکتا تھا کہ کبریٰ صاحبہ واپس آچکیں تھیں۔

"کیا بات ہے کن سوچوں میں الجھے ہوئے ہو۔۔کافی دن سے نوٹس کررہی ہوں۔۔"بریرہ نے بغور اسے دیکھا۔اس وقت وہ دونوں لان میں بیٹھے تھے۔شعیب نے چونک کر اسے دیکھا۔

"مجھے بات کرنی ہے آپ سے۔۔"کچھ توقف کے بعد بولا بریرہ نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا

"آپ عنایہ کو تو جانتی ہی ہیں نا۔۔"

"ظاہر سی بات ہے حور کی فرینڈ نا۔۔"کنفرم کرنا چاہا وہ آہستہ سے سر اثبات میں ہلاگیا

"کیا کردیا اس لڑکی نے اب۔۔"اس نے یکدم فکرمندی سے پوچھا۔عنایہ کی نشے کی لت سے تو وہ آگاہ ہی تھی۔

"کچھ نہیں کیا یار بس۔۔۔آپ کے دیور کا دل آگیا ہے اس پر۔۔"سر چیئر کی پشت سے ٹکاتا کھوئے کھوئے لہجے میں بولا۔بریرہ حیرت سے گنگ رہ گئی تھی۔۔۔

"کیا بول رہے ہو۔۔۔دماغ ٹھیک ہے تمہارا۔۔"قدرے زور سے بولی تھی

"یار کیا کررہی ہیں بھابھی۔۔۔"شعیب ادھر ادھر دیکھتا خفگی سے بولا۔۔

"تمہیں کیا ہوگیا ہے ہاں۔۔کوئی ضرورت نہیں ایسا کچھ بھی سوچنے کی۔۔تم نہیں جانتے وہ کس قسم کی لڑکی ہے۔۔"رعب دار انداز میں بولی۔۔

"میں سب جانتا ہوں۔۔"اپنی سلیپر سے گھاس اکھاڑتے مدھم لہجے میں بولا

"کیا جانتے ہو؟"بریرہ نے کھوجتی نگاہوں سے اسکے سنجیدہ تاثرات دیکھے

"اسکے نشے کی عادت کے بارے میں۔۔۔زمور بھائی نے میرے ذریعے ہی عنایہ سے حوریہ کو ڈرگز نہ دینے کے لیے کہا تھا۔۔"اسکی بات پر بریرہ نے دنگ نظروں سے اسے دیکھا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو زمور بھائی جانتے ہیں کہ عنایہ کے ذریعے حوریہ ڈرگز لیتی تھی؟"بے یقینی سی بے یقینی تھی

"ہاں وہ خود عنایہ سے سخت بات نہیں کرنا چاہتے تھے اس لیے مجھے بیچ میں ڈالا"

"یہ بات حور کو پتا ہے۔۔"اسکے سوال پر شعیب سر نفی میں ہلا گیا

"نہیں میں نے عنایہ کو منع کیا تھا اور عنایہ کو بھی یہ بات نہیں معلوم کہ مجھ سے بھائی نے یہ سب کرنے کو کہا تھا۔۔"شعیب نے دھیرے دھیرے تمام بات اسکے گوش گزار کروادی۔سب جاننے کے بعد بریرہ کے دل میں آج زمور داؤد کے لیے عزت بڑھ گئی تھی۔آج احساس ہوا تھا وہ شخص عثمان صاحب کا اتنا غلط انتخاب بھی نہ تھا۔۔

"بحر حال وہ لڑکی تمہارے لیے کسی طور مناسب نہیں۔۔تم خود سوچو ایک ڈرگ ایڈیکٹ لڑکی کے ساتھ کیسے رہ سکتے ہو۔۔ماموں مامی کو پتہ چلا تو الٹا تمہارے گلے پڑھ جائیں گے"اس نے صاف گوئی سے کہا

"وہ ایسی نہیں ہے بھابھی اسے حالات نے ایسا کردیا ہے۔۔اسکی کرب سے بھری آنکھیں مجھے چین نہیں لینے دے رہیں۔۔"عجیب بے بسی سے بولا۔

"کیا بول رہے ہو۔۔دیوانے تو نہیں ہوگئے"اسکی کیفیت پر ڈپٹتے ہوئے بولی۔خوامخواہ غلط لڑکی کے چکر میں پڑھ رہا تھا

"آپ نہیں جانتیں بھابھی۔۔۔وہ صرف اپنے پیرینٹس کے رویے انکی دوری کی وجہ سے ایسی ہوئی ہے۔۔میں ان لوگوں کی بے حسی پر حیران ہوں ماں اپنے دوسرے شوہر کے ساتھ سیر سپاٹو پر نکلی تھی اور باپ اپنی دوسری بیوی کے ساتھ عیش کرتا پھرتا ہے جبکہ وہ اس پورے ماہ اکیلی اپنی کیئر ٹیکر کے ساتھ رہی ہے۔۔۔پھر آپ خود سوچیں ایسے تنہا رہنے والی لڑکی غلط راہ کیوں اختیار نہیں کرے گی؟"تاسف اور دکھ سے بتایا۔بریرہ بھی اپنی جگہ ششدر سی رہ گئی تھی کیونکہ حوریہ نے کبھی اسکے بارے میں کچھ بتایا ہی نہیں تھا۔

"تمہیں کیسے پتا یہ سب۔۔"یکدم مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھا

"میں اسکی خبر رکھتا ہوں مگر وہ مجھے بلکل پسند نہیں کرتی۔۔"چہرے پر غصیلے تاثرات چھا گئے تھے۔بریرہ اپنا قہقہہ نہ روک سکی

"تو تم اس سے صرف حوریہ کی غرض سے مل رہے تھے بلکہ دھمکا رہے ہوگے وہ کیوں پسند کرے گی تمہیں۔۔۔"اپنی ہنسی ضبط کرتے اسکا روٹھا روٹھا چہرہ دیکھا

"یار بھابھی۔۔آپ کرو نا کچھ۔۔"اس نے بے بسی سے منت کی۔۔

"میں کیا کرسکتی ہوں بھلا۔۔"بے نیازی سے کندھے جھٹکے۔شعیب نے ناراضگی سے اسے دیکھا تھا۔۔

"اچھا چلو دیکھ لیں گے اس معاملے کو بھی۔۔"مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ ٹیرس پر کھڑا زوہیب اسے آوازیں دے رہا تھا۔

"ایک تو بھائی کو بھی آپ کے بغیر سانس نہیں آتی۔۔"تپا تپا سا اسکے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا جبکہ وہ جھینپ کر اسکے کندھے پر چپت لگاتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔۔

******

دریچے سے جھانکتی وہ لڑکی عجیب دکھ سے بھری ہوئی ہے

کہ اس کے آنگن میں پھول پر ایک نیلی تتلی مری ہوئی ہے

کبھی اذانوں میں کھوئی کھوئی کبھی نمازوں میں روئی روئی

وہ ایسے دنیا کو دیکھتی ہے کہ جیسے اس سے ڈری ہوئی ہے

درود سے مہکی مہکی سانسیں وظیفہ پڑھتی ہوئی وہ آنکھیں

کہ ایک شمع امید ان میں کئی برس سے دھری ہوئی ہے

بڑے زمانوں کے بعد برسی ہیں میری آنکھیں کسی کی خاطر

بڑے زمانوں کے بعد دل کی زمین پھر سے ہری ہوئی ہے۔۔۔

کندھوں پر شال ڈالے کوفی کے سپ لیتی لاؤنج میں لگی گلاس وال سے تیزی سے ہوتی برفباری کو دیکھ رہی تھی۔ دماغ کہیں اور ہی تھا۔ رات کے گیارہ بج چکے تھے وہ آج اب تک نہیں آیا تھا ورنہ عموماً ساتھ بجے تک آجاتا تھا۔ تھوڑی ہی دیر پہلے اسکی عائلہ خاتون سے بات ہوئی تھی وہ لوگ کل کی فلائٹ سے آرہے تھے۔ جیک اور لورا اپنا کام نبٹا کر جاچکے تھے۔ اس وقت وہ اس محل نما گھر میں بلکل تنہا تھی۔ صوفے پر بیٹھتی ٹی وی اون کرکے نیوز سننے لگی جو آج ہوتی ریکارڈ بریکنگ برفباری اور اس سے ہونے والے نقصانات کے بارے میں ہی ڈسکس کررہے تھے۔ تبھی اچانک پورے گھر میں گھپ اندھیرا چھا گیا۔

"او۔۔۔نو۔۔"غصے سے بڑبڑاتے مگ ٹیبل پر رکھا اور ٹیبل پر ہاتھ ٹٹولتے موبائل ڈھونڈنے لگی۔ گھر میں موجود ٹارچ یا ایمرجنسی لائٹ کا بھی نہیں پتہ تھا کہ کہاں رکھی ہوئیں ہیں۔ اسی پل کچن سے کچھ چھناکے سے گرنے کی آواز آئی تھی۔ اس نے بےساختہ کچن کی جانب دیکھا۔ چہرہ لٹھے کی طرح سفید

پڑھ چکا تھا۔یہ احساس ہی اسکے اوسان خطا کرنے کے لیے کافی تھا کہ وہ پورے گھر میں اکیلی ہے۔۔جلدی جلدی گھبراہٹ میں ادھر ادھر ہاتھ مارا مگر موبائل کہیں نہ تھا پھر اچانک ہی ذہن میں جھموکا ہوا تھا۔کوفی بناتے وقت اس نے موبائل شاید کچن میں ہی چھوڑ دیا تھا۔۔

"شٹ۔۔۔شٹ۔۔۔یااللہ اب کیا ہوگا۔۔"بے بسی آنکھوں میں خودبخود نمی جمع ہونے لگی جب ایک بار پھر کچن میں کھڑ پڑ ہوئی تھی۔اسکا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔۔زرد پڑھتے گالوں پر آنسو ٹوٹ کر گرے تھے۔آہستہ آہستہ دبے قدموں وہیں لاؤنج میں رکھے صوفے کے پیچھے چھپ گئی۔آوازیں مسلسل آرہیں تھی۔اسکے آنسو ایک تواتر سے گال بھگو رہے تھے۔یہ اسٹریٹ بھی ایسی نہ تھی کہ گھر سے نکل کر کسی سے مدد مانگ لیتی۔۔مگر گھر سے باہر بھی کیسے جاتی۔۔جبھی کسی نے مین گیٹ ان لاک پھر لاک کیا تھا۔کلک کی آواز پر اس نے منہ پر سختی سے ہاتھ جما کر بمشکل اپنی سسکی روکی۔۔

"ریا۔۔کہاں ہو یار۔۔ریا"یہ کوئی اور نہیں زمور داؤد تھا جو موبائل کی ٹارچ اون کیے فکر مندی سے اسے پکار رہا تھا۔حوریہ کو لگا اس کے مردہ ہوتے وجود میں کسی نے روح پھونک دی ہو پاؤں میں پڑی شال سے الجھتی تیزی سے اٹھی تھی اور سسکتے ہوئے روشنی کی سمت بھاگتے ایک جھٹکے سے زمور داؤد کے سینے سے آلگی۔وہ ایک لمحے کے لیے بلکل ساکت رہ گیا تھا اس پل زمور داؤد اپنا سانس بھی روک گیا تھا کہ کہیں یہ خواب نہ ہو جو اسکی ہلکی سی حرکت پر بھی ٹوٹ جائے۔۔پورے لاؤنج میں اسکی گھوٹی گھوٹی سسکیاں گونج رہیں تھی۔زمور نے بےخود سا ہوکر دونوں بازو اسکے گرد باندھے اور مضبوطی سے اپنے سینے میں جذب کرلیا۔۔وہ نہیں جانتا تھا وہ لمحہ کتنا طویل تھا یا مختصر مگر اسے اپنی زندگی۔۔ہر ایک سانس سے زیادہ عزیز تھا۔

"میں یہیں ہوں جان۔۔ڈرو مت۔۔میں یہیں ہوں"چند لمحے گزرنے کے بعد اسکے بالوں کی خوشبو اپنے اندر اترتا بہت گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔حوریہ کی سسکیوں کو یکدم بریک لگا اور ایک جھٹکے سے اسکا حصار توڑتی دور ہوئی۔۔زمور بھی فوراً ہوش میں آیا تھا۔ٹارچ کی روشنی میں اسکے تاثرات دیکھے وہ بے یقین نگاہوں سے اسے دیکھتی قدم قدم پیچھے ہٹ رہی تھی۔

"تم رو کیوں رہیں تھی۔۔"اپنا کوٹ کاؤچ پر ڈالتے تفکر سے پوچھا۔۔

"میں۔۔میں نے۔۔"نظریں چرا کر لٹیں کان کے پیچھے اڑستے کچھ کہنا چاہا جب ہی کچن سے پھر آواز آئی تھی۔اس نے چونک کر کچن کی جانب دیکھا۔۔

"ککوئی۔۔کچن میں ہے۔۔"اسکی خوفزدہ آواز پر اسے تمام بات سمجھ میں آگئی۔۔

"بلی ہوگئی باہر بہت ٹھنڈ ہے اسی لیے ونڈو سے اینٹر ہوئی ہوگی اسکے علاوہ کوئی نہیں ہوسکتا کیونکہ کہ ہر ونڈو پر گریل ہے۔۔اور اگر کوئی اور ہوتا تو سیکوریٹی سسٹم الرٹ کردیتا"اسے مطمئن کرتا صوفے پر بیٹھ گیا۔۔

"میں۔۔میں یہاں اکیلی نہیں رہ سکتی۔۔"خفت زدہ ہوتی غصے سے بولی۔اپنی بے اختیاری پر خود کو جی بھر کر کوس رہی تھی۔۔

"آئی ایم سوری آج میں لیٹ ہوگیا کیونکہ آفس سے نکلتے وقت زوباریہ کی کال آگئی تھی کہ آفاق صاحب کی طبیعت اچانک خراب ہوگئی ہے اس لیے ہمیں وہاں جانا پڑا پھر ہیوی سنوفال کی وجہ سے وی اسٹکڈ ان ٹریفک اسی لیے لیٹ ہوگیا۔۔"وہ لیٹ آنے کی توجیہ پیش کررہا تھا۔نجانے کیوں حوریہ کو ساری زندگی کا غصہ اسی پل آیا تھا۔۔

"ٹو ہیل ود یو۔۔۔تم ساری رات نہ آتے اور وہیں رک جاتے مجھے کوئی فرق نہیں پڑھتا۔آئی سمجھ۔۔۔"چیختے ہوئے تن فن کرتی تیزی سے سیڑھیاں چڑھ گئی جبکہ وہ ہکا بکا اسے جاتا دیکھتا رہ گیا تھا۔۔

******

اپنے درد سے پھٹتے سر کو انگلیوں سے دباتی موبائل پر آتی شہریار رضا کی کالز کو مسلسل نظرانداز کر رہی تھی۔دعوت کے بعد شہریار نے اس سے بہت دفعہ بات کرنے کی کوشش کی مگر اس نے جواب دینا ضروری نہ سمجھا تھا۔عائلہ خاتون اور داؤد صاحب کو واپس آئے ایک ہفتہ ہوچکا تھا۔زمور دوبارہ اپنی اسی روٹین پر آچکا تھا صرف ویک اینڈ پر ہی نظر آتا تھا مگر اب وہ اسے دیکھ کر کڑھنے لگی تھی نجانے کیوں اسکی شکل دیکھتے ہی اسے غصہ آنے لگتا۔زندگی کی کشتی ایک ہی جگہ پر ٹھہری حالات کی لہروں سے ٹکرارہی تھی مگر یہ ایسی لہریں تھیں نہ اسکی کشتی کو ڈوبنے دیتیں اور نہ ہی کنارے سے لگا رہیں تھی۔اسے لگ رہا تھا وہ بس بے مقصد اس دنیا میں آئی تھی اور خواہ مخواہ ہی جیئے چلی جارہی تھی یہ جانے بغیر کہ کسی کی کل کائنات تھی وہ۔۔۔

"شہریار رضا اب تم نے کال کی تو میں گھر آکر سر پھاڑ دونگی تمہارا"کال ریسیو کرتے ہی پھٹ پڑی تھی۔دوسری جانب اسکی جھنجھلاٹ پر شہریار قہقہہ لگا گیا۔

"زبردست آجاؤ۔۔کم ازکم تمہاری اس بلاوجہ کی ناراضگی کی وجہ تو معلوم ہوگی"وہ بھی زوروشور سے بولا

"میں ناراض نہیں ہوں۔۔"ایک ایک لفظ پر زور دیا

"تو پھر کال کیوں ریسیو نہیں کررہیں۔۔ماموں کے گھر بھی منہ سوجائے بیٹھی رہیں۔۔"خفگی سے بولا

"بس میری مرضی میرا دل نہیں کیا۔۔"کندھے اچکاتی بے نیازی سے بولی وہ موبائل گھور کر رہ گیا

"دل کی بچی میں یہاں پریشان بیٹھا تھا کہ آخر اس الٹی کھوپڑی کو ہوا کیا ہے۔۔۔"

"زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں کال کاٹ دونگی۔۔"اسکی دھمکی پر وہ مسکرا دیا تھا

"اور کیا کہہ رہیں تھی اپنا شوہر پسند نہیں تمہیں۔۔۔حور چراغ لے کر بھی گھومتیں نہ پورے پاکستان میں زمور داؤد جیسا بندہ نہیں ملنا تھا۔۔"اسکی باتوں پر لتاڑ رہا تھا۔حوریہ کے لبوں پر ایک زہر خند مسکراہٹ پھیل گئی۔وہ شخص اسکا بچپن کا دوست بھی چھین چکا تھا۔

"ہاں صحیح کہہ رہے ہو ایسا بندہ مجھے ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملنا تھا۔۔چلو پھر بات ہوگی ابھی کچھ کام ہے۔۔۔اللہ حافظ" تلخی سے کہتی کال کاٹ گئی۔سر درد اب برداشت سے باہر ہونے لگا تھا۔موبائل بیڈ پر ڈالتی سویٹر پہن کر نیچے آگئی اس وقت کوفی کی شدید طلب ہو رہی تھی۔۔

"ماما یار کیوں رو رہی ہیں اسطرح بس چھو کر گزری ہے۔۔"زمور کی بےبس آواز اور عائلہ خاتون کی سسکیوں پر اسکے کچن میں جاتے قدم رک گئے اس نے ٹھٹک کر صوفے پر بیٹھیں عائلہ خاتون کو دیکھا جو اسکے کندھے سے لگیں سسک رہیں تھی جبکہ داؤد صاحب لب بھینچے سنگل صوفے پر بیٹھے تھے۔

"کیا ہوا آنٹی کیوں رو رہی ہیں۔۔"پانی لے کر جاتی لورا کو روک کر پریشانی سے پوچھا

"سر کے بازو پر گولی لگی ہے۔۔میڈم بہت اپ سیٹ ہیں"دکھی لہجے میں کہتی پانی لے کر آگے بڑھ گئی جبکہ حوریہ نے دنگ نظروں سے زمور کو دیکھا اور اب پہلی بار نگاہ اسکے بازو پر پڑی تھی۔شرٹ کی آستین بازو تک چڑھی تھی اور بازو پر ایک سفید پٹی لپٹی ہوئی تھی جو اسکے خون سے آہستہ آہستہ سرخ ہو رہی تھی۔لب بھینچتی وہیں کھڑی رہی

"میں نے کیا کہا تھا اس کیس میں اتنا انولو مت ہو مگر میری کوئی سنتا کہاں ہے۔۔" داؤد صاحب تپے تپے انداز میں بولے۔

"زمور بیٹا چھوڑ دو یہ کیس میں تمہیں کسی صورت نہیں کھونا چاہتی۔۔" عائلہ خاتون بے بسی سے بولیں

"ماما آپ لوگ آخر چاہتے کیا ہیں۔۔وہ جو چاہتے ہیں میں کرجاؤں؟ ایسا ہرگز نہیں ہوگا آٹس امپوسیبل۔۔" وہ بھی اٹل لہجے میں بولا

"تم اکیلے نہیں رہتے فیملی ہے تمہاری ایک بیوی ہے اسکے بارے میں سوچا ہے کبھی۔۔" اسکا قطعیت بھرا لہجہ انہیں غصہ دلا گیا

"وہ آپ لوگوں کو ہرٹ نہیں کرسکتے بیکوز پھر ان کی بھی فیملی ہے مگر پھر بھی میں احتیاطاً آپ لوگوں کی سیکورٹی بڑھوا دونگا۔۔" وہ اب بھی اپنی بات پر قائم تھا۔

"جو مرضی آئے کرو۔۔" داؤد صاحب ایک غصیلی نگاہ اس پر ڈال کر نکلتے چلے گئے۔

"یہ گولی کہیں اور بھی لگ سکتی تھی تمہیں ہم سے دور بھی کرسکتی تھی۔۔۔کیوں نہیں سمجھ رہے تم۔۔" وہ غم و غصے سے چیخ پڑیں تھی۔جبھی زمور کی نگاہ اس دشمنِ جاں پر پڑی تھی جو سپاٹ چہرہ لیے یہ سب دیکھ رہی تھی چہرے پر ذرہ برابر بھی اسکے لیے ہمدردی نہ تھی۔۔زمور کے دل میں ایک آگ سی جلنے لگی گولی لگنے سے زیادہ اذیت اسکا سپاٹ چہرہ دیکھ کر ہوئی تھی۔۔۔

"ماما میں ریسٹ کرنا چاہتا ہوں تھوڑی دیر پلیز اس ٹوپک کو بند کردیں۔۔اور یہ اسٹیو اسے تو بتاؤں گا میں نے شہریار کو بتانے سے منع کیا اور وہ الو کا پٹھا مجھے گھر لے آیا۔۔" غصیلے تاثرات لیے لمبے لمبے ڈگ بھرتا سیڑھیاں چڑھ گیا جبکہ عائلہ خاتون ایک بار پھر سسک اٹھیں تھیں۔حوریہ جلدی سے ان کے نزدیک آگئی

"پلیز آنٹی آپ ایسے مت روئیں۔۔وہ ٹھیک تو ہے۔۔"اس نے تسلی دینے کی ناکام سی کوشش کی

"حور اسے کہیں بھی گولی لگ سکتی تھی۔۔اسکی جان بھی جاسکتی تھی۔۔میں کیسے چپ ہو جاؤں۔۔"

"تم۔۔تم اسے سمجھاؤ وہ کبھی تمہاری بات نہیں ٹالے گا"اسکا ہاتھ تھامتیں منت بھرے لہجے میں بولیں۔وہ گڑبڑا سی گئی بھلا اس کا کیا لینا دینا تھا اس معاملے سے۔۔

"آآنٹی۔۔میں کیا بات کروں مجھے تو معاملہ بھی نہیں پتا۔۔"اس نے جان چھڑانی چاہی۔

"حور اس کی فاؤنڈیشن نے پارلیمنٹیرین کے بیٹے کو ریپ کیس میں اریسٹ کروایا ہے اور بذاتِ خود ہر ہیئرنگ میں شرکت کی ہے اسی کا بدلہ لے رہا ہے اسکا باپ"غمگین لہجے میں اسے تمام معاملہ بتارہیں تھیں اور ہر گزرتے پل کے ساتھ حوریہ کا چہرہ زرد پڑھتا جارہا تھا۔وہ کیسے امید رکھ سکتیں تھی کہ وہ اسے ایک ریپ کیس واپس لینے کا کہہ دے۔یکدم ان سے ہاتھ چھڑاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔عائلہ خاتون نے استفہامیہ نگاہوں سے اسے دیکھا

"میں۔۔۔میں یہ نہیں کرسکتی۔۔آئی ایم سوری آنٹی۔۔"نم آنکھیں لیے لڑکھڑاتے لہجے میں کہتی تیزی سے وہاں سے نکل گئی جبکہ عائلہ خاتون کتنی ہی دیر تک اس جگہ کو گھورتی رہ گئیں تھی جہاں سے وہ ابھی گزری تھی۔وہ بھی تو اس غم سے گزری تھی۔۔اسکا مجرم بھی تو بغیر سزا کاٹے گھوم رہا تھا پھر بھلا وہ کیوں ایسی بات میں ان کا ساتھ دیتی؟؟

****

تقریباً ایک گھنٹے بعد روم میں لوٹی تھی وہ بغیر چینج کیے ایسے ہی بیڈ پر پڑا تھا۔بازو کی پٹی اب مکمل سرخ ہوچکی تھی۔وہ ایک پل کے لیے کمرے کی دہلیز پر ہی ٹھہر گئی۔ایک خیال تو آیا کہ یہیں سے لوٹ جائے مگر اسکی بند آنکھیں دیکھ اندر داخل ہوگئی۔رات کے گیارہ بج رہے تھے وہ کشمکش میں

کھڑی لب کاٹ رہی تھی۔روز وہ ہی بیڈ پر سوتی تھی اور وہ کبھی کبھار ہی کمرے میں آتا تھا وہ بھی رات کے آخر پہر۔سر جھٹکتی صوفے پر آبیٹھی جہاں سے وہ اکثر بیٹھ کر اسے دیکھتا تھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے زمور داؤد تمہاری یہ حرکتیں میرے زخم بھردیں گی۔۔نہیں۔۔تم کبھی میرے دل میری روح پر لگے زخموں کے لیے مرہم نہیں بن سکتے۔۔"وہ بےارادہ ہی اسے سوتا دیکھ رہی تھی۔

"مگر میں تمہاری دشمنی میں انکل آنٹی سے ان کے جینے کا واحد سہارا نہیں چھین سکتی میں تمہاری طرح سفاک نہیں ہوں۔۔۔"صوفے پر سر ٹکاتے بہت اذیت ناک انداز میں سوچ رہی تھی۔تبھی زمور کی کراہ پر چونک اٹھی۔کروٹ بدلتے وقت اسکا زخمی ہاتھ بیڈ کی سائیڈ ٹیبل سے ٹکرایا تھا۔نتیجتاً زخم سے خون رستا پٹی سے باہر آنے لگا تھا۔وہ یکدم اٹھ کر قریب آئی اسکے خون سے بیڈ کی چادر سرخ ہونے لگی تھی۔۔

"اٹھو۔۔تمہاری چوٹ سے خون بہہ رہا ہے۔۔"اس نے پکار کر اٹھانا چاہا مگر وہ بے سدھ پڑا رہا۔

"تم سے کہہ رہی ہوں۔۔اٹھو۔۔۔"اس بار ہلکہ سا جھکتے قدرے زور سے بولی مگر وہ کراہتے ہوئے کروٹ بدل گیا۔

"آنٹی کو بلاؤں۔۔"لب کاٹتے خود سے مخاطب ہوئی مگر ان کی کنڈیشن اور گھڑی میں بارہ بجتے دیکھ خود ہی یہ خیال رد کردیا۔

"اٹھو خون نکل رہا ہے تمہارے بازو سے۔۔۔" جھجھکتے ہوئے اسکا بازو ہلایا جو بخار کی حدت سے تپ رہا تھا۔اب وہ اچھی خاصی پریشان ہوگئی تھی۔اپنا یخ لرزتے ہاتھ اسکی تپتی پیشانی پر رکھا تھا۔

"ریا۔۔"زمور نے ایک کراہ کے ساتھ اسکا نام پکارہ تھا آنکھیں ہنوز بند تھیں۔حوریہ نے جلدی سے اپنا ہاتھ واپس کھینچا۔سائیڈ ٹیبل پر اسکی میڈیسنز پڑیں تھی جنہیں بغیر کھائے ہی سو گیا تھا۔کچھ سوچ کر نیچے کچن میں گئی اور اسکے لیے ایک گلاس دودھ گرم کر کے روم میں لے آئی۔وہ اسی طرح پڑا تھا۔

"اٹھو میں آخری بار کہہ رہی ہوں۔۔۔"گلاس ٹیبل پر رکھ کر اسکی جانب آئی اور کندھا ہلایا

"ریا۔۔۔جانم"نیم بے ہوشی میں اپنے کندھے پر رکھے اسکے ہاتھ کو تھام گیا۔حوریہ کو لگا کوئی بجلی کے ننگا تار اسکے ہاتھ سے ٹکرا گیا ہو جھٹکے سے اٹھتی دو قدم دور ہوئی۔اسی عصنا میں زمور بھی کچھ ہوش میں آیا تھا نیم وا آنکھوں سے اسے اپنے سامنے کھڑا کچھ پل خالی نظروں سے دیکھتا رہا۔۔

"اٹھو۔۔آ آنٹی نے دودھ بھیجا ہے میڈیسن لو اور تمہارے ہاتھ سے بھی خون نکل رہا ہے۔۔" نظریں چرا کر خود کو لاتعلق ظاہر کرتی صوفے پر جا بیٹھی۔زمور نے بخار سے سرخ ہوتی آنکھوں سے ایک بیزار سی نگاہ رستے خون پر ڈالی اور سر واپس تکیے میں دے دیا۔۔

"ماما سے کہنا بہت سخت جان ہوں اتنی جلدی نہیں مرنے والا۔۔" تلخی سے کہتا آنکھیں موند گیا جبکہ وہ اسکی بکواس پر کلس کر رہ گئی تھی مگر نجانے کیوں وہ جتنے بھی بے حسی کے خول خود پر چڑھا لیتی کسی کو اپنی آنکھوں کے سامنے تڑپتا نہیں دیکھ سکتی تھی خواہ وہ اس کا دشمن ہی کیوں نا ہو۔۔

"آخر مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ کیوں تم نے انکل آنٹی کا جینا حرام کیا ہوا ہے"تن فن کرتی دوبارہ اسکے سر پر جا پہنچی۔زمور نے بس ایک نظر اسکے تپتے تپتے چہرے کو دیکھا پھر دوبارہ آنکھیں بند کر گیا

"چھوڑو ان کے مسائل تم تو سکون میں آ ہی جاؤ گی میرے دنیا سے چلے جانے پر۔۔"ہلکا سا اٹھ کر بیڈ کراؤن سے سر ٹکا گیا۔۔کیونکہ درد اب برداشت سے باہر ہو رہا تھا۔

"ہاں زمور داؤد تمہاری موت پر شاید میں ہی سب سے زیادہ خوش ہوں مگر میں اتنی خودغرض نہیں کہ اپنی خوشی کے لیے تمہارے ماں باپ کو ساری زندگی کا غم دینے کا سوچوں۔۔"زہریلے انداز میں میں پھنکارتے کچھ فاصلے پر بیٹھی اور دودھ کا گلاس اسکے سامنے کیا زمور کے لبوں پر ایک بے بس سی مسکراہٹ آگئی

"کیوں خوش فہمیوں میں ڈال رہی ہو۔۔یا تو مار دو یا اپنے آپ سے لگالو۔۔"وہ شاید واقعی اپنے حواس میں نہ تھا۔حوریہ نے ایک تپتی نگاہ اس پر ڈالی اور لب بھینچتے گلاس اسکے لبوں سے لگادیا۔زمور کی نیم وا آنکھیں اس دشمنِ جاں پر تھیں جو نجانے کیوں آج اس پر مہربان ہورہی تھی۔دودھ کا گلاس خالی کرکے سائیڈ پر رکھا اور میڈیسن دیکھنے لگی۔

"میں نہیں کھارہا لائٹ بند کردو۔۔"جان کر اسے تنگ کرنے کے لیے بولا حوریہ نے دانت پیس کر ساری دوائیاں ہاتھ میں نکالیں اور ٹھونسانے والے انداز میں اسکے منہ میں ڈالتی پانی کا گلاس منہ سے لگاگئی۔وہ گھونٹ گھونٹ پانی پیتا مکمل طور پر اسکے رحم و کرم پر تھا۔

"اسکا کیا کروگے۔۔"شرٹ کی خون آلود آستین دیکھ کر اس سے پوچھا۔

"چینج کرنا تھا مگر رہنے دو تمہیں مسئلہ ہوگا۔۔"اس بار قدرے سنجیدگی سے بولا تھا مگر وہ خاموشی سے کبرڈ کی جانب بڑھی تھی۔واپس آئی تو ایک ٹی شرٹ اور فرسٹ ایڈ باکس ہاتھ میں تھا۔زمور داؤد کو لگا وہ خواب دیکھ رہا ہو۔۔

"ذرا بھی غلط فہمی کا شکار مت ہونا صرف عائلہ آنٹی کی وجہ سے کررہی ہوں یہ سب جو تمہاری وجہ سے پوری شام روتی رہی ہیں۔۔ورنہ میری شدت سے خواہش تمہیں اس کیفیت میں تڑپتے دیکھنے

کی"اسکی نگاہوں کا مفہوم سمجھتی بہت کاٹ دار لہجے میں بولی۔زمور کے چہرے پر ایک تاریک سا سایہ لہرا گیا اور اگلے ہی پل ایک جست میں کھڑا ہوتا اسکے نزدیک آیا۔

"بہت شکریہ اس احسان کا حوریہ عثمان۔۔۔کاش تم مجھے تکلیف میں تڑپنے دیتیں کیونکہ وہ اذیت اس اذیت کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے۔۔"اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ضبط سے بھینچے لہجے میں بولا اور ہاتھ سے باکس لیتا کمرے سے نکل گیا۔حوریہ نے لب بھینچتے اسے جاتا دیکھا اور غصے سے ٹی شرٹ بیڈ پر پھینکی۔۔

"میری طرف سے بھاڑ میں جاؤ۔۔۔"سر جھٹکتی صوفے کی جانب بڑھ گئی۔بھلا اسے ضرورت ہی کیا تھی اسکی تیارداری کرنے کی۔۔۔

*****

"تو اسی وقت خبر کیوں نہیں کی تم نے مجھے۔۔"موبائل پر اسٹیو سے بات کرتے اجلت میں ٹیبل سے کیز اٹھائیں

"حد ہے۔۔اچھا میں انہی کی سائیڈ جارہا ہوں۔۔۔ٹھیک ہے"کال کاٹ کر چیئر سے اپنا سوئیٹر اٹھاتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا ہوا۔کھانا نہیں کھارہے؟"زوباریہ نے کھانے کی ٹرے ٹیبل پر رکھتے جھجھک کر پوچھا

"نہیں زمور سر کی سائیڈ جارہا ہوں"

"کیوں؟"اس نے حیرت سے پوچھا

"کل رات بازو پر گولی لگی تھی انہیں۔۔"پریشانی سے اسے بتاتا رسٹ واچ کلائی پر باندھنے لگا جبکہ زوباریہ ساکت کھڑی رہ گئی تھی۔۔

"ماموں کو اس بارے میں کوئی خبر نہیں ہونی چاہیئے سر نے اسی لیے یہ بات ہم سے چھپائی تھی۔۔"اسکے سن پڑھتے وجود سے مخاطب ہوا۔

"زوبی۔۔"اسے سن کھڑا دیکھ بازو ہلایا

"جی۔۔کیا میں بھی چلوں آپ کے ساتھ۔۔"خود پر قابو پاتے بمشکل بولی۔

"اوکے آجاؤ۔۔"کچھ توقف کے بعد سر ہلاتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔

"یااللہ ان کی حفاظت کریو۔۔"اس روح فرسا خبر پر دل کی دنیا جیسے تہہ و بالا ہوگئی تھی۔تیزی سے کمرے کی جانب بڑھی اور اپنے گرد شال لپیٹتی باہر نکل گئی۔آفاق صاحب کو ابھی دوائی دی تھی اسی لیے سو رہے تھے۔نیچے آئی تو وہ کار میں بیٹھا اسکا انتظار کررہا تھا۔سرد ہواؤں سے اپنے اڑتے بالوں کو سمیٹتی کار میں آبیٹھی۔

"ماموں سورہے ہیں نا۔۔"کار اسٹارٹ کرتے ایک نظر اسکی زرد پڑھتی شکل پر ڈالی۔وہ آہستہ سے سر اثبات میں ہلا گئی

"یہ سب کیسے ہوا ان کے ساتھ۔۔"اپنی ہتھیلیوں کو گھورتے بہت مدھم آواز میں بولی

"سو دشمن ہیں ان کے دکھا دی ہوگی کسی نے کم ظرفی۔۔"بیک ویو مرر میں دیکھتے احتیاط سے موڑ کاٹا۔زوبایہ نے بہت مشکل سے خود کو مزید سوال پوچھنے سے روکا تھا ورنہ بس نہیں چل رہا تھا اپنے باغی دل میں مچلتا ایک ایک سوال پوچھ بیٹھے۔تقریباً پندرہ منٹ کی ڈرائیو کے بعد وہ لوگ کینگ کاؤنٹی میں موجود زمور داؤد کے عالیشان بنگلے کے سامنے موجود تھے۔چوکیدار نے شہریار کی کار دیکھتے ہی تیزی سے گیٹ کھولا تھا۔وہ بہت بار یہاں آچکا تھا۔

"ہیلو سر۔۔"جیک نے اسے دیکھتے ہی خوش آمدید کیا تھا

"سر کیسے ہیں اب۔۔"گھر میں داخل ہوتے اس سے پوچھا

"رات کو آتے ہی روم میں چلے گئے تھے اب تک نہیں نکلے روم لاک ہے۔۔میم گئی تھیں اسٹڈی میں بلانے مگر اٹھانے سے منع کردیا"

"انکل سے کوئی بات ہوئی تھی؟"اسکے پوچھنے پر وہ سر اثبات میں ہلاگیا۔شہریار ایک گہری سانس بھر کررہ گیا۔ان دونوں کے بیچ دوریوں کے بارے میں وہ بھی آگاہ تھا مگر وجہ نہ جان سکا تھا۔

"ارے شہریار۔۔۔اچھا ہوا بیٹا تم آگئے۔۔"لاؤنج میں بیٹھیں عائلہ خاتون محبت سے بولیں

"کیسی ہیں آپ آنٹی۔۔"وہ ان کے برابر والے صوفے پر ہی بیٹھ گیا جبکہ زوباریہ کچھ جھجھک رہی تھی۔آخر پہلی بار ان کے گھر آئی تھی۔

"ٹھیک ہوں میں۔۔۔یہ کون ہے"لب کاٹتی زوباریہ کو حیرت سے دیکھا

"یہ آفاق انکل کی بیٹی زوباریہ آفاق ہیں"ایک نظر اسے دیکھ کر تعارف کروایا

"تم آفاق صاحب کی بیٹی ہو۔۔۔۔ادھر آؤ۔"ان کی آنکھوں میں یکدم شناسائی کے رنگ ابھر آئے تھے۔زوباریہ نے ایک نظر شہریار کو دیکھا وہ مسکرادیا تھا۔

"ماشاءاللہ بہت پیاری ہے میری بچی۔۔۔میں نے بہت بار زمور سے تمہارا ذکر سنا تھا اور ہر بار ملنے کو دل کرتا مگر کبھی مل ہی نہ سکی"اسے اپنے پاس بیٹھا کر ماتھا چوم لیا وہ اس قدر اپنائیت اور محبت پر دنگ ہی تو رہ گئی تھی۔۔

"کبھی ملنے کا دل نہیں کیا مجھ سے۔۔"اسے پیار بھری نظروں سے دیکھتے ڈپٹا۔بھلا آفاق صاحب کی بیٹی انہیں عزیز کیوں نہ ہوتی انہوں نے ہی تو زمور کو ایک دوست۔۔ایک استاد کی طرح سہارا دیا تھا۔

"کبھی موقع ہی نہیں ملا آنے کا۔۔"کچھ توقف سے جھجکتے ہوئے بولی

"اب موقع مت ڈھونڈنا آجانا اپنا گھر سمجھ کے سمجھ آئی۔۔"اسکے گال کو تھپکا وہ بھی سر اثبات میں ہلا گئی۔شہریار نے ارد گرد نظر دوڑائی حوریہ کہیں موجود نہیں تھی۔

"میم میں نے سر کو خبر کردی ہے ان لوگوں کے آنے کی۔۔وہ کہہ رہے ہیں کچھ دیر میں آرہے ہیں"لاؤنج میں داخل ہوتی لورا نے عائلہ خاتون کو خبر دی تو وہ بس ایک دکھی سانس خارج کرتیں سر ہلا گئیں

"شہریار بیٹا میں بہت پریشان ہوں نجانے یہ لڑکا کیا چاہتا ہے۔۔"ان کے رنجیدہ لہجے پر زوباریہ نے بے بسی سے انہیں دیکھا۔

"آنٹی آپ فکر مت کریں اب وہ لوگ دوبارہ ایسا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے انہوں نے خود اپنا کیس کمزور کرلیا ہے۔۔"ان کا ہاتھ تھام کر تسلی دی

"وہ کسی کی نہیں سن رہا۔۔"کہتے کہتے آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔

"پلیز آنٹی مت روئیں۔۔"زوباریہ نے بہت مشکل سے خود پر بند باندھا تھا۔اسی پل بلیک ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں رف سا حلیہ لیے زمور سیڑھیاں اترتا لاؤنج میں آیا تھا

"اسلام وعلیکم سر۔۔"شہریار اسے دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا جبکہ زوباریہ آفاق اپنی پیاسی نگاہیں اس پر سے ہٹا نہ سکی تھی۔وہ کافی ڈل لگ رہا تھا آنکھوں کے گرد حلقے اور بازو پر بندھی پٹی اسے مزید بے چین کرگئی تھی۔

"وعلیکم اسلام یہ ماما تم لوگوں کو بھی اپنے ٹرانس میں کرنے بیٹھ گئیں"اس سے ہاتھ ملاتے خفگی سے ماں کو دیکھا جو اسے گھورتیں اٹھ کھڑی ہوئیں تھی۔

"بیٹا باتیں کرو تم میں ذرا کچن کا چکر لگا لوں" زوباریہ کو پیار سے کہتیں لاؤنج سے نکل گئیں۔
"اوہ بھئی۔۔زوباریہ آفاق آئی ہیں اب لگ رہا ہے بات واقعی سیریس ہے۔۔" زمور مسکرا کر کہتا شہریار کے برابر میں ہی بیٹھ گیا
"شکر کریں بابا کو نہیں پتا ورنہ وہ کلاس لیتے آپ کی" نروٹھے انداز میں بولی۔۔اسکا نارمل انداز دیکھ کر دل کو کچھ ڈھارس ہوئی تھی۔
"بتانا بھی نہیں ہے تم لوگوں نے ورنہ میں تم لوگوں کو نہیں چھوڑنگا" دونوں کو خشمگیں نگاہوں سے دیکھا
"سر آپ بے فکر رہیں۔۔لیکن یہ عام بات نہیں آپ کو اب سیریس ایکشن لینا ہوگا" شہریا سنجیدگی سے بولا تھا۔وہ بھی سر اثبات میں ہلا گیا
"لائر سے بات کرو دو ہیئرنگز میں معاملہ نمٹ جائے گا اب۔۔" پرسوچ انداز میں بولا
"اور اگر انہوں نے پھر اسٹے لینے کی کوشش کی تو"
"نہیں ایک بار لے چکے ہیں لائر کو بولو مجھ پر ہوئے اٹیک کو زور و شورر سے ان کے خلاف استعمال کرے مگر اس کیس کو نمٹائے"
"لیکن آپ نے مجھے رات کو ہی انفارم کیوں نہیں کیا۔۔" وہ شکوہ کر گیا
"اللہ کا واسطہ ہے شہریار یہ میری فیملی مجھے آدھا کرچکی ہے طعنے دے دے کر میں ڈ‌ئریکٹ پینٹ ہاؤس جاتا اور وہیں تمہیں بلاتا مگر اس اسٹیو نے میری صحیح کی درگت بنوائی ہے۔۔" غصے سے جھنجھلا کر بولا شہریار مسکرا دیا تھا۔اسی پل اسکا موبائل بج اٹھا۔
"آفس سے کال ہے میں ذرا اٹینڈ کرلوں۔۔" انہیں ایکسکیوز کرتا لاؤنج سے نکل گیا

"آپ کے گارڈز کر کیا رہے تھے جو آپ ان کے ہوتے ہوئے بھی محفوظ نہ رہ سکے۔۔"شہریار کے جانے کے بعد زوباریہ نے قدرے ترشی سے کہا تھا زمور مسکرا دیا

"پاگل لڑکی مجھے دوسری منزل سے ٹارگیٹ کیا گیا تھا اور انہوں نے ہی کام دکھایا ہے جو گولی بازو پر لگی ورنہ اب تک کام ہوچکا ہوتا میرا۔۔"صوفے کی پشت سے سر ٹکاتا اطمینان سے بولا۔زوباریہ نے ناراضگی سے اسے دیکھا اتنی بڑی بات کتنے آرام سے کر گیا تھا۔۔

"آپ کیوں آنٹی کو اتنا رلا رہے ہیں میں بابا کو بتاؤں گی۔۔۔"اسکے اطمینان پر دھمکی دیتے ہوئے بولی۔سیڑھیاں اترتی حوریہ نے بھی بخوبی اسکا جملہ سنا تھا اور لاؤنج میں دونوں کو تنہا بیٹھا دیکھ ایک پل کے لیے ساکت رہ گئی۔۔۔

"آپ کیوں آنٹی کو اتنا رلا رہے ہیں میں بابا کو بتاؤں گی۔۔۔"اسکے اطمینان پر دھمکی دیتے ہوئے بولی۔سیڑھیاں اترتی حوریہ نے بھی بخوبی اسکا جملہ سنا تھا اور لاؤنج میں دونوں کو تنہا بیٹھا دیکھ ایک پل کے لیے ساکت رہ گئی۔۔

"مار کھاؤ گی مجھ سے اگر ایسا سوچا بھی تو"وہ گھور کر بولا زوباریہ کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔نظر سامنے اٹھی وہ خاموشی سے کھڑی ان دونوں کو ہی دیکھ رہی تھی۔

"اسلام و علیکم کیسی ہیں آپ۔۔"زوباریہ نے خوش دلی سے اس سے پوچھا زمور نے چونک کر رخ موڑا وائٹ ٹاپ اور بلو جینز میں بےترتیب بال لیے وہ دشمنِ جاں کھڑی تھی۔رات کا ایک ایک منظر ایک بار پھر دماغ میں گھومنے لگا۔وہ سختی سے اپنے لب بھینچ گیا۔۔

"ویری گڈ۔۔۔آپ یہاں کیسے؟"خود کو نارمل کرتے وہیں زمور کے برابر والے صوفے پر آبیٹھی

"میں اور شہریار ان کی طبیعت معلوم کرنے آئے تھے۔۔"ایک نظر زمور کو دیکھ آہستہ سے بولی۔حوریہ کا لہجہ اسے کچھ عجیب لگا تھا۔

"کیوں کیا ہوا انہیں اچھے بھلے لگ رہے ہیں مجھے تو۔۔"ایک سرخ نگاہ زمور پر ڈالی وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔زوباریہ نے اس بار قدرے چونک کر اسے دیکھا۔بھلا کوئی بیوی شوہر کے گولی لگنے کے بعد بھی اتنی پرسکون کیسے ہو سکتی ہے؟

"ہاں اب کافی اچھا بھلا ہوں آخر ساری رات تیمارداری کی ہے ریا نے میری۔۔"اسکا گہری نظروں سے جائزہ لیتے پرسکون انداز میں میں بولا حوریہ نے قدرے ترشی سے اسے دیکھا تھا جبکہ زوباریہ لب کاٹ کر رہ گئی۔

"خیر چھوڑو یہ باتیں تم بتاؤ پڑھائی کب سے جوائن کر رہی ہو سیمسٹر تو اسٹارٹ ہو گیا نا"دوبارہ زوباریہ کی جانب متوجہ ہوا

"مجھے نہیں پڑھنا میں اسٹال دیکھنا چاہتی ہوں وہ کون دیکھے گا آپ لوگ کیوں منع کر رہے ہیں۔۔"وہ ہلکے سے منمنائی

"کوئی ضرورت نہیں جب شہریار نے انتظام کر لیا ہے تو پڑھائی پر توجہ دو پوری طرح اس سے غفلت بلکل برداشت نہیں کرونگا"رعب دار انداز میں بولا وہ بھی خاموش ہو گئی تھی جبکہ حوریہ نے دونوں پر ایک ناگوار نگاہ ڈالی اور دانت پیستی اٹھ کھڑی ہوئی یہاں مزید ٹکنا اسے گوارا نہ تھا۔

"اچھا ہوا حور تم نیچے آ گئیں میں ابھی لورا کو بھیجنے ہی والی تھی۔۔"لورا کے ساتھ ناشتے کی ٹرالی لے کر لاؤنج میں داخل ہوتیں عائلہ خاتون اس سے مخاطب ہوئیں۔ان کی آواز پر اسکے پلٹتے قدم رک گئے تھے جبکہ زمور نے بس ایک نگاہ اس پر ڈالی تھی چہرہ نجانے کس بات پر سرخ پڑ رہا تھا۔

"سر میٹنگ اٹینڈ کرنے کے لیے نکلنا ہو گا مجھے۔۔"موبائل پاکٹ میں رکھتا شہریار بھی وہیں چلا آیا

"چھوڑو تھوڑا لیٹ پہنچ جانا پہلے لنچ کرو۔۔زوباریہ کے ساتھ فرسٹ ٹائم آئے ہو"اس نے تحکم بھرے انداز میں کہا۔وہ آفس میں بھی اکثر ساتھ ہی لنچ کرتے تھے۔۔

"کیسی ہو حور۔۔"اسے گم صم کھڑا دیکھ شہریار مخاطب ہوا تھا

"ٹھیک ہوں نظر نہیں آرہا کیا۔۔"اس کے پھاڑ کھانے والا انداز پر شہریار سمیت سب نے چونک کر اسے دیکھا تھا

"کیا ہوگیا ہے۔۔۔سر یہ شروع سے اتنی بدمزاج نہیں تھی۔۔"اس نے زمور سے شکایت کی تو وہ لبوں پر امڈ آنے والی بے ساختہ مسکراہٹ کو روک نہ سکا تھا جو حوریہ سے مخفی نہ رہ سکی تھی۔

"کیا تم جانتے ہو حوریہ کو پہلے سے؟"عائلہ خاتون نے حیرت سے دونوں کو دیکھا

"جی آنٹی یہ اسکول لائف سے میری فرینڈ ہے میں سینیئر تھا آپ کی بہو کا"مسکراتی نظروں سے اسکے تپے تپے چہرے کو دیکھا۔

"اچھا بڑا عجیب اتفاق ہے۔۔"مسکرا کر بولیں

"آنٹی میں روم میں جا رہی ہوں سر میں درد ہو رہا ہے میرے"عائلہ خاتون سے مخاطب ہوتی باقی ان تینوں کو سرے سے نظرانداز کر گئی تھی۔یہاں ایک پل بھی ٹکنا اپنا بلڈ پریشر ہی بڑھانے کے مترادف تھا۔

"بیٹا بھوکی ہو ناشتہ تو کرلو۔۔"انہوں نے اصرار کیا مگر وہ انکار کرتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی زوباریہ خاموشی سے اس نخرلی موڈی اور کافی حد تک بدتمیز لڑکی کو دیکھتی رہ گئی تھی جبکہ زمور داؤد اس وقت اسکا موڈ بگڑنے کی وجہ نہ سمجھ پایا تھا۔۔

****

"بی بی جی آپ کی دوست کی بہن اور بھائی آئے ہیں"وہ آج کافی دنوں بعد کتابوں میں الجھی بیٹھی تھی۔امتحانات سر پر تھے اور اسکی ایسی کوئی خاص تیاری نہ تھی۔

"کونسی دوست کے بہن بھائی؟"اس نے حیرت سے ملازمہ کو دیکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی

"وہ جی حوریہ بی بی کے۔۔"اسکی بات پر اسکا چہرہ ایک پل کے لیے زرد پڑھ گیا۔بھلا بریرہ کا کیا کام اس سے اور کونسا بھائی۔تیزی سے دھڑکتے دل کے ساتھ ڈرائینگ روم میں داخل ہوئی تھی جہاں بریرہ اور شعیب بیٹھے اسی کے منتظر تھے۔

"اسلام وعلیکم۔۔"دونوں کو اپنی جانب متوجہ کیا

"وعلیکم اسلام کب سے ویٹ کررہی ہوں تمہارا۔۔"اٹھ کر قریب آتے گلے لگ گئی جبکہ وہ حیران پریشان کبھی اسے کبھی شعیب کو دیکھ رہی تھی۔وہ اطمینان سے بیٹھا اسی کا جائزہ لے رہا تھا۔

"آپ یہاں کیسے۔۔"الگ ہوتے پوچھے بغیر نہ رہ سکی۔

"ایسے ہی ملنے کا دل کررہا تھا حوریہ تو اتنی دور ہے میں نے سوچا میں ہی حال احوال پوچھ آؤں۔۔اگر اچھا نہیں لگا تمہیں میرا آنا تو چلی جاتی ہوں"بریرہ نے روٹھ کر اسے دیکھا وہ یکدم گڑبڑا گئی

"نہیں ایسے کیوں کہہ رہی ہیں بلکہ مجھے اچھا لگا کہ آپ نے میرا اتنا خیال کیا۔۔"اسکا ہاتھ تھامتی مشکور لہجے میں بولی اور اسکے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

"اور کیا کررہیں تھیں۔۔"اسکے معصوم چہرے کو دیکھا چکن کے آسمانی ٹاپ اور جینز میں بہت پیاری مگر کنفیوز سی لگ رہی تھی۔بریرہ نے گھور کر اپنے دیور کو دیکھا،اسکی جھجھک کی وجہ سمجھ گئی تھی۔

"شعیب۔۔۔ تمہیں تو آفس جانا تھا نا میٹنگ میں' مجھے تو بس ڈراپ کرنے آیا تھا یہاں۔۔" دانت پیس کر شعیب کو دیکھتی عنایہ سے مخاطب ہوئی۔شعیب نے حیرت سے اسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کونسی میٹنگ؟وہ تو صرف اسے دیکھنے کے لیے بریرہ کو گھسیٹ کر لایا تھا۔

"ہاں جانا ہے مگر آپ واپس کیسے جائیں گی؟"

"میں کال کر کے بلالوں گی تمہیں۔۔" بریرہ شرارت سے بولی جبکہ وہ دانت پیس کر رہ گیا تھا

"میں ڈرائیور سے کہہ کر ڈراپ کروادوں گی۔۔" خاموش بیٹھی عنایہ نے مشورہ دیا۔

"تم سے تو نہیں مانگا مشورہ۔۔" شعیب نے خشمگیں نگاہوں سے اسے دیکھا۔وہ بیچاری خواہ مخواہ ہی گڑبڑا گئی

"ہاں ٹھیک کہہ رہی ہے وہ۔۔میں آجاؤں گی۔۔" بریرہ نے بھی طرفداری کی۔اسی پل اسکا موبائل بج اٹھا تھا۔۔

"زوہیب کی کال ہے۔۔۔میں ذرا بات کرلوں۔۔" اسے بتا کر موبائل کان سے لگاتی لان کی جانب کا گیٹ کھول کر باہر نکل گئی۔وہ یہاں اسکے سامنے بیٹھ کر کیا کرتی اسی لیے خود بھی اٹھ کر باہر نکلنے لگی مگر شعیب ایک جست میں کھڑا ہوتا بیچ میں آگیا۔

"آگے سے ہٹیں۔۔" ایک قدم پیچھے ہٹتے اسکی سنجیدہ آنکھوں میں دیکھا

"کال کیوں ریسیو نہیں کررہیں؟"

"میں جوابدہ نہیں ہوں آپ کو۔۔" سائیڈ سے نکلنا چاہا مگر وہ بازو سے پکڑ کر روک گیا

"میرا دماغ خراب مت کرو عنایہ فرقان۔۔اگر اب تم نے ذرا بھی ایٹیٹیوڈ دیکھایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔"دانت پیستا سخت لہجے میں بولا تھا عنایہ نے گھبرا کر دروازے کی جانب دیکھا اگر بریرہ یہ منظر دیکھ لیتی تو کیا سوچتی اسکے بارے میں۔۔

"بازو چھوڑیں میرا۔۔اور اب آپ کیوں کال اور میسجز کرتے ہیں جس کی وجہ سے مجھ سے رابطہ کرتے تھے وہ جاچکی ہے اب آپ کو مجھ سے کوئی غرض نہیں ہونی چاہیے"دبے دبے لہجے میں غرائی تھی۔

"تو تم چاہ رہی ہو میں ابھی اسی وقت تمہیں اصل وجہ بتاؤں۔۔"اسے ذرا سا قریب کرتے اسکی سہمی ہوئی آنکھوں میں جھانکا۔وہ سٹپٹا سی گئی

"پلیز چھوڑیں۔۔۔بری۔۔بری آجائیں گی تو کیا سوچیں گی میرے بارے میں"نظریں چراتے اپنا بازو چھڑوانا چاہا۔

"تو تم بھی میری کالز اگنور مت کرنا۔۔آئی سمجھ"اسے بے بسی سے لب کاٹتا دیکھ آہستہ سے چھوڑتا باہر نکل گیا۔اس نے جلدی سے چہرے پر ہاتھ پھیر کر نارمل کیا دل ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آنے کے لیے بے تاب تھا۔

"چلا گیا شعیب؟"بریرہ کی آواز پر چونک کر پلٹی۔۔وہ موبائل کی جانب متوجہ تھی۔۔

"جی۔۔ابھی گئے ہیں۔۔آپ بیٹھیں نا۔۔"بمشکل خود کو نارمل کرتی اسکے ساتھ ہی صوفے کی جانب بڑھ گئی۔

*****

لائبریری میں داخل ہوکر چاروں اطراف نگاہ دوڑائی وہ سب سے کونے کی ٹیبل پر بیٹھی اپنے کام میں مگن تھی۔اسکے قدم بے اختیار ہی اسکی جانب بڑھ گئے۔

"زوبی۔۔۔"اسکی بے تاب پکار پر زوباریہ نے چونک کر سر اٹھایا

"It's zubariya"ناگواری سے کہتی دوبارہ بک پر جھک گئی

"Why are you treating me like this"کافی بے بسی سے بولا تھا زوباریہ نے اردگرد دیکھا شکر تھا کوئی ان کی جانب متوجہ نہ تھا

"Slowdown your volume اور کیا کررہی ہوں میں تمہارے ساتھ ذرا وضاحت کرنا"دبے دبے لہجے میں غرائی تھی۔عجیب شخص تھا اسکی جان کو جوگ بن کر چپک گیا تھا۔صرف اسکی وجہ سے شہریار سے اتنی سنی پڑی تھی۔

" You don't give me reply not attending my calls..and asking me what are you doing!!Why are you ignoring me?"اسکی لاتعلقی اور بیزاری نے اسے توڑ کررکھ دیا تھا۔زوباریہ نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔وہ تو کافی سوبر اور میچیور سمجھتی تھی اسے

"Am I answerable to you.. جاؤ یہاں سے یہ لائبریری ہے"اسے تنبیہہ کرتی بولی

"اوکے فائن لائبریری کے بعد تم مجھے کیفے ٹیریا میں ملوگی۔۔پلیز مجھے بات کرنی ہے تم سے۔۔"بہت منت سے بولا اور ایک نگاہ اسکی ہونق شکل پر ڈالتا واپس مڑگیا تھا۔زوباریہ کو اپنے اردگرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئیں وہ کوئی بچی تو نہ تھی جو جان نہ سکے کہ یہ کیا کہنا چاہ رہا تھا۔

"اف یااللہ کیا کروں۔۔۔"بے بسی سے سوچتے اپنا سر تھام گئی۔جو بھی تھا اسکا ڈینور سے مزید اس ٹاپک پر بات کرنے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ایک طرف شہریار رضا تھا جو خوامخواہ ہی اسے اپنی جاگیر سمجھ رہا تھا اور دوسری طرف یہ ڈینور جو کسی عذاب کی طرح گلے پڑ گیا تھا۔۔

****

"ماشاءاللہ بس اللہ نظرِ بد سے بچائے بیٹا خیال رکھنا اپنا۔۔"عائلہ خاتون مسکراتے ہوئے بریرہ کو ہدایتیں دے رہیں تھیں۔برابر میں بیٹھی حوریہ کے چہرے پر جیسے مسکراہٹ چپک کررہ گئی تھی۔جب سے بریرہ کے امید سے ہونے کی خبر سنی تھی خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی اور عائلہ خاتون کا جیسے سیروں خون بڑھ گیا تھا اسے اتنا خوش دیکھ کر۔۔

"لو بات کرو حور سے۔۔"

"بری میں یہاں سے ڈھیر ساری شاپنگ کروں گی سب میری پسند کا ہونا چاہیے بےبی کے روم میں"موبائل کان سے لگاتی دھونس سے بولی بریرہ کھلکھلا کر ہنس پڑی

"ہاں اب تو ہر چیز امپورٹڈ آئے گی آخر بلینئیر کی بیوی ہو"وہ بھی چھیڑتے ہوئے بولی اسکے منہ میں جیسے کڑوے بادام گھل گئے تھے

"میں بتارہی ہوں بری ہر چیز میری مرضی سے ہونی چاہیئے بتا دینا زوہیب بھائی کو بھی اور میں کچھ مہینے پہلے ہی آجاؤں گی تمہارے پاس۔۔"عائلہ خاتون دل ہی دل میں اسکی نظر اتارتیں مسکراتی ہوئی اٹھ گئیں تھی جبکہ وہ موبائل پر لگی کب سے بریرہ کو پکا رہی تھی

"ایک شرط پر۔۔"

"کیا۔۔"

"تمہارے بےبی کا روم بھی میں اپنی مرضی سے سیٹ کروں گی پھر۔۔"بریرہ کی مسکراتی آواز پر حوریہ کے چہرے پر یکدم تاریکی سی چاہ گئی لب پل میں سکڑے تھے۔یہ کیا کہہ رہی تھی وہ؟کیا یہ بھی ممکن تھا کہ وہ اس غلیظ شخص کے ساتھ اپنی فیملی بناتی۔دل یکدم ہر چیز سے بیزار ہوگیا۔دوسری جانب سے بریرہ کی ہیلو ہیلو کی آوازیں آرہی تھیں

"میں بعد میں بات کروں گی تم سے ابھی کام ہے مجھے۔۔"کال کاٹتی اٹھ کھڑی ہوئی رخ اپنے کمرے کی جانب تھا۔۔

"تم کیسے اتنی بڑی بات اتنا نارملی کہہ سکتی ہو بری۔۔کیا تمہیں میرے دل میری روح پر گزری قیامت کا علم نہیں"بہت تلخی سے سوچا تھا۔دل و دماغ میں جھکڑ سے چلنے لگے تھے اپنی سوچوں میں گم کمرے میں داخل ہورہی تھی مگر اسکے قدم تھم گئے تھے۔کسی کی بہت مدھم آواز اسٹڈی روم کی جانب سے آرہی تھی۔یہ آواز کوئی عام آواز نہ تھی یہ تلاوت کی آواز تھی کوئی قرآن کی تلاوت کررہا تھا مگر کون؟ داؤد صاحب تو نیچے ہی تھے اور زمور گھر پر اسے دکھا نہیں تھا۔اسکے قدم خودبخود ہی کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں اسٹڈی روم کی جانب بڑھے تھے۔جیسے جیسے قریب آرہی تھی آواز اور واضح ہوتی جارہی تھی۔ایسا محسوس ہورہا تھا جیسے کسی کے آنسو بھی اس آواز میں گھلے ہوں کوئی بہت وقعت سے ٹھہر ٹھہر کر قرآن کا ہر لفظ ادا کررہا ہو۔ہینڈل پر جاتا ہاتھ ایک لمحے کے لیے رکا تھا مگر پھر تجسس کے ہاتھوں مجبور ہینڈل کی مدد سے دروازہ واکرگئی تھی اور سامنے کے منظر نے حوریہ عثمان کو ایک لمحے کے لیے پتھر کا کردیا تھا۔وہ کوئی اور نہیں زمور داؤد تھا۔ونڈو کے پاس جائے نماز بچھائے بیٹھا قرآن کی تلاوت کررہا تھا۔حوریہ کی جانب اسکی پشت تھی۔وہ اب بھی تلاوت کررہا تھا۔حوریہ اب آواز واضح طور پر سن سکتی تھی۔اسے لگا یہ شخص اپنی خوبصورت آواز سے اسکے گرد حصار باندھ

رہا ہو اپنے جادو سے اپنا تابع کرنا چاہتا ہو،وہ ایک جھٹکے سے پلٹ گئی۔آنکھوں سے نفرت،غصہ اور بے بسی آنسوؤں کی صورت نکل رہے تھے۔دوڑتی ہوئی کمرے میں آئی تھی اور دروازہ لاک کرتی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

"تم کچھ بھی کرلو زمور داؤد میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی کبھی بھی نہیں آئی ہیٹ یو۔۔آئی ہیٹ یو۔۔"بے بسی سے چیختی سر گھٹنوں میں دے گئی جبکہ دوسری جانب اس ساری صورتحال سے انجان وہ شخص اب بھی جائے نماز پر بیٹھا رب سے اسکی محبت مانگ رہا تھا۔۔

*****

وہ کافی دیر سے بیٹھے بریرہ اور حوریہ کی بچپن کی تصویریں دیکھ رہے تھے۔آنکھوں کے گوشے خوبخود ہی بھیگ گئے۔ان کی پریاں اپنے گھروں کی ہوگئی تھیں۔بریرہ سے ملنے تو وہ ہر وقت جاتے رہتے تھے وہ بھی اکثر آتی تھی مگر حوریہ جو ان کے سب سے زیادہ قریب تھی۔وہ پردیس میں جا بسی تھی۔کتنے ماہ ہوگئے تھے اسے دیکھے اپنے سینے سے لگائے۔۔

"کن خیالوں میں گم ہیں۔۔"مہرین صاحبہ نے چائے کا کپ ان کے سامنے رکھتے اپنی جانب متوجہ کیا۔

"حور یاد آرہی ہے۔۔لگتا ہے ناراض ہے ورنہ تو کہتی تھی ہر مہینے آؤں گی"ان کے شکوے پر مہرین صاحبہ ہنس پڑیں تھیں۔

"شکر کریں کہ ہماری بچی کا دل لگ گیا اپنے گھر میں ورنہ تو مجھے سب سے زیادہ اسی کی فکر تھی۔۔"مسکراتے ہوئے چائے کا کپ لبوں سے لگالیا اسی پل عثمان صاحب کا موبائل بج اٹھا تھا اور "حوریہ کالنگ" دیکھ وہ کھل اٹھے تھے۔

"دیکھ رہی ہو دل سے دل کو راہ ہوتی ہے۔۔"مسکراتے ہوئے کال ریسیو کی

"اسلام و علیکم۔۔۔کیسا ہے میرا بچہ۔۔"

"بلکل اچھا نہیں کبھی کال نہیں کرتے جب بھی کروں میں کروں۔۔"وہ چھٹتے ہی روٹھ کر بولی عثمان صاحب ہنس پڑے

"ارے نہیں میری جان ابھی اپنی بیٹی کی ہی تصویریں دیکھ رہا تھا"اسے یقین دلانا چاہا

"مگر یہ نہیں ہوا کہ کال کرلیں۔۔"پھر شکوہ کیا

"اچھا بھئی غلطی ہوگئی۔۔کیا سزا دوگی اب؟"

"ہاں بلکل یہاں آجائیں آپ دونوں میرے پاس"کہتے کہتے یکدم آواز بھیگ گئی۔عثمان صاحب نے بھی بمشکل خود پر ضبط کیا تھا۔

"چلو اپنی ماما سے کرو۔۔"مہرین صاحبہ کو موبائل تھما دیا۔اگر وہ ان نم لہجے محسوس کرلیتی تو شاید تمام بند توڑ دیتی۔۔

"کیسی ہے میری بیٹی۔۔"

"ٹھیک ہوں بس آپ سب کو مس کرتی ہوں"آنکھ کا کنارہ صاف کیا

"خوش ہو کوئی مسئلہ تو نہیں میری بیٹی کو"ان کے سوال پر بھلا کیا جواب دیتی۔ویسے دیکھا جاتا تو بظاہر سب ٹھیک ہی تھا۔اسے کسی قسم کا کیا مسئلہ ہوسکتا تھا زمور داؤد کے علاوہ..

"جی سب ٹھیک ہے سب خیال رکھتے ہیں یہاں میرا۔۔"انہیں مطمئن کرتی بولی۔شاید سیکھ گئی تھی کہ جب ماں باپ بیٹی سے دور ہوں تو اسکے منہ سے سکون کے دو بول سن کر ہی جی اٹھتے ہیں۔

"اور زمور کیسا ہے۔۔اس سے بات کرواؤ"

"ٹھیک ہے وہ بھی اور گھر پر نہیں ہے اس وقت۔۔"اکتا کر کہتی بیڈ پر آگئی۔وہ کہاں گھر پر ٹکتا تھا کل رات بھی عائلہ خاتون اسے پینٹ ہاؤس میں رکنے پر ڈپٹ رہیں تھی۔اسے نجانے کس بات کا غصہ چڑھا تھا آج کل۔۔جبکہ دونوں کے درمیان آخری لڑائی ہوئے بھی ہفتے سے زیادہ ہوگیا تھا۔پورے گھر میں عجیب جھنجھلائی جھنجھلائی سی پھرتی تھی۔کچھ دیر ان سے اِدھر اُدھر کی باتیں کرکے فون بند کردیا تھا۔اسکے بدلے بدلے انداز دیکھ کر مہرین صاحبہ کافی حد تک مطمئن بھی ہوگئیں تھیں۔۔

*****

"احسان کیا بہت بڑا آج وقت پر کال اٹھا کر"اسپیکر سے شعیب کی طنز بھری آواز ابھری تھی۔وہ بس لب کاٹ کر رہ گئی یہ شخص کبھی طنز کرنے سے باز نہیں آتا تھا

"کوئی ضروری بات کرنی تھی۔۔"لہجے میں بیزاری سموئی

"تم نے کونسا کہیں جانا پڑھائی وڑھائی تو کرتی نہیں ہو بس ایک ہی کام ہے کرنے کو۔۔"اس کا طنز وہ بخوبی سمجھ گئی تھی۔

"میں آپ کو بتانا ضروری نہیں سمجھتی۔۔اور نہ آپ کو میں نے حق دیا ہے کہ میری ذات پر کومینٹس کریں۔۔"وہ سلگ اٹھی تھی۔جانتی تھی صرف اسے جلانے کے لیے ایسی باتیں کررہا ہے۔

"اور اگر میں یہ سارے حق لے لوں پھر۔۔؟"اسکا لہجہ یکدم ہی معنی خیز ہوا تھا عنایہ کے ہاتھ سے موبائل چھوٹتے چھوٹتے بچا

"یہ۔۔یہ کیسی باتیں کررہے ہیں آپ کا دماغ تو جگہ پر ہے"

"ہاں تمہاری جگہ بدلنی ہے اب۔۔۔"اسکے بدلے بدلے انداز پر عنایہ کی ہتھیلیاں بھیگنے لگیں تھیں۔

"پلیز آپ مجھے کال مت کیا کریں میں اپنا امیج کسی کی نظر میں خراب نہیں کرنا چاہتی۔۔"اس بار لہجہ سپاٹ تھا شعیب یکدم ٹھٹھکا تھا

"کیا مطلب ہے اس بات کا۔۔وضاحت کرو۔۔"وہ بھی اب سنجیدہ ہوگیا تھا۔اس سے پہلے کہ کچھ کہتی ملازمہ دستک دے کر اندر داخل ہوئی تھی۔

"عینی بی بی آپ کے بابا آئے ہیں نیچے۔۔"ملازمہ کی بات پر وہ ششدر رہ گئی تھی۔دوسری جانب بیٹھا شعیب بھی بخوبی سن چکا تھا

"بابا۔۔"موبائل بیڈ پر پھینکتی کمرے سے باہر کی جانب بڑھی تھی۔بات ہی کچھ ایسی تھی فرقان صاحب آج نجانے کتنے ماہ بعد اس سے ملنے آئے تھے۔

"بابا۔۔۔"انہیں لاؤنج میں بیٹھا دیکھ قریب چلی آئی

"آؤ بیٹا کیسی ہو۔۔۔"اسے دیکھ کر بہت رسمی انداز میں پوچھا تھا۔ان کا انداز اسکی ساری خوشی کافور کرگیا۔

"ٹھیک ہوں۔۔"آہستہ سے کہتی ان کے سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ گئی۔کبریٰ صاحبہ اور مبین صاحب اس وقت گھر پر موجود نہ تھے۔

"اور پڑھائی کیسی چل رہی ہے۔۔۔"رسٹ واچ میں ٹائم دیکھتے نرم لہجے میں بولے

"صحیح۔۔نیکسٹ منتھ پیپرز ہیں۔۔"لب کاٹتے اردگرد رکھے شاپنگ بیگز دیکھ رہی تھی۔

"بیٹا مہوش نے تمہارے لیے کچھ شاپنگ کی تھی وہ دینے آیا تھا اگر کسی بھی چیز کی ضرورت ہو مجھے یا مہوش کو کہہ دیا کرو۔۔۔ٹھیک ہے۔۔"ان کی بات پر وہ سر ہلاتی اٹھ کھڑی ہوئی

"آپ کو جہاں جانا ہے چلے جائیں میں ویسے بھی پڑھ رہی تھی۔۔آپ نے خوامخواہ زحمت کی آنے کی اپنے کسی ملازم کے ہاتھ بھجوا دیتے یہ چیزیں۔۔اور مہوش آنٹی کو تھینکس کہہ دیجیے گا میری طرف سے۔۔"انہیں رسٹ واچ میں ٹائم دیکھتے وہ بمشکل بولی تھی جو نجانے کس دل سے یہ سامان لیے چلے آئے تھے۔

"بیٹا ایسی بات نہ۔۔۔"

"اٹس اوکے بابا۔۔"ایک کڑوا گولہ اندر اتارتی واپس اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔فرقان صاحب کتنی ہی دیر تک کھڑے اسے جاتا دیکھتے رہ گئے تھے۔

******

وہ آج کافی دن بعد گھر سے نکلی تھی۔ڈوز لیے دو ماہ سے اوپر ہوگئے تھے۔وہ خود پر حیران تھی جس شخص کی وجہ سے اس نے نشہ کرنا شروع کیا اسی کے خوف سے اب نشے سے دور ہورہی تھی مگر یہ کتنا مشکل اور اذیت ناک تھا یہ وہی جانتی تھی۔عائلہ خاتون کوئی سیمینار اٹینڈ کرنے گئیں تھی۔وہ بھی تنہائی سے اکتاکر شاپنگ کی غرض سے نکل آئی تھی۔کار ٹریفک سگنل پر رکی تھی اسکی خالی خالی نظریں باہر کھڑی گاڑیوں پر تھیں۔تبھی اسکی بھویں سکڑی تھیں۔مخالف سمت روڑ پر بنے بینک سے زمور داؤد اور اسکارف لپیٹی کوئی لڑکی برآمد ہوئی تھی۔اس نے غور سے دیکھا وہ زوباریہ آفاق تھی جس کے ساتھ تیزی سے قدم اٹھاتا کار کی جانب بڑھ رہا تھا۔اسکی جانب کا ڈور کھول کر بیٹھاتا خود بھی دوسری طرف سے بیٹھ گیا تھا۔وہ باقی منظر نہ دیکھ سکی تھی کیونکہ ڈرائیور کار اسٹارٹ کرچکا تھا۔

"اوہ۔۔تو تمہاری ملاقاتیں بھی ہوتی ہیں اس سے۔۔"بہت تلخی سے سوچتی سیٹ سے سر ٹکا گئی۔نجانے کیوں یہ منظر اسے پسند نہ آیا تھا۔شاید تجسس تھا یا کچھ اور اسے اپنے اندر بے چینی سی ہوتی محسوس ہوئی۔ایک لاوا سا پکنے لگا تھا جو اس کے دماغ میں ٹیس کی صورت اٹھا تھا۔۔

"کار کلب کی طرف موڑو۔۔"سرد لہجے میں ڈرائیور سے مخاطب ہوئی۔ڈرائیور نے چونک کر بیک ویو مرر میں اسے دیکھا تھا

"بٹ میم۔۔۔"

"کیا کہہ رہی ہوں سنائی نہیں دیا تمہیں۔۔"اسکے سوال پر چیخ اٹھی تھی۔وہ خاموشی سے سر ہلاتا کار کلب کی جانب موڑ گیا مگر زمور داؤد کو میسج کرنا نہ بھولا تھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہاری مرضی پر چلوں گی"زہر خند انداز میں سوچتی اپنی دکھتی کنپٹیاں دبانے لگی۔۔۔

*****

"ڈیم اٹ۔۔"ڈرائیور کا میسج پڑھ کر لب بھینچتے زوردار مکا کار کے دروازے پر دے مارا۔برابر میں بیٹھی زوباریہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کیا ہوا؟"زمور نے ایک نظر اسے دیکھا اور ڈرائیور کو کار روکنے کا اشارہ کیا۔

"کچھ نہیں ہوا۔اسٹیو گھر چھوڑ دے گا تمہیں اوکے۔۔"اسے مطمئن کرتا کار سے اتر کر پیچھے والی کار میں جا بیٹھا جبکہ وہ حیران پریشان اسے جاتا دیکھتی رہ گئی تھی۔۔

*****

"ڈیم اٹ۔۔"ڈرائیور کا میسج پڑھ کر لب بھینچتے زوردار مکا کار کے دروازے پر دے مارا۔برابر میں بیٹھی زوباریہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کیا ہوا؟"زمور نے ایک نظر اسے دیکھا اور ڈرائیور کو کار روکنے کا اشارہ کیا۔

"کچھ نہیں ہوا۔اسٹیو گھر چھوڑ دے گا تمہیں اوکے۔۔"اسے مطمئن کرتا کار سے اتر کر پیچھے والی کار میں جابیٹھا جبکہ وہ حیران پریشان اسے جاتا دیکھتی رہ گئی تھی۔وہ بینک اپنے کام کے سلسلے میں آیا ہوا تھا جب اسے زوباریہ بھی وہیں مل گئی تھی۔وہ اپنی فیس کے سلسلے میں بینک سے پیسے نکلوانے آئی تھی۔زمور نے اسے گھر چھوڑ کر آفاق صاحب سے ملنے کا بھی سوچا تھا کہ انکی طرف چکر لگائے کافی دن گزر چکے تھے مگر وہ دشمنِ جاں کبھی سکون سے سانس نہیں لینے دے سکتی تھی اسے۔۔۔

"آئی سوئیر ریا ایک ڈوز بھی لیا تم نے تو آج خیر نہیں تمہاری۔۔۔"تیزی سے کار ڈرائیو کرتے مٹھی بھینچ کر لبوں سے لگائی جیسے اندر اٹھتے طوفان کو قابو کرنے کی کوشش کررہا تھا۔تقریباً دس منٹ کی ڈرائیو کے بعد وہ اس کلب کے سامنے موجود تھا۔جھٹکے سے کار کا دروازہ کھولتا اندر کی جانب بڑھ رہا تھا جب ڈرائیور پر نظر پڑھی۔اسے تیزی سے اپنے قریب آتا دیکھ ڈرائیور کے ہوش اڑ گئے تھے

"کیوں لائے اسے یہاں۔۔"اسکی گرجدار آواز پر وہ گڑبڑا سا گیا

"وہ۔وہ میڈم۔۔"

"شٹ اپ۔۔"اپنی سرخ پڑھتی آنکھیں لیے پھنکارتا کلب میں داخل ہوگیا۔جلتی بجھتی لائٹس،میوزک کا تیز شور اور رقص کرتے نوجوانوں پر نظر ڈالتا وہ اس دشمنِ جاں کو ڈھونڈ رہا تھا۔بلاآخر اسے وہ مل ہی گئی تھی کونے کی ٹیبل پر بیٹھی آگے ڈرگز تو نہ تھی مگر شراب کا گلاس تھا جسے ویٹر نے اسی وقت لاکر رکھا تھا۔وہ لب بھینچتا تیزی سے اسکی جانب بڑھا۔۔

"کیا کررہی ہو یہاں۔۔"اسکی سرد آواز پر حوریہ نے چونک کر اسے دیکھا لبوں پر ایک طنزیہ مسکراہٹ آئی تھی۔وہ اسکے اندازے سے بھی پہلے یہاں پہنچ چکا تھا۔اسے نہیں معلوم تھا اس نے ایسا کیوں کیا تھا۔۔شاید دیکھنا چاہ رہی تھی کہ زوباریہ آفاق کو چھوڑ کر آتا ہے یا نہیں۔۔

"تم یہاں کیسے۔۔کہیں اور تھے تم تو۔۔"اسکے تمسخرانہ لہجے پر ایک گہری سانس خارج کرتا اسی کے صوفے پر ذرا سے فاصلے پر ہوکر بیٹھ گیا۔حوریہ نے ناگواری سے اسکی حرکت دیکھی

"مجھے بتادو۔۔کیا چاہتی ہو کیوں آئی ہو یہاں۔۔"اسکے سپاٹ لہجے پر وہ سامنے رقص کرتے لڑکے لڑکیوں کو دیکھنے لگی اور گلاس لبوں سے لگانا چاہا

"اسکا ایک سپ بھی لیا حوریہ عثمان تو یاد رکھنا میں دوقدم تمہارے قریب آؤں گا۔۔"زمور کی سرد آواز پر اس نے دانت پیس کر اسے دیکھا

"تم ہوتے کون ہو مجھے روکنے والے۔۔جہاں مزے کرتے پھر رہے تھے وہیں جاؤ میں نے تمہیں نہیں روکا۔۔اس لیے تم بھی میرے معاملات میں نہ بولو۔۔"پھنکارتے ہوئے اسے دیکھا زمور کی بھویں ایک پل لیے سکڑیں تھیں

"اُدھر مت دیکھو ریا۔۔۔"سخت لہجے میں تنبیہہ کی تھی کیونکہ وہاں کھڑے دو نوجوان مسلسل اسے ہی بڑے غور سے دیکھ رہے تھے۔۔

"کیوں۔۔نہ دیکھوں۔۔ہر چیز کا پرمٹ صرف تمہارے پاس ہے تم ہی رکھ سکتے ہو ایسی مصروفیات۔۔"ایک ابرو اچکاکر کہتی اسے آگ لگا گئی۔۔

"کہاں مصروف تھا میں۔۔"ایک جھٹکے سے اسکے قریب ہوا۔حوریہ نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھا اسکا بازو اسکی گرفت میں تھا اور چہرہ اس پر جھکائے بغور اسکے تاثرات دیکھ رہا تھا۔

"دور ہٹ جاؤ زمور داؤد نہیں تو یہ شراب کا گلاس تمہارے سر پر دے ماروں گی۔۔"دبے دبے لہجے میں غرائی تھی

"پہلے وضاحت کرو کہاں تھا میں۔۔"شراب کا گلاس پکڑا ہاتھ اپنی گرفت میں لے لیا۔

"تم مجھے نہیں چھو سکتے۔۔"نم آنکھیں لیے چیخ پڑی

"تم بھی یہ چیزیں نہیں چھوسکتیں۔۔"اسکے آنسوؤں پر ذرا بھی توجہ دیے بغیر ہاتھ پر گرفت مضبوط کی تھی نتیجتاً گلاس اسکے ہاتھ سے چھوٹتا ایک چھناکے سے فلور پر گرکر ٹوٹ گیا۔اسکا ہاتھ چھوڑتا خود بھی اٹھ کھڑا ہوا

"کھڑی ہو فوراً۔۔"اسے گلاس کی کرچیوں کو گھورتا دیکھ سخت لہجے میں بولا۔وہ ایک جھٹکے سے اٹھی تھی

"تم خود عیاشیاں کرتے پھر رہے ہو۔۔ابھی کس کے ساتھ ڈیٹ مار کر آرہے ہو میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔۔"چیختے ہوئے زور سے اسکا کوٹ جھٹکا۔زمور کو لگا ایک پل کے لیے پورا کلب گھوم گیا ہو۔وہ اس پر شک کررہی تھی۔۔آؤ دیکھا نہ تاؤ اسکا ہاتھ اپنے شکنجے میں لیتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔

"چھوڑو مجھے۔۔جنگلی وحشی درندے۔۔"اس پر بری طرح چیخ رہی تھی۔کلب میں موجود گارڈز ان کے نزدیک آئے تھے۔

"ہٹو آگے سے۔۔"اسکی سرد آواز اور پیچھے موجود اسلحہ تانے گارڈز کو دیکھ وہ خود ہی ایک جانب ہوگئے۔حوریہ اسکی گرفت سے آزاد ہونے کے لیے مسلسل مچل رہی تھی۔پارکنگ میں آکر کار کے پیچھے کا دروازہ کھولا اور اسے سیٹ پر پٹختا خود بھی ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

"کس کے ساتھ ڈیٹ مارتے دیکھا ہے کہاں دیکھا ہے مجھے بتاؤ حوریہ زمور داؤد۔۔"اسکا چہرہ اپنے شکنجے میں لیتا دھاڑا تھا۔حوریہ ایک پل کے لیے زرد پڑھ گئی۔وہ کہاں اپنا مصروف ترین اسکیجوئل چھوڑ کر اسکے پیچھے آیا تھا اور اسکے الزام اسکا دماغ آؤٹ کرگئے تھے۔۔

"جواب دو ڈیم اٹ۔۔۔"اسکی خاموشی پر ایک بار پھر دھاڑا تھا

"چھو۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔مجھے کوئی بات نہیں کرنی تم سے۔۔"خود کو آزاد کرانے کی کوشش کرتی بمشکل بولی۔اسکا ایسا روپ حوریہ عثمان نے پہلی بار دیکھا تھا۔۔اس نے تو اسکے تھپڑ پر بھی اتنا سخت ردعمل نہ دیا تھا پھر آج؟؟

"آئندہ مجھ پر اس طرح کا الزام مت لگانا۔۔تمہارے ساتھ اپنی مدہوشی میں کیے گئے گناہ کا ازالہ آج تک کررہا ہوں اسکے علاوہ زندگی میں کسی لڑکی کو آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا زمور داؤد نے یہ بات یاد رکھنا۔۔اگر یہ نگاہ اٹھتی ہے تو صرف تم پر۔۔۔تمہارے علاوہ کسی کو سوچنا بھی میرے لیے حرام ہے حوریہ عثمان۔۔"اسکا چہرہ اپنے مضبوط ہاتھوں میں جکڑے جنونی انداز میں بولا تھا۔حوریہ کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئیں آنکھوں سے زاروقطار آنسو بہہ رہے تھے۔۔اسے یقین سونپ کر کچھ فاصلے کم کرتا اسکی پیشانی پر اپنے لب رکھ گیا۔۔وہ جنون تھی اسکا۔۔محبت تھی۔۔رب سے دعاؤں میں اسے مانگا تھا زمور داؤد نے۔۔اس سے جدا ہوتا ایک نظر اس کے متورم چہرے پر ڈال کر کار سے اتر گیا۔۔اسکی حرکت پر کوئی احتجاج نہ کرسکی تھی۔ساکت بیٹھی نم نگاہوں سے اپنی کلائیاں دیکھ رہی تھی

جس پر اسکی انگلیوں کے نشان ثبت تھے۔یکدم ہی بند ٹوٹا تھا اور پھوٹ پھوٹ کر روتی سر گھٹنوں میں دے گئی۔۔وہ نہیں جانتی تھی کہ اسکی آنکھوں سے یہ آنسو کیوں بہہ رہے تھے۔۔۔

*****

"حد ہے عینی اتنے دن بعد آئی ہو۔۔"بریرہ خفگی سے کہتی اسکے گلے لگی

"میں کیا کرتی پیپرز اسٹارٹ ہوگئے تھے سر بھی اٹھانے کی فرصت نہیں مل رہی تھی۔۔"منہ بسورتی اسکے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔اب وہ اکثر ادھر آجایا کرتی تھی یہ حوصلہ بھی اس میں بریرہ نے ہی پیدا کیا تھا۔عبیر سے بھی اچھی خاصی بات چیت ہوگئی تھی مگر ہمیشہ ایسے وقت پر آتی تھی جب شعیب وجاہت گھر پر نہ ہوتا۔وہ اکثر اسے کالز کرتا کبھی وہ ریسیو کرلیتی کبھی ہفتوں نہیں اٹھاتی تھی اسکے جذبات کے بارے میں کچھ کچھ تو آگاہ تھی مگر دو تین دن سے وہ بلکل رابطہ نہیں کررہا تھا اصولاً تو اسے خوش ہونا چاہیے تھا مگر وہ خوش نہ تھی اسکا دل اداس تھا ہر تھوڑی دیر بعد اپنا موبائل چیک کرتی شاید اسکا میسج آیا ہو۔۔۔لیکن شاید وہ بھی اسکی بے رخی سے تھک گیا تھا۔۔

"چلو اب تو ختم نہ اب کوئی بہانہ نہ سنوں۔۔"رعب سے بولی

"یہ بتائیں حور کب آرہی ہے۔۔ورنہ تو کہہ رہی تھی ہر مہینے آئے گی اب پانچ مہینے گزر گئے اسے ہوش ہی نہیں"اسکے انداز پر بریرہ کھکھلا کر ہنس پڑی

"کہتی ہے بے بی کی شاپنگ بھی خود کرے گی ساری اب دیکھو کب آتی ہے شاید دل لگ گیا وہاں۔۔"اسے بتاتے کینو چھیلنے لگی۔بریرہ تھری منتھس پریگنینٹ تھی۔

"واہ ساری تیاری وہ کرے گی تو آپ کیا کریں گی پھر"عنایہ ہنس پڑی تھی

"اسی بات پر شعیب اور عبیر کافی لڑے بھی ہیں مجھ سے اور زوہیب سے" ہنستے ہوئے ان کی حرکتیں بتارہی تھی جبکہ شعیب کے ذکر پر وہ یکدم چپ سی ہوگئی جیسے بریرہ نے اچھی طرح محسوس کیا تھا۔۔

"تم کیوں اگنور کررہی ہو اسے۔۔"بریرہ نے اسکا ہاتھ تھام کر پیار سے پوچھا عنایہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

"جی۔۔کیا مطلب۔۔"وہ سٹپٹا سی گئی تھی۔

"میں سب جانتی ہوں عینی۔۔"اسکا ہاتھ تھپکا۔وہ خاموشی سے سر جھکا گئی۔

"آپ خود بتائیں یہ کیسے ممکن ہے میں ایک نشے کی عادی عجیب سی فیملی میں پلنے والی لڑکی ہوں انہیں تو کوئی بھی اچھی لڑکی مل جائے گی۔۔"لب کاٹتے بہت تلخی سے بولی تھی۔۔

"یہ کیسی باتیں کررہی ہو عنایہ تم بہت اچھی لڑکی ہو نشے جیسی برائی تمہیں لگی تھی جس پر تم نے قابو پالیا اور تمہارے ماں باپ کی حرکتوں کی سزا تمہیں کیوں ملے۔۔۔اس میں تمہارا تو کوئی قصور نہیں نا۔۔"اسے پیار سے سمجھانا چاہا عنایہ کی آنکھیں نم ہوگئیں تھیں

"میں نہیں جانتی بری میں کیا کروں۔۔"بہت بے بسی سے بولی تھی۔۔

"بھابھی۔۔"شعیب کی سپاٹ آواز پر دونوں نے چونک کر دروازے کی سمت دیکھا۔عنایہ نے جھٹ اپنے آنسو صاف کیے تھے

"مجھے بات کرنی ہے ان سے۔۔۔"عنایہ کی طرف اشارہ کرتا سنجیدگی سے بولا۔بریرہ کو اسکا موڈ کچھ ٹھیک نہ لگا تھا۔

"شعیب تم۔۔"عنایہ کی سہمی ہوئی شکل دیکھ کر منع کرنا چاہا

"بھابھی پلیز۔۔"وہ بیچ میں ہی ٹوک گیا تھا مگر عنایہ سختی سے بریرہ کی کلائی تھام گئی۔

"بھابھی۔۔فائیو منٹس بس۔۔"اس بار قدرے نرمی سے بولا تھا۔بریری نے تسلی دینے والے انداز میں عنایہ کا ہاتھ تھپکا

"ٹھیک ہے فائیو منٹس اونلی۔۔"اسے گھوری سے نوازی روم نکل گئی جبکہ عنایہ کنفیوز سی اب اپنی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔

"تو کیا کہہ رہیں تھی ابھی تم بھابھی سے ہاں۔۔"کڑے تیوروں سے اسے گھورا

"بتاؤ مجھے کیا مجھے عنایہ فرقان۔۔"دانت پیسے اسکی جھکی پلکیں دیکھیں

"کیا مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم نشے کی عادی ہو یا کن فیملی کرائسس سے گزر رہی ہو؟ یہ سب مجھ سے چھپا تو نہیں تھا مگر میں نے تم سے محبت کی اور تم مجھے اتنے دنوں سے اس بے بنیاد بات کی وجہ سے اگنور کر رہیں تھیں ڈیم اٹ۔۔"دھاڑتا ہوا ایک قدم قریب آیا اور اسکے بازو اپنی گرفت میں لے گیا عنایہ کی آنکھوں سے آنسو نکلتے گال بھگونے لگے

"میں سمجھا شاید تمہیں کسی اور میں انٹرسٹ ہے اسی لیے میری فیلنگز کو اگنور کر رہی ہو نہیں مگر یہاں تو معاملہ ہی الگ تھا"تپ کر اسکے آنسو سے تر چہرہ دیکھا۔

"میں۔۔میں خود کو آپ کے لائق نہیں سمجھتی۔۔۔"اپنی سسکی روکتی بمشکل بولی۔شعیب نے اسے ذرا سا نزدیک کیا تھا

"تم اگر ساری زندگی بھی نشے کی عادی رہتیں تب بھی میرے لیے سب سے بہتر اور افضل ہوتیں۔۔میں نے تم سے محبت کی ہے عنایہ کیا تمہارے لیے یہ کافی نہیں"اسکی ٹھوڑی پکڑ کر چہرہ اونچا کرتا گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔عنایہ چند پل اسے یوں ہی دیکھتی رہی۔۔

"آپ کی فیملی نہیں مانے گی۔۔"

"وہ میرا مسئلہ ہے۔۔تم مان جاؤ بس۔۔۔"اسکی آنکھوں میں جھلکتے جیسے التجاء کی تھی۔اسکی آنکھوں میں بسے جذبوں کی تاب نہ لاسکی تھی۔سر جھکاتی ہلکا سا مسکرادی جو شعیب سے چھپ نہ سکی تھی۔

"عنایہ میں رشتہ لے کر آنا چاہتا ہوں تمہارے گھر جلداز جلد تمہیں اپنا بنانا چاہتا ہوں تم انکار تو نہیں کرو گی؟"اس نے بہت مان سے پوچھا تھا۔عنایہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور مسکرا کر نفی میں سر ہلا گئی۔اللہ نے یہ شخص نجانے کونسی نیکی کے بدلے میں عطا کیا تھا اسے۔۔

"تھینک یو سو مچ مائی لو۔۔"مسکراتے ہوئے بےساختہ اسکا ہاتھ چوم گیا

"یہ۔۔یہ کیا کررہے ہیں۔۔"جھینپ کر اپنا ہاتھ چھڑایا۔۔اسکی حالت پر محفوظ ہوتا اپنا قہقہہ ضبط نہ کرسکا۔۔

"اہم اہم۔۔"دروازے پر کھڑی بریرہ نے دونوں کو اپنی جانب متوجہ کیا۔

"ہوگئی صلح؟"شرارتی نظروں سے دونوں کو دیکھا۔۔

"جی ہوگئی۔۔۔اپنی دیورانی لانے کی تیاری کریں اب آپ۔۔"بریرہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسکے سرخ پڑھتے چہرے کو دیکھا۔

"کیا واقعی۔۔"بریرہ نے بےیقینی سے مسکراکر عنایہ کو دیکھا جسکا یہاں ٹکنا محال ہوگیا تھا۔

"میں چلتی ہوں بری اب۔۔"اپنا پرس اٹھاتے تیزی سے کمرے سے نکلی تھی۔وہ دونوں قہقہہ لگا کر ہنس پڑے

"میں ڈراپ کرنے جارہا ہوں اسے۔۔"پاکٹ میں کیز چیک کرتا مسکراتا ہوا اسکے پیچھے ہی نکل گیا۔بریرہ نے دل سے انکی خوشی کی دعا کی تھی۔۔

******

آفاق صاحب کی طبعیت اب قدرے بہتر تھی۔شہریار آفس سے واپسی پر یہیں آجاتا تھا۔

"ماموں مجھے آفس کی طرف سے فلیٹ دیا جارہا ہے۔۔"ان کے بیڈ کے کنارے پر بیٹھتے اطلاع دی

"یہ تو بہت زبردست بات ہے بیٹا۔۔"وہ خوش دلی سے بولے تھے مگر شہریار اتنا خوش نہیں دیکھائی دے رہا تھا۔

"مگر کمپنی مجھ سے پانچ سال کا کانٹریکٹ کررہی ہے چھوڑ کر ناجانے کا"وہ کچھ بے بسی سے بولا تھا

"تو اس میں کیا مسئلہ ہے جاب تمہاری مرضی کی تو ہے"

"میرا ایم یہاں ہمیشہ رہنا نہیں تھا۔۔میری فیملی پاکستان میں ہے ان لوگوں کو اتنے سال خود سے دور نہیں رکھ سکتا"اس کی بات بھی غلط نہ تھی۔یہ کوئی آسان بات تو نہ تھی اتنے سال فیملی سے دور رہنا۔۔

"بیٹا یہ فیوچر کا سوال ہے تمہارے۔۔پہلے خود سیٹل ہو اور ایک دو سال میں عفت کو بھی یہیں بلا لینا۔۔میں سمجھاؤں گا اسے"انہوں نے معقول مشورہ دیا۔وہ بھی پرسوچ انداز میں سر اثبات میں ہلا گیا

"ابھی تو بہت ڈانٹ پڑھنی ہے ان سے اس کانٹریکٹ پر"مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا وہ ہنس دیے تھے۔

"چلیں آپ ریسٹ کریں مجھے ابھی ایک دو فائلز اسٹڈی کرنی ہیں"انکے کمرے کی لائٹ اوف کرتا باہر نکل گیا۔لاؤنج خالی تھا اور کچن کی لائٹ اوف تھی یعنی وہ اپنے کمرے میں تھی۔سوکٹ کے پاس رکھے کورنر پر موبائل چارج پر لگانے آیا جہاں زوباریہ کا پہلے ہی لگا تھا اسی وقت اسکرین بلنک ہوئی تھی اور پوپ اپ ڈینور کا چہرہ جگمگایا تھا۔اس نے جبڑے بھینچ کر اسکا موبائل اٹھایا اور میسج نوٹیفکیشن میں سے ہی پڑھنے لگا جانتا تھا یہ بدتہذیبی ہے مگر یہاں معاملہ دل کا تھا۔جیسے جیسے میسج پڑھ رہا تھا

چہرے کی رنگت دہکتی جارہی تھی۔موبائل مٹھی میں بھینچ کر تیزی سے اسکے کمرے کی جانب بڑھا اور بغیر ناک کیے اندر داخل ہوا تھا۔زوباریہ نے کتابوں سے سر اٹھاکر حیرت سے اسے دیکھا۔

"یہ کیا حرکت ہے۔۔"ناگواری سے اسے دیکھتی بیڈ سے اتری وہ تیزی سے چلتا اسکے نزدیک آیا۔

"اچھا اور یہ کیا حرکت ہے بتانا پسند کریں گی مجھے زوباریہ آفاق۔۔"ضبط سے سرخ پڑھتی آنکھیں لیے ڈینور کا میسج اسکے سامنے کیا۔زوباریہ کے ایک پل کے لیے ہوش اڑ گئے۔میسج ہی کچھ ایسا تھا۔

"زوباریہ تمہاری دوری میری محبت میں مزید شدت پیدا کررہی ہے دیوانہ بنارہی ہو۔۔پاگل کررہی ہو مجھے تم"ایک ایک لفظ چباتے قہرآلود انداز میں اسکا میسج دھرایا تھا۔

"آآپ کو اتنے میزز نہیں۔۔کسی کے پرسنلز میں نہیں گھستے"دل ہی دل میں ڈینور کو گالیاں دیتے اس سے اپنا موبائل لینا چاہا

"اوہ۔۔پرسنلز۔۔تو اب وہ پرسنل ہوگیا ہے زوباریہ آفاق کے لیے۔۔"اسکے طنزیہ لب و لہجہ پر زوباریہ کی رنگت اہانت سے سرخ پڑھ گئی

"اپنے کام سے کام رکھیں سمجھے آپ۔۔"وہ بھی غصے سے چیخ اٹھی۔

"تم۔۔"اسکا موبائل بیڈ پر پھینکتے کندھوں سے تھام گیا

"تم انٹرسٹڈ ہو اس میں۔۔"سرخ پڑھتی آنکھوں سے اسکے سہمے ہوئے چہرے کو دیکھا

"آپ کون ہوتے ہیں مجھ سے پوچھنے والے۔۔چھوڑیں مجھے میں نے کہا۔"پوری طاقت لگاکر اس سے الگ ہونا چاہا

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں بتاؤ مجھے۔۔انٹرسٹڈ ہو اس میں؟"اسکا لہجہ اور بازوؤں پر گرفت زوباریہ کا دماغ گھما گئی

"ہاں ہوں انٹرسٹڈ کیا کرلیں گے بولیں۔۔" اسکی آنکھوں میں دیکھتی دلیری سے بولی۔۔وہ چند پل بے یقینی سے اسے دیکھتا رہ گیا بازوؤں پر گرفت خودبخود کمزور ہوئی تھی۔وہ ایک جھٹکے سے اس سے دور ہوئی۔ایک نظر اس پر ڈالتا تیزی سے باہر نکل گیا اب بچا بھی کیا تھا کچھ کہنے کو۔۔جبکہ وہ اپنے جھوٹ پر بس لب کاٹ کررہ گئی تھی۔۔

*****

"اتنے چپ چپ کیوں ہو" آفاق صاحب نے بغور اسے دیکھا جو کافی خاموش سا لگ رہا تھا۔

"وہ سمجھتی ہے میں اسکے علاوہ بھی کسی اور لڑکی کے بارے میں سوچ سکتا ہوں۔۔" سر جھکائے تلخی سے بولا

"وہ سوچ بھی کیسے سکتی ہے میں اس کے علاوہ کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھوں گا" قدرے بے بسی سے انہیں دیکھا

"وہ کیوں نہیں سوچ سکتی۔۔جب تم اتنے اتنے دن اسے شکل نہیں دکھاؤ گے تو اور کیا سوچے گی" وہ ڈپٹ کر بولے۔کلب والے معاملے کو دو دن گزر گئے تھے اور وہ پلٹ کر گھر نہیں گیا تھا۔

"آپ جانتے ہیں میں کیوں نہیں جاتا۔۔اگر ہر وقت اسکی نظروں کے سامنے رہا تو وہ اور فرسٹریشن کا شکار ہوگی۔۔" عجیب جھنجھلاہٹ سوار تھی۔سمجھ نہیں آرہا تھا اس نے الزام آخر کس بنیاد پر لگایا تھا۔

"جیسا تم کہہ رہے ہو اگر اسکے دل میں رقابت کی ایک چنگاری بھی پیدا ہوگئی تو اسکا مطلب ہے اس کا گلیشیئر پگھلنے لگا ہے۔۔" ان کے تجزیے پر زمور نے حیرت سے سر اٹھایا۔یہ کیا کہہ رہے تھے وہ۔۔پھر خود کی تلخی سے مسکراتے سر جھٹک دیا

"اسکا دل میرے لیے کسی چٹان کی طرح سخت ہے کوئی گلیشیئر نہیں جو پگھل جائے۔۔"بے بسی سے ہنس پڑا۔۔آفاق صاحب ایک گہری سانس بھر کر رہ گئے تھے۔

"اللہ تم دونوں کے لیے آسانیاں پیدا کرے مگر یاد رکھنا زمور کبھی بھی اس پر سختی نہ کرنا وہ بچی بہت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور جس ہمت اور حوصلے سے کام لے رہی ہے ایسا کوئی نہیں کرسکتا۔۔تم نے اسکی طاقت بننا ہے اسے کبھی بھی خوفزدہ کرکے دبانا نہیں ہے"وہ ہمیشہ کی طرح اسے سمجھارہے تھے۔زمور خاموشی سے سرہلا گیا۔اسکے انداز پر انہیں ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔

"میرا شیر دل"اسکی پیٹھ تھپکی۔۔

"آپ کو کوئی بات کرنی تھی مجھ سے۔۔"یکدم یاد آنے پر انہیں دیکھا

"ہاں اچھا ہوا یاد دلایا۔۔۔یہ بتاؤ شہریار کیسا لگا تمہیں"ان کی بات پر زمور نے ناسمجھی سے انہیں دیکھا۔

"میری نظر میں میرا دایاں بازو ایک زبردست بندہ ہے"اس نے برملا اظہار کیا۔وہ ہولے سے مسکرا دیے تھے۔

"زوبی کے لیے کیسا رہے گا"ان کی بات پر زمور کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ دوڑ گئی

"معاملہ میری بہن کا ہے لہٰذا اس بار غور سے دیکھنا پڑے گا۔۔"اسکے شرارتی انداز پر وہ دل کھول کر ہنسے تھے۔۔

*****

آج پورے دو دن بعد گھر لوٹا تھا۔ذہن کے پردے پر ایک بار پھر وہ منظر لہرا گیا تھا جب اس دشمنِ جاں کو قریب کرتے پی بار اس کے ہوش و حواس میں اسے چھوا تھا۔لبوں پر آپ ہی آپ ایک

دلنشین مسکراہٹ دوڑ گئی۔ابھی تو اسکا ری ایکشن بھی دیکھنا باقی تھا۔اس بار کچھ اٹھا کر ہی نا مار دے۔مسکراتا ہوا سر جھٹک کر لاؤنج میں داخل ہوا تھا۔

"اگر تمہیں سیر سپاٹوں اور تفریح سے فرصت مل گئی ہو تو یاد دلاؤں ایک عدد بیوی بھی ہے۔۔"ان کے طنز پر زمور نے قدرے چونک کر انہیں دیکھا

"آپ کو واقعی لگتا ہے کہ آپ کو ضرورت ہے یہ حقیقت یاد دلانے کی"سنجیدہ نگاہوں سے انہیں دیکھا۔وہ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے تھے کہ زمور داؤد اپنی روح کو بھول جاتا۔۔

"کہاں تھے دو دن سے۔۔"کڑے تیوروں سے اسے گھورا۔زمور داؤد گھر سے باہر کتنا ہی بڑا بلینئر کیوں نہ بن جاتا باپ کے آگے وہ ایک چھوٹا لڑکا ہی بن جاتا تھا۔

"مصروف تھا کچھ اسی لیے نہ آسکا اور آپ جانتے ہیں ریا کی کیا اہمیت ہے میری زندگی میں۔۔"ان کی آنکھوں میں دیکھتے شکوہ کر گیا

"تو قدر کرو پھر اسکی کچھ پتا ہے؟خبر ہے کس حال میں ہے دو دن سے؟"ناگواری سے اسے دیکھا۔

"کیا ہوا ہے اسے۔۔"دل بہت ناخوشگوار انداز میں دھڑکا تھا۔وہ واقعی ان گزرے دو دنوں میں گھر کی جانب سے بلکل بے خبر تھا۔وہ بغیر کوئی جواب دیے ہنکار بھرتے اخبار کی جانب متوجہ ہوگئے۔زمور تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔اجلت میں کمرے کا دروازہ کھولا جہاں وہ دشمنِ جاں نیم دراز اپنی کنپٹیاں دبا رہی تھی اور عائلہ خاتون اس کے قریب ہی بیٹھی تھیں جبکہ لورا سوپ کا باول لیے کھڑی تھی۔۔

"کیا ہوا ریا۔۔"بے تابی سے کہتا اسکے قریب آیا تینوں نے چونک کر اسے دیکھا۔

"آپ لوگ مجھے بتائیں گے کیا ہوا ہے اسے۔۔"اسکے قریب بیٹھتے ہاتھ پکڑ کر نبض ٹٹولی۔حوریہ نے ٹھٹھک کر اسکی حرکت دیکھی اور دانت پیس کر ذرا سا کھسکی۔

"کچھ ہوش ہے تمہیں بچی دو دن سے بخار میں پھنک رہی ہے انہیں کچھ خبر ہی نہیں۔۔اور اب ہم سے پوچھ رہے ہیں کیا ہوا ان کی ریا کو"عائلہ خاتون نے بھی اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

"تو ایک کال کی جاسکتی تھی۔۔"غصیلے لہجے میں کہتے گھور کر حوریہ کو دیکھا جو سرخ پڑھتی نگاہوں سے اسے دیکھتی اسکی گرفت سے اپنا ہاتھ نکالنے میں لگی تھی۔

"کیوں کہاں گئیں تمہاری وہ سورسز جو پاکستان میں بیٹھی حوریہ کی چھینک کی خبر بھی تمہیں دے دیتیں تھیں"ان کے طنز پر زمور کا دل چاہا اپنا ماتھا پیٹ لے جبکہ حوریہ نے دنگ نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔

"اٹھو ہم ابھی چیک اپ کے لیے چل رہے ہیں۔۔"نظریں چراتے اس پر سے کمفرٹر ہٹایا۔

"مجھے نہیں جانا چھوڑو۔۔"دبی دبی آواز میں غرائی تھی۔۔

"اٹھو کیوں ضد کر رہی ہو۔۔دیکھو پھر میں زبردستی کروں گا"ورننگ دیتے ہوئے بولا۔حوریہ کا منہ کھل گیا مگر اگلے ہی لمحے دانت بھی پیس گئی تھی۔

"چھوڑو اسے۔۔۔ہو آئی ہے ڈاکٹر کے پاس سے اور چیک اپ بھی ہوچکا ہے۔۔چلو بیٹا جلدی سے سوپ پی لو پھر میڈیسن بھی لینی ہیں"زمور کو ڈپٹ کر سائیڈ میں کیا اور اسے پچکارتے ہوئے بولیں

"آنٹی بلکل موڈ نہیں وومیٹ ہوجائے گی۔۔"نم آواز میں قدرے بے بسی سے بولی

"تھوڑا سا پیو ورنہ میڈیسن کیسے لوگی۔۔"وہ پھر بیچ میں بولا تھا۔حوریہ نے ناگواری سے اسے دیکھا۔۔

"لائیں دیں ماما میں پلاؤں۔۔۔"ان کے ہاتھ سے باول لینے قریب آیا مگر حوریہ نے جلدی سے اپنے ہاتھ میں لے لیا اسکے ہاتھوں پینے سے بہتر تھا وہ یہ خود ہی زہر مار کرلے۔اسے خاموشی سے سوپ پیتا دیکھ اپنی مسکراہٹ ضبط کرتا موبائل اور کیز سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر واشروم کی جانب بڑھ گیا۔

*****

"تمہارے دماغ میں آخر چل کیا رہا ہے ہاں کب بات کرو گی"اسکی جانب سے تاخیر پر شعیب کو صحیح کی تپ چڑھ گئی تھی

"آپ ہی بتائیں میں کیا کروں مجھے ڈر لگ رہا ہے اور پھر بابا کا پتا نہیں کیا ری ایکشن آئے۔۔"ناخن کترتے منمنائی

"عنایہ فرقان میرا دماغ خراب مت کرو۔۔اگر اتنا ہی ڈر لگ رہا ہے تو میں خود آکر بات کرلیتا ہوں۔۔"اسکی غصیلی آواز میں دی جانے والی دھمکی پر عنایہ گڑبڑا کررہ گئی

"یہ۔۔یہ کیا کہہ رہے ہیں۔۔اچھا میں کوشش کرتی ہوں۔۔"لب کاٹتے آہستہ سے بولی

"جاؤ بات کرو ابھی جاکر ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔"

"کوئی ہے بھی نہیں.. "اسکے منہ سے برجستہ نکلا تھا

"کیا کہا۔۔"وہ بھی سن چکا تھا

"کچھ نہیں۔۔بائے۔۔"اپنی ہنسی دباتے کال کاٹ دی۔جب سے شعیب نے حالِ دل سنایا تھا تب سے ہر وقت لبوں پر دھیمی مسکراہٹ سجی رہتی تھی۔یکدم ہی اس شخص نے آکر اسکے جینے کے ڈھنگ ہی بدل ڈالے تھے۔حوریہ سے اکثر بات ہوتی تھی مگر یہ بات بتانے کی ہمت نہیں جٹا پارہی تھی۔ایک

شرم اور جھجھک نے اسے روک رکھا تھا نجانے وہ کیسا ردِ عمل دیتی۔۔ مگر ابھی اسے کبریٰ صاحبہ سے بات کرنی تھی کیونکہ اسی بات پر ابھی وہ جھگڑ بیٹھا تھا۔

"ماما میں اندر آجاؤں۔۔"ان کے کمرے کا دروازہ ناک کیا

"ہاں آجاؤ بیٹا۔۔"بک بند کرکے چشمہ سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔آج وہ اتفاق سے گھر پر ہی تھیں۔۔قدم قدم چلتی انکے سامنے بیڈ پر آبیٹھی

"کیا بات ہے کوئی پریشانی ہے۔۔"اسے سوچوں میں الجھا دیکھ کر نرمی سے بولیں

"وہ ماما۔۔حوریہ کی بہن ہیں نا بری۔۔آئی مین بریرہ۔۔"ایک نظر انہیں دیکھا

"ہاں یاد ہے دونوں ہی بڑی پیاری ہیں"ذہن میں دونوں کی شبیہہ لہرائی تو توصیفی انداز میں بولیں

"جی ان کا دیور شعیب شادی کرنا چاہتا ہے مجھ سے۔۔"سر جھکائے بیڈ شیٹ پر انگلیاں پھیر رہی تھی۔کبریٰ صاحبہ چند پل اسکے چہرے کے رنگ دیکھتی رہیں

"تمہیں پسند ہے؟"ان کے سوال پر اسنے چونک کر سر اٹھایا پھر لب کاٹتے واپس جھکا گئی۔۔کبریٰ صاحبہ بیٹی کے اس انداز پر مسکرا دیں تھی۔

"میری بیٹی کو وہ لڑکا پسند ہے تو مجھے کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔۔"پیار سے اسکی ٹھوڑی پکڑ کر چہرہ اونچا کیا۔۔عنایہ ایک پل کے لیے گنگ رہ گئی تھی پھر اگلے ہی پل چہرے پر حیرت و خوشی کے ملے جلے تاثرات چھا گئے۔۔

"سچ ماما۔۔"پرجوش انداز میں ان کے قریب آئی۔کبریٰ صاحبہ نے اسے اپنے ساتھ لگالیا

"ہاں میری جان میں نے دیکھا ہوا ہے اسے ماشاءاللہ بہت پیارا ہے۔۔"اسکے سر پر بوسہ دیتیں اسکے بال سہلانے لگیں۔اپنی تمام تر غفلتوں اور کوتاہیوں کے باوجود وہ عنایہ کے معاملے میں فرقان

صاحب سے بہتر ثابت ہوئیں تھی۔بھلا اسکی خوشی سے انہیں کیا اعتراض ہوسکتا تھا۔ایک وہی تو تھی جن میں انکی جان بستی تھی وہ جیسی بھی تھیں اسکی ماں تھیں۔۔

"اور بابا۔۔۔"ان سے الگ ہوتے پریشانی سے بولی

"تم فکر مت کرو میں بات کرلونگی۔۔چلو مجھے ریڈی ہونا ہے۔۔اور ہاں تم شعیب کی مدر کا نمبر مجھے دے دینا میں بات کرلوں گی"اس کا گال تھپکتیں کبڈ کی جانب بڑھ گئیں۔

"تھینک یو ماما۔۔"ان کی پشت سے آکر ایک بار پھر لگ گئی۔کبریٰ صاحبہ ساکت رہ گئیں تھی۔اس لمحے اتنی کوتاہیوں کا شدت سے احساس ہوا تھا کہ انکی ایک راضامندی پر وہ کتنی احسان مند ہورہی تھی۔یہ ماں بیٹی کا رشتہ تو نہ تھا ماں تو دوست ہوتی ہے ہمراز ہوتی ہے۔۔مگر وہ خودغرض ٹھہریں تھی۔۔

"خوش رہو۔۔"آنکھوں میں آئی نمی کو بمشکل پیچھے دھکیلتے رخ موڑ کر اسکا ماتھا چوما تھا اور وہ چہکتی ہوئی باہر نکل گئی۔یہ خبر ابھی شعیب کو بھی سنانی تھی۔۔

*****

اسکی آنکھ کھلی تو برابر میں بیٹھے شخص کو خود کو محویت سے تکتے دیکھ دل ایک پل کے لیے بہت زور سے دھڑکا تھا۔ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔وہ بھی جیسے ہوش میں آیا تھا اور بیڈ سے اتر کر صوفے کی جانب بڑھ گیا۔ابھی اسے بیٹھے دیر ہی کتنی ہوئی تھی کہ اس کی آنکھ کھل گئی۔خود کو ناگوار نظروں سے تکتا دیکھ لیپ ٹاپ کھول کر کام میں مصروف ہوگیا۔

"کیا کررہے تھے تم میرے پاس بیٹھے۔۔"کلب کی پارکنگ کا منظر ایک بار پھر دماغ میں گھوما تھا۔اس بات کا صدمہ لے کر ہی تو بستر سے لگی تھی وہ۔۔

"اپنی بیوی کو دیکھ رہا تھا اس میں بھی مسئلہ ہے۔۔"بغور اسکے تنے ہوئے تاثرات دیکھتے اطمینان سے بولا۔وہ بے بسی سے اپنے لب کاٹ کر رہ گئی۔سر کا درد تھا کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔دل چاہا سارا غصہ اور فرسٹریشن اسے کھری کھری سنا کر اتار دے۔جبھی اسکی نگاہ سائیڈ ٹیبل پر رکھے زمور کے موبائل پر پڑی "زوباریہ کالنگ"لکھا دیکھ نجانے کیوں اسے اپنی شریانیں پھٹتیں محسوس ہوئیں۔اس نے ایک نظر والکلک پر ڈالی رات کے دس بج رہے تھے۔سختی سے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ لیں بس نہیں چل رہا تھا ہر شے کو آگ لگا ڈالے۔موبائل سائیلینٹ پر تھا اسی لیے زمور کو خبر نہ ہوسکی تھی کہ ایسی بھی کیا ایمرجنسی ہوگئی تھی کہ زوباریہ کو رات کے اس وقت اسے کال کرنی پڑھ گئی تھی۔ایک جھٹکے سے اٹھتی بالکنی کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔زمور نے حیرت سے اسکی حرکت کو دیکھا تھا جو اتنے تیز بخار میں باہر نکل گئی تھی۔

"ریا۔۔"ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا اور اسے پکارتا ہوا خود بھی بالکنی کی طرف بڑھ گیا۔سنگل ٹاپ اور ٹراؤزر پہنے سرد ہواؤں سے لڑ رہی تھی۔

"ریا اندر آؤ بیمار ہو تم ویسے بھی۔۔۔"نرمی سے اسکا بازو پکڑا۔حوریہ نے اسکے ہاتھ پر ایک جلتی نگاہ ڈالی اور پوری قوت سے دھکا دیا

"دور ہو وحشی درندے۔۔کیوں قریب آئے ہو میرے۔۔"چلاتے ہوئے اس سے دور ہوئی۔زمور سختی سے اپنے لب بھینچ گیا۔

"جو بھی کہنا ہے اندر چل کر کہو بخار تیز ہوجائے گا"اسکے تلخ جملے کو نظرانداز کرتے قدرے نرمی سے بولا تھا۔

"بھاڑ میں گیا بخار تمہاری بات ماننے سے بہتر ہے میں اس یخ بستہ رات میں اپنی جان دے دوں" کہتے کہتے اسکی آواز میں نمی گھل گئی تھی۔زمور کا چہرہ یکدم تاریک پڑھ گیا تھا۔۔

"اگر ایسا ہی ہے تو پھر مجھے ختم کردو۔۔مگر خود کو اذیت نہ دو۔۔"اسکے چہرے پر چھائے درد کو دیکھتا بہت بےبسی سے بولا تھا۔

"تمہیں ختم کروں۔۔کیا ہوگا اس سے بولو۔۔میرا بچپن لوٹ آئے گا میرا درد ختم ہوجائے گا۔۔وہ۔۔وہ پندرہ سال لوٹ آئیں گے میری ہنستی کھیلتی زندگی لوٹ آئے گی؟ بولو جواب دو۔۔"چیختے ہوئے زور سے اسکا گریبان پکڑ کر جھٹکا۔۔۔زمور داؤد بےجان ہوتا ہلکا سا لڑکھڑایا تھا۔۔

****

وہ ہوسپٹل کے کوریڈور میں بیٹھی سسک رہی تھی۔اسکی کل کائنات اس کا باپ آئی سی یو میں تھا۔رات جب وہ کھانے کے لیے آفاق صاحب کو اٹھانے گئی وہ بےادھ اپنے بستر پر پڑے تھے اور پیروں کے نیچے سے زمین نکلنا کیا ہوتا ہے زوباریہ کو تب پتا چلا تھا۔انہیں ہوش میں لانے کی کوشش میں ہلکان ہوتے زمور داؤد اور شہریار رضا کو کال کررہی تھی اور بلاآخر اس جان لیوا انتظار کے بعد شہریار رضا نے فون اٹھا ہی لیا تھا۔اس سے تمام صورتحال جاننے کے بعد وہ آناً فاناً گھر پہنچاتا تھا اور وہ دونوں انہیں ہوسپٹل لے کر بھاگے تھے۔آفاق صاحب کو انتہائی نگہداشت میں لے لیا گیا تھا۔آئی سی یو کا دروازہ بند ہوئے دو گھنٹے بیت چکے تھے مگر اب تک کوئی خبر نہ آئی تھی اور اُس وقت سے وہ اپنے رب سے باپ کی زندگی کی بھیک مانگ رہی تھی۔۔۔

کونے میں پلر سے ٹیک لگائے کھڑا شہریار بے بسی سے اسے سسکتا دیکھ رہا تھا مگر اسکے پاس ایسا کوئی حق نہ تھا کہ قریب جاکر اسکے آنسو پوچھتا جو ایک حق اسکا دل زوباریہ آفاق پر جتانا چاہتا تھا وہ بھی وہ کسی اور کو دے چکی تھی۔اب وہ کس منہ سے اسکے پاس جاتا۔۔اسے تسلی کے دو بول کہتا۔۔

رات دس بجے کے قریب اسکی کی سسکیوں بھری کال نے شہریار رضا کو جھنجھوڑ کررکھ دیا تھا۔وہ سب چھوڑ چھاڑ بھاگا چلا آیا تھا۔زمور سے اب تک کوئی رابطہ نہ ہوسکا تھا۔۔اسی پل آئی سی یو کا دروازہ کھلا تھا۔وہ دونوں تیزی سے ڈاکٹر کی جانب لپکے۔۔

"ڈاکٹر کیسے ہیں میرے بابا۔۔"متورم چہرہ لیے ڈاکٹر کے تاثرات دیکھے

"صبح تک کچھ کہا نہیں جاسکتا ہم نے انہیں وینٹیلیٹر پر شفٹ کردیا ہے۔۔آپ دعا کریں"انگریزی نقوش کا حامل ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں کہتا آگے بڑھ گیا۔وہ یکدم لڑکھڑائی تھی۔شہریار نے فوراً اس دشمنِ جاں کو سنبھالا تھا۔اگر سہارا نہ دیتا تو یقیناً زمیں بوس ہوجاتی۔۔

"زوبی سنبھالو خود کو۔۔"اسے ہوش میں لانا چاہا

"بابا ٹھیک ہوجائیں گے نا۔۔"نم آنکھیں لیے عجب بے بس انداز میں اس سے پوچھا تھا۔شہریار کو لگا کسی نے اسکا دل مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔۔

"انشاءاللہ ماموں کو کچھ نہیں ہوگا تم بس دعا کرو۔۔"اسے حوصلے دیتے نرم لہجے میں بولا۔وہ سسکتی ہوئی اسکے سینے سے لگ گئی۔۔۔

"میں مرجاؤں اگر انہیں کچھ ہوا۔پلیز ان سے کہیں ایسا نہ کریں میرے ساتھ۔۔۔"ہچکیاں لیتے بمشکل بولی تھی۔شہریار نے ایک افسردہ نگاہ اس پر ڈالی اور سہارا دیتا بینچ تک لے آیا۔۔۔

"انہیں کچھ نہیں ہوگا زوبی۔۔دیکھنا انشاءاللہ صبح تک بلکل ٹھیک ہوجائیں گے۔۔"اسے بازو کے حلقے میں لیے پیار سے سمجھا رہا تھا۔زوباریہ کو یکدم اپنی پوزیشن کا احساس ہوا تو جھجھک کر اپنی آنکھیں صاف کرتی دور ہوئی۔۔

"میں۔۔میں پریئر روم جارہی ہوں"اسے دیکھنے سے اجتناب کرتی تیزی سے وہاں سے نکل گئی جبکہ شہریار رضا بےبسی سے ایک گہری سانس خارج کرکے رہ گیا۔۔وہ چاہ کر بھی اس لڑکی سے دور نہیں جا پارہا تھا۔۔۔

******

"میں نہیں لوٹا سکتا وہ پل تمہیں مگر میرا رب گواہ ہے میں بھی ایک پل چین سے نہیں رہا ان پندرہ سالوں میں مجھے بھی سکون نصیب نہیں ہوا۔۔کاش۔۔کاش کہ عثمان انکل مجھے میرے جرم کی سزا دلوادیتے۔۔یہ ساری عمر کی سزا بہت اذیت ناک ہے ریا۔۔یہ ہر سانس مجھ پر بھاری ہے"اسکے ٹھنڈ سے کانپتے وجود کو دیکھتا بہت بےبسی سے بولا تھا۔آج نجانے اس پر کونسی قیامت گزری تھی جو خود پر قابو نہ رکھ سکی تھی۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہاری باتوں میں آجاؤں گی تم جیسے ہوس خور درندے کی باتوں میں۔۔"تنفر سے کہتی بیڈ روم کی جانب بڑھ گئی کیونکہ اگر دو منٹ بھی اور کھڑی ہوتی تو شاید وہیں گر جاتی۔۔زمور بھی تیزی سے اسکے پیچھے آیا تھا۔۔اور جھٹکے سے اسکا رخ اپنی جانب کیا۔۔

"کتنی بار تمہارے قریب آیا؟کتنی بار اپنا حق وصول کرنے کی کوشش کی؟کتنی دفع تمہیں بےبس کیا بولو۔۔"اس نے وحشت زدہ نظروں سے اسکی ضبط سے سرخ پڑھتی شکل دیکھی

"خدا کی قسم اگر اس رات میں نشے میں نہ ہوتا تو کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا تمہارے اسطرح قریب آنے کے بارے میں۔۔اور اس رات کے لیے تم تو کیا میں بھی خود کو کبھی معاف نہ کر پاؤں۔۔"اس پل حوریہ عثمان نے زمور داؤد کی آواز بھیگتی محسوس کی تھی

"تم بتاؤ کیا۔۔کیا کبھی بچپن میں بھی میں نے تمہیں غلط نگاہ سے دیکھا؟ کبھی کوئی غلط بات کی؟ کبھی غلط ارادے سے تمہارے نزدیک آیا؟۔۔۔مگر ایک غلط صحبت میں گزری شام نے میری زندگی جہنم بنادی۔۔تمہیں انجانے میں غم دینے کے بعد میں خود بھی ہر پل تڑپا ہوں ریا۔۔۔بابا نے پندرہ سال سے مجھے اپنے سینے سے نہیں لگایا۔۔۔پندرہ سال سے مجھ سے بات نہیں کی۔۔تمہیں غم دے کر میں بھی ہر لمحہ مرا ہوں ریا۔۔۔"بے بسی سے کہتا بیڈ کے کنارے پر بیٹھ گیا۔وہ قریب ہی آنسوؤں سے تر چہرہ لیے کھڑی خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔آج وہ پہلی بار اسکے سامنے کھلا تھا پہلی بار اپنے لیے آواز اٹھائی تھی۔

"ریا مجھے کوئی تو راہ سجھاؤ میری جان لے لو مجھے عمر قید کرادو۔۔مگر مجھے کفارے کا ایک موقعہ دے دو۔۔میں مرتے دم تک تمہاری نفرت کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا تمہاری آنکھوں میں بسی نفرت مجھے اندر ہی اندر کھوکھلا کررہی ہے۔۔۔یہ اذیت میری جان لے لے گی۔۔"اسکے دونوں ہاتھ تھامتا ضبط کی انتہاؤں پر تھا۔حوریہ چند پل اسکے جھکے سر کو دیکھتی رہی۔۔پھر اپنے ہاتھ چھڑاتی دو قدم دور ہوئی

"میں تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔۔تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔۔چلے جاؤ میری زندگی سے کبھی نہ آنے کے لیے۔۔۔کیونکہ جب جب تمہیں دیکھتی ہوں میرے زخم پھر سے تازہ ہوجاتے ہیں۔۔۔"اپنے آنسو پونچھتے بہت کڑے دل سے بولی اور فوراً اسکی جانب سے پشت پھیر گئی۔یہ احتساب کا وقت تھا اسے اپنے لیے کھڑا ہونا تھا اس شخص کی طرف دیکھ لیتی تو شاید اس فیصلے کی جگہ موت

مانگ لیتی۔زمور داؤد پتھر بنا کھڑا اس دشمنِ جاں کی پشت دیکھ رہا تھا۔وہ فیصلہ سناچکی تھی اور اس پر عمل کرنا زمور داؤد کے لیے موت کے ہی برابر تھا وہ تو اسے دیکھ کر جیتا تھا اسکی دنیا سے دور ہو کر کہاں جاتا۔۔مگر اگلے ہی پل لبوں پر قفل چھڑائے کبڈ کی جانب بڑھا تھا اور اپنے کچھ ضروری ڈاکومنٹس ایک چھوٹے سے بیگ میں ڈالتا دروازے کی سمت بڑھ گیا مگر پھر ایک نظر پلٹ کر اس دشمنِ جاں کو دیکھا اسکی نگاہیں بھی اسی پر تھیں مگر اس سے ملتے ہی نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔

"میری دعا ہے کہ یہ دوری تمہارا ہر زخم بھر دے۔۔"لبوں پر ایک تلخ مسکراہٹ لیے اسے دعا دی تھی۔نجانے پھر کب دیکھنا نصیب ہوتا اسے۔۔تھکے ہارے قدموں سے کمرے سے باہر نکل گیا۔اسکے جانے کے بعد وہ اپنے نیم مردہ وجود کو گھسیٹتی بیڈ تک لائی اور اوندھی گرتی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ آنسو کیوں نکل رہے ہیں وہ کس بات کا غم منارہی ہے۔آج تو فیصلہ لیا تھا اپنے لیے آج تو اسکی فتح کا دن تھا مگر حوریہ عثمان کے چاروں اطراف ایک سوگ کا سماء تھا جس پر جتنے بھی اشک بہاتی کم تھا۔۔

******

کمرے میں مسلسل موبائل کی آواز گونج رہی تھی مگر وہ گہری نیند میں تھی۔دوسری جانب بھی کوئی ڈھیٹ بیٹھا تھا جو کال پر کال کرنے سے باز نہیں آرہا تھا۔اس نے نیند میں ہی بیڈ پر ہاتھ مارتے موبائل ڈھونڈا مگر وہ بیڈ پر ہوتا تو ملتا۔اپنی سرخ ہوتی آنکھیں بمشکل کھول کر سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھایا۔۔

"ہیلو۔۔"اپنی کنپٹیاں دباتے اٹھ بیٹھی۔۔

"حور یار فون کیوں نہیں اٹھا رہے تم لوگ سر کہاں ہیں؟"شہریار کی فکرمند آواز پر اسکی نیند منٹوں میں اڑی تھی۔رات کا ایک ایک منظر ذہن کی اسکرین پر آنے لگا۔۔

"میں سو رہی تھی۔۔۔"آہستہ سے بولی

"اور زمور سر کہاں ہیں نہ کال اٹینڈ کر رہے اور نہ ہی آفس میں ہیں"

"مجھے کیا پتا ہو گا کہیں۔۔مجھے بتا کر نہیں جاتا سمجھ آئی۔۔"نجانے کیوں اسے غصہ آیا تھا

"کیا مطلب تمہیں نہیں پتا؟ تم بیوی ہو ان کی تمہیں نہیں پتا ہو گا حوریہ تو کیا پڑوسیوں کو کال کر کے پوچھوں"وہ بھی تپ اٹھا تھا۔پوری رات کے کھٹن انتظار کے بعد آفاق صاحب کو اب ہوش آیا تھا مگر یہ ساری صورتحال زمور داؤد کے علم میں نہ تھی۔

"شہریار رضا میں نے کہا نا مجھے نہیں پتا۔۔رات کو کہیں گیا تھا۔۔مجھے نہیں پتا کب لوٹے گا"آواز خودبخود ہی دھیمی پڑھ گئی تھی اب بھلا اسے کیا بتاتی رات کو اس نے ہی اُسے گھر سے نکل جانے کو کہا تھا۔۔

"اچھا جب وہ آئیں تو بتا دینا انہیں ماموں کی بہت کریٹیکل کنڈیشن ہے ابھی ہوش آیا ہے انہیں اور ان سے ملنے کا کہہ رہے ہیں۔۔ٹھیک ہے"وہ تفصیل سے ساری بات اسے گوش گزار کروا رہا تھا جبکہ حوریہ کے دماغ میں رات زمور کے موبائل پر آنے والی زوباریہ کی کال گھوم گئی۔۔۔

"کیا ہوا انکل کو۔۔"اپنی بدلتی کیفیت پر قابو پاتے بمشکل بولی

"وہ ٹھیک نہیں ہیں حور دعا کرنا ان کے لیے زوبی تو رات سے رو رو کر نڈھال ہو چکی ہے۔۔"بہت تھکے تھکے انداز میں بولا تھا۔حوریہ کو اس پل دل سے دکھ ہوا تھا ان کے لیے۔۔

"میں۔۔میں ملنے آؤں گی۔۔"

"ٹھیک ہے چلو میں بھی فون رکھتا ہوں ماموں کے ڈاکٹر سے ملنا ہے۔۔"وہ بھی فون کان سے ہٹاتی رابطہ منقطع کر گئی۔ایک نظر والکلک پر ڈالی دن کا ایک بجا رہی تھی۔سر جھٹکتی واشروم کی جانب بڑھ گئی۔فریش ہو کر نیچے آئی تو تمام ملازمین اپنے کاموں میں مصروف تھے جبکہ عائلہ خاتون اسے کہیں نظر نہیں آئیں۔

"آنٹی کہاں ہیں۔۔"ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھتے لورا سے پوچھا

"میڈم وہ آپ کے لیے نوٹ چھوڑ کر گئی ہیں۔۔"اسکے آگے جوس کا گلاس رکھتے وہ نوٹ بھی دیا۔یعنی وہ گھر پر نہیں تھیں

"بیٹا میں اور داؤد آفاق صاحب سے ملنے جارہے ہیں ہوسپٹل اٹھ کر زمور سے رابطہ کرلینا"لب کاٹتے نوٹ سائیڈ میں رکھا اور جوس کے چھوٹے چھوٹے سپ لینے لگی

"میں کیوں رابطہ کروں تاکہ وہ واپس آجائے۔۔کبھی نہیں" تنفر سے سوچتے سر جھٹکا اور ناشتے میں مگن ہوگئی۔اسی وقت ملازمہ اسکا موبائل اٹھائے چلی آئی تھی

"میڈم یہ کب سے بج رہا تھا۔۔"اس نے سینڈوچ سے انصاف کرتے ایک نظر موبائل کو دیکھا"عنایہ کالنگ" لکھا آرہا تھا۔یکدم اسکے چہرے پر خوشگوار تاثرات چھا گئے۔نیپکن سے ہاتھ صاف کرکے فون کان سے لگالیا

"ہیلو۔۔عینی۔۔کیسی ہو۔۔"

"بلکل ٹھیک اور بہت خوش تم بتاؤ کیا حال چال ہیں"

"میں بھی ٹھیک اور خوش۔۔"لبوں پر ایک تلخ مسکراہٹ آئی تھی

"میرڈ لائف کیسی چل رہی ہے۔۔"چہکتی آواز میں معنی خیزی سے بولی۔اسکے چہکتے لہجے پر حوریہ کو دل سے خوشی ہوئی تھی مگر اسکے سوال پر چپ سی ہوگئی

"ٹھیک چل رہی ہے یہ بتاؤ تم کیوں اتنا چہک رہی ہو۔۔"بات اسکی جانب گھوما دی

"حور میں بتا نہیں سکتی بات ہی کچھ ایسی ہے۔۔میں۔۔کیسے بتاؤں۔۔"وہ تھوڑا جھجھکی تھی۔۔حوریہ نے حیرت سے موبائل کو دیکھا

"کیا مطلب ایسی بھی کیا بات ہے۔۔"

"کل میرے رشتے والے آرہے ہیں۔۔"لبوں پر دھیمی مسکراہٹ لیے اسے بتایا

"کیا بہت زبردست!!کون ہے؟ پسند ہے تمہیں؟"اسکے دماغ میں سب سے اہم سوال یہی آئے تھے۔۔

"تم جانتی ہو انہیں اچھی طرح۔۔"ہلکے سے منمنائی تھی۔

"کون۔۔۔؟"اس نے حیرت سے پوچھا۔اسے تو اپنے اردگرد آج تک کوئی نظر نہیں آیا تھا جو عنایہ کو پسند ہو

"وہ۔۔تمہارے کزن شعیب وجاہت۔۔"اسکی شرمیلی آواز پر حوریہ دنگ ہی تو رہ گئی تھی

"کیا؟ کیا سچ کہہ رہی ہو ہمارا شعیب۔۔"حیرت و بےیقینی کے ملے جلے تاثرات لیے چیخ اٹھی تھی لبوں پر ایک خوبصورت مسکراہٹ تھی

"ہاں وہی ہیں۔۔"

"او مائے گوڈ عینی آئی ایم سو ہیپی فور یو۔۔سب کچھ ہونے کے بعد اب بتارہی ہو مجھے۔۔دھوکے باز"پیار اور غصہ بیک وقت آیا تھا اس پر۔۔یعنی بھنک بھی پڑنے نہ دی۔۔

"مجھ۔۔مجھے ڈر لگ رہا تھا اب پلیز ناراض مت ہونا مجھ سے" گھبرا کر جلدی سے وضاحت دینی چاہی

"اب سمجھ آیا مجھے یہ شعیب یونی کے چکر کیوں لگاتا تھا۔۔"اسے چھیڑتے ہوئے بولی

"کیا ہوگیا ایسا کچھ نہیں سمجھ آئی ارینج میرج ہے یہ۔۔۔"لب کا کونہ دباتے مسکرا کر بولی

"ہاں ہاں سمجھ گئی میں۔۔"کھکھلا اٹھی تھی۔

"بری آئیں تھی ایک دو بار یہاں۔۔ماشاءاللہ اتنی پیاری ہورہیں ہیں آج کل۔۔"اسے پاکستان کا حال احوال بتانے لگی

"یار نہ کرو ایسی باتیں اتنا مس کررہی ہوں سب کو دل چاہ رہا ہے ابھی اڑ کر آجاؤں۔۔"اداسی سے بولی

"تو پھر کب آرہی ہو۔۔"

"انشاءاللہ بری کی ڈلیوری سے پہلے تو ضرور آجاؤں گی۔۔"

"یہ بتاؤ تم کب سنارہی ہو گڈ نیوز۔۔"اس بار عنایہ نے ڈائریکٹ اس پر اٹیک کیا تھا۔حوریہ کا چہرہ ایک پل کے لیے سرخ پڑا تھا مگر پھر غصہ غالب آگیا

"میری چھوڑو کل منگنی ہے اسکی تیاری کرو ایک ایک پک مجھے سینڈ کرنا سمجھ آئی۔۔"بمشکل خود کو نارمل رکھتے ایک دو اِدھر اُدھر کی باتیں کرکے فون کاٹ دیا تھا۔اس شخص کے حوالے سے کسی کا چھیڑنا عجیب جھنجھلاہٹ میں مبتلا کردیتا تھا۔۔

*****

"کیسا فیل کررہے ہیں اب۔۔"انکا نحیف سا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگا لیا

"ٹھیک ہوں میرا بچہ۔۔خوامخواہ اتنا پریشان کردیا تم سب کو"پیار سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔

"کیسی باتیں کررہے ہیں آپ جانتے ہیں نہ اگر آپ کو کچھ ہوتا ہے تو میرا کیا حال ہوجاتا ہے"روہانسے لہجے میں کہتے ان کے ہاتھ میں چہرے چھپائے ایک بار پھر رو پڑی۔۔ڈاکٹر نے دوپہر میں ہی انہیں روم میں شفٹ کیا تھا۔عائلہ خاتون اور داؤد صاحب بھی مل کر جاچکے تھے مگر زمور داؤد کا کچھ پتہ نہ تھا۔اسکا موبائل مسلسل اوف جارہا تھا جو خاصی تشویش کی بات تھی۔۔

"اچھا رونا بند کرو اس سے میری طبیعت خراب ہوجائے گی پھر۔۔"اسے دھمکی دی۔زوباریہ نے گھورتے ہوئے اپنے آنسو پونچھ ڈالے تھے۔اسی وقت رومکیا۔دروازہ ناک کرتی بلیک جھبلے نما فراک اور جینز پہنے بالوں کو پونی میں کھسے حوریہ عثمان داخل ہوئی تھی۔۔

"ارے۔۔میری بیٹی۔۔آئی ہے۔۔"اسے دیکھ کر خوشگوار حیرت سے بولے زوباریہ نے بھی حیرانگی سے اسے دیکھا تھا۔ان کی پچھلی ملاقاتیں کچھ خاص خوشگوار نہ تھیں کہ وہ آفاق صاحب کی عیادت کے لیے آتی۔۔

"اسلام وعلیکم۔۔"دونوں باپ بیٹی کی حیرت بھری نگاہیں خود پر محسوس کرتے کچھ جھجھک کر سلام کیا۔وہ خود نہیں جانتی تھی کہ کیا چیز اسے ہوسپٹل تک گھسیٹ لائی تھی۔

"آؤ یہاں آکر بیٹھو۔۔"سلام کا جواب دیتے محبت سے اسے اپنے قریب بلایا۔زوباریہ اس کے لیے جگہ چھوڑ کر اٹھ گئی تھی۔

"کیسی طبیعت ہے اب آپ کی۔۔۔شیری نے بتایا تھا مجھے صبح"لب کاٹتے انکی کمزوری سے زرد پڑھتی شکل دیکھی۔۔

"ٹھیک ہوں اب تو یہ۔۔شیری اور زوبی تو ایسے ہی بس.. "

"یہ بس ایسی باتیں کرکے اپنا خیال نہیں کرتے۔۔"وہ بیچ میں ہی خفگی سے کہتی ٹوک گئی حوریہ نے گردن موڑ کر بغور اسے دیکھا رو رو کر وہ اپنی حالت ابتر کرچکی تھی۔

"تم کیسی ہو۔۔"ہلکی سی دوستانہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے اسے دیکھا۔زوباریہ اس بار کافی سے زیادہ حیران ہوئی تھی کیونکہ یہ وہ بدمزاج اور مغرور لڑکی تو بلکل نہیں لگی تھی جو آج سے پہلے کی ملاقاتوں میں نظر آئی تھی۔۔

"ٹھیک ہوں میں بھی۔۔"خود کو سنبھالتے دھیرے سے مسکائی

"ڈاکٹر نے کب تک چھٹی دینے کا کہا ہے"

"تین دن تک اوبزرویشن میں رکھیں گے۔۔اس کے بعد کی ڈسائیڈ ہوگا"اسے بتاتی آفاق صاحب کے پیروں کے پاس سے اٹھ کھڑی ہوئی

"آپ باتیں کریں۔۔میں ذرا نرس کو دیکھ لوں بابا کے میل کا ٹائم ہورہا ہے۔۔"اسے بتاتی باہر نکل گئی حوریہ بھی سرہلا گئی تھی۔آج یہاں آنا اور ان لوگوں سے ملنا الگ ہی محسوسات سے دوچار کررہا تھا۔

"زمور نہیں آیا اب تک۔۔"بغور اسکا چہرہ دیکھا جو آج باقی دنوں سے مختلف لگ رہی تھی۔حوریہ نے چونک کر سر اٹھایا

"پتا نہیں میرا کانٹیکٹ نہیں ہوا اس سے"سرسری انداز میں بولتی۔ان کی فائل دیکھنے لگی۔۔

"کیوں گیا ہے وہ۔۔آج تک ایسے غائب نہیں ہوا۔۔"

"پتا۔۔پتا نہیں رات تک گھر پر ہی تھا۔۔آجائے گا آپ اسٹریس مت لیں۔۔"بظاہر مسکرا کر کہتی اٹھ کھڑی ہوئی انکی کھوجتی نگاہوں سے حوریہ کو الجھن ہونے لگی تھی۔۔نجانے کیوں یہاں ٹکنا اب مشکل لگ رہا تھا۔۔

"بیٹھ جاؤ بیٹا کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں تم سے۔۔ پھر موقعہ ملے نہ ملے۔۔" اسے اٹھنے کے لیے پر تولتے دیکھ روک گئے۔ ان کے لہجے میں کچھ بہت عجیب تھا۔ حوریہ عثمان کے بیگ اٹھاتے ہاتھ خودبخود رک گئے۔

"ایسے کیوں کہہ رہے ہیں میں روز ملنے آؤں گی آپ سے۔۔" واپس بیٹھتے مسکرا کر انہیں دیکھا وہ بھی دھیرے سے مسکرا دیے تھے۔۔

"تم جانتی ہو میں زمور کو کب سے جانتا ہوں؟" اسے دیکھتے دلچسپی سے سوال کیا مگر وہ لب بھینچتی نفی میں سر ہلا گئی۔ بھلا اسے کیا انٹرسٹ تھا ان کی اور زمور داؤد کی دوستی جاننے میں۔۔۔

"ہم برج پر ملے تھے۔۔ جانتی ہو کیوں آیا تھا وہ وہاں۔۔" اس بار بھی وہ بے تاثر چہرہ لیے سر نفی میں ہلا گئی۔

"وہ خودکشی کرنے آیا تھا۔۔۔" حوریہ نے سر اٹھا کر بے یقینی سے انہیں دیکھا

"ایک نوعمر اٹھارہ سالہ لڑکا باپ کی بدسلوکی کی وجہ سے خودکشی کرنے آیا تھا۔۔ میں نے پوچھا کہ آخر ایسا کیوں کر رہے ہو۔۔ تو جانتی ہو اس نے کیا کہا۔۔" بمشکل نیم دراز ہوتے اس سے پوچھا وہ دم بخود سی انہیں دیکھ رہی تھی

"کہنے لگا میں ایک پھول کو نوچ آیا ہوں جس کی سزا مجھے نہیں دی گئی۔۔۔ اسی لیے خود کو سزا دے رہا ہوں۔۔ پھر وہ آہستہ آہستہ مجھے اپنی کہانی سناتا گیا۔۔ میں حیران تھا ایک سولہ سالہ لڑکا اپنے برے دوستوں کی صحبت سے اتنی پستی میں چلا گیا۔۔ اس بچی کے ماں باپ پر کیا گزری ہوگی اس پھول پر کیا گزری ہوگی؟" کہتے کہتے کھانسنے کے لیے رکے تھے وہ ڈبڈبائی نظریں بیڈ کی سفید چادر پر ٹکا گئی۔۔

"وہ اپنے ایک گناہ کے بدلے میں ایک اور گناہ کرنے جارہا تھا اس لڑکے کی آنکھوں میں صدیوں کی سی تھکن اور اذیتیں تھیں میں اسے اسکے جرم کی سزا تو نہیں دلا سکتا تھا اور احساس کیا دلاتا وہ تو خود نادم تھا۔۔مگر اسے رب کے قریب تو کرسکتا تھا نا۔۔۔بس میں نے کہا رب سے قریب ہوجاؤ وہ تمہیں بہتر راہ دکھائے گا۔۔اسکے بعد وہ ہر روز مسجد آتا اور سجدے میں گر کر گھنٹوں روتا رہتا اپنے گناہ کی معافی مانگتا۔۔"ایک پل کے لیے رکے تھے۔وہ وقت انکی نگاہوں کے سامنے گھوم گیا تھا۔

"میں نے آج تک کسی مرد کو اس طرح روتے نہیں دیکھا۔۔مگر زمور داؤد رویا ہے حوریہ عثمان کے لیے۔۔۔"ان کے آخری جملے پر حوریہ نے آنسوؤں سے تر چہرہ لیے انہیں دیکھا۔یعنی وہ ہر بات سے آگاہ تھے۔۔

"مگ۔۔مگر میرا دل اسے کسی طور قبول نہیں کرسکتا۔۔"سر نفی میں ہلاتے بےبس لہجے میں بولی

"مت کرو معاف سزا دو۔۔وہ سزا بھگت لے تو بس ایک موقعہ دینے کی کوشش کرنا۔۔میں جانتا ہوں تمہارا غم بہت بڑا ہے بچپن سے آج تک تم اور تمہارے ماں باپ تڑپے ہو۔۔"تاسف سے اس معصوم سی گڑیا کو دیکھ رہے تھے جو بچپن سے ایک عذاب جیسی زندگی گزار رہی تھی۔۔

"وہ بہت پشیماں ہے حوریہ زندگی کے کسی بھی موڑ پر تمہیں وہ نادم لگے۔۔دل میں ذرہ برابر بھی اسکے لیے گنجائش نکلے تو اسے معاف کرنے کی کوشش کرنا ورنہ وہ شخص اس زندگی سے مایوس ہوجائے گا۔۔"اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے بہت محبت سے بولے تھے۔اس بار حوریہ اپنی سسکیاں نہیں روک پائی تھی۔۔اپنی آنکھیں رگڑتی یکدم اٹھتی دروازے کی جانب بڑھ گئی مگر ہینڈل پر ہاتھ رکھنے سے پہلے ایک نظر مڑ کر انہیں دیکھا تھا۔ایک عجیب سا احساس اسکے اندر سرایت کر گیا جیسے وہ پھر کبھی نہ دیکھ سکے گی انہیں۔۔۔واپس ان کے قریب آئی

"آپ ٹھیک ہوجائیں۔۔زوباریہ بہت پریشان ہے آپ کے لیے۔۔"نم آنکھوں سے مسکرا کر انہیں دیکھا وہ ہنس دیے تھے۔۔

"چلو۔۔تمہاری مان لیتے ہیں۔۔"فرمانبرداری سے سر ہلاتے واپس بیڈ پر دراز ہوگئے۔وہ بھی مسکراتی ہوئی باہر نکل گئی۔دل کی حالت کچھ اور سے کچھ ہوگئی تھی مگر فلحال اسے کوئی نام نہیں دے سکی تھی۔۔ایک عجیب سا خالی پن تھا جو وہ اپنے اندر اترتا محسوس کررہی تھی۔۔

*****

اثر اس کو ذرا نہیں ہوتا

رنج، راحت فزا نہیں ہوتا

تم ہمارے کسی طرح نہ ہوئے

ورنہ دنیا میں کیا نہیں ہوتا

امتحاں کیجیے مرا جب تک

شوق زور آزما نہیں ہوتا

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا

جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

حالِ دل یار کو لکھوں کیوں کر

ہاتھ دل سے جدا نہیں ہوتا

کیوں سنے عرضِ مضطر اے مومن

صنم آخر خدا نہیں ہوتا

یہ ہوٹل کی چوتھی منزل پر بنا عالیشان کمرا تھا جہاں وہ کل رات سے پوری دنیا کو بھلائے بیٹھا اس دشمنِ جاں کو بھولانے کی ناکام کوششوں میں تھا۔صوفے پر بیٹھا سگریٹ پر سگریٹ سلگا رہا تھا۔پورا کمرا سگریٹ کے دھویں کی لپیٹ میں تھا۔ٹیبل پر رکھی ایش ٹرے سگریٹوں کی راکھ سے بھر چکی تھی مگر وہ شخص نجانے دماغ میں کونسا ٹارگیٹ لیے بیٹھا تھا۔

"مجھے خود سے جدا کر کے اپنی صورت سے ترسا کر اچھا کھیل کھیلا ہے۔۔جانتی ہو میں ہار جاؤں گا جانم۔۔۔مگر تمہارا یہ ستم بھی مجھ کو گوارا ہے۔۔"ضبط سے سرخ پڑھتی آنکھیں بند کرتا صوفے کی بیک سے سر ٹکا گیا۔لبوں پر ایک پر اذیت مسکراہٹ تھی۔آنکھوں کے بند دریچوں پر بس وہ تھی اور اسکی یادیں۔۔۔اسکی تلخ باتیں۔۔زمور داؤد کو اسکی ہر بات گوارا تھی جو اسکے لیے حوریہ عثمان کے لبوں سے نکلی۔کیا تھا..!! اگر وہ اسے اپنے قریب۔۔اپنے اردگرد رہنے دیتی۔۔

رات جس وقت وہ گھر سے نکلا تھا ذہن بلکل خالی تھا بغیر کسی گارڈ یا ڈرائیور کو انفارم کیے اکیلا نکل پڑا تھا۔نجانے کتنی ہی دیر تک اس انجان شہر کی سڑکیں ناپتا رہا تھا مگر یہ تو طے تھا اب کوئی واپسی نہ تھی۔بس پھر کیا تھا جہاں اسکے قدم تھکے اپنا بکھرا وجود لیے چلا آیا تھا۔ایک سزا حوریہ عثمان نے اسکے لیے منتخب کی تھی اور ایک سزا وہ خود کو دے رہا تھا۔جس طرح اس نے زمور داؤد کو خود سے دور کیا تھا اسی طرح وہ بھی اب خود کو اس دنیا سے دور کر دینا چاہتا تھا۔

"وہ معاف کر دیتا ہے اس کے بندے نہیں چھوڑتے"ذہن کی سلیٹ پر اپنے چند ماہ پہلے کہے جملے گھوم گئے تھے۔یہ اسکی بےبسی و لاچاری کی انتہاء تھی کہ وہ پشیماں ہو کر بھی معافی کا حق نہیں رکھتا تھا۔شاید کچھ گناہ ایسے ہی ہوتے ہیں جو انسان کا قبر تک پیچھا نہیں چھوڑتے۔۔۔

"کاش میری موت کی خبر تم تک پہنچے اور اس پل تمہارے چہرے پر میرے لیے غم ہو۔۔میں سمجھوں گا میری تمام ریاضتوں کا صلہ مجھے مل گیا۔۔" تلخی سے سوچتا اٹھ کھڑا ہوا۔دروازہ اب بھی متواتر بج رہا تھا۔

"تم مجھے کہیں سکون سے نہ رہنے دینا۔۔"سامنے کھڑے شہریار اور اسٹیو کو دیکھ خشمگیں لہجے میں بولتا دروازہ کھلا چھوڑ کر واپس مڑ گیا

"آپ یہاں کیا کررہے ہیں۔۔کل رات سے غائب ہیں نہ فون اٹینڈ کررہے اور کیا کرتے ہم۔۔"اسکے سامنے صوفے پر بیٹھتا ناراضگی سے بولا زمور کے لبوں پر ایک پراذیت مسکراہٹ بکھر گئی۔۔

"مطلب یہاں آکر غلطی کی کیونکہ تم لوگوں نے ڈھونڈ لیا مجھے۔۔۔"اپنی دکھتی آنکھوں کو انگوٹھے اور انگلی کی مدد سے سہلا رہا تھا۔ٹیبل پر راکھ سے بھری ایش ٹرے اور کمرے میں موجود دھویں کو دیکھ شہریار ٹھٹھکا تھا۔وہ اتنے ماہ سے اسکے ساتھ تھا مگر زمور داؤد نے کبھی اتنی سگریٹ نوشی نہیں کی تھی۔۔

"سر کیا بات ہے۔۔؟"بغور اسے دیکھتے فکرمندی سے پوچھا۔آج یہ وہ زمور داؤد نہیں تھا جس سے روز وہ آفس میں ملتا تھا۔۔زمور نے آنکھیں کھول کر ایک نظر اسکے متفکر چہرے کو دیکھا پھر نفی میں سر ہلا گیا۔۔

"یہ بتاؤ کیا ڈیٹیلز ہیں آفس کی کوئی اسپیشل اپڈیٹ؟"خود کو سنبھالتے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔۔

"نتھنگ اسپیشل پولینڈ سے ڈیلیگیشن آئی تھی میکرون نے میٹنگ اٹینڈ کی تھی۔۔"اسکی تفصیل پر وہ سر اثبات میں ہلا گیا

"ماموں کل رات سے ہوسپٹل میں ہیں.."شہریار کی بات پر زمور نے چونک کر اسے دیکھا

"کیا مطلب۔۔کیا ہوا ہے انہیں۔۔۔"

"رات کو اٹیک آیا تھا زوباریہ نے کال کرکے مجھے بلایا میں وہیں سے آرہا ہوں۔سارا وقت آپ سے کانٹیکٹ کرنے کی کوشش کرتا رہا مگر فون اوف جارہا تھا۔۔"

"شٹ۔۔"ہتھیلی پر مکا مارتا اٹھ کھڑا ہوا۔اپنی لاعلمی پر اسے جی بھر کر تاؤ آیا تھا۔۔

"ہوسپٹل چلو۔۔"اپنا موبائل اور کیز اٹھاتا باہر کی جانب بڑھ گیا وہ لوگ بھی اسکے ساتھ ہی کمرے سے نکلے تھے۔۔

****

جس وقت وہ لوگ ہوسپٹل پہنچے رات کے آٹھ بج رہے تھے۔

"یار آپ حد کرتے ہیں اتنا کیئر لیس بھی کوئی ہوتا۔۔"خفگی سے کہتا ان کے قدموں میں آکر بیٹھ گیا۔وہ ابھی دوائی کھاکر فارغ ہوئے تھے۔

"ہاں تم بھی سناؤ مجھے ان سب کی طرح۔۔اور غائب کہاں سے صبح سے"ایک نظر زوباریہ اور شہریار کو دیکھ خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا

"اگر ایک دن غائب ہوجاؤں گا تو اپنا یہ حال کریں گے"اسکا غصہ کسی طور کم نہیں ہورہا تھا۔آفاق صاحب اپنے سینے میں اٹھتی درد کی لہر کو نظرانداز کرتے مسکرا دیے۔جانتے تھے وہ بہت چاہتا تھا انہیں۔۔

"اچھا چلو اس بار گھر گیا تو فل پرہیز کروں گا۔۔"اسے پچکارتے ہوئے بولے۔

"رپورٹس کہاں ہیں ڈاکٹر کو بلاؤ مجھے ملنا ہے۔۔"شہریار سے مخاطب ہوا تھا وہ سر ہلاتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔

"اور تم کیوں اتنی خاموش بیٹھی ہو کلاس نہیں لی ان کی۔۔"خاموشی سے کونے میں بیٹھی زوباریہ سے مخاطب ہوا جو باپ کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہی تھی۔۔

"ابھی۔۔ تھوڑی دیر پہلے ہی تو خاموش ہوئی ہے۔۔"کھانستے ہوئے بمشکل بولے۔

"یہ سنتے ہی نہیں ہیں میری۔۔"ناراضگی سے انہیں دیکھا

"بہت کمپلیننز جمع ہو رہی ہیں آپ کی۔۔"زمور نے بھی خفگی سے انہیں دیکھا جو بس مسکرا دیے تھے۔۔

"میں نرس کو بلاتی ہوں بابا کی ڈرپ کا ٹائم ہوگیا ہے۔۔"اپنی نم آنکھیں جھکا کر آہستہ سے کہتی باہر نکل گئی۔

"کہاں تھے سارا دن۔۔"اسکے چہرے کا جائزہ لے رہے تھے۔آنکھیں رت جگے اور سگریٹ نوشی کے سبب سرخ ہورہیں تھی۔

"گھر جانے کا ٹائم نہیں ملا اسی لیے ہوٹل میں تھا۔"کچھ سچ کچھ جھوٹ ملا کر بتایا

"حوریہ آئی تھی شام میں"انکی اطلاع پر زمور نے چونک کر سر اٹھایا پھر خاموشی سے واپس جھکا گیا

"کیا ہوا۔۔ہے تم دونوں کے بیچ۔۔"اپنے سینے کو دل کی جگہ سے دباتے بولے

"چھوڑیں یہ سب جب ٹھیک ہوجائیں گے تب فرصت سے بتاؤں گا"ان کا دوسرا ہاتھ تھامتے ٹالنا چاہا۔ابھی ان سب باتوں کا وقت نہ تھا۔

"ابھی بتادو بعد میں موقعہ ملے نہ ملے۔۔"پھیکی سی ہنسی ہنسے تھے زمور نے تڑپ کر انہیں دیکھا جو کافی زرد ہڑھ رہے تھے۔۔

"آپ ٹھیک ہیں ڈاکٹر کو بلواؤں"فکرمندی سے بولا مگر وہ نفی میں سر ہلا گئے۔۔

"حوریہ کو فیصلے کا حق دینا۔۔اس کے ہو کر رہنا انشاءاللہ ایک دن وہ موم کی طرح پگھل جائے گی۔۔"بہت پیار سے اسے سمجھارہے تھے۔۔وہ فرمانبرداری سے سر اثبات میں ہلاگیا۔۔یکدم ہی ان کی سانس اکھڑی تھی زمور نے بے ساختہ انہیں دیکھا

"انکل کیا ہوا ہے۔۔پلیز بات کریں۔۔"انکے نزدیک آکر چہرے پر سے پسینہ پونچھا

"شیری ڈاکٹر کو بلاؤ۔۔"آفاق صاحب کی حالت بگڑتے دیکھ پوری قوت سے چیخا تھا۔

"زمور۔۔میں۔۔میں نکاح چاہتا ہوں زوبی کا۔۔۔شیری سے پوچھ۔۔پوچھو تم۔۔"اپنا درد برداشت کرتے بمشکل بولے تھے۔ڈاکٹر کے ساتھ روم میں داخل ہوتے شہریار اور زوباریہ نے بھی بخوبی ان کی بات سن لی تھی۔۔زمور نے پلٹ کر انہیں دیکھا۔۔

"ڈاکٹر پلیز چیک کریں انہیں جلدی۔۔"ڈاکٹر سے مخاطب ہوتا ان دونوں کے ساکت وجود کے پاس آیا مگر زوباریہ تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔

"شہریار انکل تمہارا اور زوبی کا نکاح چاہتے ہیں ابھی۔۔اگر تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو تو"زمور نے بغور اسکے بھینچے ہوئے تاثرات دیکھے اسکی نظریں دروازے پر تھیں جہاں سے وہ ابھی گزری تھی۔

"یہ سوال آپ کو مجھ سے نہیں زوبی سے کرنا چاہیے۔۔شاید اسے اعتراض ہو۔۔۔"تلخی سے کہتا آفاق صاحب کو دیکھنے لگا جنہیں اب آکسیجن ماسک لگایا جارہا تھا۔

"انکل کے پاس رہنا۔۔۔"اسکا کندھا تھپکتا روم سے باہر نکل گیا۔وہ کونے میں لگی بینچ پر بیٹھی سسک رہی تھی۔زمور بہت دکھ سے اسے دیکھا تھا۔وہ تقریباً بارہ تیرہ سالہ بچی تھی تب سے اسے جانتا تھا اور آفاق صاحب کے لیے کتنی حساس تھی اس بات سے بھی آگاہ تھا۔کہنے کو تو زمور داؤد اسکی ہر

ضرورت پوری کر دیتا تھا مگر اب اسے ایک مضبوط سائباں کی ضرورت تھی اور آفاق صاحب نے بھی کچھ سوچ کر ہی یہ فیصلہ کیا تھا۔

"زوبی۔۔۔"اپنائیت سے کہتا وہیں بینچ پر بیٹھ گیا۔۔

"بابا کو کیا ہوا ہے۔۔۔"نم نگاہیں اٹھاکر اسے دیکھا۔

"وہ بہت اذیت میں ہیں اس وقت۔۔اور جو وہ چاہتے ہیں کیا تم کرو گی؟"اس نے بہت نرمی سے پوچھا تھا۔زوباریہ اس ستمگر کے سوال پر بے بسی سے اسے دیکھتی رہی۔۔

"بتاؤ زوبی وہ نکاح چاہتے ہیں تمہارا ابھی۔۔لیکن اگر تمہیں اعتراض ہو گا تو میں بات کرلوں گا۔۔"اسکی خاموشی پر زمور نے حوصلہ دیا۔کیا معلوم اسکے دل میں کوئی اور ہوتا۔۔زوباریہ کے دل میں ایک پن سی چبھی تھی۔

"لیکن وہ اتنی۔۔اتنی جلدی کیوں کررہے ہیں ایک بار گھر تو چلیں پھر میں ساری باتیں مانوں گی ان کی۔۔"نم آنکھیں لیے بے بسی سے بولی تھی۔زمور اسکی بے بسی پر لب بھینچ گیا۔۔

"اگر تم ابھی ان کی بات مان لوگی تو شاید ان کی بے چینی اور تکلیف کم ہوجائے۔۔"چند پل وہ یونہی آنسو بہاتی رہی جو وہم اسکے دل میں پیدا ہورہے تھے انہیں الفاظ کی شکل بھی دینا نہیں چاہتی تھی۔۔

"ان۔۔ان سے کہہ دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔"اپنی سسکیاں بمشکل روکیں تھیں۔۔زمور نے محبت سے اسکے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔

"شہریار ایک اچھا انسان ہے اور انشاءاللہ تمہارے لیے بہترین ثابت ہوگا۔۔"اسے دلاسہ دیتا اٹھ کر روم کی جانب بڑھ گیا اور وہ کتنی ہی دیر ہل نہ سکی تھی۔شاید زندگی میں پہلی بار اسکا لمس محسوس کیا تھا وہ بھی اس وقت جب اپنے دل سے اس دلربا شخص کو نکالنے کا وقت آن پہنچا تھا۔اب اسکے دل

اور اسکی ذات پر صرف شہریار رضا کی حکومت ہونی تھی۔اُسکے علاوہ کسی کو سوچنا بھی شہریار سے خیانت تھی۔۔۔

******

"تم نے کس کی اجازت سے عنایہ کا رشتہ طے کیا ہے ہاں۔۔۔"دھانی رنگ کی ہلکے کام والی فراک پہنے سجی سنوری عنایہ سیڑھیاں اتر رہی تھی۔جب فرقان صاحب کی غصیلی آواز اسکے کانوں میں ابھری۔آج شعیب کی فیملی باقاعدہ دن تاریخ طے کرنے آرہی تھی۔

"کیوں بدمزگی پھیلا رہے ہو شعیب اچھا لڑکا ہے اور یہ میری نہیں عنایہ کی بھی مرضی ہے۔۔"کبریٰ صاحب نے ناگواری سے انہیں دیکھا۔وہ لوگ کسی بھی وقت پہنچ سکتے تھے۔

"میرے پیٹھ پیچھے اسکا رشتہ طے کردیا اور اب کہہ رہی ہو میں بدمزگی پھیلا رہا ہوں.."وہ سیخ پا ہی ہوگئے

"آرام سے بیٹھ کر بات کرو مہمان کسی بھی وقت پہنچنے والے ہوں گے"کافی دیر سے خاموش بیٹھے مبین صاحب کبریٰ صاحبہ سے مخاطب ہوئے تھے جبکہ وہ زینے کے پاس زرد چہرہ لیے کھڑی تھی۔۔

"ہونہہ کیسے مہمان مہوش کے بھانجے کو میں نے عنایہ کے لیے پسند کیا ہوا ہے اور اسی سے عنایہ کی شادی ہوگی"

"تم نے شاید سنا نہیں عنایہ کی پسند سے ہورہی ہے یہ شادی.. "فرقان صاحب کے تیوروں پر انہیں بھی تپ چڑھنے لگی تھی۔

"کیسی پسند بچی ہے وہ ابھی۔۔تم اسے کسی بھی ایرے غیرے کے ساتھ باندھ دوگی۔۔"

"یہ میری پسند کی شادی ہے بابا۔۔"وہ مزید چپ نہ رہ سکی تھی۔۔اسکی آواز پر تینوں چونک کر پلٹے۔

"خاموش رہو تم بچی ہو ابھی۔۔میں نے ایک بہت اچھا اور سمجھدار لڑکا پسند کیا ہے تمہارے لیے۔۔"اسے سجا سنوار دیکھ ناگواری سے بولے۔اسکی آنکھوں میں موجود آنسو انہیں آج بھی نظر نہیں آئے تھے۔۔

"کیسا ہوگا وہ سمجھدار شخص بتائیں مجھے بابا۔۔؟کیا وہ آپ جیسا ہوگا جو مجھ سے شادی تو کرلے گا مگ۔۔مگر اپنی زندگی میں مگن رہے گا اور پھر ایک دن مجھے چھوڑ کر دوسری شادی کرلے گا میری اولاد کو چھوڑ کر اپنی دوسری بیوی کی اولادوں میں مگن رہے گا اسے۔۔"گلے میں ایک گولہ سا اٹک گیا تھا۔وہ دونوں یک ٹک اسے دیکھ رہے تھے۔۔

"اسے یہ خبر نہ ہوگی کہ اسکی بیٹی تنہائی اور اکیل پن سے مررہی ہے اسکے ماں باپ اس کے پاس نہیں وہ کیئر ٹیکرز کے رحم و کرم پر ہے۔۔اس نے زندگی میں کبھی ماں باپ کا پیار حاصل نہیں کیا۔۔تنہائی سے وہ اتنی نفسیاتی ہوگئی کہ بات ڈرگ ایڈکشن تک جا پہنچی ہے۔۔"اسکی غمگین آواز نے ان تینوں نفوس کو جھنجھوڑ کرر کھ دیا تھا مگر آخری جملہ فرقان صاحب اور کبریٰ صاحبہ کے پیروں تلے زمین نکال گیا تھا۔۔

"بتائیں بابا ایسا سمجھدار شخص ڈھونڈا ہے آپ نے جو مستقبل میں ایک اور عنایہ۔۔ایک۔۔ایک اور ڈرگ ایڈکٹ لڑکی کو اس دنیا میں لائے۔۔"وہ سسکتے ہوئے ان سے سوال کررہی تھی مگر ان کے لبوں پر آج قفل چڑھ چکے تھے۔۔

"آپ جانتے ہیں جس ایرے غیرے شخص کو میں نے اپنے لیے منتخب کیا ہے اسی نے میری یہ عادت چھڑوائی ہے۔۔اس نے اسکی فیملی نے مجھے بتایا کہ اپنوں کا پیار اور محبت کسے کہتے ہیں وہ آپ لوگوں

کی طرح خودغرض نہیں ہے۔۔نہیں ہے وہ آپ لوگوں جیسا" نفرت سے ان لوگوں کو دیکھا اور اپنے آنسو رگڑ ڈالے تھے۔۔

"آپ کو اعتراض ہے نا اس شادی سے تو ٹھیک ہے میں نہیں کرتی یہ شادی۔۔مگر سن لیں زندگی میں آپ بھی کبھی عنایہ کو نہیں دیکھ سکیں گے اور میں جانتی ہوں آپ لوگوں کو فرق بھی نہیں پڑے گا میری غیر موجودگی سے۔۔"انتہائی رنج سے کہتی سیڑھیاں چڑھ گئی۔اسکے جانے کے بعد کبریٰ صاحبہ اور فرقان صاحب کے وجود میں بھی حرکت ہوئی تھی۔

"اسے اتنے غم دینے کے بعد اگر ہم آج بھی خوشی نہ دے سکے فرقان تو تف ہے ہم پر۔۔"کبریٰ صاحبہ نم لہجے میں کہتیں تیزی سیڑھیوں کی جانب بڑھیں تھی۔فرقان صاحب بھی انہی کے پیچھے اوپر گئے تھے جبکہ مبین صاحب ایک دکھ بھری سانس بھر کر رہ گئے تھے۔آج دل میں عنایہ کے لیے محبت کچھ اور بڑھ گئی تھی۔

******

کمرے کا دروازہ لاک کرکے ایک ایک چیز اتار کر پھینک رہی تھی۔کتنی بدقسمت تھی اسکے ماں باپ کی نظر میں اسکی خوشیوں کی کوئی وقعت ہی نہ تھی۔زندگی میں کبھی اس کے بارے میں نہ سوچا تھا اور آج اس سے اسکی واحد خوشی بھی چھین لی تھی۔بیڈ پر گرتی سسک اٹھی تھی۔اسی پل کمرے کا دروازہ بجا تھا۔۔

"دروازہ کھولو عینی۔۔بیٹا پلیز۔۔دروازہ کھولو۔۔"کبریٰ صاحبہ کی فکرمند آواز پر اس نے ایک نفرت بھری نگاہ دروازے پر ڈالی اور سر تکتے میں دے دیا۔۔

"پلیز میری جان دروازہ کھولو۔۔"دروازے کے پار سے ان کی نم آواز مسلسل آرہی تھی۔۔اس نے بیڈ سائیڈ ٹیبل کی سب سے آخر ڈرار سے ڈرگز نکالی۔آج نجانے کتنے دن بعد پھر اسکی ضرورت محسوس ہوئی تھی۔۔

"آئی ایم سوری شعیب۔۔"انجیکشن بھرتے بہت کرب سے سوچا تھا۔۔خود میں انجیکٹ کرنے ہی والی تھی جب فرقان صاحب کی آواز کان میں گونجی۔۔

"بیٹا دروازہ کھولو۔۔میری جان۔۔"عنایہ نے بے یقینی سے دروازے کی جانب دیکھا۔فرقان صاحب نے شاید زندگی میں پہلی دفعہ اتنی محبت سے اسے پکارا تھا۔۔

"میرا بچہ ہمیں معاف کردو۔۔پلیز مگر خود کو نقصان مت پہنچانا۔۔"انکی آواز میں چھپا اسے کھو دینے کا خوف عنایہ کو سن کرگیا تھا۔وہ کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں دروازے کی سمت بڑھی تھی۔۔

"بابا۔۔۔"دروازہ کھول کر نم نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

"میری بچی۔۔"تڑپ کر اسے گلے لگایا تھا اور آج عنایہ کو لگا اسکے زخمی دل پر جیسے پھائے رکھ دیے گئے ہوں۔۔

"ہمیں معاف کردو عینی۔۔بس ایک موقعہ دے دو ہمیں غلطی سدھارنے کا۔۔"اسے اپنے سینے میں چھپائے التجاء کررہے تھے۔۔

"میں بہت اک۔۔اکیلی ہوں بابا۔۔بہت زیادہ"ان سے لگی سسک رہی تھی۔کبریٰ صاحبہ بھی نم آنکھیں لیے اسے دیکھ رہیں تھی۔۔

"میرا بچہ اب جیسا چاہے گا ویسا ہی ہوگا بس۔۔"اسکا ماتھا چوم کر محبت سے بولے وہ نم آنکھوں سے مسکرادی تھی۔۔

"بیگم صاحبہ نیچے مہمان آچکے ہیں۔۔"ملازمہ کی اطلاع پر تینوں ہی چونکے تھے۔۔

"اونو۔۔عینی بیٹا اپنا حشر بگاڑ چکی ہو تم جلدی سے ریڈی ہو ہم ریسیو کرلیں گے انہیں۔۔"کبریٰ صاحبہ نے پریشانی سے اسکا مٹامٹا میک اپ دیکھا۔۔

"ہاں آپ ریڈی ہوجاؤ شاباش۔۔۔"فرقان صاحب بھی اسکا گال تھپک کر بولے۔وہ بھی شرماتی ہوئی واپس کمرے میں بند ہوگئی۔دل میں یکدم ہی ڈھیروں اطمینان اتر گیا تھا۔اسکے رب نے آزمائش کے بعد خوشیوں کے در بھی وا کردیے تھے۔۔

*****

تمام گواہان کی موجودگی میں وہ زوباریہ آفاق سے زوباریہ شہریار بنادی گئی تھی۔زمور نے ہی نکاح کے تمام انتظام کیے تھے۔شہریار نے بغور اسے دیکھا جو خاموشی سے باپ کا ہاتھ تھامی بیٹھی تھی۔وہ جانتا تھا یہ نکاح صرف آفاق صاحب کی حالت کو مدِنظر رکھتے کیا ہے ورنہ اسکے دل کے بھید سے تو وہ اچھی طرح سے واقف تھا۔اپنے دل میں اٹھتے درد کو دباتا لب بھینچ گیا۔

"آفاق صاحب زوباریہ میری بیٹی ہے آپ اسکی فکر نہ کریں بس جلداز جلد صحتیاب ہوجائیں"داؤد صاحب نے زوباریہ کے سر پر ہاتھ رکھتے انہیں تسلی دی۔زمور اجلت میں صرف انہیں ہی خبر کرسکا تھا۔

"بہت۔۔شکریہ۔۔'شیری۔۔۔"انہیں مشکور نگاہوں سے دیکھتے شہریار کو پکارا تھا۔وہ قریب آتا محبت سے ان کا ہاتھ تھام گیا۔

"میری۔۔بچی۔۔تمہارے۔۔حوالے۔۔ہے"بہت وقعتوں سے بولے تھے۔ایک مسکراتی نگاہ زمور پر ڈالی تھی۔۔اور آخری بار رب سے اسکے لیے آسانیوں کی دعا کی تھی۔۔

"ماموں آپ ٹھیک ہوجائیں بس اور زوباریہ اب میری ذمہ داری ہے آپ اسکے لیے فکر مند نہ ہوں۔۔"ان کے ہاتھ تھامتا محبت سے بول رہا تھا۔زوباریہ نے پہلی بار اسے نظر اٹھا کر دیکھا تھا اور آج وہ شخص کچھ مختلف اور اپنا اپنا سا لگا۔اپنی نم آنکھیں دوبارہ جھکا گئی۔

"زوبی۔۔۔"ایک اذیت بھری سانس بھرتے اسے پکارا تھا۔وہ تڑپ کر ان کے قریب ہوئی۔۔

"بابا۔۔کیا ہوا۔۔آآپ ٹھیک ہیں۔۔۔"ان کے ہاتھ تھامتی سسک اٹھی انہوں نے ایک آخری مسکراتی نگاہ اس پر ڈالی اور لب بہت آہستہ سے کلمے کے لیے ہلے تھے۔زمور داؤد انکے قدموں میں بیٹھا تھا اور یہ منظر دیکھ اسے لگا کسی نے اسکی بھی سانس روک دی ہو۔۔

"ڈاکٹر۔۔کیا ہورہا ہے انہیں۔۔۔"اسکی سنسناتی آواز پر ڈاکٹر اور نرسس قریب آئے تھے شہریار سسکتی ہوئی زوباریہ کو بازو کے حلقے میں لے کر دور ہوگیا۔۔

"بابا۔۔۔"پورا کمرا اسکی سسکیوں سے گونج رہا تھا۔ڈاکٹرز ان کا سانس بحال کرنے کی کوشش کررہے تھے جو اب ممکن نہ تھا۔۔۔

"آئی ایم سوری سر ہی از نو مور۔۔"ڈاکٹر افسردگی سے زمور سے مخاطب ہوا تھا۔وہ کتنی ہی دیر تک بے یقینی سے ان کے مردہ وجود کو دیکھتا رہ گیا۔۔

"بابا۔۔۔"شہریار سے اپنا بازو چھڑاتی ان سے لپٹ گئی۔

"بابا۔۔اٹھیں نا۔۔بابا۔۔میں کیسے رہوں گی۔۔آپ کے بغیر۔۔پلیز اٹھیں۔۔"وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی انہیں جھنجھوڑ رہی تھی۔زمور اپنی سرخ آنکھیں لیے کمرے سے نکل گیا آج اسکے دوست اسکے ساتھی۔۔ایک اچھے استاد اسے چھوڑ گئے تھے۔وہ آج واقعی اکیلا رہ گیا تھا۔۔

*****

خون جما دینے والے یخ بستہ دنوں کے بعد بہار کا موسم شروع ہو چکا تھا۔"داؤد ولا"کا گارڈن عائلہ خاتون کے گارڈننگ کے شوق کے سبب ہرا بھرا اور آنکھوں کو خیرہ کرنے والا منظر پیش کررہا تھا۔سورج کی ٹھنڈی میٹھی کرنیں کھڑکی کے ذریعے اسکے کمرے میں داخل ہوتیں گہری نیند میں کسمسانے پر مجبور کرگئیں تھی۔بیزاری سے اپنی دکھتی آنکھیں نیم وا کرتے وقت دیکھا۔دوپہر کے بارہ بج رہے تھے۔کسلمندی سے اٹھتے نگاہ بےارادہ ہی سامنے رکھے صوفے کی جانب اٹھی تھی۔ذہن خودبخود اس کی جانب چلاگیا۔زمور داؤد کوگئے پانچ ماہ گزر چکے تھے۔یہ صوفہ پانچ ماہ سے اسکا منتظر تھا جہاں سے وہ بیٹھ کر حوریہ عثمان کا دیدار کرتا تھا اپنے بےچین دل کو قرار پہنچانے کی ناکام سی کوشش کرتا تھا مگر اب نجانے کیا کرتا ہوگا؟

آج سے پانچ ماہ پہلے جب داؤد صاحب نے آفاق صاحب کے انتقال کی خبر دی تھی۔وہ کتنی ہی دیر تک بےیقینی کی کیفیت میں رہ گئی تھی اور پہلی بار ایک انجان شخص کے لیے اسکی آنکھوں سے آنسو نکلے تھے اسے دل سے دکھ ہوا تھا۔وہ ابھی تو ملے تھے اس سے اور اتنی جلدی بچھڑ گئے۔۔مگر ان سے ہوئی آخری ملاقات وہ زندگی بھر نہیں بھول سکتی تھی۔۔

اور وہ ان کے انتقال کے بعد ایسا گیا تھا کہ پلٹ کر ماں باپ سے بھی ملنے نہیں آیا تھا۔نجانے کہاں تھا وہ۔۔پہلے تو آفاق صاحب سے ہی ملنے آجاتا تھا مگر اب تو وہ بھی نہ رہے تھے۔۔۔عائلہ خاتون نے دبے لفظوں میں اس سی پوچھنا بھی چاہا مگر وہ ہمیشہ کترا کر نکل جاتی۔کیا کہتی کہ وہ اسکی ہی دی ہوئی سزا کاٹ رہا ہے۔ہر روز کی طرح اپنی الجھنوں میں الجھی واشروم کی جانب بڑھ گئی۔اس پر بھی ایک بے نام سی اداسی چھاگئی تھی جس کی وجہ خود حوریہ عثمان کو بھی معلوم نہ تھی اور معلوم کرنے کی

اس میں ہمت بھی نہ تھی۔فریش ہو کر نیچے آئی تو داؤد صاحب اور عائلہ خاتون دونوں ہی ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے۔

"آؤ بیٹا۔۔لورا حور کے لیے سینڈوچ لاؤ۔۔"لورا سے مخاطب ہوئیں۔وہ خاموشی سے بیٹھ کر جوس نکالنے لگی۔۔

"کیا بات ہے میری بیٹی کچھ چپ چپ لگ رہی ہے۔۔"داؤد صاحب نے بغور اسے دیکھا۔۔

"نہیں انکل آئی ایم فائن۔۔"ہلکا سا مسکراتی جوس پینے لگی

"زوباریہ کی طرف جاؤ گی آج۔۔"عائلہ خاتون نے اس سے پوچھا

"جی میں نے کہا تھا شاپنگ پر چلیں گے تاکہ اس کا ماحول بھی کچھ بدلے۔۔اتنے مہینے سے گھر میں بند ہے"آہستہ سے جواب دیتی لورا سے سینڈوچ لینے لگی۔ان پانچ ماہ میں ایک بہت بڑی تبدیلی آئی تھی اور وہ حوریہ اور زوباریہ کی دوستی تھی۔شہریار سے نکاح کی خبر کے بعد نجانے وہ کیوں پرسکون ہوئی تھی جیسے اسکے اندر چبھتا پن نکل گیا تھا۔اور کچھ زوباریہ کا غم بھی تھا کہ حوریہ اس سے مزید لاتعلقی نہ رکھ سکی تھی۔

"تمہارا بیٹا آخر چاہ کیا رہا ہے پانچ مہینے سے شکل نہیں دکھائی۔۔"داؤد صاحب کا پارہ آج پھر چڑھا تھا

"مجھ سے بات ہوئی تھی کہہ رہا ہے کچھ مصروفیات ہیں"عائلہ خاتون نے نظریں چراتے کچھ افسردگی سے کہا۔وہ ہمیشہ فون پر ایسے ہی بہانے کر کے تو ٹال دیتا تھا۔

"ایسی بھی کیا مصروفیات کہ بیوی کو بھی بھول جائے اس کا بھی کوئی خیال نہ ہو۔۔"ان کی بات پر حوریہ کا سر مزید جھک گیا تھا۔

"نہ گھر کا پتہ نا بیوی کا کچھ خیال۔۔حد ہے بھئی۔۔"کرسی کھسکا کر بڑبڑاتے اٹھ گئے تھے۔۔

"بیٹا تمہاری بات ہوتی ہے زمور سے۔۔"ان کے جانے کے بعد عائلہ خاتون نے اس سے پوچھا مگر وہ لب کاٹتی نفی میں سرہلاگئی۔وہ بس افسردگی سے سانس بھر کر رہ گئیں تھی۔نجانے اس اونٹ کو بھی کس کروٹ بیٹھنا تھا۔

"اور بریرہ کی طبیعت کیسی ہے ڈلیوری کی ڈیٹ کیا بتائی ہے۔۔۔بات ہوئی تمہاری؟"انہوں نے خود ہی بات بدل دی

"ٹھیک ہے کہہ رہی تھی نیکسٹ منتھ کی ڈیٹ ہے۔۔"

"ہمم۔۔۔شادی کی شاپنگ یہیں سے کروگی یا پاکستان سے؟"

"وہیں سے ہی کروں گی بری کہہ رہی تھی ساتھ کرنا"لٹیں کان کے پیچھے اڑستے انہیں بتایا۔پاکستان میں عنایہ کی شادی کی تیاریاں زوروشور سے جاری تھیں۔بریرہ کی ڈلیوری کے بعد شادی ہونی طے پائی تھی۔

"میں چاہتی ہوں بریرہ کی ڈلیوری سے چند دن پہلے ہی پاکستان چلی جاؤ تم تاکہ کچھ بوریت تو ختم ہو تمہاری بھی۔۔"محبت سے اسکا اداس چہرہ دیکھا وہ بھی ہلکے سے مسکرادی تھی۔۔

*****

"کھانا نہیں کھارہے۔۔"اسے کوٹ پہنتا دیکھ اجلت میں کچن سے باہر آئی۔

"نہیں مجھے کام سے جانا ہے تم کھالینا۔۔"ایک نظر اسے دیکھتے دروازے کی جانب بڑھ گیا۔وہ لب کاٹتی خاموشی سے اسکی پشت دیکھتی واپس کچن کی جانب مڑنے لگی

"زوبی۔۔"

"جی۔۔"رک کر اسے دیکھا

"ٹیبل پر کریڈٹ کارڈ رکھا ہے حور کے ساتھ چلی جانا میں پک کرنے آجاؤں گا تم لوگوں کو" اسے تاکید کرتا باہر نکل گیا۔زوباریہ کتنی ہی دیر تک دروازے کو گھورتی رہ گئی تھی۔ان پانچ ماہ میں بس یہ عام سی باتیں ہی تو ہوئیں تھی ان کے درمیاں۔دیکھا جاتا تو وہ ایک بہت اچھا شوہر ثابت ہوا تھا اسکی ہر مادی ضرورت کا خیال رکھتا۔اسکے اکیل پن کی وجہ سے رات کو جلدی بھی گھر آجاتا مگر اپنے کمرے میں آکر بند ہو جاتا۔آفاق صاحب کے انتقال کے ایک ہفتے بعد ہی شہریار اسے کمپنی کی جانب سے دیے گئے فلیٹ میں لے آیا تھا۔یہ تین کمروں اور ایک لاؤنج پر مشتمل خوبصورت رینوئیٹڈ فلیٹ تھا۔وہ بیزاری سے اپیرن کاؤنٹر پر ڈالتی لاؤنج میں آگئی۔بھوک تو پہلے بھی کچھ خاص نہیں لگ رہی تھی مگر اسکے رویے نے بلکل ہی اڑا دی تھی۔اچھی طرح جانتی تھی کہ اسکا رویہ کیوں اتنا بدلا بدلا اور لیا دیا تھا۔قصوروار بھی وہ ہی تھی مگر اپنے اندر اتنی ہمت مجتمع نہیں کرپارہی تھی کہ اسکی غلط فہمی دور کرتی۔نجانے نکاح کے تین بول میں ایسی کیا طاقت تھی کہ اب اسکی سوچیں شہریار رضا کے گرد ہی گھومتی رہتی تھیں۔شروع کے دو ماہ تو وہ باپ کے غم میں ہی رہی جب حوریہ اور شہریار نے ہی اسے سنبھالا تھا۔پھر دن گزرتے گئے اور وہ باپ کی موت کے غم سے باہر نکلنے لگی۔اب اسے شہریار رضا کا یہ انداز سخت زہر لگنے لگا تھا۔انہی سوچوں میں الجھی تھی کہ ڈور بیل بج اٹھی۔سر جھٹکتی دروازے کی جانب بڑھ گئی۔۔

"اسلام وعلیکم۔۔"حوریہ کو دروازے پر کھڑا دیکھ وہ کھل اٹھی تھی۔

"کیسی ہو۔۔ریڈی نہیں ہوئیں اب تک۔۔"یلو ٹاپ اور وائٹ جینز پر سیاہ کوٹ پہنے اندر داخل ہوئی تھی۔

"کہاں۔۔کھانا بنا رہی تھی مگر وہ بغیر کھائے ہی چلے گئے۔۔"اداسی سے کہتی صوفے پر اسی کے ساتھ بیٹھ گئی

"کیا!!تم نے روکا نہیں ہم اسی کے ساتھ چلے جاتے۔۔"حوریہ نے غصے سے اسے دیکھا

"اتنے اچھے نہیں ہیں وہ۔۔کہہ رہے تھے پک کرنے آجائیں گے"برا سا منہ بنا کر بولی۔نجانے کیوں اسے اس پر بہت غصہ آرہا تھا.اسکے منہ بنانے پر حوریہ مسکرا دی۔

"اچھا ریڈی ہو اب کچھ گھوم پھر لیں گے۔۔اتنا ٹائم ہوگیا یہاں آئے اور یہ شہر بھی پورا نہیں گھومی میں۔۔"نروٹھے انداز میں کہتے اسے کھڑا کیا

"پھر تو یہ شکوہ تمہیں زمور بھائی سے کرنا چاہیے۔۔ناانصافی کی ہے تمہارے ساتھ انہوں نے"مسکراتے ہوئے اٹھ گئی جبکہ وہ کچھ بول نہ سکی تھی۔اگر وہ کہتا بھی تو وہ کونسا اسکی آفر قبول کرلیتی۔۔

"نہیں اسکے پاس ٹائم نہیں ان کاموں کے لیے۔۔"آہستہ سے کہتے بات ٹالنی چاہی۔زوباریہ نے تعجب سے اسے دیکھا

"خیر یہ تو ناممکن ہے ان کے پاس تمہارے لیے وقت نہیں۔۔۔وہ تو صرف تمہاری باتیں کرنے بابا کے پاس آتے تھے۔۔"ہنستے ہوئے اسکی معلومات میں اضافہ کیا۔زوباریہ آفاق کے لیے زمور داؤد ایک خوبصورت خواب سے زیادہ کچھ نہیں تھا جو اب ماضی ہوچکا تھا۔اس نے حقیقت تسلیم کرلی تھی اپنے نصیب پر شاکر ہوگئی تھی اللہ نے اسکے لیے شہریار رضا کو منتخب کیا تھا اور وہ دل سے اس شخص کے ساتھ مخلص ہونا چاہتی تھی۔حوریہ کے لبوں پر ایک دکھی مسکراہٹ بکھر گئی۔یہ بات تو خود آفاق صاحب نے اپنے انتقال سے پہلے بتائی تھی۔۔

"چھوڑو یہ باتیں تم ریڈی ہو کر آؤ۔۔"سر جھٹکتے بات ہی ختم کر دی تھی۔وہ بھی سر اثبات میں ہلاتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

*****

"زوبی۔۔"وہ دونوں مال سے شاپنگ کر کے اب باہر کی جانب بڑھ رہیں تھیں جب اسکے نام کی پکار پر پلٹیں۔سامنے وائٹ شرٹ گرے جینز پر براؤن جیکٹ پہنے ڈینور کھڑا تھا۔زوباریہ کے چہرے کے زاویے پل میں بگڑے تھے جبکہ حوریہ نے قدرے حیرانی سے اس انگریز کو دیکھا جس نے اتنی بے تکلفی سے اسے پکارا تھا۔

"بولو۔۔"وہ بھی آج جیسے یہ قصہ ہی ختم کر دینا چاہتی تھی۔۔

"کہاں ہو تم زوبی۔۔پانچ مہینے سے غائب ہو۔۔تمہارا موبائل بھی بند ہے کیوں کر رہی ہو ایسے۔۔"قدرے غصے سے بولا

"زوبی تم بات کرو میں ذرا اس شاپ میں چیزیں دیکھ لوں۔۔"حوریہ نے ان کا پرسنل معاملہ سمجھ کر ہٹنا چاہا

"نہیں تم کیوں جاؤ گی۔۔اور تم آخر چاہتے کیا ہو۔۔"حوریہ کو روکتے ناگواری سے اس سے مخاطب ہوئی

"کیا جانتی نہیں ہو تمہیں چاہتا ہوں یار۔۔اور تمہارے بابا کا سنا بہت دکھ ہوا مجھے۔۔"

"بہت شکریہ اور شاید میں تمہیں بتانا بھول گئی ہوں میری شادی ہو چکی ہے میرے کزن سے جو میرے بابا نے ہی کروائی تھی آج سے پانچ ماہ پہلے۔۔"جیسے جیسے وہ حقیقت اسکے سامنے کھول رہی تھی ڈینور کی رنگ زرد پڑھتی جا رہی تھی۔۔

"تم۔۔۔تم جھوٹ کہہ رہی ہو نا۔۔" اسکے لبوں سے بس اتنا ہی نکلا تھا۔آنکھوں میں بے یقینی سی بے یقینی تھی۔۔

"نہیں ڈینور میں جھوٹ نہیں کہہ رہی تم تو جانتے ہی ہوگے میرے کزن شہریار کو انہی سے ہوئی ہے۔۔" اس کا لہجہ سپاٹ تھا۔حوریہ خاموشی سے ڈینور کی بدلتی رنگت دیکھ رہی تھی۔۔

"کیوں کیا زوبی تم نے میرے ساتھ ایسا۔۔تم جانتی تھیں میں محبت کرتا ہوں۔۔

"پلیز ڈینور میں تمہارے جذبات کی قدر کرتی ہوں مگر یہ کسی طور بھی ممکن نہ تھا اور اب تو ویسے بھی میری شادی ہوگئی۔۔پلیز مجھے اب تنگ مت کرنا۔۔" اس نے بھی بےبسی سے اس سے منت کی تھی

"تم ایک بار تو میرے بارے میں سوچتیں زوباریہ۔۔" شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھا مگر وہ نظریں پھیر گئی۔

"تم خوش ہو اس شادی سے۔۔؟" دل میں جیسے اب بھی کوئی امید باقی تھی۔۔

"ہاں میں بہت خوش ہوں اور میری دعا ہے تم بھی خوش رہو مگر پلیز اب میرے راستے میں مت آنا دوبارہ۔۔" اس کی افسردہ نگاہوں میں بس ایک پل کے لیے دیکھا تھا پھر نظریں جھکا گئی۔۔

"اوکے۔۔میری ذات آج کے بعد تمہارے لیے مسئلہ نہیں بنے گی۔۔" اسے دیکھتا قدم قدم پیچھے ہٹ رہا تھا اس پل نجانے کیوں زوباریہ کو اسکے لیے دکھ ہوا تھا۔۔

"آئی۔۔ایم سوری۔۔" لب کاٹتے بہت آہستہ سے بولی تھی۔وہ لبوں پر تلخ مسکراہٹ لیے مڑ گیا تھا۔

"تم ٹھیک ہو۔۔" حوریہ نے پیار سے اسکا ہاتھ تھاما۔

"حور میں نے صحیح کیا نا۔۔" نم آنکھیں لیے اسکی آنکھوں میں دیکھا

"ہاں بلکل صحیح کیا شیری تم سے بہت محبت کرتا ہے اور تم دونوں ایک دوسرے کے لیے ہی بنے ہو۔۔"حوصلہ دیتے اسکا گال تھپکا۔زوباریہ کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی تھی

"اچھا چلو اب شیری پارکنگ میں ویٹ کررہا ہے،میسج آیا ہے اسکا"اسے لے کر پارکنگ کی جانب بڑھ گئی۔وہ کار سے ٹیک لگائے سپاٹ چہرہ لیے کھڑا تھا۔

"وہاں نہیں آسکتے تھے یہ بیگز ہی اٹھا لیتے۔۔"حوریہ نے گھورا اور بیگز اسکے حوالے کردیے۔زوباریہ نے بغور اسے دیکھا جو کچھ خاموش لگ رہا تھا۔اپنے بیگ بھی اسے دے دیے۔وہ خاموشی سے بیگز ڈگی میں ڈالتا ڈرائیونگ سیٹ پر آبیٹھا۔اتنے میں وہ دونوں بھی بیٹھ چکیں تھیں۔

"حور کچھ کھایا تم لوگوں نے۔۔"برابر میں بیٹھی زوباریہ سے پوچھنے کے بجائے بیک ویو مرر میں اسے دیکھا۔

"ہاں کھالیا تھا اب سیدھا گھر جانا ہے۔۔"ایک نظر آگے بیٹھی زوباریہ کو دیکھتے اسے بتایا وہ بھی سرہلا گیا۔

"آنٹی بتارہیں تھیں تم نیکسٹ منتھ پاکستان جارہی ہو۔۔"

"ہاں جانا تو ہے۔۔"کھڑکی سے باہر کے منظر دیکھتے کھوئے کھوئے لہجے میں جواب دیا۔اسی پل شہریار کا موبائل بج اٹھا تھا۔

"یس سر۔۔"وہ بس اتنا بولا تھا اور حوریہ عثمان کا پورا وجود کان بن گیا۔

"جی وہ پروجیکٹ تو کمپلیٹ ہی سمجھیں۔۔نہیں ابھی تو آپ کی اور اپنی وائف کو گھر لے کر جارہا ہوں"ہلکے پھلکے انداز میں اسے بتایا۔حوریہ کو اپنے اندر عجیب سی بے چینی ہوتی محسوس ہوئی۔دوسری جانب سے نجانے کیا کہا گیا تھا شہریار قہقہہ لگا گیا

"یہ تو آپ اپنی بیوی سے ہی پوچھیے گا ویسے مجھے تو کافی اداس اداس لگ رہی ہے۔۔"شہریار نے شرارتی نظروں سے اسے دیکھا اور فون اسپیکر پر کر گیا۔وہ اسے ایک گھوری سے نوازتی پہلو بدل گئی مگر نجانے کیوں وہاں سے آنے والے جواب کی شدت سے منتظر تھی۔

"اس کا مطلب تم چہرہ پڑھنے کا فن بلکل نہیں جانتے وہ اب بہت پرسکون اور خوش ہے یہ میں جانتا ہوں"اسپیکر میں اسکی گھمبیر آواز گونجی تھی۔اُسکے لہجے کی چبھن حوریہ عثمان کے علاوہ کوئی نہ سمجھ سکا تھا۔نجانے کیوں اسکی آنکھوں کی زمین نم ہونے لگی۔۔

"چلو میں پھر کال کروں گا ابھی کام ہے کچھ۔۔"اتنا کہتا رابطہ منقطع کر گیا۔وہ بھی لب بھینچتی رخ دوبارہ ونڈو کی جانب کر گئی۔وہ خود انجان تھی اپنی اندرونی حالت سے۔۔اسے تو اسکی آواز سے بھی نفرت تھی پھر اب کیوں بدل رہا تھا سب کچھ؟؟

******

"چائے پیئں گے؟"اسے مسلسل دو تین گھنٹے سے فائلز میں الجھا دیکھ ناک کر کے اسٹڈی میں داخل ہوئی تھی۔شہریار نے فوراً سگریٹ لبوں سے نکال کر ایش ٹرے میں مسل دی۔

"نہیں اکیلا چھوڑ دو مجھے۔۔"ایک نظر اسکے حیران چہرے پر ڈالتا سپاٹ لہجے میں بولا۔

"میں نے آپ کے لیے بھی بنائی تھی۔۔"

"پھینک دو۔۔"دوبارہ فائل کی جانب متوجہ ہو گیا۔وہ لب کاٹتی واپس پلٹ گئی۔اس کا اس قدر اجنبی انداز زوباریہ آفاق کو اندر ہی اندر توڑنے لگا تھا۔زوباریہ کے جانے کے بعد غصے سے فائل ٹیبل پر پھینکتا صوفے کی پشت سے سر ٹکا گیا۔آنکھوں کے سامنے شام والا منظر ایک بار پھر گھوم گیا۔

"کیا سچ میں اسکے دل میں ڈینور تھا؟ جسے حاصل نہ کرنے کا دکھ تھا اسے؟ کیا اس کے چہرے پر اداسی کا ایک سبب یہ بھی تھا؟" دل میں اٹھتے سوال ہلچل مچا رہے تھے۔

"ہاں ہو سکتا ہے کیونکہ یہ نکاح تو ماموں کی وجہ سے کیا تھا اس نے" تلخی سے سوچتا اٹھ کھڑا ہوا۔لاؤنج میں آیا جو خالی تھا پھر کچھ سوچتا روم کی جانب بڑھ گیا۔وہ وہاں بھی نہ تھی مگر بالکنی کا دروازہ کھلا تھا۔حیرت ذدہ سا خود بھی وہیں چلا آیا۔اتنی یخ بستہ رات میں محض ایک شال اوڑھے گریل سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔

"اتنی ٹھنڈ میں یہاں کیا کر رہی ہو۔۔" اسکی گھمبیر آواز پر اس نے جھٹ اپنے آنسو پونچھے تھے۔۔

"کچھ نہیں بس نیند نہیں آرہی تھی۔۔" آہستہ سے کہتی اسکے قریب سے گزرنے لگی۔شہریار اسکے آنسو دیکھ چکا تھا

"کیوں رو رہی ہو۔۔" اسکی کلائی آہستہ سے اپنی گرفت میں لے گیا۔زوباریہ نے چونک کر اسے دیکھا۔پھر نجانے کیوں غصہ سا آنے لگا

"آپ کو بتانے کا فائدہ نہیں۔۔" ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی تھی مگر وہ آہستہ سے اسے اپنے حصار میں لے گیا۔۔

"نہیں زوبی ماموں نے تمہاری ذمہ داری مجھے سونپی تھی میں نہیں حل کروں گا تمہارے مسئلے تو کون کرے گا" لہجہ بظاہر نرم تھا مگر زوباریہ کو اپنا دل کرچی کرچی ہوتا محسوس ہوا۔۔

"میں آپ کے لیے ایک ذمہ داری ہوں بس۔۔۔" بے یقینی سے اسے دیکھا۔کہاں گئی تھی وہ محبت جو شادی سے پہلے اسکی آنکھوں میں نظر آتی تھی۔۔۔شہریار کے لبوں پر ایک تلخ مسکراہٹ بکھر گئی۔

"میرے خیال میں تمہاری نظر میں بھی اس رشتے کی یہ ہی وقعت ہے۔۔"اسکے طنز پر زوباریہ نے ایک جھٹکے سے اسکا حصار توڑا تھا۔۔

"بہت شکریہ آپ کو میری ذمہ داری اٹھانے کی کوئی ضرورت نہیں اللہ۔۔اللہ کا شکر ہے بابا میرے لیے اتنا چھوڑ کر مرے ہیں کہ میرا گزارا ہو جائے آپ کو زبردستی اس رشتے کو گھسیٹنے کی ضرورت نہیں۔۔"چیختے ہوئے یکدم آواز رندھ سی گئی تھی۔۔

"میں ؟میں گھسیٹ رہا ہوں اس رشتے کو زبردستی۔۔"اس کا بازو اپنے شکنجے میں لیتے خود سے قریب کیا

"ہاں۔۔کیونکہ آپ خوش نہیں ہیں اس رشتے سے۔۔آآپ ایک دن بھی پرسکون دکھائی نہیں دیے۔۔آپ کے لیے بوجھ ہوں میں بس"آنسو ٹوٹ کر اسکے گالوں پر گرے تھے۔۔شہریار حیرت و استعجاب میں کھڑا اسے دیکھتا رہ گیا۔۔

"اچھا اور اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔۔تمہیں تو پورا کا پورا شہریار رضا ہی پسند نہیں تمہارے دل میں تو کوئی اور ہے۔۔"اسے بھی اب طیش آنے لگا مطلب سارا الزام اس پر ڈال رہی تھی وہ۔۔

"اچھا ذرا بتائیے گا کون ہے میرے دل میں۔۔"اپنی بھیگی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔شہریار سختی سے اپنے لب بھینچ گیا۔۔

"کیا میں جانتا نہیں۔۔بلکہ تم نے ہی بتایا تھا۔۔"ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا۔

"تو سن لیں آج پھر۔۔صرف آپ کو غصہ دلانے کے لیے ڈینور کا نام لیا تھا ورنہ میرا کوئی تعلق نہیں اس سے۔۔اگ۔۔اگر یقین نہ آئے تو حوریہ سے پوچھ لیجئے گا آج مال میں اسکے سامنے ہی سب کلیر کر دیا تھا۔۔"اسے زور سے دھکا دیتی دور ہوئی۔آنسو زاروقطار آنکھوں سے گر رہے تھے۔اس شخص کی

بے رخی نے زوباریہ آفاق کے دل پر خنجر چلادیے تھے۔شہریار کو اب بھی ساکت کھڑا دیکھ تیزی سے وہاں سے نکل گئی۔

"صرف غصہ دلانے کے لیے ڈینور کا نام لیا تھا۔۔"شہریار کے دماغ میں بس یہ خوبصورت جملہ گونج رہا تھا جو اسکی روح کو شاد کرگیا۔اسکے زخم زخم دل پر مرحم رکھ گیا تھا۔۔

"افف زوبی۔۔"بالوں میں ہاتھ پھیرتے دلکشی سے مسکرایا تھا۔وہ دشمنِ جاں اسکی بے رخی نہ برداشت کرسکی تھی یعنی اسکے دل میں بھی شہریار رضا بس چکا تھا۔۔

****

"کہاں رہ گیا یہ ڈرائیور۔۔"موبائل کان سے لگائے اسے کال کررہی تھی۔وہ بریرہ اور اسکے بے بی کی شاپنگ کرنے آج اکیلی ہی چلی آئی تھی کیونکہ زوباریہ کو دو دن سے بخار چڑھا تھا۔اس وقت اکیلی مال کی پارکنگ میں کھڑی تھی۔جب دس منٹ مزید انتظار کے بعد بھی وہ نہ آیا تو اس نے خود ہی جانے کا فیصلہ کیا تھا۔اب اسے اس شہر کے راستے یاد ہوگئے تھے آخر دس ماہ میں اتنا تو ہونا ہی تھا۔شام کے ساتھ بج رہے تھے مگر اس اسٹریٹ پر اتنا رش نہ تھا۔بلیک شرٹ اور جینز پر ریڈ کوٹ پہنے ایک ہاتھ میں بیگ اور دوسرے ہاتھ میں شاپنگ بیگز لیے تیزی سے مین روڈ کی جانب بڑھ رہی تھی۔جب ہی اسے کوئی اپنے پیچھے آتا محسوس ہوا۔اس نے ایک نظر مڑ کر دیکھا۔دو لمبے لمبے قد کے آدمی بڑھی ہوئی شیو اور میلے حلیے میں اسکے پیچھے آرہے تھے اور ان کی چال نشے میں ہونے کی گواہ تھی۔حوریہ کا دل بہت شدت سے دھڑکہ تھا۔سامنے نظر کرتی تیز تیز قدم اٹھا کر مین روڈ کی طرف بڑھنے لگی اسکے قدم تیز ہوتے دیکھ ان کے قدم بھی تیز ہوگئے تھے۔

"یااللہ مدد۔۔"زرد پڑھتے اللہ سے شدت سے دعا مانگی تھی اور پوری قوت کے ساتھ بھاگنے لگی مگر چند ہی قدموں میں انہوں نے چٹیا سے اسے پکڑ لیا تھا۔

"اہ۔۔"سامان ہاتھ سے چھوٹتے ایک دلخراش چیخ اسکے لبوں سے نکلی تھی۔۔

"بچ۔۔"اسے کمر کے بل سڑک پر پھینکتے ان میں سے ایک نے قہقہ لگایا تھا۔کہنیوں میں ہوتی تکلیف کو نظرانداز کرتے ایک جھٹکے سے پلٹی۔۔

"پلیز لیٹ می گو۔۔"ہتھیلیوں کے بل پیچھے ہوتی سسکی تھی۔

"بے بی یو آر سے بیوٹی فل۔۔"اسکا چہرہ اپنے ہاتھ میں جکڑتے جھکنا چاہا دوسرا اسکی ٹانگیں پکڑا ہوا تھا۔اس نے پوری قوت سے اپنا بیگ اسکی ناک پر مارا تھا۔وہ یکدم تڑپ کر پیچھے ہوا۔

"یو ہور۔۔"اپنی ناک پکڑتا چیخا اور الٹے ہاتھ کا تھپڑ اسکے منہ پر مارا تھا

"زمور۔۔"درد سے کراہتے لبوں سے بس اتنا ہی نکلا تھا۔لبوں سے خون رسنے لگا تھا۔آنکھوں سے زاروقطار آنسو گررہے تھے۔آج درد میں وہ دشمنِ جاں یاد آیا تھا جو اسکا محافظ تھا۔۔اسکی آنکھوں کے سامنے اندھیرہ سا چھانے لگا۔وہ دونوں آدمی اس پر جھک رہے تھے۔

"ہے گائز ہیلپ ہر۔۔"ایک لڑکی دو تین لڑکوں کے ساتھ بھاگتی ہوئی اس جانب آئی تھی۔وہ دونوں آدمی لڑکوں کو اپنی جانب آتا دیکھ ایک تھپڑ اسکے منہ پر جڑتے پرس لے کر بھاگ نکلے تھے۔۔

"ہے۔۔گرل۔۔"

"اہ۔۔"

"ویک اپ اٹھو تم سیف ہو۔۔"لڑکی نے اس کے قریب بیٹھتے گال تھپک کر اٹھانا چاہا۔وہ دھندلائی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔دو لڑکے ان آدمیوں کے پیچھے بھاگے تھے۔۔

"زمور۔۔"ایک سسکی سی لبوں سے بر آمد ہوئی تھی۔لڑکی نے اندھیرے میں حیرت سے اسے دیکھا

"آؤ چلو میرے ساتھ۔۔"اسے سہارا دیتے اٹھایا۔

"یار بھاگ گئے وہ۔۔"وہ دونوں لڑکے ہانپتے ہوئے واپس آ گئے تھے۔

"اچھا یہ بیگز میری گاڑی میں رکھ دو۔۔"لڑکی ان سے مخاطب ہوتی اسے لے کر کار کی جانب بڑھ گئی۔۔

"تم حوریہ ہو نا زمور داؤد کی وائف۔۔"اسے کار میں بیٹھا کر لڑکی پرجوش انداز میں بولی تھی۔حوریہ نے اپنے سوجتے ہونٹ پر ہاتھ رکھتے حیرت سے اسے دیکھا

"تم۔۔تم کون۔۔۔"بس اتنا ہی کہہ سکی

"میں مشال ہوں تم مجھے نہیں جانتیں مگر یہاں کے بہت سے لوگ تمہیں جانتے ہیں۔۔۔"

"مگ۔۔مگر تم نے کیسے۔۔"اسے اب بھی سمجھ نہیں آیا تھا سر بری طرح چکرا رہا تھا۔

"پتہ نہیں مجھے کہ میں یہاں کیسے آئی بس زمور داؤد نے ایک بار میری عزت بچائی تھی اور دیکھو اللہ نے آج اسکی عزت کی بھی حفاظت کروانی تھی بس ذریعہ مجھے بنادیا۔۔"اس شخص کے لیے آنکھوں میں احترام لیے اسے بتا رہی تھی حوریہ دم بخود سی اسے تکتی چلی گئی۔

"میں آپ کی فاؤنڈیشن میں ہی جاب کررہی ہوں آج کل۔۔"اسے ساکت بیٹھے دیکھ مزید بتایا۔۔

"آپ ٹھیک ہیں نا۔۔"اسے ہلایا

"ہا۔۔ہاں ٹھیک ہوں پل۔۔پلیز مجھے گھر ڈراپ کردو۔۔۔"ایک کڑوا گولہ حلق کے اندر اتارتے بمشکل بولی تھی۔وہ بھی سر ہلاتی کار اسٹارٹ کرگئی۔

"کیوں تم کہیں نہ ہو کر بھی ہر جگہ ہو۔۔کیوں تمہاری ایک نیکی میرے کام آئی۔۔یا شاید تم کہیں گئے ہی نہیں ہمیشہ سے ہی یہیں کہیں موجود ہو۔۔"کھڑکی کے ششے سے سر ٹکاتے بہت کرب سے سوچا تھا اور اپنی نم ہوتی آنکھیں موند گئی تھی۔۔

*****

"میں اگر مر گیا تو اس طرح اسے اسکے حال پر چھوڑ دیں گے آپ لوگ۔۔"وہ دبے دبے لہجے میں چیخا تھا۔ابھی اسٹیو سے اسکا نمبر لے کر مشال نے تمام بات اسکے گوش گزار کرائی تھی اور کتنے ہی لمحے وہ کچھ بول نہ سکا تھا۔کتنا رحیم تھا اسکا رب جس نے حوریہ عثمان کی حفاظت کی تھی۔وہ نہیں جانتا تھا کہ مشال کون تھی دماغ میں اسکی کوئی شبیہہ بھی نہیں لہرائی تھی مگر شاید اس لڑکی کو وہ آج کے بعد کبھی نہیں بھول سکتا تھا جس نے اس کی کل متاع کو ان بھیڑیوں سے بچا لیا تھا اسکے رب نے اسکے لیے اسکی جانِ حیات کی حفاظت کی تھی۔۔

مگر اسے رہ رہ کر ملازمین کی غفلت پر تاؤ آرہا تھا۔اس خبر نے دماغ بلکل ہی آؤٹ کر دیا تھا۔وہ پاگلوں کی طرح اپنے کمرے میں ادھر سے اُدھر چکر کاٹتا ان سب کی خبر لے رہا تھا۔بے بسی سی بے بسی تھی وہ اسکے پاس جاکر اسے دیکھ نہیں سکتا تھا۔کتنی سہمی ہوئی ہو گی اس وقت۔۔

"بیٹا مجھے نہیں معلوم تھا وہ کس وقت نکلی اور ڈرائیور کہہ رہا ہے میں ٹریفک میں پھنس گیا تھا۔۔"عائلہ خاتون نے اسے ٹھنڈا کرنا چاہا۔حوریہ مشال کے ساتھ زخمی حالت میں گھر پہنچی تھی اور ان کے سینے سے لگتے بلک اٹھی تھی وہ کتنی ہی دیر تک اسے خود سے لگائے بیٹھی رہیں تھی۔مشال نے ہی اپنا تعارف کروا کر تمام بات انہیں بتائی تھی۔پھر ڈاکٹر کو بلا کر حوریہ کی ہونٹ اور ماتھے کی ڈریسنگ کروائی تھی اور نیند کا انجیکشن دے کر ابھی سلایا تھا۔

"نام مت لیں اسکا میرے سامنے فائر کریں فوراََ"وہ بیچ میں ہی ٹوک گیا

"اچھا ٹھیک ہے کول ہوجاؤ اب تم۔۔"

"میں کول ہوجاؤں۔۔کیسے کول ہوجاؤں ماما میری بیوی پر اٹیک ہوا ہے وہ بھی گھر کے ملازمین کی غفلت سے آپ سوچ سکتی ہیں مجھ پر کیا گزر رہی ہے اس وقت۔۔"وہ پاگل ہورہا تھا اگر اللہ نہ کرے مشال نہ پہنچتی اس سے آگے سوچنا بھی اس کے لیے سوہانِ روح تھا۔

"اللہ کا شکر ادا کرو کہ اللہ نے ہماری بچی کو بچالیا۔۔"وہ خود پریشان بیٹھیں تھیں۔

"آپ کہہ دیں اس سے کہ اب اکیلی کہیں نہیں جائے گی ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔"وہ اسکے معاملے میں اس پر بھی بھروسہ نہیں کرسکتا تھا۔

"تو کیوں اتنے ماہ سے اس سے دور ہو یہ کیا حرکت ہے زمور میرے بچے آخر چاہ کیا رہے ہو تم۔۔"کہتے کہتے وہ بےبس سی ہوگئیں تھیں۔آخر ماں تھیں وہ بھی۔۔۔اسکو دیکھنے کے لیے تڑپ رہیں تھیں۔زمور کے آثاب یکدم ڈھیلے پڑھ گئے۔

"ماما میں نہیں آسکتا جب تک وہ نہ بلائے۔۔"صوفے پر ڈھیر ہوتا آنکھیں موند گیا۔آفاق صاحب کے انتقال کے بعد کتنی مشکل سے خود کو سنبھالا تھا ایک طرف اس دشمنِ جاں سے دوری اور دوسری طرف ایک عزیز ساتھی ایک ہمراز سے جدائی۔۔اپنے آپ کو جوڑتے جوڑتے جیسے تھک سا گیا تھا۔اب دوبارہ کیسے اسکے سامنے جاسکتا تھا؟

"یہ کیا کہہ رہے ہو۔۔کیا حوریہ نے کہا ہے تمہیں جانے کو۔۔"بےیقینی سی بےیقینی تھی

"ہاں وہ چاہتی ہے میں کچھ دن فاصلے پر رہوں اس سے۔۔کچھ اسپیس چاہیے تھا اسے۔۔"اپنی آنکھیں سہلاتا بات گول مول کرگیا۔عائلہ خاتون ایک دکھ بھری سانس بھر کررہ گئیں۔نجانے کیا انجام ہونا تھا ان دونوں کے درمیان اس خاموش جنگ کا۔۔

"تمہارے بابا بہت خفا ہیں تم سے۔۔"وہ خفگی سے بولیں زمور طنزیہ ہنس پڑا

"کوئی نئی بات کریں ماما"

"میری جان ہو کہاں ہو آخری تم اتنا تو بتاؤ"بے چینی ان کے لہجے سے عیاں تھی۔وہ جانتی تھیں جس قسم کی ان کی اولاد ہے سکون اسکی ہڈی میں نہیں ہے۔۔

"ٹھیک ہوں میں اتنا کافی نہیں آپ کے لیے"جانتا تھا وہ کتنی پریشان ہوں گی اسکے لیے

"کسی نئے مسئلے میں مت پھنس جانا زمور میں بتارہی ہوں تمہیں"ان کے تنبیہی لہجے پر اسکے لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔اب ایک وہ ہی تو تھیں بس جنہیں اس کے درد پر تکلیف ہوتی تھی۔

"بس اب آپ کا سر کبھی جھکنے نہیں دونگا اس بات کا یقین رکھیے گا"پرعزم لہجے میں کہتا کال کاٹ گیا کیونکہ جو کیس وہ اب لڑ رہا تھا انہیں بتاکر کسی بھی قسم کی ناراضگی نہیں مول لینا چاہتا تھا۔

******

"یہ سوپ پی لو۔۔"اسے جائے نماز تہہ کرتا دیکھ ٹرے روم میں لے آیا۔وہ ابھی حوریہ کی خیریت معلوم کرکے لوٹا تھا مگر اس معاملے کے بارے میں زوباریہ کو بلکل بتانے والا نہ تھا کیونکہ دو دن سے وہ تیز بخار میں پڑی تھی اور وہ ہی اسکی دیکھ بھال کررہا تھا مگر زوباریہ نے نہ اس دن سے کوئی بات کی تھی نہ نگاہ اٹھا کر اسکی جانب دیکھا تھا۔وہ بھی جانتا تھا یہ ناراضگی کس بات کی ہے اور کیسے ختم ہوگئی۔

"میں اب ٹھیک ہوں آپ کو مزید احسان کرنے کی ضرورت نہیں۔۔" سپاٹ لہجے میں کہتی کمرے سے باہر نکلنے لگی مگر شہریار اسکی کلائی تھامتا روک گیا تھا۔

"ہاں صحیح کہہ رہی ہو طبیعت تو کافی بہتر ہے اب مگر میں اپنی بیوی کو بلکل فریش دیکھنا چاہتا ہوں" لہجے میں ذرا سی شوخی لیے اسکی جانب دیکھا۔زوباریہ کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ بکھر گئی

"بیوی ہونہہ۔۔اگر مجبوری کہتے تو شاید زیادہ بہتر ہوتا۔۔" تلخی سے کہتے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا۔آنکھوں میں نمی جمع ہونے لگی تھی۔ان گزرے دو دنوں میں بھی اس نے اپنے رویے پر کوئی معافی نہیں مانگی تھی۔

"زوبی دیکھو۔۔"اس کا رخ اپنی جانب کیا مگر اسکی آنکھوں میں موجود آنسو دیکھ تڑپ اٹھا تھا۔۔

"یار زوبی پلیز ایک بار میری بات تو سن لو۔۔"اس کا چہرہ اپنی ہتھیلیوں میں لے لیا آنسو خوبخود آنکھوں سے نکلتے چلے گئے

"مجھے نہیں سننی آپ کی کوئی بھی جھوٹی بات۔۔"اسکے ہاتھ ہٹاتی دور ہونے لگی مگر وہ اپنے حصار میں قید کرگیا۔

"سن تو لو جاناں۔۔دو دن سے پاگلوں کی طرح پھر رہا ہوں سمجھ نہیں آرہا تھا کس طرح اپنے جذبوں کا اظہار کروں جو تمہیں دیکھتے ہی میرے دل میں جاگ اٹھے تھے۔۔"اس کی گھمبیر آواز پر زوباریہ نے بے یقینی سے اسکا چہرہ دیکھا پھر نفی میں سر ہلانے لگی۔

"جبھی پانچ مہینے سے اگنور کررہے تھے۔۔"

"تو تم کونسا میرے گلے میں باہیں ڈالتی تھیں اور میں دور ہوجاتا تھا۔۔"خفگی سے بولا

"جانتی ہو جب جب ڈینور کو تمہارے ارد گرد دیکھتا۔۔ تمہارے موبائل میں اسکے میسج دیکھتے کس عذاب سے گزرا ہوں میں جی چاہتا تھا جان سے مار آؤں۔۔" دانت پیس کر اسے دیکھا وہ آنسو پیتی سر جھکا گئی

"اور تم۔۔ تم نے ہی تو توڑا تھا میرا دل اب اتنی سی ناراضگی برداشت نہیں ہوئی میری۔۔" اسکا چہرہ اونچا کرتا خفگی سے بولا جواباً زوباریہ نے بھی اسے گھورا

"اتنا سا۔۔ پانچ مہینے۔۔" آواز پھر رندھ گئی تھی۔ آنسو ایک بار پھر آنکھوں سے گرنے لگے تھے۔ شہریار بے بس ہوتا آنسو اپنے لبوں سے چن گیا۔

"آئی ایم سوری زوبی مگر میرا رب گواہ ہے میں نے زندگی میں اگر کسی کو چاہا ہے تو وہ صرف تم ہو۔۔" اسکا ایک ایک نقش اپنے لبوں سے چھوتا اپنی محبت کا یقین بخش رہا تھا۔ اسکے جذبات کی شدت سے گھبراتے اس نے الگ ہونا چاہا۔

"وہ۔۔ میرا سوپ ٹھنڈا ہو۔۔ ہوگیا ہے۔۔" سرخ پڑھتے بمشکل بولی تھی۔ کمرے میں شہریار کا جاندار قہقہہ گونجا تھا۔

"کوئی بات نہیں تمہیں ویسے بھی میرے ہاتھ کے سوپ میں انٹرسٹ نہیں تھا" شریر لہجے میں کہہ کر باہوں میں اٹھاتا چھوٹی سی شرارت کر گیا۔ زوباریہ نے شرماتے ہوئے اسکے سینے میں چہرہ چھپا لیا۔۔

******

کل وہ پورے دس ماہ اور پندرہ دن بعد واپس اپنے وطن جا رہی تھی۔ آج آخری رات تھی یہاں اس گھر میں۔۔ جب وہ یہاں آئی تھی تو ہر شے اجنبی تھی یہ شہر یہ لوگ یہ گھر اور خاص طور پر وہ شخص مگر آج ہر چیز سے ایک الگ ہی انسیت ہو چکی تھی اسکو۔۔۔ دس ماہ پہلے کتنی مختلف تھی وہ۔۔ کتنی

نفرت تھی دل میں اس شخص کے لیے مگر اب وہ نہیں تھا تو نجانے کیوں اسے بھی کچھ کھویا کھویا سا لگتا تھا۔وہ صوفہ جہاں بیٹھ کر وہ پہروں اسے تکتا تھا۔اسکے قدم خود بخود ہی اس صوفے تک آ گئے تھے۔آہستہ سے اسکی آرم کو چھورہی تھی۔شاپنگ مال کے باہر ہوئے حادثے کو گزرے ایک ہفتہ گزر چکا تھا مگر نجانے کیوں وہ بلکل خاموش ہوچکی تھی۔دو دن پہلے بریرہ کو اللہ نے بیٹی سے نوازا تھا اور وہ جو کہتی تھی ہر چیز کی شاپنگ وہ خود کرے گی اس کا کمرا سجائے گی۔آج اسے اپنا بھی ہوش نہ تھا۔قدم بے اختیار ہی اسٹڈی روم کی جانب بڑھ گئے۔

یہ روم صرف زمور داؤد کے استعمال میں رہتا تھا۔اب وہ نہ تھا تو اسکی خوشبو پورے کمرے میں بسی تھی۔اسے تو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ وہ یہاں سے پلٹ کرگیا بھی تو کہاں؟اور وہ پوچھتی بھی کس سے۔۔

"ریا مجھے کوئی تو راہ سجھاؤ میری جان لے لو مجھے عمر قید کرادو۔۔مگر مجھے کفارے کا ایک موقعہ دے دو۔۔میں مرتے دم تک تمہاری نفرت کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا تمہاری آنکھوں میں بسی نفرت مجھے اندر ہی اندر کھوکھلا کررہی ہے۔۔۔یہ اذیت میری جان لے لے گی۔۔"

کانوں میں اسکی کرب بھری آواز ابھری تھی۔حوریہ کے گلے میں ایک گولہ سا اٹکنے لگا۔دھیرے دھیرے چلتی اسکی ٹیبل اور چیئر تک آ گئی۔ہر شے سے اسکی مہک آرہی تھی۔وہ نہیں جانتی تھی کہ اسکا دل کب بدلا وہ کیوں اسے یاد کررہی تھی؟کیوں اسکی خوشبو اپنے اندر اتار رہی تھی۔۔اسے تو نفرت تھی اس سے۔۔اور یہ احساس حوریہ عثمان کو منجمد کرگیا۔۔

نفرت تھی!!

آنکھوں میں آنسو لیے خالی خالی نظروں سے ٹیبل پر رکھی چیزوں کو دیکھنے لگی۔وہ تو سمجھتی تھی اس سے دور ہوکر ہر زخم بھر جائے گا پھر یہ کیسے نئے زخم لگا گیا تھا وہ۔۔دو آنسو ٹوٹ کر گال پر گرے تھے۔۔نگاہ سائیڈ ٹیبل پر رکھی اسکی جائے نماز پر گئی جس پر گھٹنوں بیٹھ کر رب سے اسکی محبت مانگتا تھا اس نے بے اختیار ہی ہاتھ بڑھا کر وہ جائے نماز اٹھائی تھی اور اپنے سینے سے لگالی۔۔

"بہت برے ہو تم زمور داؤد۔۔بہت چالاک ہو پہلے اپنا عادی بنایا اپنے پنجرے میں مجھے قید کیا اور میرے ایک بار کہنے پر خاموشی سے چلے گئے۔۔"سسکتے ہوئے اس محبت کی مٹی سے بنے شخص سے شکوے کررہی تھی۔۔

اور پھر نجانے کتنے سال بعد اس رات حوریہ عثمان نے نماز ادا کی تھی وہ بھی زمور داؤد کی جائے نماز پر۔۔اور اسی کی طرح پہروں بیٹھی رہی رب سے سکون مانگتی رہی۔۔۔

****

"جی میں رات کو ائیرپورٹ چھوڑ آیا تھا"بیڈ سے اٹھتے اردگرد دیکھا یعنی وہ کچن میں تھی

"اور زوباریہ کیسی ہے؟خوش ہے نا"انگلیاں تیزی سے لیپ ٹاپ پر ٹائپنگ کررہیں تھیں

"یہ تو آپ اسی سے پوچھیے گا"لبوں پر ایک جاندار مسکراہٹ بکھر گئی

"مگر میں بغیر تمہیں دیکھے اندازہ لگا سکتا ہوں کہ تم کتنے خوش ہو"زمور کے خشمگیں لہجے پر وہ اپنا قہقہہ ضبط نہ کرسکا۔۔

"یار سر اب کیا کریں آپ کی بہن سے دل کے معاملے تھے۔۔"اسے کچن میں کام کرتا دیکھ لاؤنج میں ہی بیٹھ گیا۔زمور بھی مطمئن سا مسکرا دیا۔وہ واقعی ایک بہترین انتخاب تھا زوباریہ کے لیے۔۔

"ایک بات تو بتائیں ذرا۔۔آپ نے مجھے منع کیا اپنا پتا بتانے کو اور اب جب پاکستان پہنچ کر آپ کے کارناموں کا علم ہو گا انکل آنٹی اور حوریہ کو ان کے ری ایکشن کے بارے میں سوچا ہے۔۔"

"سوچنا کیا ہے بس اب تو سمجھو کیس کی اینڈنگ چل رہی ہے مگر مجھے ڈر ہے مجھ سے پہلے میڈیا انہیں خبر کر دے گا"لیپ ٹاپ کی اسکرین پر نظریں جما دیں جہاں وہ دشمنِ جاں مدھم سی مسکراہٹ لیے لاؤنج میں بیٹھی تھی۔یہ تصویر واشنگٹن کی ہی تھی اور اس وقت شاید اپنی فیملی سے محوِ گفتگو تھی۔۔

"اور انکل کو جب پتا چلے گا کہ آپ پچھلے دو ماہ سے پاکستان میں ہیں پھر۔۔"زوباریہ ناشتا اسکے آگے رکھتی ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

"انہیں عادت ہے میرے شاکس کی۔۔اور عجیب بندے ہو تم سے خیر خیریت کے لیے فون کیا تھا تم پتا نہیں کہاں نکل گئے"قدرے جھنجھلا کر بولا تھا

"یہ زوباریہ آگئی ہے اسی سے پوچھیں اب۔۔"مسکراتی نظروں سے اس کے سوالیہ تاثرات دیکھے اور موبائل اسکے کان سے لگا دیا۔

"ہیلو زوباریہ کیسی ہو۔۔"

"زمور بھائی۔۔کیسے ہیں"وہ خوش دلی سے بولی تھی۔آفاق صاحب کے بعد اس نے ہی تو ایک اپنے کی طرح سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

"ٹھیک ہوں۔۔تم سناؤ خوش ہو نا شہریار تنگ تو نہیں کرتا۔۔"تھوڑا رعب سے پوچھا تھا۔زوباریہ نے مسکراتے ہوئے اس پیارے سے شخص کو دیکھا جو آنکھوں میں الوہی چمک لیے قریب آرہا تھا۔

"نہیں۔۔اتنا نہیں کرتے۔۔"اسکی مسکراتی آواز پر زمور سمجھ گیا تھا۔وہ مطمئن ہے۔۔

"پھر تو تم اسے تنگ کرتی ہو گی۔۔"

"جی نہیں پوچھ لیں ایک بار بھی تنگ نہیں کیا۔۔"ایک زبردست گھوری شہریار کو نوازی۔۔

"یار سر کیوں گنجا کروانے میں لگے ہیں یہ مجھے چھوڑے گی نہیں"شہریار کی آواز وہ بخوبی سن چکا تھا۔

"اچھا چلو مجھے کام ہے پھر بات ہوگی۔۔اللہ حافظ"ہنستے ہوئے کال کٹ کردی تھی۔موبائل ٹیبل پر رکھتے زوباریہ غصے نے اسے دیکھا

"کب کیا تنگ میں نے پھپھو سے شکایت کروں گی کہ جھوٹ بولتے ہیں"

"ارے کیا کیا میں نے۔۔"اسے اٹھتا دیکھ واپس اپنے ساتھ بیٹھالیا

"ہٹ جائیں نہیں تو سچ میں گنجا کردوں گی"اسکی گرفت میں مچلتے ہوئے دانت پیسے وہ قہقہہ لگا اٹھا۔

"یار اچھا بیٹھو تو ایک بات بتانی ہے۔۔"

"کیا۔۔"رخ موڑ کر اسے دیکھا۔شہریار اس کے گال پر لب رکھ گیا

"جھوٹے ہیں آپ۔۔"سرخ پڑھتے دور ہوئی

"اچھا اچھا سنو یار پاکستان جارہے ہیں نیکسٹ منتھ ہم بس یہ بتانا تھا"اسے اپنے ساتھ لگاتے گال کھینچا

"کیا سچ میں۔۔"وہ چہک ہی تو اٹھی تھی۔کتنا دل تھا پھپھو وغیرہ سے ملنے کا۔

"ہاں مگر ماما یا سوہا کو مت بتانا سرپرائز دیں گے"وہ جانتا تھا اس نے اگلی کال انہیں ہی ملانی ہے اس لیے پہلے ہی وارن کردیا۔

"اچھا حوریہ کو تو بتاسکتی ہوں نا۔۔"منمنائی تھی۔آخری بات ہی کچھ ایسی تھی کسی سے تو شیئر کرنی ہی تھی۔

"ہاں کرلینا مگر ابھی ناشتا کرو۔۔"اسکی ناک چومتے ٹرے قریب کی۔وہ بھی جھینپی جھینپی مسکراہٹ لیے ناشتے کی جانب متوجہ ہوگئی تھی۔۔

******

"میں حوریہ کو بھی ساتھ لانا چاہتی تھی۔۔"اس نے روٹھ کر شعیب کو دیکھا جو زبردستی اسے بارات ولیمہ کے ڈریس کے لیے گھسیٹ لایا تھا۔ایک ہفتے سے بعد ان کی شادی شروع تھی۔

"کیوں شادی کے بعد اس نے تمہیں دیکھنا ہے یا میں نے۔۔۔تو ظاہر ہے پسند بھی میری ہی ہونی چاہیے نا۔۔اور وہ ابھی ویسے بھی تھکی ہوئی تھی کبھی بھی ساتھ نہ آتی"اسے گھورتا شاپنگ مال میں داخل ہوگیا

"میں ملی بھی نہیں اس سے۔۔"نروٹھے انداز میں بولی

"او خدا کا واسطہ ہے مل لینا کہیں بھاگی نہیں جارہی وہ۔۔ہماری شادی ہی اٹینڈ کرنے آئی ہے۔۔"شعیب نے باقاعدہ ہاتھ جوڑ دیے تھے۔اس نے بمشکل اپنی مسکراہٹ روکی تھی۔۔

"ٹھیک ہے یہاں سے حوریہ کے گھر چلیں گے۔۔"

"ایک بات بتاؤ تمہارے پیرینٹس خوش ہیں تمہارے ڈسیجن سے۔۔"

"کیا مطلب آپ نے دیکھا نہیں وہ دونوں میری رسم میں شامل تھے۔۔"عنایہ نے بغور اسے دیکھا تھا۔

"ہاں مگر تمہاری اسٹیپ مدر کے فیس پر کوئی خاص اچھے ایکسپریشن نہیں تھے۔۔"اسے مہوش صاحبہ یاد آگئیں تھیں جو اسے پوری رسم میں کافی سیریس لگیں تھیں۔۔

"ہاں کیونکہ وہ اپنے بھانجے سے میری شادی کروانا چاہتی تھیں۔۔"اطمینان سے ادھر ادھر کا جائزہ لیتے اسکی معلومات میں اضافہ کیا

"کیا!! تو کیا ضرورت تھی تمہارے بابا کو انہیں لانے کی۔۔" خشمگیں نگاہوں سے اسے دیکھا

"کیا ہوگیا ہے آپ کو اپنے بھانجے کو تھوڑی لارہیں۔۔"ہنستے ہوئے اسکے تپے تپے تاثرات دیکھے
"آ تو جاتا مگر واپس اپنے قدموں پر نہیں جاتا۔۔"اسے گھورتے سنجیدہ ہو گیا تھا۔۔
"آپ کیوں اتنے ٹچی ہورہے ہیں بابا کو صاف منع کردیا تھا میں نے اور باقاعدہ لڑی تھی آپ کے لیے۔۔"
"اونہہ۔۔تم اور لڑو وہ بھی میرے لیے۔۔"سر جھٹکتا اسکا ہاتھ تھام کر آگے بڑھنے لگا مگر وہ اپنی جگہ پر جمی رہی۔شعیب نے پلٹ کر اسے دیکھا
"آپ کو یقین نہیں میری بات پر۔۔۔"
"ایک پرسینٹ بھی نہیں۔۔اب چلیں"جتنا وہ اسے جانتا تھا وہ کافی ڈرپوک پائی گئی تھی اور اسکے معاملے میں تو کچھ زیادہ ہی ناکارہ تھی۔
"میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔بابا ہماری منگنی والے دن آئے تھے کافی لڑے بھی تھے ماما سے اور آپ سے شادی کینسل کرنے کو کہہ رہے تھے مگر میں نے پھر سب کچھ بتادیا کہ آپ نے میری نشے کی عادت دور کروائی۔۔"پلکیں جھکائے آہستہ آہستہ تمام بات بتادی۔۔وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا
"میں سمجھتا تھا صرف میں ہی خوار ہورہا ہوں تمہارے پیچھے مگر پہلی بار تم نے بھی عقلمندی کا ثبوت دیا میری ہونے والی بیوی۔۔"لب کا کونہ دباتے اسے چھیڑا وہ جھینپ سی گئی تھی۔۔
"لیکن عینی میں نہیں چاہتا تم دوبارہ کبھی اپنی نشے کی عادت کا کسی سے ذکر کرو یا میری بڑائی کے لیے اپنی برائیاں کسی کے سامنے بیاں کرو۔۔تم میری ہو اور کسی کو صفائی دینے کی ضرورت نہیں تمہیں۔۔"لگاوٹ سے کہتا اسکی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔عنایہ کو آج یہ شخص بہت پیارا اور اپنا اپنا سا

لگا تھا۔لب آپ ہی آپ مسکرا دیے۔آج پہلی بار اپنی قسمت پر ناز ہوا تھا۔۔شعیب اسکے چہرے پر پرسکون مسکراہٹ دیکھ اسکا ہاتھ تھامتا آگے بڑھ گیا۔۔

*****

"حور سنبھالو اسے میں عائلہ آنٹی اور ماما کے ساتھ جیولر کے پاس جارہی ہوں"اپنی ایک ماہ کی وریشہ کو اسکے روم میں لا کر دیا جسے حوریہ نے فوراً اپنی باہوں میں لے لیا تھا۔وہ لوگ دو دن پہلے ہی پاکستان پہنچے تھے۔۔

"آنی کی جان کیا کررہی ہے۔۔"کوفی کلر کی فراک اور جینز پہنے اس کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ چوم رہی تھی۔

"تم کیوں نہیں چل رہیں ہاں۔۔یہ اچھا ہے شادی سے پہلے مجھ پر اور ماما پر اپنی ذمہ داری ڈالی ہوئی تھی اور اب بیچاری ساس پر ڈال دی۔۔"گھورتے ہوئے اسکے کندھے پر ہاتھ مارا وہ ہنس پڑی تھی

"جیلس۔۔"اسے منہ چڑا دیا۔

"ویسے ان کی پسند ہے کمال کی۔۔"

"اور عینی کی سائیڈ کب چلو گی۔۔"

"وہ آرہی تھی تمہارے دیور نے خوامخواہ پنگا ڈال دیا۔۔اور ابھی نکلنے کا میرا کوئی موڈ نہیں۔۔"اکتا کر بیڈ پر لیٹتے وریشہ کو خود پر لٹالیا۔

"حد ہے ایک تم اور دوسرے تمہارے شوہر دونوں آدم بیزار ہو۔۔"غصے سے کہتی اس کے ساتھ بیڈ پر بیٹھ گئی۔اسکے ذکر پر حوریہ کا دل بے اختیار دھڑکا تھا۔کتنے دن ہوگئے تھے اسکی آواز سنے اسے دیکھے۔۔

"تین دن پہلے جب وہ یہاں سے اسلام آباد کے لیے نکلے ہیں زوہیب کو اتنا غصہ آیا تھا مگر کہہ کر گئے ہیں شادی شروع ہونے سے پہلے لوٹ آئیں گے۔۔اب دیکھو کتنے وعدے کے سچے نکلتے ہیں"سائیڈ ٹیبل سے بیگ اٹھاتے اسے بتایا وہ وریشہ کو بیڈ پر لٹاتی یکدم اٹھ بیٹھی

"وہ پاکستان میں ہے۔۔"اسکے شاکنگ لہجے پر بریرہ نے چونک کر اسے دیکھا

"کیا مطلب تمہیں نہیں پتہ۔۔"اس نے بھی حیرانگی سے اسکے تاثرات دیکھے۔حوریہ لب کاٹتی نظریں چرا گئی

"نہیں وہ۔۔وہ اپنے ٹورز کی زیادہ۔۔ڈیٹیل نہیں دیتا"گھوما پھرا کر بولی

"وہ تو دو ماہ سے یہاں ہیں تمہاری فاؤنڈیشن ایک کیس۔۔"روانگی میں کہتے کہتے یکدم چپ ہوگئی۔

"کیسا کیس۔۔"حوریہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا

"پتا نہیں کوئی کیس لڑ رہے ہیں مجھے زیادہ علم نہیں۔۔"بیڈ سے اٹھتے ٹالنا چاہا

"بری مجھے بتاؤ۔۔۔"اسکی کلائی تھامتے سنجیدہ لہجے میں بولی تھی۔بریرہ نے کچھ سوچتے دھیرے سے اپنی کلائی چھڑائی اور سائیڈ ٹیبل کی ڈرار سے ایک نیوز پیپر نکال کر اسکے سامنے رکھ دیا۔

"کیا ہے یہ۔۔"نیوز پیپر کھولتے اس سے پوچھا مگر پیج کی ہیڈلائن نے اسے خاموش کروادیا تھا کیونکہ سب سے اوپر زمور داؤد بچی کے اہلِ خانہ کے ساتھ کھڑا تھا جس کے نیچے بڑے بڑے الفاظ میں ایک تحریر لکھی تھی۔"ریا فاؤنڈیشن کی جانب سے ایک دس سالہ بچی اور اسکے اہلِ خانہ کو انصاف دلانے کی ننھی سی کوشش"۔وہ جیسے جیسے تفصیلات پڑھ رہی تھی اسکی رنگت زرد پڑھتی جارہی تھی۔یہ دس سالہ ملازمہ کے ساتھ زیادتی کا کیس تھا جس کا مجرم ایک جاگیردار وڈیرہ تھا۔

"یہ ایک گاؤں کی بچی کا کیس ہے اور کوئی اس کیس کو ہاتھ نہیں لگا رہا تھا کیونکہ یہ لوگ غریب تھے اور وہ آدمی بہت اثرورسوخ والا ہے۔۔اسی لیے زمور بھائی بذاتِ خود اس کیس کی نگرانی کروا رہے ہیں پچھلے دو مہینے سے"بریرہ نے تمام بات کلیر کرنی چاہی مگر اسکے تاثرات سے اب اسے عجیب سا لگ رہا تھا جو بس نم آنکھیں لیے اسکی تصویر کو گھور رہی تھی۔۔

"حور۔۔"بریرہ نے آہستہ سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا

"بری اسے ڈر نہیں لگتا۔۔"اپنی بھیگی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔آج پہلی بار اسے عائلہ خاتون والا خوف محسوس ہوا تھا۔۔اس شخص کی جان کی فکر ہوئی تھی۔۔

"زوہیب نے بھی کافی سمجھایا تھا مگر انہوں نے اللہ مالک ہے کہہ کر ٹال دیا۔۔"مسکرا کر زمور داؤد کا کارنامہ بتایا۔

"کیا تمہیں ان کی فکر ہو رہی ہے۔۔"اسکے برابر میں بیٹھتے ہاتھ تھاما

"آنٹی غصے ہوتی ہیں انہیں فکر ہوتی ہے۔۔یہ واشنگٹن نہیں جہاں ایک رپورٹ کروانے پر مجرم پکڑ لیا جائے۔۔"نیوز پیپر سائیڈ میں پھینکتے غصے سے بولی۔آج نجانے کیوں خود کو بہت بے بس محسوس کر رہی تھی۔

"کیا تم نہیں چاہتیں کہ اس بچی کو انصاف ملے۔۔"

"بری میں کیوں نہیں چاہوں گی ایسا۔۔میں تو ایسے مجرموں کو کڑی سزا دلوانا چاہتی ہوں مگر اگر اسے کچھ ہو گیا تو انکل آنٹی کیسے جیئں گے۔۔"غصے و بے بسی سے آنسو گال پر لڑھک آئے

"اور تم۔۔ تم جی لو گی۔۔ لیکن وہ بھی تو مجرم تھے تمہارے۔۔" جانچتی نگاہوں سے اسکے آنسوؤں کو دیکھا۔ بدلی بدلی تو پہلے ہی لگ رہی تھی اسے مگر اسکے دل میں کیا تھا وہ اب تک نہیں جان پائی تھی۔۔

"مگ۔۔۔ مگر میں اب اس سے نفرت نہیں کرپارہی بری۔۔ وہ پانچ ماہ سے مجھ سے اپنے ماں باپ سے دور ہے کیونکہ میں نے کہا تھا کہ اسکی شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتی۔۔ اور اسنے جس عمر اور حالت میں یہ گناہ کیا تھا وہ ان کیسز سے مختلف ہے۔۔ میں تڑپی ہوں میں نے بہت اذیتیں سہی ہیں مگر ان گزرے برسوں میں سکون اسے بھی میسر نہیں ہوا۔۔ مگ۔۔ مگر مجھے سمجھ نہیں آتا میں کیا کروں میں بہت پریشان ہوں بری کیا فیصلہ کروں اپنی زندگی کا۔۔" سسکتے ہوئے اپنے دل کا درد اسے بتادیا۔۔

"میری جان انشاءاللہ اللہ مدد کرے گا تمہاری۔۔ وہ فیصلہ کروائے گا تم سے۔۔ کیونکہ ہر درد تم نے سہا ہے اور زمور بھائی کو قریب سے بھی تم ہی نے جانا ہے" اسے گلے سے لگاتے تسلی دینے لگی۔ یہ زندگی اسکی تھی اور فیصلہ بھی اسی نے ہی کرنا تھا۔

"میں اب اللہ سے دعا کرتی ہوں بری کہ وہ مجھے سیدھی راہ دکھائے۔۔۔ مجھ سے غلط فیصلہ نہ کروائے۔۔" اپنے آنسو صاف کرتے آہستہ سے بولتی بہت پیاری لگی تھی بریرہ نے اسکا ماتھا چوم لیا۔ اور ان کی دیکھا دیکھی وریشہ بھی چیخ پڑی تھی۔ دونوں نے چونک کر اسے دیکھا

"لو اسی کی کمی تھی اب چپ کرواؤ اسے میں تو چلی۔۔" اپنی بیٹی کو گھورتے بیگ لے کر کمرے سے نکل گئی۔ حوریہ بھی اس کی جانب متوجہ ہوگئی۔۔

*****

"میں نہ کہتا تھا کہ یہ ضرور کچھ کرتا پھر رہا ہے اسکی ہڈی میں کہاں سکون ہے" وہ حسبِ عادت تپے بیٹھے تھے جبکہ حوریہ اور عائلہ خاتون خاموش سے انہیں سن رہیں تھیں۔ آج مایوں کا فنکشن تھا اور وہ اب تک نہ آیا تھا۔ غیر ارادی طور پر اسکی منتظر تھی لیکن کسی اور پر تو کیا خود پر بھی ظاہر ہونے نہیں دیا تھا کہ کتنے دن بیت گئے تھے اسے دیکھے اور وہ۔۔ بقول عائلہ خاتون کے کہ ان گزرے برسوں میں اس سے بے خبر نہ رہا تھا تو پھر اب کیا وہ محبت وہ دیوانگی ختم ہوگئی تھی اسکے دل سے جو اسکے ساتھ ہوئے حادثے پر بھی پلٹ کر خبر نہ لی۔۔ مگر حوریہ عثمان ہر بار کی طرح انجان ٹھہری تھی اسے کیا معلوم تھا وہ شخص دور رہ کر بھی اسکی خبر رکھتا تھا۔۔

"آپ جانتے ہیں اسے پھر کیوں ہر بار غصہ کرتے ہیں۔۔" وہ بھی بے بسی سے بولیں تھیں

"تو کیا مطلب ہے تمہارا اسے اسکے حال پر چھوڑ دوں من مانیاں کرنے دوں۔۔ اللہ نہ کرے کل ہو کچھ ہوگیا تو اس بچی کے بارے میں سوچا ہے"

"انکل آپ پلیز ٹینشن مت لیں۔۔۔" لب کاٹتے آہستہ سے بولی

"میرا بیٹا تمہارا وہ نالائق شوہر اس سے کہو کہ مجھے ٹینشن نہ دے۔۔" جھنجھلاتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئے

"کبھی جو اس کو آپ نے پیار سے پکارا ہو یا بات کی ہو۔۔ 'حوریہ جاؤ تیار ہو فنکشن میں لیٹ ہوجائیں گے ہم ورنہ۔۔" داؤد صاحب کو خفگی سے دیکھتے حیران پریشان کھڑی حوریہ سے مخاطب ہوئیں تھیں اور خود بھی ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گئیں۔ وہ لوگ عثمان صاحب کے گھر پر ہی رکے تھے۔ حوریہ ان کے کمرے سے نکلتی بریرہ کے کمرے میں آگئی جہاں عبیر اور وہ تیار ہونے میں لگیں تھی۔ عبیر شام سے یہیں موجود تھی۔ وہ بیزاری سے صوفے پر ٹک گئی ہاتھ دوپہر میں ہی لے چکی تھی مگر اب

تیار ہونے کا بلکل دل نہیں چاہ رہا تھا۔ نجانے کیوں عجیب سی جھنجھلاہٹ سوار تھی اس پر۔ کسی بھی چیز میں دل نہیں لگ رہا تھا۔

"کیا کررہی ہو بیٹھی ہوئی جاکر چینج کرو۔۔ پھر میک اپ بھی کرنا ہے" بریرہ نے ڈپٹتے ہوئے کہا عبیر اور اس نے آج کے فنکشن کے لیے غرارے بنائے تھے جبکہ حوریہ کے لیے بشریٰ صاحبہ نے فراک بنوائی تھی۔

"بھئی میرا دل نہیں چاہ رہا۔۔" اکتاکر کہتے صوفے کی آرم سے سر ٹکاتی نیم دراز ہوگئی۔ ان لوگوں کی تیاریاں دیکھ کر ویسے بھی الجھن ہورہی تھی۔

"حور یار شرم کرلو کچھ شادی شدہ ہو۔۔" عبیر نے شرم دلائی اسے

"بیٹا آپ شرم کریں کیونکہ ابھی آپ غیر شادی شدہ ہیں" اس نے بھی تاک کر نشانہ لگایا تھا۔ بریرہ کھلکھلا اٹھی تھی جبکہ وہ بس منہ چڑاتی واپس آئینے کی جانب متوجہ ہوگئی۔ مگر پھر بریرہ نے زبردستی اسے کپڑے دے کر ڈریسنگ روم میں بھیجا تھا اور اسکی نہ نہ کے باوجود عبیر اور وہ اچھا خاصہ میک اپ بھی کرچکیں تھی۔۔

"لو گجرے پہنو۔۔" گجرے اسکے سامنے کیے

"جب اتنا کردیا ہے یہ بھی پہنا دو۔۔" کرسی کی پشت سے سر ٹکاتے دونوں ہاتھ اسکے سامنے کردیے۔۔

"حور بہت کام چور بنادیا ہے ان پردیسی لوگوں نے تمہیں۔۔" اسے گھورتے گجرے پہنانے لگی حوریہ کے لبوں پر ایک افسردہ مسکراہٹ نمودار ہوگئی۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں وہ اسکی وجہ سے یہ شادی ہی اٹینڈ نہ کرے اور یہ خیال نجانے کیوں اسے مزید افسردہ کرگیا تھا۔

"بری وریشہ رو رہی ہے بیٹا۔۔" مہرین صاحبہ ننھی سی وریشہ کو لیے کمرے میں داخل ہوئیں تھی۔

"ماشاءاللہ یہاں تو میری تینوں بیٹیاں تیار ہیں۔۔"وریشہ کو بریرہ کی گود میں دیتیں حوریہ کے پاس آگئیں۔

"پھپھو آپ کی یہ بیٹی بلکل پاگل ہے بلکل میک اپ میں انٹرسٹ نہیں۔۔زمور بھائی تو بور ہو گئے ہوں گے اسکی سیم شکل دیکھ دیکھ کر"اسے گجروں میں الجھا دیکھ عبیر اکتا کر بولی تھی۔مہرین صاحبہ اور بریرہ قہقہہ لگا گئیں جبکہ اس نے دانت پیستے اسکی کمر پر دھپ لگائی تھی۔۔اب اسے کیا بتاتی وہ اس بنا میک اپ کے چہرے کو بھی پہروں تکاتا تھا۔۔

"چلو بھئی بلانے آئی تھی تم لوگوں کو عائلہ وغیرہ سب ویٹ کررہے ہیں۔۔"مہرین صاحبہ ان تینوں کو کہتیں باہر نکل گئیں۔

"ہاں آجاؤ چلو۔۔"وہ بھی ایک آخری نظر آئینے میں ڈالتیں کمرے سے نکل گئیں تھیں۔۔

****

فنکشن اپنے عروج پر تھا اسٹیج کے آگے لگے ڈانس فلور پر ڈانس جاری تھا۔شعیب اور عنایہ کو ایک ساتھ لاکر بیٹھا دیا گیا تھا۔آج عنایہ نے گرین اور یلو امتزاج کا لہنگا پہنا تھا جبکہ شعیب وائٹ کرتا شلوار میں کافی وجیہہ نظر آرہا تھا۔ان کا کپل پوری محفل میں توصیفی نگاہوں سے دیکھا جارہا تھا۔فرقان صاحب اپنے بیٹا بیٹی کو بھی ساتھ لائے تھے جنہیں عنایہ نے کھلے دل سے ویلکم کیا تھا۔اسے بس اپنا باپ چاہیے تھا۔وہ دونوں اسکی نظر میں بے ضرر اور معصوم تھے۔سترہ سالہ ہاشم اور پندرہ سالہ ماہا دونوں ہی اس سے چھوٹے تھے۔مگر مہوش اسٹیج سے دور دور ہی رہیں تھیں۔

"حور لڑکے کی سائیڈ سے رسم کروگی یا لڑکی کی؟"عبیر نے اسکے رسم کرنے سے پہلے ہی پوچھ لیا تھا۔ماہا بھی عنایہ کے پاس ہی بیٹھی اشتیاق سے سب کو دیکھ رہی تھی۔

"میں تو دلہن کی سائیڈ ہوں سنا ہے کافی کیش ملتا ہے۔۔"ہاتھ سے پنکھا جھلتے تھوڑا اترا کر بولی عنایہ اور بریرہ اپنی مسکراہٹ نہ روک سکیں تھیں جبکہ وہ بس گھور کر رہ گئی۔

"بلینیر کی بیوی ہے اسے تو بھئی چیک دینا پڑے گا"شعیب نے شرارتی نگاہوں سے اسے دیکھا

"او غریب ہماری دلہن ہی اتنی قیمتی ہے ابھی اٹھا کر لے جاؤں نا تو تم جائیداد میں حصہ دینے بھاگو گے۔۔"فرضی کالر جھاڑتے تھوڑا اکڑ کر بولی عنایہ جھینپ سی گئی کیونکہ اُس نے ایک بار بھی عنایہ کو اسٹیج سے اٹھنے نہیں دیا تھا۔عائلہ خاتون اور مہرین صاحبہ دور کھڑی مسکرارہیں تھی۔آج اسکے مختلف روپ نے سب ہی کو خوشگوار حیرت میں مبتلا کر دیا تھا۔وہ خود نہیں جانتی تھی کہ اچانک دل کس لے پر دھڑکنے لگا تھا جب سے بریرہ نے زمور داؤد کے آنے کی اطلاع دی تھی وہ جیسے جی اٹھی تھی۔۔مگر وہ نجانے کہاں چھپا بیٹھا تھا اسے اب تک کہیں نظر نہیں آیا تھا۔۔

"میں اپنا آپ اسکے نام کرچکا ہوں جائیداد کیا شے ہے۔۔"سب کے سامنے اسکا ہاتھ تھامتے جان لٹاتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔عنایہ کی نظریں آپ ہی آپ جھک گئیں پلکیں حیا کا بوجھ اٹھانے سے قاصر تھیں۔

"اوہو بھئی ڈائیلاگ نہیں رسم کرو۔۔"حوریہ چھیڑتے ہوئے دونوں کی رسم کرنے لگی تھی۔۔

وہ دور بیٹھا انگلیوں میں سگریٹ دبائے اس دشمنِ جاں کو دیکھ رہا تھا۔آج کتنی مختلف اور حسین لگ رہی تھی۔اپنے ولیمے کے بعد شاید ہی کبھی اسے اتنا سجا سنورا دیکھا ہو اور سب سے خاص اس کے لبوں پر کھلتی مسکراہٹ اور پرسکون چہرہ تھا۔

"تو میری جدائی نے تمہارے زخم بھر دیے حوریہ عثمان۔۔"لبوں پر پر اذیت مسکراہٹ لیے اسے تک رہا تھا۔پورے چھ ماہ بعد اسے دیکھا تھا۔دل میں ہلچل سی مچنے لگی تھی۔اسے قریب سے دیکھنے کی شدت سے ابھرتی خواہش کو دل میں دباتا رخ موڑ گیا۔۔

وہ دل ہی کیا جو ترے ملنے کی دعا نہ کرے
میں تجھ کو بھول کے زندہ رہوں خدا نہ کرے
رہے گا ساتھ ترا پیار زندگی بن کر
یہ اور بات مری زندگی وفا نہ کرے
یہ ٹھیک ہے نہیں مرتا کوئی جدائی میں
خدا کسی سے کسی کو مگر جدا نہ کرے
سنا ہے اس کو محبت دعائیں دیتی ہے
جو دل پہ چوٹ تو کھائے مگر گلہ نہ کرے
زمانہ دیکھ چکا ہے پرکھ چکا ہے اسے
قتیلؔ جان سے جائے پر التجا نہ کرے

"اگر میرا تمہاری زندگی سے نکل جانا تمہاری اداس صورت پر مسکراہٹ بکھیر سکتا ہے تمہیں اتنا خوش اور مطمئن کرسکتا ہے تو خدا کی قسم ریا میں خود کو بھی تم پر وار سکتا ہوں۔۔"سگریٹ ایش ٹرے میں مسلتے اس رگِ جاں سے ہمکلام تھا۔۔

"کیا کررہا ہے یہاں کھانا کھانے آیا ہے کیا بس۔۔"زوہیب جھنجھلایا ہوا اسکے سر پر پہنچ گیا۔وہ کونے کی ٹیبل پر تنہا بیٹھا تھا۔

"تو کیا ہر ٹیبل پر جاکر پلیٹیں لگاؤں۔۔"اکتاکر کہتا موبائل چیک کرنے لگا۔۔

"پھپھا جان اور انکل کو تو شکل دکھا دے ایک بار۔۔"اسکی کمر پر ہاتھ مارتا مزے سے بولا

"اپنے سسر سے تو مل چکا ہوں مگر بابا کی جانب رخ بھی کیا تو بغیر کسی کا لحاظ کیے جوتے ماریں گے۔۔"سر جھٹکتے ویٹر کو نزدیک بلاکر پانی کی بوتل اٹھالی۔۔

"لیکن تیری بیوی کو اتنا خوش اور مطمئن دیکھ کر دل تو چاہ رہا ہے اپنے گلے سے لگا لوں کونسا منتر پھونکا ہے آخر اس پر"زوہیب نے اسے اسٹیج کی جانب متوجہ کیا جہاں وہ ڈانس کرتے لڑکے لڑکیوں کو دیکھ لبوں پر مسکراہٹ لیے تالیاں بجارہی تھی۔زمور فوراً اپنی نظریں ہٹا گیا کہ کہیں اسکی ہی نظر نہ لگ جائے۔۔

"یہ تو اسی سے پوچھ میں تو ویسے بھی کالا جادو حرام سمجھتا ہوں"لبوں پر تلخ مسکراہٹ لیے اپنا کرتا جھاڑتا اٹھ کھڑا ہوا.کلف لگے ڈارک براؤن کرتا شلوار میں وہ خوبرو شخص چہرے پر سنجیدگی لیے بہت وجیہہ لگ رہا تھا۔

"لائر کی کال آرہی ہے بات کرکے آتا ہوں۔۔"اسے بتاتا فون کان سے لگاکر ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گیا۔۔

"ہاں بولو رضوان۔۔"روم کا دروازہ بند کرتے اپنے لائر سے مخاطب ہوا۔

"سر دو مشکوک افراد کو فاؤنڈیشن کے احاطے سے پکڑا گیا ہے۔۔آپ ضرورت کے پیشِ نظر اپنی سیکیورٹی الرٹ رکھیں پلیز۔۔"وہ فکرمند لہجے میں بولا تھا

"ہمم اوکے۔۔بس تم ماروی کے گھر کی خبر رکھنا میں نے سیکیورٹی تو دی ہوئی ہے مگر وہ کوئی بھی گندا کھیل کھیل سکتے ہیں"زیادتی شدہ بچی کی جانب توجہ دلائی تھی

"اوکے سر۔۔کیس کی لاسٹ ہیئرنگ ہے نیکسٹ ویک آپ بس محتاط رہیے گا۔۔کافی ہلچل مچی ہے میڈیا میں بھی۔۔"

"چلو ٹھیک ہے صبح ڈیٹیل میں بات کروں گا اس سلسلے میں۔۔"

"یار بری یہ گجرا ٹھیک۔۔"وہ کال کاٹتا مڑا تھا جب وہ دشمنِ جاں اپنے گجرے میں الجھی ڈریسنگ روم میں داخل ہوئی تھی مگر اسے سامنے کھڑا دیکھ ایک پل کے لیے بلکل ساکت رہ گئی ساکت تو وہ بھی ہوا تھا ایک پل کے لیے۔۔۔آج نجانے کتنے دن بعد اسے دیکھا تھا کتنا بدل گیا تھا وہ۔۔اسکی ذہین آنکھوں کے گرد حلقے اور سپاٹ چہرہ وہ کتنی ہی دیر تک اس پر سے نگاہیں نہ ہٹا سکی تھی۔اگلے ہی پل زمور نے لب بھینچ گیا۔بے تاثر نگاہوں سے اس ساکت مجسمے کو دیکھا تھا اور مضبوط قدم چلتا اسکے نزدیک آگیا۔حوریہ کا دل اس پل بہت زور سے دھڑکا تھا۔

"آگے سے ہٹو۔۔"وہ تو اپنے ہی خیالوں میں کھوئی تھی۔اسکا سپاٹ لہجہ جیسے محسوس ہی نہیں کیا تھا۔۔

"پلیز آگے سے ہٹو ریا۔۔"اسکی آنکھوں میں دیکھتے قدرے زور سے بولا۔وہ یکدم ہوش کی دنیا میں آئی تھی اور اسکے جملے پر آنکھوں میں حیرانگی در آئی لیکن زمور داؤد کی آنکھوں میں سرخی کے علاوہ کچھ نہ تھا نہ اسکے لیے والہانہ پن نہ پہلے جیسی بے تابی۔۔یہ کیوں بدل گیا تھا اتنا؟

"کیا تم ٹھیک ہو۔۔"اسے سن کھڑا دیکھ اب وہ پوچھے بغیر نہ رہ سکا۔کتنا مشکل تھا اس لڑکی کو نظرانداز کرنا۔۔نجانے کیوں حوریہ کی آنکھوں میں نمی جمع ہونے لگی۔نظریں جھکائے ایک سائیڈ پر ہوتی اسے جانے کا راستہ دے گئی۔زمور سختی سے اپنے جبڑے بھیچتا ایک جھٹکے سے باہر نکل گیا۔یعنی

وہ اسکا جواب دینا بھی ضروری نہیں سمجھتی تھی۔۔جبکہ دوسری جانب وہ کتنے ہی پل بے یقینی سے بند دروازہ دیکھتی رہ گئی۔وہ تو کیا سمجھ رہی تھی کہ یہ شخص اسے دیکھ کر ہی کھل اٹھے گا اسے پھر ان مخمور بے تاب نگاہوں سے دیکھے گا جن سے کبھی حوریہ عثمان اکتاہٹ اور نفرت محسوس کرتی تھی۔۔مگر آج اسکے بدلے انداز دیکھ سوچ میں پڑھتی بے بسی سے لب کاٹ کررہ گئی۔ہاں۔۔ان کے کونسے کبھی خوشگوار تعلقات رہے تھے جو وہ اسکی جانب پیش قدمی کرتا اسے سراہتا اور دونوں کے درمیاں ہوئی آخری گفتگو تو شاید زمور داؤد مر کر بھی نہ بھول سکتا ہو گا۔۔

******

وہ زوہیب کی اسٹڈی میں بیٹھا کیس کی فائلز اسٹڈی کررہا تھا۔سب اپنے اپنے کمروں میں بے خبر سورہے۔وہ اب تک کمرے میں نہیں گیا تھا کیونکہ جس کمرے میں وہ ٹھہرتا تھا اب وہاں وہ دشمنِ جاں بھی مقیم تھی اور اسے کمرے میں دیکھ کر نجانے کیا ردِ عمل دیتی۔انھی سوچوں میں الجھا تھا جب کمرے میں داؤد صاحب داخل ہوئے تھے۔زمور نے حیرت سے انہیں پھر ایک نظر رسٹ واچ میں ڈالی۔۔

"آپ اس وقت۔۔خیریت۔۔"

"کیوں تم نے مزید چھپنا یا بھاگنا تھا۔۔"ناگواری سے اسے دیکھا

"میں کیوں بھاگوں گا یا چھپوں گا۔۔"سر جھکاتا آہستہ سے بولا

"تو کونسا چلّہ کاٹ رہے تھے چھ ماہ سے۔۔"ان کے طنز پر وہ بس لب بھینچ گیا۔کہتا بھی کیا کہ جو سزا آپ نے نہ دلوائی اس کا ہرجانہ ادا کررہا ہوں۔۔

"جواب دو ان پانچ ماہ تک کیوں چھپ رہے تھے اور یہ کیا نیا پنڈورا باکس کھولا ہے۔۔کیوں ان وڈیروں سے پنگا لیا ہے۔۔؟"وہ آج پھر اسے کٹھرے میں کھڑا کر گئے تھے۔

"ایسا کوئی بڑا کیس نہیں ایک ہفتے میں نمٹ جائے گا"سر ہنوز جھکا تھا۔داؤد صاحب نے اسکے گھنے سیاہ بالوں پر ایک غصلی نگاہ ڈالی

"وہ لوگ کتنے خطرناک ہیں کچھ اندازہ ہے؟ان کی نظر میں کسی کی جاں کی کوئی اہمیت نہیں۔۔"

"آپ لوگوں کو اس کیس سے کوئی نقصان نہیں ہوگا کیونکہ کسی کے علم میں نہیں کہ آپ لوگ پاکستان آئے ہیں اور میری جان کی پرواہ تو آپ کو ہو نہیں سکتی۔۔"تلخی سے کہتا فائلز سمیٹنے لگا۔۔داؤد صاحب نے سختی سے اپنے لب بھینچ گئے۔کیا بتاتے کہ وہ اسی کی فکر میں کہہ رہے ہیں اپنی انہیں رتی برابر بھی پرواہ نہیں۔۔۔پندرہ سال سے یہ دوریاں بڑھتی چلی جارہی تھیں جو دونوں باپ بیٹے کو دیمک کی طرح چاٹ رہیں تھیں۔۔

"کیا واقعی تمہیں ایسا لگتا ہے۔۔"بہت ضبط سے بولے تھے مگر لہجہ خود بخود ہی کمزور پڑھ گیا۔زمور نے چونک کر انہیں دیکھا مگر پھر سر نفی میں ہلا گیا۔۔

"مگر آپ پریٹینٹ تو ایسا ہی کرتے ہیں جو مجھے آپ سے مزید فاصلے پر کر دیتا ہے۔۔جو میرے دل کو مزید توڑ دیتا ہے پندرہ سال سے آپ کی ناراضگی برداشت کر رہا ہوں لیکن پھر بھی سمجھ نہیں آتا۔۔میں نہیں جانتا آپ سے اور ریا سے کس طرح معافی مانگوں کونسا انداز آپ لوگوں کو پسند آئے گا کیا جان دے دوں۔۔؟پھر مان جائیں گے؟"سرخ پڑھتی آنکھوں سے بہت بے بسی سے بولا تھا۔۔داؤد صاحب کی آنکھیں آج نجانے کیوں بھیگ گئیں تھیں۔

"اور یہ کیسے مانو گے کہ کوئی پرواہ کرتا ہے اسی لیے کہتا ہے۔۔"اسے خشمگیں نگاہوں سے گھورا

"گلے لگانا شرط ہے۔۔"ان کے قریب آتا زبردستی گلے لگ گیا داؤد صاحب نے بھی اپنے کڑیل جوان کو سینے سے لگالیا تھا۔وہ ناراض تھے اس سے غصہ بھی تھے مگر اسکی انتھک محنت،ندامت اور عبادت کے آگے ہار گئے تھے۔وہ کافی دیر تک ان کے گلے سے لگا رہا ان کی خوشبو ان کا لمس محسوس کرتا رہا کتنا ترسا تھا ان گزرے برسوں میں اس زندگی بخشتے لمس کے لیے۔۔۔

"آج آفاق انکل ہوتے تو شاید مجھ سے بھی زیادہ خوش ہوتے۔۔"ان سے الگ ہوتے آنکھ کا کنارہ صاف کیا۔آج وہ مہربان شخصیت شدت سے اسے یاد آئی تھی۔۔

"اس شخص کے مجھ پر بہت احسان ہیں اس نے میرا بیٹا لوٹایا ہے۔۔انہیں میں کبھی نہیں بھول سکتا۔۔ان کی بیٹی امانت ہے اسکا ہم نے ہی خیال رکھنا ہے ہمیشہ"اسکا کندھا تھپکتے ایک گہری سانس بھر کر بولے۔۔کھڑکی سے یہ منظر دیکھتی حوریہ عثمان اپنے آنسو پونچھتی پلٹ گئی تھی۔یہ خوبصورت منظر جیسے اسکے دل پر ہمیشہ کے لیے نقش ہوگیا تھا۔

"اور شہریار احسن طریقے سے یہ ذمہ داری نبھا رہا ہے۔۔"سر اثبات میں ہلاتے انہیں بتایا۔

"لیکن تمہیں میں تمہاری اور حوریہ کی زندگی سے کھیلنے نہیں دونگا بتارہا ہوں یہ آخری کیس ہونا چاہیے جس میں تم بذاتِ خود شرکت کروگے۔۔"قطعی لہجے میں بولے تھے۔وہ بے بسی سے مسکرادیا۔

"اوکے بوس۔۔"فرمانبرداری سے سرہلا گیا۔وہ بھی اسکا کندھا تھپکتے کمرے سے باہر نکل گئے۔آج زمور داؤد خود کو بہت ہلکا پھلکا محسوس کررہا تھا۔رب نے آج اسکی ایک اور آزمائش ختم کردی تھی۔اسکے باپ کا دل اسکے لیے موم کردیا تھا۔وہ شفقت بھرا لمس لوٹا دیا تھا۔۔

*****

"اٹھ گئے بیٹا آؤ۔۔"نیوی بلو تھری پیس میں تیار زمور کو لاؤنج میں آتا دیکھ بشریٰ صاحبہ نے ڈائننگ ٹیبل پر بلالیا۔کل رات جب داؤد صاحب سے بیٹے سے دوستی کے بارے میں سنا تھا وہ تو جیسے پھر سے جی اٹھی تھیں۔رات سب وجاہت صاحب کے گھر ہی رکے تھے۔اس وقت ڈائننگ ٹیبل پر بشریٰ صاحبہ اور عائلہ خاتون کے ساتھ صرف وہ بھی بیٹھی تھی۔حوریہ نے بھی ایک نظر اس پر ڈالی تھی پھر نگاہیں اپنی پلیٹ کی جانب جھکا گئی۔

"سب کرچکے ناشتا"اسکے سامنے والی چیئر پر بیٹھتے ان سے پوچھا۔

"ہاں کرچکے ہیں شعیب ابھی سورہا ہے اتنی جلدی نہیں کرتا۔۔"اسے بتاتے آملیٹ آگے رکھا۔حوریہ غیر محسوس انداز میں اسے دیکھ رہی تھی جو کہیں جانے کے لیے تیار لگ رہا تھا۔

"زمور حوریہ کو مال لے جانا کوئی اشو ہورہا ہے اسکے ڈریس میں۔۔"ایک نظر حوریہ پر ڈالتے عائلہ خاتون اس سے بولیں۔۔

"میں بزی ہوں ٹائم ہوا تو آجاؤں گا۔۔"ماں کو جواب دیتے ایک نظر اسے دیکھا۔اسکی نظریں بھی اسی پر تھیں مگر اگلے ہی لمحے جھکا گئی۔

"کیا مطلب بزی ہو۔۔پہلے اسکے کام کرواؤ۔۔سینڈل بھی نہیں لی نا تم نے بیٹا"اسے ڈپٹتے حوریہ سے مخاطب ہوئیں اُس نے آہستہ سے نفی میں سر ہلادیا۔

"اِٹس اوکے میں بری کے ساتھ چلی جاؤں گی۔۔"اسکی سپاٹ شکل دیکھ کر دل مسوستی خود ہی بول پڑی تھی۔

"مجھے کہاں لے کر جانے کی بات ہورہی ہے۔۔"بریرہ بھی وریشہ کو لیے وہیں چلی آئی تھی۔۔

"کہہ رہی ہے اپنی شاپنگ کے لیے تمہارے ساتھ چلی جائے گی۔۔"

"نہیں بھئی یہ مجھے بہت تنگ کرتی ہے آئی ایم سوری۔۔"وریشہ کو گھورتے ہری جھنڈی دیکھا دی۔حوریہ نے دانت پیس کر اسے دیکھا تھا

"زیادہ ڈرامے نہ کرو جھوٹی۔۔اس معصوم کا بہانہ مت کرو"دبی دبی آواز میں غرائی تھی۔

"معصوم!! اللہ کرے تمہیں ٹوئن ملیں ایسی معصوم۔۔"باقاعدہ دعا مانگی تھی بشریٰ صاحبہ اور عائلہ خاتون ہنس پڑیں تھیں جبکہ وہ زمور کی نظریں خود پر محسوس کرتی سر سے پیر تک سرخ پڑ گئی۔۔

"مت جاؤ دفع ہوجاؤ۔۔"اسکے کندھے پر ہاتھ مارتی اٹھ کر تیزی سے لاؤنج سے نکل گئی۔نجانے کیوں اسکی نگاہوں کے سامنے ٹکنا اب محال لگا تھا۔اس کے جاتے ہی زمور بھی تیزی سے باہر کی جانب بڑھ گیا۔جانتا تھا اسے کتنا ناگوار گزرا ہوگا ایسا مزاق۔۔اسکی سوچوں سے بے خبر اپنے ہی دھیان میں نکلتا آنے والے وقت کے لیے بہت کچھ سوچ چکا تھا۔۔

******

وہ عشاء کی نماز پڑھ کر جائے نماز تہہ کررہی تھی جب اسکا موبائل بج اٹھا۔موبائل اٹھایا "زوباریہ کالنگ"لکھا آرہا تھا۔اسکے افسردہ چہرے پر مسکراہٹ سی دوڑ گئی۔۔

"تیار ہوگئیں۔۔"

"نہیں بری اور باقی سب گئے ہیں میرا موڈ نہیں تھا گھر پر ہی ہوں ماما کے ساتھ کیونکہ یہاں بھی کافی مہمان آئے ہوئے ہیں۔۔"دوپٹہ کھولتے جائے نماز ہاتھ میں لیے بیڈ پر ہی بیٹھ گئی۔۔

"کیا عجیب بورنگ لڑکی ہو اپنی فرینڈ کی مہندی مس کردی۔۔"اسکے لتاڑنے پر حوریہ ہنس پڑی

"کوئی بات نہیں ابھی دو فنکشن باقی ہیں وہ اٹینڈ کرلوں گی۔۔"اطمینان سے کہتی جائے نماز کی مخمل پر ہاتھ پھیرنے لگی۔یہ وہی جائے نماز تھی جس پر زمور داؤد اپنے اسٹڈی روم میں نماز پڑھتا تھا اور وہ یہاں کیوں لے آئی تھی اسے خود اندازہ نہ تھا شاید اس میں اس شخص کی خوشبو بسی تھی جو اب حوریہ عثمان کو بہت بھلی لگنے لگی تھی۔

"تم نا پاگل ہو میں تو اتنا مس کرتی ہوں پاکستانی شادیاں۔۔"حسرت بھرے لہجے میں بولی

"تو آرہی ہو نا پاکستان۔۔کرنا اپنی نند کی شادی لگ پتہ جائے گا کہ کتنے فنکشن اور رسمیں ہوتی ہیں۔۔"

"کوئی نہیں مزا آئے گا بس تم اور تمہارے شوہر ہو ہی آدم بیزار ایک کمرے میں برداشت کیسے کرلیتے ہو ایک دوسرے کو"اسکے شرارتی انداز پر حوریہ دانت پیس گئی

"ہاں تو تمہاری طرح تھوڑی جو شیری سے ہر وقت چپکی رہتی ہو۔۔"وہ بھی حساب بےباک کرگئی۔۔

"بیہودہ۔۔میں ایسی نہیں ہوں۔۔"اسکی جھینپی جھینپی آواز آئی تھی۔حوریہ اپنی کھکھلاہٹ نہ روک سکی۔اسی پل شاپنگ بیگز لیے زمور داؤد کمرے میں داخل ہوا تھا اور اسکا کھکھلاتا چہرہ دیکھ کچھ پل کے لیے ساکت کھڑا رہ گیا تھا۔حوریہ نے جائے نماز جھٹ اپنی کمر کے پیچھے کی۔۔

"زوبی میں بعد میں بات کرتی ہوں تم سے۔۔ابھی ایک کام ہے۔۔"بات مختصر کرتی کال کاٹ گئی۔۔صبح والے واقعے کے بعد اب نظر آیا تھا اور ہاتھ میں موجود شاپنگ بیگز دیکھ کر اسے آگ ہی لگ گئی۔یکدم بیڈ سے اٹھ کر کبڈ کی جانب بڑھی تھی اور جائے نماز اس میں چھپا دی۔زمور اسکی تمام

حرکات وسکنات دیکھ رہا تھا مگر اس کے ہاتھ میں موجود جائے نماز نہ دیکھ سکا تھا۔اگر دیکھ لیتا تو شاید اپنی قسمت پر رشک کرتا ہر اس لمحے کو دعا دیتا جب جب اس نے اس جائے نماز پر سجدہ کیا تھا۔

"یہ تمہارا سامان۔۔"اسے کمرے سے نکلتے دیکھ روک گیا تھا۔

"جب صبح سب کے سامنے منع کردیا تھا تو یہ احسان کرنے کی کیا ضرورت تھی"ایک جھٹکے سے رخ موڑتی تھوڑا نزدیک آئی۔۔زمور چند پل اسکے تتنے ہوئے تاثرات کو دیکھتا رہا

"ماما نے کہا تھا اسی لیے لایا ہوں اور اگر نہ پہنو تو آگ لگا دینا۔۔"سپاٹ لہجے میں کہتے بیگ بیڈ پر پھینکے اور تیزی سے کمرے سے نکل گیا۔اس نے حیرانی سے اسے جاتا دیکھتا اور دانت پیستی بیڈ کے نزدیک آگئی۔۔

"زمور داؤد آئی ہیٹ یو۔۔"غصے سے بڑبڑاتی بیگز چیک کرنے لگی۔آگ تو کسی طور نہیں لگا سکتی تھی اب۔۔

*****

"سر آپ کے پیپرز تیار ہوچکے ہیں۔۔"لائر نے پیپرز اسکے سامنے رکھے۔وہ اس وقت اپنے لائر کے آفس میں بیٹھا تھا۔زمور نے سگریٹ پیتے ایک نظر پیپرز پر ڈالی لبوں پر ایک تلخ مسکراہٹ تھی۔

"آج کے بعد تمہیں میری ذات سے کوئی شکایت نہیں ہوگی حوریہ عثمان۔۔"تصور میں اس سے ہمکلام ہوتا پیپرز اٹھا گیا

"بہت شکریہ۔۔"لائر سے مصافحہ کرتا آفس سے باہر نکل گیا۔۔

"اب میری ذات تمہاری خوشیوں اور تمہاری زندگی میں کبھی رکاوٹ نہیں بنے گی۔۔تمہیں میرا غلیظ وجود دیکھ کر تل تل مرنا نہیں پڑے گا"کار ڈرائیو کرتے اپنی سوچوں میں الجھا تھا۔جب ہی موبائل پر "زوہیب کالنگ"لکھا دیکھ کان سے لگا گیا۔۔

"خبیث کہاں ہے تو۔۔بارات نکلنے کا ٹائم ہو رہا ہے۔۔"وہ چھوٹتے ہی شروع ہو چکا تھا۔

"ایک اہم کام نبٹانا تھا۔۔بس پہنچ رہا ہوں۔۔"نظریں ونڈ اسکرین کے پار سڑک پر جمی تھیں مگر ذہن کہیں اور ہی پرواز کر رہا تھا۔

"آ جلدی نہیں تو انکل غصہ ہوں گے۔۔"

"اب کیا پہیوں کی جگہ پر لگا لوں۔۔رکھ فون۔۔"اتنا کہتا کال کاٹ گیا۔جس وقت وہ "وجاہت ولا"پہنچا بارات نکلنے کی تیاریاں ہو رہیں تھیں۔وہ بھی تیزی سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔

"یار زمور بھائی خود تو شورٹ نوٹس پر شادی کر کے بیٹھ گئے اور میرے ٹائم پر اتنا لیٹ آ رہے ہو۔۔"اسے اوپر آتا دیکھ گولڈن شیروانی میں تیار شعیب اپنے کمرے سے نکلا تھا۔

"بیٹا صبر کر جلدی کا کام شیطان کا ہوتا ہے کیوں اتاولہ ہو رہا ہے۔۔"اسے چھیڑا تھا۔۔

"مطلب آپ خود کو شیطان کہہ رہے ہو۔۔"وہ بھی کہاں باز آنے والا تھا

"کم اڑو بیٹا۔شادی کے بعد ویسے بھی بیوی سارے پر کتر دے گی۔۔"خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا

"تبھی آپ بغیر پنکھ کے نظر آ رہے ہیں۔۔"وہ پھر بولا تھا مگر زمور اس بار اسکی بکواس نظرانداز کرتا اپنے کمرے میں آ گیا۔کمرا خالی تھا حوریہ عبیر اور بریرہ کے ساتھ پارلر گئی ہوئی تھی۔زوہیب انہیں ہی پک کرنے گیا تھا۔ایک گہری سانس بھرتے اینولپ اپنی کبڈ میں رکھا اور ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گیا۔۔

****

گولڈن اور سر رنگ کے متزاج کی قدموں تک آتی میکسی پر کندھوں سے نیچے تک آتے بال کرل کیے وہ حوروں جیسے حسن والی لڑکی لبوں پر دھیمی مسکراہٹ لیے آج الگ ہی قیامت ڈھارہی تھی۔اس کے چہرے پر چمک اسکے شہردل میں مچتی ہلچل کی ترجمانی کررہی تھی اور کچھ مصنوعی رنگوں کا بھی کمال تھا کہ آج ہر نگاہ اس پر اٹھی تھی۔کچھ میں رشک تھا تو کچھ میں ستائش۔مہرین صاحبہ نے باقاعدہ اسکی نظر اتار کر صدقہ دیا تھا۔

"یار ماما اب ایسی حور بھی نہیں لگ رہی کہ آپ یوں بلائیں اتار رہی ہیں۔۔"وہ اب واقعی میں چڑ گئی تھی۔عائلہ خاتون اور بشریٰ صاحبہ ہنس پڑیں جبکہ انہوں نے گھور کر اسے دیکھا تھا۔

"زیادہ فضول بولنے کی ضرورت نہیں ہے سمجھیں۔۔"اسے ڈپٹتیں دلہن کے گفٹس اٹھوانے لگیں۔بھابھی کبریٰ سے بولیں یہ سامان ڈریسنگ روم میں رکھوا دیں۔۔۔"وہ لوگ بارات لے کر پہنچ چکے تھے حوریہ کو وہ اب تک نظر نہیں آیا تھا۔شاید جھنجھلاہٹ کی اصل وجہ یہی تھی کہ وہ جس کے لیے اتنا سنوری تھی اسکے علاوہ سارا جہان دیکھ چکا تھا۔۔

"جاؤ لڑکیوں عنایہ کے پاس ڈریسنگ روم میں۔۔نکاح ہونے والا ہے۔۔"کبریٰ صاحبہ خود ہی ان کے پاس چلی آئیں تھیں۔پھر وہ لوگ ڈریسنگ روم کی جانب ہی بڑھ گئیں تھیں۔عنایہ نے بلڈ ریڈ شرارہ زیب تن کیا تھا جس میں وہ اپنا تمام تر حسن اور معصومیت لیے ہر آنکھ کو خیرہ کررہی تھی۔نکاح کی رسم بخیر و عافیت انجام پائی تھی۔حوریہ نے اسے باقاعدہ گلے لگ کر مبارک باد دی تھی اور اس پل دونوں ہی کی آنکھیں بھیگ گئیں تھیں کیونکہ وہ اور ان کا رب ہی جانتا تھا کہ ان خوشیوں کی دہلیز

تک پہنچنے کے لیے کتنے غم کے دریا عبور کیے تھے انوں نے۔۔اور رب کبھی اپنے بندے کو مایوس نہیں کرتا۔۔

"بس الگ ہو جاؤ دونوں شعیب جیلس ہو جائے گا اگر اسے پتا چل گیا تو۔۔"بریرہ نے چھیڑتے ہوئے کہا۔عنایہ جھینپ سی گئی جبکہ اسکے لبوں پر مسکراہٹ آگئی تھی۔۔

"بری آج تو یہ پہچانی نہیں جارہی۔۔"عنایہ نے اپنا بھاری کامدار دوپٹہ ٹھیک کرتے ستائشی نظروں سے اسے دیکھا۔ہاتھوں میں مہندی کانوں میں جھمکے لبوں پر سرخی اسکا سجا سنوارا روپ اسے ششدر کرگیا تھا۔۔

"اے بس کرو۔۔"اس نے گھورتے ہوئے یہیں روک دیا ورنہ وہ لوگ پھر شروع ہو جاتیں۔۔

"آج تو گئے زمور بھائی۔۔"نظریں گھماتے اسے چھیڑا وہ یکدم سٹپٹا سی گئی تھی۔۔اسکے چہرے کے رنگ دیکھ کر بریرہ اور عبیر اپنا قہقہہ ضبط نہ کرسکیں تھیں

"شرم کرلو تھوڑی دلہن ہو۔۔اپنی فکر کرو بیٹا۔۔"وہ بھی معنی خیزی سے وار کرتی اسے سرخ کرگئی تھی۔

"چلو بس میری دیورانی کو تنگ نہ کرو اور باہر لے کر چلو۔۔"بریرہ نے ہی ان لوگوں کو کھڑا کیا تھا۔وہ سب فلیش اور اسپاٹ لائٹس کی روشنی میں عنایہ کو اسٹیج تک لا رہیں تھیں۔شعیب کے برابر میں بلیک شیروانی میں ملبوس زمور داؤد عنایہ کو اسٹیج تک لاتی اس دشمنِ جاں کے روپ کو دیکھ چند پل اس ماحول سے بیگانہ ہوگیا تھا۔اسکے لائے لباس میں پور پور سجی دل کی دنیا تہہ وبالا کرگئی۔اسے بلکل توقع نہ تھی کہ وہ یہ لباس پہنے گی۔حوریہ کی نگاہیں بھی اسی پل سامنے اٹھی تھیں اور اسے سامنے بیٹھے خود کو تکا پاکر دل بہت زور سے دھڑکا تھا۔شاید یہ اسکی گھبراہٹ ہی تھی کہ یکدم اسکا

پاؤں رپٹا تھا۔عبیر اگر فوراً تھام نہ لیتی تو شاید زمیں بوس ہوجاتی۔۔زمور کو اس پل اپنی بے اختیاری پر شدت سے غصہ آیا تھا اور لب بھینچتا دوسری جانب سے خاموشی سے اسٹیج سے اتر گیا۔حوریہ نیچے مہرین صاحبہ اور عثمان صاحب کے پاس آگئی تھی کیونکہ اسکی ہیل کا اسٹیپ کھل چکل تھا۔۔

"دیکھا لگ گئی نہ نظر۔۔"مہرین صاحبہ نے خفگی سے اسے دیکھا

"یار بابا چپ کروائیں ماما کو۔۔"نروٹھے انداز میں مہرین صاحبہ کو دیکھا۔عثمان صاحب ہنس پڑے تھے۔۔

"بھئی میری بیٹی کو کچھ نہ کہو میں نے دعا پڑھ دی ہے۔۔"اسے اپنے ساتھ لگاتے ماتھا چوم لیا۔

"خوش ہے میرا بیٹا؟"

"ہاں تھوڑا تھوڑا۔۔"لبوں پر دھیمی مسکراہٹ لیے ان سے الگ ہوئی۔عثمان صاحب کے دل میں ڈھیروں اطمینان اتر گیا تھا

"اللہ ہمیشہ خوش رکھے۔۔"پیار سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا اس میں تو ان کی جان بستی تھی۔

"چلو میں ذرا انتظام دیکھ لوں وجاہت کے ساتھ۔۔"اسے کہتے اٹھ کھڑے ہوئے۔وہ بھی سرہلاتی اسٹیج کی جانب دیکھنے لگی۔نجانے دوبارہ کہاں غائب ہوگیا تھا وہ۔۔

"افففف حوریہ۔۔"خود بھی اپنی کیفیت سے جھنجھلاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"بہت حسین لگ رہی ہو جانم۔۔"شعیب نے غیر محسوس انداز میں بہت مدھر سرگوشی کی تھی۔۔عنایہ ہلکی سی مسکراہٹ لبوں پر سجائے پلکیں جھکا گئی۔ان کے شاندار کپل کو ہر کسی نے سراہا تھا۔تمام رسومات کے بعد تقریباً ایک بجے رخصتی انجام پائی تھی۔رخصتی کے وقت فرقان صاحب اور کبریٰ صاحبہ دونوں ہی اسے گلے سے لگا کر رو پڑے تھے اور آج وہ مبین صاحب کو بھی نہیں بھولی تھی

جنہوں نے ہمیشہ اس کا بھلا چاہا تھا اور یوں سب کی دعاؤں میں وہ شعیب وجاہت کی ہمراہی میں رخصت ہوگئی تھی۔۔

*****

وہ وجاہت ولا کے گارڈن میں ٹہل رہے تھے۔لبوں پر ایک پرسکون مسکراہٹ تھی۔جس وقت انہوں نے حوریہ کا ہاتھ زمور داؤد کے ہاتھ میں سونپا تھا دل میں بہت سے اندیشے تھے کہ ان کی بیٹی اس کے ساتھ رہ بھی پائے گی یا نہیں۔۔وہ اسے خوش بھی رکھ پائے گا یا نہیں۔۔مگر آج نجانے کتنے سال بعد اسے باقی سب کی طرح مسکراتے دیکھ وہ جیسے جی اٹھے تھے ورنہ ان کی بیٹی کہاں ایسے گیدرنز انجوائے کرتی تھی وہ تو لوگوں سے بھاگنے والی لڑکی تھی۔گھنٹوں گھنٹوں کمرے میں اکیلی پڑی رہتی۔اگر کوئی پلٹ کر نہ پوچھے تو ویسے ہی پڑی رہتی تھی۔ہجوم سے بھاگنے والی انکی حور آج اسی میں شامل مسکرارہی تھی۔وہ زندگی کی جانب لورہی تھی۔

اپنی سوچوں میں گم سجے ہوئے بنگلے کو دیکھ رہے تھے۔وہ لوگ ابھی کچھ دیر پہلے ہی بارات لے کر لوٹے تھے۔اندر نجانے کون کون سی رسمیں کررہیں تھیں وہ سب۔۔اسی پل پورچ میں زمور داؤد کی کار رکی تھی۔وہ کسی کام کے سلسلے میں باہر گیا تھا۔

"زمور۔۔"انہوں نے دور سے ہی اسے پکارا تھا۔زمور نے سجے ہوئے لان کی سائیڈ حیرت سے انہیں دیکھا اور کار لاک کرتا وہیں چلا آیا۔۔

"جی انکل۔۔"

"آؤ بھئی۔۔شادی کے چکروں میں مل کر بیٹھے ہی نہیں۔۔"اس کا کندھا تھپک کر خوشگوار انداز میں بولے تھے۔زمور اپنی حیرت پر قابو پاتا ان کے ہم قدم ہو لیا۔۔

"کیس کیسا چل رہا ہے۔۔"ہاتھ پشت پر باندھے ایک نظر اسے دیکھا

"ہماری سائیڈ کافی اسٹرانگ ہے کیونکہ ایک فیملی مزید گواہ کے طور پر آگئی ہے۔۔انشاءاللہ کل کی ہیئرنگ میں فیصلہ ہوجائے گا"

"وہ لوگ بہت خطرناک ہیں میں چاہتا ہوں تم اپنی سیکیورٹی بڑھا لو۔۔"ان کے لہجے میں اپنے لیے فکر اس نے بخوبی محسوس کی تھی۔

"مجھے خود سے زیادہ آپ لوگوں کی پرواہ ہے اسی لیے جلد از جلد یہاں سے نکلنا چاہتا ہوں۔۔ریا اور ماما بابا یہیں رہیں گے جب تک پاکستان میں ہیں۔۔"

"بلکل نہیں ہمیں تم بھی عزیز ہو۔۔اللہ نہ کرے تمہیں کچھ ہوگیا تو سوچا ہے تم سے جڑے لوگوں پر کیا گزرے گی۔۔"وہ خفگی سے بولے تھے۔زمور محض لب بھینچ کر رہ گیا۔۔

"اور جب سے اپنی بیٹی کو تمہارے ساتھ خوش اور مطمئن دیکھا ہے میں نہیں چاہتا کوئی بھی پریشانی تمہیں چھو کر گزرے۔۔۔"محبت بھری نگاہوں سے اپنے قابل داماد کو دیکھا۔زمور کے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی تھی۔وہ لوگ جسے اسکا کرشمہ سمجھ رہے تھے کیا بتاتا وہ اسکے ساتھ نہیں بلکہ اسکی دوری سے اتنی خوش اور مطمئن تھی۔اس میں بس اسکا اتنا کمال تھا کہ وہ اسکے ایک بار کہنے پر ہی دور چلا گیا تھا۔۔ان کی محبت پر زمور خاموشی سے سر ہلا گیا۔۔

"چلو اندر چلتے ہیں کافی رات ہوچکی ہے تمہیں بھی صبح جلدی اٹھنا ہوگا۔۔"اسے ساتھ لیے اندر کی جانب بڑھ گئے۔۔

****

رات کے تین بج رہے تھے وہ لوگ عنایہ کو شعیب کے کمرے میں چھوڑ کر اپنے اپنے کمروں کی جانب بڑھ گئیں تھیں۔تمام ہنگامے تھم گئے تھے۔زیادہ تر مہمان بھی گھروں کو لوٹ چکے تھے۔دروازہ وا کرتی کمرے میں داخل ہوئی تو لیمپ کی روشنی میں وہ صوفے پر دراز کسی گہری سوچ میں گم تھا۔وہ کچھ جھجھک سی گئی۔اب اسے دیکھ کر دل الگ ہی لے پر دھڑکنے لگتا تھا۔دروازہ بند کرکے ایک چور نگاہ اسکے سنجیدہ چہرے پر ڈالتی ڈریسنگ ٹیبل کے پاس آگئی۔نگاہیں آئینے میں خود پر ڈالیں تو لبوں پر ایک دھیمی مسکراہٹ بکھر گئی جسے وہ فوراً دبا گئی تھی۔آج جتنی تعریفیں اس نے وصول کیں تھی اسکے بعد دل خودبخود ہی اس شخص کی جانب سے بھی ستائش اور والہانہ نگاہوں کے لیے مچل اٹھا تھا۔کتنا بدل گئی تھی وہ اس ایک سال کے عرصے میں۔۔اپنی خواہش پر لبوں پر آپ ہی آپ پھر ایک مسکراہٹ دوڑ گئی۔۔

"مجھے دو منٹ بات کرنی ہے تم سے۔۔"اسے اپنی سوچوں میں گم دیکھ مخاطب کیا تھا۔اسکی سنجیدہ آواز پر وہ خیالوں کی دنیا سے باہر آئی۔۔

"کیا۔۔"پلٹ کر اپنی دلکش نگاہیں اس پر ڈالیں۔اس پری پیکر کو اتنے قریب سے دیکھ زمور داؤد کا دماغ ایک پل کے لیے بلکل بلینک ہوگیا۔کتنی حسین لگ رہی تھی وہ۔۔اگلے ہی پل فوراً سر جھٹک کر جبڑے بھینچتا نگاہوں کا زاویہ بدل گیا۔۔

"میں جانتا ہوں تم نے کس طرح دو دن مجھے برداشت کیا ہے ان سب کی وجہ سے۔۔مگر میں مزید تمہارا امتحان نہیں لوں گا۔۔"ایک پل کے لیے رکا تھا۔وہ دم بخود سی اسے دیکھ رہی تھی۔

"ریا میں نے تمہیں دکھ دیا تمہاری تکلیفوں کا سبب بنا جس پر میں شاید خود کو کبھی معاف نہ کرسکو مگر میں نے تم سے محبت کی تھی تمہیں اپنا بنانے کی کوشش کی تمہارے۔۔رنگ میں رنگنے کی کوشش

کی مگر میں ایک گناہوں میں لتھڑا شخص ہوں اور تمہاری دنیا میں میری کوئی گنجائش نہیں اسی لیے۔۔"اسکے ساکت وجود پر ایک نظر ڈالتے ٹیبل پر پڑا اینولب اٹھایا۔

"کل آخری ہیئرنگ ہے میرے کیس کی میں ہمیشہ کے لیے چلا جاؤں گا مگر اس سے پہلے تمہیں یہ دینا چاہتا ہوں۔۔ تمہیں مزید اذیت میں تڑپتا نہیں دیکھ سکتا۔۔"ضبط سے سرخ پڑھتی آنکھوں سے اسکی نم ہوتی آنکھوں میں دیکھا۔حوریہ نے ناسمجھی سے اینولب کو دیکھا۔زمور اسکی نگاہوں کا مفہوم سمجھ گیا تھا۔۔

"مجھ میں۔۔میرے دل میں اتنی طاقت نہیں کہ تمہیں خود سے دور کروں۔۔اسی لیے علیحدگی کے تمام اختیارات تمہیں سونپ کر جارہا ہوں۔۔تم جب چاہو اس بےنام اور ان چاہے بندھن سے خود کو آزاد کرسکتی ہو۔۔"اسے خاموش کھڑا دیکھ زمور داؤد کے اندر کچھ بہت زور سے ٹوٹا تھا۔لب بھینچتے اینولب اسکے برابر میں ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ دیا۔

"میں نے صرف تمہیں چاہا تھا تمہاری آرزو کی تھی مگر میری ذات تمہاری خوشیوں میں رکاوٹ بنے۔۔اس سے بہتر ہے میں خود ہی تم سے الگ ہوجاؤں۔۔"ایک بےبس مسکراہٹ لبوں پر آئی تھی۔صوفے کی سائیڈ سے اپنا بیگ اٹھاتے ایک آخری الوداعیہ نگاہ اس رگِ جاں پر ڈالی اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

حوریہ نے ایک دھندلائی نگاہ دروازے کی سمت اور پھر اس اینولب پر ڈالی۔کیا وہ جارہا ہے اسے چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے؟بغیر اسکا ایک لفظ بھی سنے۔۔اسے لگا کسی نے اسکی روح کھینچ لی ہو۔دل و دماغ میں ایک حشر سا برپا ہوا تھا۔۔

"نہیں۔۔تم۔۔تم ایسا نہیں کرسکتے میرے ساتھ۔۔"آنسو ٹوٹ کر گال پر گرے تھے اور وہ دیوانوں کی طرح باہر کی جانب لپکی تھی۔تیزی سے بھاگتے ایک لمبی راہ داری عبور کی تھی۔وہ نیچے جاتی سیڑھیوں کی جانب بڑھ رہا تھا۔اس کے گلے میں ایک گولا سا اٹکنے لگا۔۔

"رک۔۔رک جاؤ۔۔"رندھے ہوئی آواز میں بمشکل چیخی تھی۔رات کے سناٹے میں اسکی سسکی بھری پکار زمور داؤد کے کانوں سے ٹکرائی تو اسے لگا وہ پتھر کا ہوگیا ہو۔ایک نظر پلٹ کر اسے دیکھا اس سے تقریباً دس پندرہ قدم دور ننگے پاؤں آنکھوں میں آنسو لیے وہ رگِ جاں کھڑی تھی۔اسے لگا وہ کوئی خواب دیکھ رہا ہو۔۔

"کہاں۔۔جارہے ہو ہاں۔۔"بھرائے ہوئے لہجے میں چیختی قدم قدم اسکے نزدیک آرہی تھی۔اور زمور داؤد بت بنا اسے تک رہا تھا حوریہ عثمان کا اپنی جانب اٹھتا ہر قدم اسے اپنی خوش بختی کی جانب بڑھتا محسوس ہورہا تھا۔ٹھنڈے فرش پر آہستہ آہستہ قدم دھرتی اسکے سامنے آرکی۔۔

"کہاں جارہے تھے بولو۔۔"نم لہجے میں چیختے اسکا گریبان پکڑ گئی۔۔مگر وہ اب بھی خاموش تھا جیسے اس حسین حقیقت کو قبول نہ کرپارہا ہو۔۔نگاہیں تھیں کہ اس کے ملیح چہرے سے ہٹنے سے انکاری تھیں۔حوریہ نے غصے سے اسے بت بنا دیکھا اور اسکا مضبوط ہاتھ تھامتی واپس کمرے کی جانب بڑھنے لگی۔وہ کڑیل جوان اسکے ساتھ کسی بے جان بت کی طرح چل رہا تھا مگر بیچ میں اسکے قدم ٹھہر گئے۔۔حوریہ نے پلٹ کر اسے دیکھا تھا۔

"مت رکو۔۔ورنہ جا نہیں پاؤں گا۔۔"بہت بےبسی سے بولا تھا۔حوریہ کی آنکھوں سے تیزی سے آنسو گرنے لگے۔۔

"اور میں نہ جانے دوں۔۔روک لوں۔۔پھر؟"اسکا ہاتھ چھوڑ کر دھونس بھرے لہجے میں کہتی ایک قدم نزدیک آئی تھی۔زمور نے کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں باقی ماندہ فاصلہ مٹایا تھا اور اسکی کمر کے گرد ہاتھ ڈالتا قریب کرگیا۔۔

"تم کہہ کر تو دیکھو۔۔کھڑے کھڑے جان بھی دے دوں گا۔۔"اسکا گھمبیر لہجہ اور خمارآلود نگاہیں حوریہ کے وجود میں سنسنی سی دوڑا گئیں۔۔

"جھوٹا۔۔۔"اسکی گرفت سے نکلتی کمرے کی جانب بڑھ گئی۔زمور نے حیرت سے اسے دیکھا تھا پھر لبوں پر ایک دلنشین مسکراہٹ لیے بالوں میں ہاتھ پھیرتا کمرے کی جانب بڑھ گیا۔وہ بیڈ پر بیٹھی اپنے آنسو پونچھ رہی تھی۔دروازہ بند کرتا اسکے پاس چلا آیا۔۔

"ریا۔۔"اس کا ہاتھ تھامنا چاہا مگر اس نے اینولب کے ٹکڑے کرکے اسکے منہ پر دے مارے۔۔

"یہ محبت ہے تمہاری کہ اگر میں دور ہوں تو تم مزید دور ہوجاؤ۔۔"بیڈ سے اٹھتی چیخی تھی۔

"اگر میں تمہارے پیچھے نہ آتی تو چھوڑ جاتے ہمیشہ کے لیے مجھے۔۔"آنکھوں میں آنسو لیے شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔زمور نے ایک جھٹکے سے کھینچ کر اسے اپنی باہوں میں قید کرلیا۔

"ہٹ جاؤ تم نہیں کرتے مجھ سے محبت۔۔جھوٹے ہو تم۔۔"سسکتے ہوئے اس سے الگ ہونا چاہا مگر زمور نے گرفت مزید مضبوط کرلی۔۔اب بھلا وہ اسے خود سے جدا کرسکتا تھا!!

"آئی ایم سوری جانم۔۔سب میری غلطی ہے۔۔میں ہی غلط تھا"آنکھیں بند کیے بہت مدھم سرگوشی کی تھی اور بخوشی ہر الزام اپنے سر لے لیا۔اس بار حوریہ نے بھی الگ ہونے کی کوشش ترک کر دی تھی۔

"زمور۔۔"چند لمحے بعد اس نے الگ ہونا چاہا۔۔

"پلیز ریا مجھے محسوس کرنے دو کہ تم میرے پاس ہو۔۔صرف میری ہو اب۔۔ہمیشہ کے لیے۔۔"زمین سے ذرا اونچا کرتا اسکے ریشمی بالوں میں منہ چھپا گیا۔حوریہ کی تیز ہوتی دھڑکن بخوبی سن سکتا تھا مگر اسے کہاں ہوش تھا اس وقت۔۔وہ تو اس پل خود کو محسوس کررہا تھا اپنے اندر زندگی اترتی محسوس کررہا تھا۔اپنے دل کی بنجر زمیں پر اسکے لمس کی پھوار برسا رہا تھا۔آج وہ خود کو اس جہاں کا خوش قسمت ترین شخص محسوس کررہا تھا جسکی باہوں اسکی کل کائنات تھی۔۔

"مجھ۔۔مجھے گدگدی ہورہی ہے۔۔"جھجھکتے ہوئے بمشکل بولی زمور نے الگ ہوتے اسکا چہرہ دیکھا۔

"کیوں۔۔"حیرت سے اسکی سرخ پڑھتی شکل دیکھی۔وہ لب کاٹتے اسکے کرتے کی پیٹرن دیکھ رہی تھی۔۔

"بتاؤ بھی۔۔۔"ہلکا سا جھٹکا دے کر اسے مزید قریب کیا۔۔حوریہ نے اپنا اناری چہرہ لیے خفگی سے اسکی شرارتی مسکراہٹ کو دیکھا۔۔

"یہ اتنی بڑی بڑی شیو۔۔"اسکی بڑی ہوئی شیو پر ہاتھ پھیرا۔۔زمور مسکراتا ہوا اسکے کان کے پاس جھکا "تمہارے ہجر میں ہی بڑی ہے برداشت بھی تم نے ہی کرنی ہے۔۔"دلکش انداز میں کہتا کان کی لو چوم گیا۔۔اسکی پلکیں لرز اٹھیں۔۔مگر پھر گھور کر اسے دیکھا غصہ ابھی بھی قائم تھا۔

"تم مجھے پسند نہیں ہو۔۔"بچوں کی طرح منہ چڑاتے اس سے الگ ہونے لگی مگر زمور اسے لیے بیڈ پر گر گیا۔۔حوریہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔۔

"مگر تم میری فیورٹ ہو جانم اور میرا لایا ڈریس کیسے پہن لیا۔۔"ایک جھٹکے سے رخ بدلتے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔حوریہ نے اسکی گردن کے گرد باہیں ڈال دیں۔۔

"کیونکہ ماما نے کہا تھا۔۔"آنکھوں میں شرارت لیے اسکا کل والا جملہ دہرایا تھا۔۔وہ چند پل اس دشمنِ جاں کو اسی طرح تکتا چلا گیا۔وہ اب تک خواب کی سی کیفیت میں تھا۔۔

"ریا۔۔مجھے بتاؤ میں خواب تو نہیں دیکھ رہا نا۔۔"اسکا چہرہ اپنی چوڑی ہتھیلیوں میں بھرتے اپنے لب اسکے ماتھے پر رکھ گیا۔حوریہ نے اپنی آنکھیں بند کرلیں۔۔

"میں صرف تمہاری ہوں اور یہ حقیقت کوئی نہیں بدل سکتا زمور۔۔"

"مجھ سے دور تو نہیں ہوگی نا؟" اس کی آنکھیں دیکھیں جن کا زمور داؤد ایک زمانے سے دیوانہ تھا۔۔

" کبھی نہیں۔۔"

"ہمیشہ میرے ساتھ رہوگی چاہے جتنی بھی خفا ہو؟" پوچھ رہا تھا جیسے اپنے اندر کا خوف ختم کرنا چاہتا ہو۔۔

"ہم۔۔ہمیشہ۔۔"دل کی بے قابو ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالتے بس اتنا ہی کہہ سکی۔۔آنکھیں ہنوز بند تھیں مگر پلکوں کی لرزش اسکے حالِ دل کا پتہ دے رہی تھی۔۔

"میری ہوکر رہو گی۔۔؟"۔

حوریہ نے پٹ سے اپنی آنکھیں کھولیں مگر زمور داؤد کی مخمور نگاہوں سے آنکھیں چار نہ کرسکی اور دوبارہ بند کرتی سر اثبات میں ہلاگئی۔۔خود پر پل پل بیتی اذیت کی داستاں اسے اپنی شدتوں اور جنون کی صورت بتارہا تھا۔حوریہ کو اپنا آپ سن پڑتا محسوس ہوا۔۔

"میں۔۔میں کپڑے چینیج۔۔۔بلکہ صبح عنایہ کا ناشتا آئے گا۔۔ہمیں بھی سونا چاہیے.."اسے خود سے دور کرتے تھوک نگلا

"وہ دونوں ہی نہیں ہم بھی نیولی میرڈ ہیں سمجھ آئی۔۔"اس کی ٹھوڑی پکڑتے رعب سے بولا۔حوریہ سر سے پیر تک سرخ پڑ گئی تھی پھر اچانک کچھ یاد آیا تو گھور کر اس سے دور ہونا چاہا

"تم نے اب تک مجھے ویڈنگ گفٹ تو دیا نہیں۔۔ نئ دلہن کو وہ ملتا ہے۔۔دور جاؤ اب تو۔۔"ایک مضبوط بہانا ملا تھا۔زمور نے خشمگیں نگاہوں سے اسے دیکھا اور اٹھ کر الماری کی جانب بڑھ گیا۔اسے اپنی کبڈ کھولتے دیکھ حوریہ تیزی سے بیڈ سے اتری تھی

"میری والی سائیڈ کیوں کھول رہے ہو۔۔"اس سے پہلے کہ وہ پہنچتی زمور کھول چکا تھا اور آگے ہی اپنی جائے نماز رکھی دیکھ بے یقینی سے پلٹا تھا۔۔

"یہ میری سائیڈ ہے اپنی سائیڈ ڈھونڈو جو ڈھونڈنا ہے"نظریں چراتے جلدی سے کبڈ بند کی۔۔

"ریا۔۔"وہ چیخا تھا۔حوریہ نے لب کاٹتے چور نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔

"تمہیں ایک ہفتہ ہوچکا یہاں آئے اور کچھ بول نہیں سکتیں تھی کہ میری جان آپ کو معاف کردیا ہے میں نے۔۔"اسے قریب کھینچتے خفگی سے گھورا تھا۔۔

"تمہارے مزاج ہی نہیں مل رہے تھے۔۔"منہ بناتے روٹھ کر بولی۔

"تو مجھے الہام تو ہونے سے رہا۔۔"

"مگر تم نے اگنور بھی کیا مجھے اس پورے ہفتے اور سب کے سامنے شاپنگ پر لے جانے کے لیے بھی منع کیا۔۔"اسکے کرتے کا اوپری بٹن کھول بند کرتی ناراضگی سے بولی۔۔

"خدا کو مانو اپنے مصروف ترین اسکیجوئل میں سے تمہارے لیے وقت نکال کر یہ شادی اٹینڈ کی اور مجھے کیا پتا تھا تم اینجل بن کر واپس آئی ہو صرف تمہاری وجہ سے انکار کیا تھا۔۔"بغور اسکا ہر نقش دیکھ رہا تھا

"اچھا ایک بات بتاؤ۔۔"اسکی بہکتی نگاہوں سے حوریہ گھبرانے لگی تھی۔۔

"کیا۔۔"اسکے دونوں ہاتھ پشت پر لگا گیا۔وہ بھی اس کے پل پل بدلتے رنگ دیکھ رہا تھا۔

"عبیر کہتی ہے میں میک اپ نہیں کرتی تم میری سادی شکل دیکھ کر بور ہو جاؤ گے۔۔"نروٹھے انداز میں اس سے شکایت کی زمور اپنا قہقہہ ضبط نہ کرسکا۔۔

"اور اگر میں اس بات کا جواب نہ دوں پھر۔۔"مسکراتے ہوئے اس پر جھکا تھا۔حوریہ اگلے ہی پل دور ہوئی۔۔مگر زمور اسے اپنی مضبوط باہوں میں اٹھا گیا۔۔

"کیا مطلب ہاں۔۔"دھونس سے اسکا گریبان پکڑا

"آزمائش شرط ہے۔۔"گہری نگاہوں سے اسکی غزالی آنکھوں میں جھنکا وہ فوراََ نظریں جھکا گئی۔۔لبوں پر ایک حسین مسکراہٹ تھی۔

"اچھا گفٹ۔۔"پھر سے یاد آیا تھا۔۔

"کل بات کرنا گفٹس کی۔۔اتنا لیٹ خیال آیا ہے تو پہلے سزا تو بھگت لو۔۔"وہ سرخ پڑتی کندھے پر ایک مکا ہی جڑ سکی تھی۔۔۔

******

نماز پڑھ کر جائے نماز تہہ کرتا اس تک آگیا۔بلیک نائٹ ڈریس پہنے زمور کے تکیے میں منہ چھپائے بے خبر سو رہی تھی۔اسکے لبوں پر ایک پرسکون مسکراہٹ دوڑ گئی۔یہ زندگی کی پہلی صبح تھی جس کے آغاز پر وہ کھل کر مسکرایا تھا اسکی جانِ حیات اسکے پاس تھی۔۔اسکی تھی۔۔اسکے بال سہلاتے آنکھ کے قریب لب رکھ گیا۔صبح کے ساتھ بج رہے تھے۔وہ کچھ دیر پہلے ہی سوئی تھی مگر نیند زمور داؤد کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔رات کے منظر آنکھوں میں گھومے تو اسے پھر سے تنگ کرنے کو

جی چاہا مگر پھر مسکراتا ہوا دور ہو گیا کیونکہ آج کیس کی لاسٹ ہیئرنگ تھی اور لائر کے بتائے کچھ پوائنٹس اسے بھی اسٹڈی کرنے تھے۔۔ تقریباً دس بجے تک وہ انہی فائلز میں الجھا رہا تھا مگر مزید اسے پرسکون نیند سوتا دیکھ وہ جھنجھلا اٹھا تھا۔فائلز بند کرتا اسکے پاس آ گیا۔۔

"ریا اٹھو بارہ بج رہے ہیں۔۔" حالانکہ گھڑی میں ابھی سوا دس ہوئے تھے۔۔وہ کسمساتی کروٹ بدل گئی۔۔

"ہے۔۔جانم اٹھو نا۔۔" اسکے چہرے پر آئے بال پیچھے کیے۔۔حوریہ موندی موندی آنکھوں سے اسے گھورنے لگی

"کیا ہے میں نہیں اٹھ رہی اتنی جلدی۔۔" کمفرٹر منہ تک چڑھا گئی۔وہ بھی اسکے برابر میں ہی آ گیا

"اٹھو۔۔فوراً مجھے نیند نہیں آ رہی۔۔" غصے سے اسے دیکھا

"تو لوری سناؤں چلو سو جاؤ۔۔" آنکھیں بند کیے اسے چھوٹے بچے کی طرح تھپکا۔زمور نے اسکے مہندی لگے ہاتھوں کو اب غور سے دیکھا تھا۔

"تم نے مہندی بھی لگوائی تھی۔۔" اسکی مخروطی انگلیوں میں انگلیاں پھنساتے لبوں سے لگا گیا۔

"دوسرا ہاتھ دکھاؤ۔۔" اسے سوتا دیکھ کمفرٹر چہرے سے ہٹا کر دوسرا ہاتھ دیکھا وہ بھی اسی طرح سجا تھا۔اس نے دوسرا بھی اسی طرح لبوں سے لگا لیا۔حوریہ نے خشمگیں نگاہوں سے اسے دیکھا۔کچی نیند کی وجہ سے آنکھوں میں سرخ ڈورے زمور داؤد کو مبہوت کر گئے تھے۔اس سے پہلے کہ وہ اس پر جھکتا حوریہ اسکے ہاتھ کے نیچے سے نکلی اور ایک نظر گھڑی پر ڈالی جو ساڑھے دس بجا رہی تھی۔

"یہ۔۔یہ تمہاری گھڑی میں بارہ بج رہے ہیں۔۔" اس پر چڑھ دوڑی.زمور نے ایک جھٹکے سے اسے خود پر گرایا تھا

"میں تو ایک پل نہیں سویا تم تو پھر بھی سو گئیں ظالم لڑکی ابھی سات گھنٹے پہلے ہی مجھے ملی ہو تھوڑا ترس کھاؤ۔۔"اس پر اٹیک کیا تھا

"نو نیور۔۔مجھے نیند آرہی ہے۔۔اٹھ کر بات کریں گے اس بارے میں۔۔"ذرا بھی اس کے ڈرامے میں آئے بغیر دور ہوئی۔۔

"تمہاری نیند کی تو ایسی کی تیسی۔۔"اس پر جھکتا تمام راستے مسدود کرگیا۔حوریہ نے کھکھلاتے ہوئے اسے دور کرنا چاہا مگر وہ بخشنے والا نہ تھا۔پورا کمرا حوریہ عثمان کی کھکھلاہٹوں سے گونج رہا تھا۔

"میں نے صرف تمہیں چاہا ہے میری ہر سانس تمہاری قرضدار ہے حوریہ زمور داؤد۔۔"اسکا ہنستے ہنستے سرخ پڑھتا چہرہ دیکھ کھوئے کھوئے انداز میں بولا تھا۔نجانے کیوں حوریہ کی آنکھیں نم ہوگئیں تھیں۔چند پل اسکی آنکھوں میں یونہی دیکھتی رہی۔۔

"میں۔۔میں نہیں جانتی میں تم سے تم جتنا عشق بھی کرپاؤں گی یا نہیں مگ۔۔مگر اب تمہارے بغیر نہیں جی سکتی۔۔"اسکی شیو کی چھبن اپنی ہتھیلیوں پر محسوس کرتے رندھے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔۔زمور اسکی پیشانی چوم گیا۔کیا اس سے بھی زیادہ بلند بخت کوئی ہوسکتا تھا؟

"کبھی مجھ سے ناراض نہیں ہوئے تم۔۔؟"اسکی شہ رگ پر انگلیاں پھیرتے بہت اشتیاق سے پوچھا تھا۔

"تجھ سے تو خیر عشق تھا

خود سے بڑے گلے رہے"ایک گہری سانس بھرتے گھمبیر لہجے میں اپنی بے بسی بتائی تھی اور اسکی دلکش آنکھیں چوم گیا۔۔حوریہ کے لبوں پر میٹھی سی مسکان دوڑ گئی جیسے جانتی تھی ایسا ہی کوئی جواب آئے گا۔۔

"ان گزرے چھ مہینوں میں مجھے مس کیا تھا۔۔؟"

"میری چھوڑو اپنی سناؤ۔۔ کبھی یہ ناچیز خیال سے بھی گزرا۔۔"اسکے ریشمی بالوں میں انگلیاں پھیر رہا تھا۔۔

"تم جادو ٹونا کرکے گئے تھے۔۔بھوتوں کی طرح ہر جگہ بھٹک رہے تھے۔۔"منہ بناتے زور سے اسکے سینے پر مکہ مارا۔زمور ہنس پڑا۔جانتا تھا یہ احساس یکدم تو نہیں جاگ سکتا تھا۔۔

"چلو شاباش تم سوجاؤ اب میں چلا۔۔"اسے اپنے سینے سے ہٹاکر تکیے پر لٹاتے پیشانی چومی۔والکلک پونے بارہ بجارہی تھی۔۔

"کہاں۔۔"حوریہ کا حیرت سے منہ کھل گیا۔مطلب اسکی نیند خراب کرکے اب کہہ رہا تھا دوبارہ سوجاؤ!!

"ساڑھے بارہ تک کوٹ پہنچنا ہے۔۔تم نیند پوری کرو اب۔۔"مزے سے کہتا کبڈ کی جانب بڑھ گیا۔۔

"تو تمہارا کیا کام تم کیوں جارہے ہو۔۔؟"بے چینی سے اٹھتی اسکے پاس آگئی

"میرا جانا ضروری ہے ریا آج آخری ہیئرنگ ہے۔۔"اسکے چہرے پر موجود خوف کو وہ سمجھ گیا تھا۔

"میں بھی ساتھ چلوں۔۔"اسکے کپڑے پکڑتے اتنی معصومیت سے بولی زمور سے رہا نہ گیا اور چھوٹی سی شرارت کرگیا۔۔

"تم کیا کروگی گھر میں رہ کر میرے لیے دعا کرنا میری جائے نماز پر بیٹھ کر۔۔"آنکھ مار کر چھیڑتے ہوئے بولا تھا۔حوریہ منہ چڑاگئی

"وہ میری ہے اب۔۔"

"اور میں۔۔"

"بات مت گھماؤ میں بھی چل رہی ہوں ساتھ۔۔"کبڈ کھول کر اپنے کپڑے نکالنے لگی۔۔

"کوئی نہیں لے کر جارہا۔۔سوچنا بھی مت۔۔"صاف انکار کرتا ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گیا۔جس قسم کا مجرم کا بیک گراؤنڈ تھا کچھ بھی ہوسکتا تھا اور زمور کم از کم حوریہ کے حوالے سے یہ رسک مرکر بھی نہیں لے سکتا تھا۔حوریہ اسکی پشت گھور کررہ گئی تھی۔دل میں نجانے کیوں ایک خوف سانپ کی طرح کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔تب ہی کمرے کا دروازہ بجا تھا۔وہ چونک کر خیالوں سے نکلی تھی اور صوفے سے گاؤن اٹھاکر پہنتی دروازے کی جانب بڑھ گئی۔۔

"کیا تمہاری شادی ہوئی ہے کل جو اب تک باہر تشریف نہیں لائیں۔۔"دروازہ کھلتے ہی بریرہ چڑھ دوڑی تھی۔حوریہ سرخ پڑھتے سائیڈ میں ہوئی

"وہ میں۔۔میں بس آرہی تھی۔۔عنایہ اٹھ گئی۔۔"لب کاٹتے یکدم بات بدل گئی۔بریرہ اسے دیکھتی معنی خیزی سے مسکرا رہی تھی۔۔

"کیا ہوگیا۔۔"دانت پیستے رخ موڑتی کبڈ کی جانب بڑھ گئی۔وہ کھلکھلا اٹھی تھی۔۔

"جلدی آؤ عنایہ اور شعیب بھی ٹیبل پر آچکے ہیں اب۔۔"اس نے کوئی جواب نہ دیا تھا

"زمور بھائی کہاں ہیں۔۔"ادھر ادھر دیکھتے اس سے پوچھا۔اسی پل زمور بھی براؤن پینٹ کوٹ اور وائٹ شرٹ پہنے ڈریسنگ روم سے نکل آیا تھا۔حوریہ نے ایک خفا نگاہ اس پر ڈالی اور کپڑے احتجاجاً بیڈ پر پھینکتی رخ موڑ کر بیٹھ گئی۔۔

"زمور بھائی سب ناشتے پر ویٹ کررہے ہیں۔۔"اسے دیکھ کر خوشدلی سے بولی

"یار ٹائم نہیں ہے کوٹ پہنچنا ہے۔۔"ایک نظر رسٹ واچ پر ڈالتے معذرت کرتا اپنی فائلز بریف کیس میں رکھنے لگا

"اوہ۔۔ہاں۔۔"اسے جیسے یاد آیا تھا۔۔

"دعا کرنا ٹھیک ہے۔۔"ایک نظر حوریہ پر ڈالی مگر وہ اکڑی بیٹھی تھی۔

"چلو اللہ حافظ۔۔"وہ حوریہ کو دیکھ رہا تھا مگر اس نے ایک نگاہ بھی اس پر نا ڈالی تھی بریرہ نے دانت پیس کر اسے دیکھا۔۔

"چلیں اللہ حافظ۔۔"اسے خود ہی بولنا پڑا۔۔زمور بھی دل مسوستا باہر نکل گیا۔اس ضدی لڑکی نے خدا حافظ بھی نہ کیا تھا۔

"کیا حرکت تھی یہ۔۔"اسکے جانے کے بعد حوریہ کے کندھے پر ہاتھ مارا

"کیوں کیا ہوا"اسے گھورتے اپنا کندھا سہلایا

"وہ تمہارا خدا حافظ سننے کے لیے کھڑے تھے پھر کیوں منہ میں گڑ دے کر بیٹھی رہیں۔۔"

"اتنا ہی ان کا خیال تھا تو کمرے سے نکل جاتیں کر دیتی خدا حافظ۔۔"ایک ایک لفظ چباتی بے باکی سے بولی۔بریرہ کا منہ کھل گیا

"اور ویسے بھی میں ناراض ہوں اس سے۔۔"بیڈ سے اترتے کپڑے اٹھائے

"کیوں؟"

"آج لاسٹ ہیئرنگ تھی میں نے کہا مجھے بھی لے چلو مگر صاف انکار کر گیا۔۔"پھر سے اداسی غالب آگئی تھی

"تو صحیح تو کیا تم کیا کرتیں وہاں جا کر ایڈیٹ۔۔"اسکے ڈپٹنے پر حوریہ نے دانت پیس کر اسے دیکھا اور بغیر کچھ کہے واشروم کی جانب بڑھ گئی۔وہ بھی سر جھٹک کر مسکراتی ہوئی باہر نکل گئی تھی۔۔

******

وہ کافی دیر سے آفاق صاحب کی تصویر لیے بیٹھی تھی۔انہیں گزرے چھ ماہ ہوچکے تھے اور گزرے ہر دن وہ یاد آئے تھے۔انہوں نے آخری دم تک اسکا سوچا تھا اور ایک بہترین شخص کے ہاتھ میں اسکا ہاتھ تھماگئے مگر ایک باپ کی کمی تو کوئی پوری نہیں کرسکتا تھا نا۔۔اور وہ بھی جو ہر پل اسکے ساتھ رہے تھے۔کبھی ماں کی کمی محسوس نہیں ہونے دی تھی۔دو آنسو ٹوٹ کر اسکی آنکھ سے گرے تھے۔

"آئی مس یو بابا۔۔"انکی تصویر اپنے سینے سے لگاگئی۔۔

"زوبی یار کہاں ہو۔۔"وہ ڈھونڈتا ہوا اسٹڈی میں چلا آیا۔زوباریہ نے جھٹ اپنے آنسو پونچھے تھے۔

"کیا کررہی ہو یہاں۔۔تم روئی ہو۔۔"اسکے برابر میں بیٹھتے رخ اپنی طرف موڑا۔وہ خاموشی سے سر جھکا گئی۔اسکی گود میں رکھی آفاق صاحب کی تصویر کو دیکھ چکا تھا۔

"یار یہاں آؤ۔۔"اسے اپنے حصار میں لے لیا

"بابا یاد آرہے ہیں۔۔"اسکے سینے سے لگتی سسکی تھی۔۔شہریار کچھ نہ بولا تھا اسے بس آہستہ آہستہ تھپکتا رہا۔وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتا تھا جب تک وہ جی بھر کر رو نہیں لیتی تھی اسے خود سے لگائے رکھتا تھا۔۔اب بھی وہ اسکی شرٹ سے آنسو رگڑتی الگ ہوئی تھی۔

"کیا کل ہم انکی قبر پر چلیں؟"

"ہاں چلیں گے مگر تم مزید نہیں روؤ گی۔۔"اسکی سرخ پڑھتی آنکھیں چوم لیں

"میں نہیں روتی آنسو خودبخود آجاتے ہیں۔۔"

"اور میری شرٹ بھیگ جاتی ہے۔۔۔"اسے چھیڑتے ہوئے اپنی شرٹ دیکھی۔وہ جھینپ سی گئی۔

"اچھا چائے پیئیں گے۔۔"

"نہیں آج آؤٹنگ کا موڈ ہے کھڑی ہو جلدی۔۔"اسکے بال کان کے پیچھے کیے

"نیور میں نے اتنا سارا کھانا بنایا ہے وہ کون کھائے گا۔۔" صاف انکار کرتی اٹھی مگر وہ واپس بیٹھا گیا

"تو بھاگ کہاں رہی ہو پھر۔۔" شرارت سے اسے دیکھا۔

"نہیں مجھے کام ہے چھوڑیں۔" اسکا حصار توڑتی جلدی سے اٹھ کر دور ہوئی تھی

"کہاں بھاگو گی پورے گھر میں اپنا راج ہے میڈم" اسے مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر نکلتا دیکھ خود بھی اسکے پیچھے نکلا تھا۔

******

"کیا کررہی ہو یہاں بیٹھی۔۔ عنایہ کو پک کرنے نہیں چلنا کیا۔۔" اسے لاؤنج میں اپنے خیالوں میں گم چینل سرچنگ کرتا دیکھ وہیں چلی آئی۔ دوپہر کے تین بج رہے تھے۔

"میں نہیں جارہی تم لوگ چلی جاؤ۔۔" کشن گود میں رکھتے جھنجھلاکر بولی۔ اب تک کیس کی جانب سے کوئی خبر نہیں آئی تھی۔ نجانے کیوں اسکا دل بیٹھ رہا تھا۔۔

"کیا پاگل ہو سب نے مل کر ہی پلان بنایا تھا آؤٹنگ کا۔۔" وریشہ کو گود میں لیے مہرین صاحبہ اور عائلہ خاتون بھی وہیں آگئیں تھیں۔ ولیمہ کل تھا آج سب کا باہر آؤٹنگ کا پلان تھا۔

"کیا بات ہے حور کیوں نہیں جارہیں۔۔"اسکے برابر میں ہی بیٹھ گئیں

"بس دل نہیں چاہ رہا ماما۔۔میں گھر پر ہی ٹھیک ہوں۔۔"بہت منت سے بولی تھی۔۔عائلہ خاتون نے اسکرین پر چلتی نیوز کو پھر بغور اسے دیکھا۔یعنی یہاں دل اٹکا تھا اسکا۔ان کے لبوں پرایک محفوظ مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"بھئی بری تم دونوں چلی جاؤ اپنی بہو کو میں خود لے آؤں گی کیس کے فیصلے کے بعد۔۔"وہ مسکراتے ہوئے بولیں مہرین صاحبہ کی حیرت بھری نظریں خود پر محسوس کرتی یکدم سٹپٹا سی گئی۔۔

"نہ۔۔نہیں تو۔۔

"اووو۔۔اب سمجھی۔۔"بریرہ اور عبیر کھکھلا اٹھی تھیں۔حوریہ کو اپنا سارا خون چہرے پر جمع ہوتا محسوس ہوا۔۔وہ دونوں بھی ہنس پڑیں تھیں۔۔

"بری۔۔"دانت پیس کر اسے گھورا

"اچھا اچھا جارہے ہیں تم زمور بھائی کے ساتھ آجانا۔۔"اسے چھیڑتیں لاؤنج سے نکل گئیں۔ان دونوں خواتین کی مسکراتی نظریں خود پر محسوس کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"میں چائے بنانے جارہی ہوں۔۔پیئں گی آپ لوگ۔۔"

"ہاں بھئی کیوں نہیں۔۔"عائلہ خاتون نے فوراََ حامی بھر لی۔وہ بھی کچن میں آگئی تھی مگر دل و دماغ نیوز میں ہی اٹکا تھا۔اسے کال بھی نہیں کی تھی کہ تھوڑی ناراضگی بھی تو دکھانی تھی۔۔جلدی جلدی چائے بناکر ٹرے میں سجائی اور لاؤنج کی جانب بڑھ گئی۔۔

"ناظرین آپ کو بتاتے چلیں آج ماروی زیادتی کیس کا فیصلہ آنا تھا جسے پاکستان کے مشہور بزنس مین زمور داؤد کی فاؤنڈیشن کی جانب سے لڑا جارہا تھا فیصلہ ان کے حق میں آیا ہے۔مجرم کو چودہ سال قید کی سزا سنائی گئی ہے مگر آپ کو ایک اور افسوسناک خبر سے آگاہ کرتے چلیں۔۔"حوریہ قدم قدم چلتی وہیں آگئی تھی

"عدالت کے باہر نامعلوم افراد اندھادھند فائرنگ کرکے فرار ہوچکے ہیں جس کے نتیجے میں دو افراد زخمی ہوئے ہیں ذرائع کے مطابق انہیں ہوسپٹل منتقل کیا جاچکا ہے"نیوز اینکر نجانے اور کیا کیا کہہ رہی تھی مگر حوریہ کا دماغ زخمی افراد پر اٹک چکا تھا۔اسے لگا پورا لاؤنج گھوم گیا ہو۔ٹرے پر گرفت یکدم کمزور ہوئی تھی اور کپ ایک چھناکے کے ساتھ فلور پر گرکر ٹوٹے تھے۔پریشان بیٹھیں مہرین صاحبہ اور عائلہ خاتون نے چونک کر اسکی جانب دیکھا جو زرد شکل لیے پتھرائی نظروں سے اسکرین دیکھ رہی تھی۔۔

"زمور۔۔"ایک آنسو ٹوٹ کر گال پر گرا تھا اور یکدم ہی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھایا۔۔

"حور۔۔میری بچی۔۔"وہ دونوں تیزی سے اسکی جانب لپکی تھیں مگر وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتی زمیں بوس ہوچکی تھی اور چند ہی لمحوں میں تمام افراد سب کچھ چھوڑ چھاڑ گھر دوڑے چلے آئے تھے۔۔

******

داؤد صاحب اور عثمان صاحب گارڈز کی نگرانی میں ہاسپٹل پہنچے تھے۔دونوں کے دل میں عجیب عجیب خدشات گھر کررہے تھے کیونکہ زوہیب اور شعیب کب سے اسے کانٹیکٹ کرنے میں لگے تھے مگر اب تک کچھ حاصل نہ ہوسکا تھا اور ابھی جو حالت حوریہ کی دیکھ کر آئے تھے انہیں لگا تھا کسی نے ان کا دل مٹھی میں بھینچ دیا ہو۔

"یا اللہ میری بچی نے اب ہی تو جینا سیکھا ہے اس سے اسکی خوشیاں مت چھینیو۔۔"عثمان صاحب نے شدت سے اپنے پروردگار سے دعا کی تھی۔کار ہاسپٹل کے سامنے آرکی تھی۔

"داؤد۔۔ چلو آؤ۔۔"انہیں سوچوں میں گم دیکھ عثمان صاحب نے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔داؤد صاحب اپنے دل پر گزرتی قیامت کو نظرانداز کرتے ایک گہری سانس بھر کر کار سے اتر گئے۔نہیں جانتے تھے کہ اندر ان کا لختِ جگر زندہ بھی ہے یا اپنا رختِ سفر باندھ چکا ہے۔ان کا ہر اٹھتا قدم ان کے دل کی کیفیت بدل رہا تھا۔

"یا اللہ میرے زمور کی حفاظت کریو وہ اپنے انجانے میں کیے گناہ کی سزا بھگت چکا ہے۔۔ہمیں مزید کسی غم سے مت گزاریو۔۔"کوریڈور میں داخل ہوچکے تھے جہاں پولیس کے اہلکار اور ڈاکٹرز اپنا کام کرتے نظر آرہے تھے۔۔

"آفیسر زمور کہاں ہے۔۔"عثمان صاحب نے کڑے دل سے پوچھا تھا۔

"آئیں میرے ساتھ۔۔"وہ ان دونوں کو لیے ایک روم کی جانب بڑھ گیا۔دونوں نے بس ایک نگاہ ایک دوسرے پر ڈالی تھی اور اس پل دونوں کی آنکھوں میں زمور داؤد کو کھودینے کا خوف تھا۔۔

"آئیں سر۔۔"کمرے کا دروازہ وا کرتے انہیں اندر داخل ہونے کا اشارہ کیا۔وہ دونوں ساتھ ہی کمرے میں داخل ہوئے تھے اور زمور داؤد کو بیڈ پر صحیح سلامت بیٹھا دیکھ ان کا دل جیسے پھر سے دھڑکنے لگا تھا۔شاید ہی کبھی انہیں اپنے بیٹے کو دیکھ کر اتنی خوشی محسوس ہوئی ہو جتنی آج محسوس ہوئی تھی۔

"بابا۔۔انکل۔۔"انہیں دیکھتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔داؤد صاحب نم آنکھیں لیے قریب آتے اسے اپنی باہوں میں بھر گئے۔زمور نے مسکراتے ہوئے ان کے غم سے نڈھال وجود کو سنبھال لیا تھا۔۔

"میرا بیٹا۔۔"الگ ہوتے اسکی پیشانی چوم لی۔۔

"بیٹا ٹھیک ہو نا تم۔۔"عثمان صاحب نے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"جی الحمدللہ آپ سب کی دعاؤں نے بچا لیا مجھے۔۔مگر میرے گارڈز زخمی ہیں اگر وہ لوگ بیچ میں نہ آتے تو شاید آج میں یہاں کھڑا نہ ہوتا۔۔"تاسف سے انہیں بتایا۔۔

"آفیسر یہ کیسی سیکیورٹی تھی کوٹ کے اندر دن دھاڑے فائرنگ کر کے چلے گئے وہ لوگ۔۔"داؤد صاحب آفیسر پر برہم ہوئے۔۔

"بابا اریسٹ ہوگئے ہیں وہ لوگ اور آفیسر ہمارے ساتھ کو اوپریٹ کررہے ہیں۔۔"زمور نے انہیں ٹھنڈا کیا۔

"آٹس اوکے سر۔۔آپ فارغ ہوجائیں پھر ہم تفصیل سے آپ کا بیان قلم بند کریں گے۔۔"آفیسر اس سے مخاطب ہوتا باہر نکل گیا۔اسی پل زوہیب اور شعیب بھی داخل ہوئے تھے۔

"یار جان ہی نکال دی تھی تو نے تو۔۔"زوہیب خفگی سے اسکی جانب بڑھا اور گلے سے لگ گیا۔۔اسکے انداز پر تینوں ہنس پڑے تھے۔

"گھر سے آرہے ہیں وہاں حوریہ نے الگ سب کے ہاتھ پاؤں پھلائے ہوئے ہیں۔۔"شعیب نے گھر کے حال سے آگاہ کیا۔اسکے ذکر پر وہ یکدم بے چین ہوا تھا

"کیا ہوا اسے۔۔"

"کچھ نہیں ہوا بس تیری خبر نے چکر دلا دیے اسے،بستر سے لگ گئی ہے۔۔"زوہیب نے زور سے اسکے کندھے پر پنچ مارا۔وہ بس خشمگیں نگاہوں سے اسے گھور کررہ گیا تھا۔

"چلو بیٹا گھر ہی چلتے ہیں پھر۔۔تم بیان بھی گھر پر ہی دینا"داؤد صاحب کے کہنے پر سب ہی سرہلاتے باہر کی جانب بڑھ گئے۔۔

******

اسکی آنکھ کھلی تو تمام خواتین کو اپنے کمرے میں ہی پایا تھا۔

"ماما۔۔بری۔۔زم۔۔زمور کہاں ہے۔۔"ایک جھٹکے سے اٹھتے بے تابی سے ان کا ہاتھ تھاما۔۔بریرہ اور عنایہ شام میں ہی شعیب کے ساتھ واپس آگئیں تھیں۔۔

"بیٹا وہ ٹھیک ہے اپنے لائر اور پولیس آفیسر کے ساتھ کچھ مصروف ہے۔۔"اسے اپنے ساتھ لگاتے تسلی دی

"نہیں مجھ۔۔مجھے پتا ہے آپ جھوٹ بول رہی ہیں مجھے اسکے۔۔اسکے پاس جانا ہے۔۔"سسکتے ہوئے بنا دوپٹے کے بیڈ سے اتری تھی۔عائلہ خاتون اور عنایہ بھی پاس چلی آئیں اسکی حالت دیکھ کر انکی آنکھیں بھی بھیگ گئیں تھی۔

"میری بچی وہ ٹھیک ہے نیچے زوہیب کے ساتھ ہے۔۔بس اسکے گارڈ زخمی ہوئے تھے وہ بھی ٹھیک ہیں اب"اسکے لرزتے وجود کو تھام لیا

"نہیں مجھے دکھائیں میں۔۔میں نے کتنا بولا مجھے بھی لے چلو مگر اس نے ایک نہیں سنی۔۔"پھوٹ پھوٹ کر روتے اسکی شکایتیں کررہی تھی۔جب ہی وہ کمرے میں داخل ہوا تھا۔

"لو آگیا زمور بھی۔۔"انہوں نے دروازے کی سمت اسے متوجہ کیا۔وہ لوگ کچھ دیر پہلے ہی ہاسپٹل سے گھر لوٹے تھے مگر زمور اپنے وکیل اور آفیسر کے ساتھ بیٹھا ضروری کام نمٹا رہا تھا۔

"زمور۔۔"بھیگی آنکھوں سے اسکی جانب لپکی اور اسکے سینے میں منہ چھپائے ہچکیوں سے رو پڑی۔زمور نے اپنا مضبوط حصار اسکے گرد باندھ دیا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں جانم۔۔"دھیرے سے اسکے کان میں سرگوشی کی مگر وہ کہاں سن رہی تھی اسکی۔۔بس اسے محسوس کرتے سسک رہی تھی۔۔

"یار مجھے مجبور کررہی ہو سب کے سامنے کوئی گستاخی کرنے پر۔۔"اسکی تڑپ پر زمور نے بمشکل خود پر بند باندھتے مخمور لہجے میں سرگوشی کی۔حوریہ متورم چہرہ لیے سرخ پڑھتی اس سے الگ ہوئی تھی اور زور سے سینے پر ہاتھ مارا

"میں نے کہا تھا مجھے بھی لے چلو۔۔"ہاتھ کی پشت سے آنسو رگڑتے ایک بار پھر سسک اٹھی۔

"کیوں تم سیف گارڈ ہو۔۔"ہنستے ہوئے اسے چھیڑا اور بازو کے حلقے میں لے گیا۔۔

"چلو بس بچی نے اپنا حشر کرلیا ہے تم دونوں ریسٹ کرو اب۔۔"عائلہ خاتون کی مسکراتی آواز پر حوریہ جیسے ہوش کی دنیا میں آئی تھی اور چونک کر ان سب کی مسکراتی شکلیں دیکھ زمور سے دور ہونا چاہا مگر اس نے مزید قریب کرلیا

"نہ۔۔نہیں میں ٹھیک ہوں اب۔۔"زمور کو گھورتے عائلہ خاتون سے بمشکل بولی۔

"نہیں بیٹا تم زمور کے پاس رہو وہ بھی سارے دن کا تھکا ہے۔۔"مہرین صاحبہ بھی اٹھ کھڑی ہوئیں تھیں۔حوریہ سر جھکاتی لب کاٹنے لگی۔۔

"بیٹا ریسٹ کرو اب تم۔۔"زمور کے کندھے پر پیار سے ہاتھ پھیرتیں عائلہ خاتون کے ساتھ کمرے سے نکل گئیں۔

"میں کھانا بھیج دیتی ہوں آپ دونوں کے لیے ٹھیک ہے۔۔"بریرہ اور عنایہ بھی کمرے سے نکل گئیں تھیں۔ان کے جانے کے بعد زمور نے دروازہ بند کیا اور اس کے پاس آگیا۔۔

"کیا بات ہے۔۔"ہاتھ پکڑتا بیڈ پر لے آیا

"تم مجھے اسی لیے لے کر نہیں گئے تھے نا۔۔"نم آنکھوں سے اسے دیکھا وہ بغیر کسی پس و پیش کے سر اثبات میں ہلا گیا

"تمہیں کچھ ہو اس بات کا رسک کبھی نہیں لے سکتا تھا میں۔۔"ہتھیلیوں میں اسکا چہرہ بھرتا اسکے آنسو چن گیا۔۔حوریہ کے اور تیزی سے آنسو گرنے لگے

"اگر زمور کو کچھ ہوا تو حوریہ بھی زندہ نہیں رہے گی۔۔"رندھی ہوئی آواز میں بہت مدھم سرگوشی کی تھی۔زمور بمشکل سن سکا اور کتنی ہی دیر تک اسے تکتا چلا گیا۔۔آج زمور داؤد کو اپنے عشق پر غرور ہوا تھا جو طویل انتظار کے بعد ہی سہی مگر حوریہ عثمان کے در سے نامراد نہ لوٹا تھا۔۔اس کی آنکھوں میں موجود اسے کھو دینے کا خوف زمور داؤد کے جذبات کو معتبر کر گیا تھا۔وہ بےخود سا ہوتا اس پر جھکا تھا۔۔حوریہ سرخ پڑھتی اس سے الگ ہوئی۔۔

"میں ناراض ہوں تم سے۔۔"

"ہاں مگر آئی ڈونٹ کیئر۔۔"کمر سے پکڑ کر قریب کرتے اسکی سرخ پڑھتی ناک چوم گیا۔۔حوریہ نے خفگی سے اسے دیکھا پھر یکدم ہی کچھ یاد آیا تھا۔

"اچھا بتاؤ کونسا دن ہے آج۔۔"پلکیں جھکاتے لبوں پر میٹھی سی مسکان لیے اس سے پوچھا۔۔زمور نے ناسمجھی سے اسے دیکھا

"کونسا؟۔۔منڈے"وہ عام سے انداز میں بولا۔حوریہ کے لب یکدم سکڑے تھے۔خونخوار نظروں سے اسے دیکھا اور دانت پیستی ہوئی بیڈ سے اٹھ گئی۔۔

"ہاں صحیح کہہ رہے ہو آج منڈے ہی تو ہے ایک میں ہی پاگل ہوں جو نجانے کیا سمجھ رہی تھی۔۔"کبڈ کی جانب بڑھتے اپنا نائٹ ڈریس نکالنے لگی۔۔

"ریا واپس آؤ یار مجھے بات کرنی ہے تم سے۔۔"اسے واشروم کی جانب بڑھتے دیکھ غصے سے بولا تھا

"نہیں تم بیٹھو اور یاد کرو آج کونسا دن ہے۔۔"صوفے پر پڑا دوپٹہ اسکے منہ پر اچھالتی واشروم میں بند ہوگئی۔۔تقریباً پندرہ منٹ بعد واشروم سے نکلی تو پورے کمرے میں اندھیرے چھایا تھا مگر بیچ و بیچ ایک چھوٹی سی کینڈل جل رہی تھی۔ٹرالی کے چاروں اطراف بلونز لگے تھے اور گلاب کی پتیوں کے بیچ میں ایک چھوٹا سا کیک رکھا تھا۔وہ مبہوت سی اس جانب بڑھ گئی۔

"ہیپی اینیورسری مائے لائف۔۔"اسے پیچھے سے آکر اپنے حصار میں لے لیا۔۔

"تمہیں یاد تھا۔۔"پرجوش انداز میں اسکی جانب مڑی اور گلے میں باہیں ڈال گئی۔زمور اسکے پرنور چہرے کو تکتا چلا گیا۔۔

"کیا سانس لینا بھول سکتا ہوں۔۔کیا اپنی روح سے بے خبر رہ سکتا ہوں تم سے جڑی ہر چھوٹی سے چھوٹی بات زمور داؤد کے دل پر نقش ہوتی ہے پھر یہ دن کیسے بھول سکتا تھا۔۔"اسے باہوں میں لیتے زمین سے ذرا سا اونچا کردیا۔حوریہ نم آنکھوں سے مسکرادی تھی۔

"مگر جلدی جلدی میں بس اتنا ہی کرسکا۔۔"اسے نیچے اتارتے سر کھجا گیا۔حوریہ کھکھلا کر ہنس پڑی۔۔

"آؤ کیک کاٹو ورنہ یہ ننھی سی کینڈل بھی نہ بجھ جائے۔۔"

"نیکسٹ ائیر اپنے بے بی کے ساتھ کاٹیں گے تب زیادہ ارینجمینٹس کروں گا۔۔"اسے بازو کے حلقے میں لیے ٹرالی کے پاس آتے چھیڑا تھا حوریہ یکدم گلابی پڑھ گئی۔عجیب گدگدی سی ہوئی تھی اسکے اندر۔۔لب کاٹتے خاموشی سے کیک کاٹا اور چھوٹا سا پیس اسکی جانب بڑھایا مگر وہ معنی خیز نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیا مسئلہ ہے۔۔"سرخ پڑھتے جھنجھلا کر سارا کیک اسکے چہرے پر لگا دیا۔زمور نے حیرت سے اسکی حرکت دیکھی۔۔

"اب بچو تم۔۔"حوریہ کو کھکھلاتے ہوئے تیزی سے پیچھے ہٹتا دیکھ ایک جست میں پکڑ گیا تھا۔۔

"نہیں زمور میں نے ابھی منہ دھویا ہے۔۔پلیز یہ نہیں"اسکی گرفت میں مچلتے چیخی تھی مگر وہ اپنا کیک لگا گال اسکے دونوں گال پر لگاتا کئی گستاخیاں کرگیا۔وہ اسے بیڈ پر دھکا دیتی دور ہوئی

"آئی ہیٹ یو۔۔"اپنا اناری پڑتا چہرہ لیے بےترتیب دھڑکنوں کو قابو کرتی غصے سے بولی اور ہاتھ کی پشت سے لب اور گال رگڑنے لگی۔وہ بےباکی سے اسے دیکھتا مسکرارہا تھا۔۔

"اچھا چلو سیریس اب گفٹ کی باری۔۔"لب کا کونہ دباتے سیریس ہونے کی ایکٹنگ کی مگر وہ اب بھی گھوررہی تھی۔پینٹ کی جیب سے ایک چھوٹا سے مخمل کا باکس نکالتا اسکے سامنے آگیا۔وہ گردن اکڑائے رخ موڑ گئی مگر نظریں غیر محسوس انداز میں اس باکس پر ہی تھیں۔زمور نے اسکا ہاتھ تھاما اور باکس سے ایک نفیس سی انگوٹھی نکال کر اسکے بائیں ہاتھ کی رنگ فنگر میں پہنا دی۔

"غریب بندہ ہوں یہ ہی لاسکا بس۔۔۔"بیچارگی سے بولا تھا مگر حوریہ کی نظریں انگوٹھی پر تھیں۔وائٹ گولڈ کی رنگ پر چھوٹے چھوٹے بلیک اور بلو ڈائمنڈز جڑے تھے۔۔اس نے آنکھوں میں چمک اور لبوں پر دلکش مسکراہٹ لیے زمور کو دیکھا اور اگلے ہی پل اسکے گلے کا ہار بن گئی۔۔

"یہ۔۔بہت بہت پیاری ہے"اسے سمجھ نہ آیا کہ کیسے اپنے جذبات کا اظہار کرے۔زمور مسکراتا ہوا اسکے گرد حصار باندھ گیا

"ایک اور گفٹ ہے۔۔"

"کیا۔۔"اشتیاق سے اسکا چہرہ دیکھا

"میں اپنا بزنس پاکستان شفٹ کررہا ہوں۔۔"

"کیا۔۔"وہ بے یقینی سے چیخی تھی مگر زمور اپنے انداز میں خاموش کرواگیا۔۔

"بتاؤ خوش ہو۔۔"اسے نیچے اتارتے بہت مان سے پوچھا تھا۔۔

"یہ لفظ بہت چھوٹا ہے میری فیلنگز کے آگے۔۔"اسکی داڑھی پر ہاتھ رکھتے نم لہجے میں بولی تھی۔۔

"مجھے فرق نہیں پڑتا میں یہاں رہوں یا وہاں۔۔چاہے کسی سے بھی دور ہوجاؤں مگر اب تم سے جدا نہیں ہوسکتی زمور داؤد۔۔"اسکے سینے پر پنچ مارتی بے بسی سے بولی تھی۔زمور دلنشین انداز میں مسکراتا اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا تھا۔اللہ نے اس نے اسکے صبر کو رائیگاں نہ جانے دیا تھا۔اسکی محبت کے دل میں اسکے لیے جگہ بنادی تھی۔۔اور رب سے کیا مانگتا وہ۔۔؟۔چاند ان کے حسین ملن پر مسکرادیا تھا۔آج ایک اور عشق قبولیت کی منزل تک پہنچ گیا تھا۔۔زمور داؤد کی سچائی اور محبت نے حوریہ عثمان کو موم کردیا تھا۔۔۔

****

ختم شد